سُنّتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس

حصہ دوم

سُنت اور سائنس کے موضوع پر عظیم شاہکار

کیا سُنتِ نبوی جدید سائنس و ٹیکنالوجی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ یا زینہ

کتاب کو حرف حرف پڑھیے کہ سائنس کی تمام تحقیقات کا رخ آخر کار سنتِ نبوی پر آ کر ختم ہوتا ہے

تحقیق و تصنیف:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)

ناشر
شعبہ تحقیق و تصنیف: دارُ المطالعہ

بالمقابل جامع مسجد بازار والی حاصل پور شہر
ضلع بہاولپور پاکستان۔

سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس

حصہ دوم

سنت اور سائنس کے موضوع پر عظیم شاہکار

کیا سنت نبوی ﷺ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ یا زینہ

کتاب کا حرف حرف پکار رہا ہے کہ سائنس کی تمام تحقیقات کا رزلٹ آخر کار سنت نبوی ﷺ پر آ کر ختم ہوتا ہے

تحقیق و تصنیف:
حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)

ناشر: شعبہ تحقیق و تصنیف: دار المطالعہ
بالمقابل جامع مسجد بازار والی حاصل پور شہر
ضلع بہاولپور پاکستان۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد دوم

تحقیق و تصنیف
حکیم محمد طارق محمود چغتائی

ناشر
شعبہ تحقیق و تصنیف دار المطالعہ
بالمقابل جامع مسجد بازار دلی حاصل پور ضلع بہاولپور پاکستان

کمپوزر رفیق الرحمٰن دار المطالعہ کمپوزنگ سینٹر حاصل پور فون (0696) 42059

تعداد 1100

پرنٹرز
زنگی پرنٹنگ پریس
گل مارکیٹ حاصل پور 41448

اشاعت دوم ستمبر 1998ء

قیمت /160

ملنے کے پتے

شعبہ اشاعت و توسیع دار المطالعہ نزد پرانی ٹینکی حاصل پور فون نمبر 42059 - (0696)

- مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
- حکیم محمد طارق محمود چغتائی فارابی دواخانہ احمد پور شرقیہ
- سلیمی کاپی ہاؤس اردو بازار لاہور
- مکتبہ مکیہ مکی مسجد ۲۲ علامہ اقبال روڈ لاہور۔
- سلیمی بک ڈپو چوک منیر شہید احمد پور شرقیہ
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- دار الاشاعت اردو بازار کراچی
- کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد
- بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور
- ادارہ اسلامیات 190 انار کلی لاہور

جامعۃ الحبیب شاداب کالونی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

1	انتساب	
2	توجہ	4
3	حرف تمنا	5
4	آواز دل	7
5	صرف وہی پڑھیں جن کا شیوہ تنقید ہے	9
6	گفتگو نبویؐ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	11
7	گوشت کو دانتوں سے کاٹنا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	13
8	سبک رفتاری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	14
9	کھجور کا سالن اور جدید سائنس	15
10	قوم کا سردار خادم اور جدید سائنس	16
11	برکت نبویؐ اور جدید سائنس	17
12	خواب - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	20
13	آرام دہ بستر کے استعمال سے منع اور جدید سائنس	28
14	اکثر جوتا پہنے رہنے کی تلقین اور جدید سائنس	30
15	سفر کا دوسرا ساتھی بنانا اور جدید سائنس	31
16	بچوں کی تربیت اور جدید سائنس	33
17	بیوہ عورت کی زندگی - اسلامی عکس اور یورپی عکس	45
18	عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو سے منع - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	47
19	مہمان کو کھانے پر اصرار - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	48
20	عورتوں کے باریک لباس کے نقصانات اور جدید سائنس	49
21	اسلام میں زیب و زینت کا اختیار اور جدید سائنس	50

22 ایک جوتا نہ پہنو - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 52
23 اسلام میں نقل اتارنے سے منع اور جدید سائنس 53
24 عورت کی آدھی اور مرد کی پوری گواہی اور جدید سائنس 54
25 جسم کا حق اور سنت نبویؐ اور جدید سائنس 80
26 بحالت جنابت کھانا کھانا اور جدید سائنس 86
27 بحالت جنابت سونا اور جدید سائنس 87
28 دوسروں کے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھنا اور جدید سائنس 87
29 بیوگی کی عدت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 88
30 درندوں کی کھال بچھانے سے منع 89
31 کتے کی احتیاط - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 89
32 پیشاب کا برتن گھر میں نہ ہو اور جدید سائنس 91
33 جب کسی کو ملنے جائیں اور جدید سائنس 91
34 جوتا بیٹھ کر پہننا اور جدید سائنس 92
35 وقف برائے خدمت خلق اور جدید سائنس 93
36 بازار کا ناشتہ یا ماں کا ناشتہ اور جدید سائنس 95
37 چکی اور چرخے کا استعمال - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 99
38 گناہ کے میڈیکلی عذاب اور جدید سائنس 99
39 دعا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 116
40 صحبت صالح - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 135
41 اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے مختلف عذابات اور جدید سائنس 136
42 غم کے وقت آنسو بہانا اور جدید سائنس 140
43 جاپان کی بغیر کھاد' کیمیکل کے کینو کی مانگ اور جدید سائنس 140
44 بچوں کے لئے لوری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 145
45 بچوں کی کثرت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 146
46 کمر کا درد' ایک شخص کی داستان اور جدید سائنس 147
47 رات کا کھانا اور جدید سائنس 148
48 سور کے گوشت سے یورپ کا منع اور جدید سائنس 148
49 اسلام میں میانہ روی سختی سے منع اور جدید سائنس 149
50 تیراکی سنت نبویؐ اور جدید سائنس 151
51 گھڑ سواری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 152
52 خواتین کی سخت گھریلو محنت اور جدید سائنس 169
53 صبح کی سیر اور ورزش اور جدید سائنس 171
54 مسلمان میت اور کافر میت اور جدید سائنس 177
55 اسلامی اجتماعی خانگی تعلقات اور جدید سائنس 180
56 وظیفہ زوجیت کی سائنسی تحقیق بخش ازدواجی تعلقات 181
57 مکمل اور سالم پھل کا استعمال اور جدید سائنس 200
58 مراقبہ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 207
59 کیا دین عقل کا نام ہے یا نقل جدید سائنس اور نفسیاتی تحقیقات 218
60 اسلام میں جاسوسی کا تصور اور جدید سائنس 223
61 موجودہ کھیلوں کے نقصانات اور جدید سائنس 227
62 تنگ لباس اور جدید سائنس 236
63 نیت کے اثرات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 237
64 بچوں کی فطری پرورش یعنی مٹی میں پلنا اور جدید سائنس 240
65 ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کارڈی لیچ لیئر' نماز اور جدید سائنس 241
66 لائٹ ورزش نماز اور جدید سائنس 242
68 مسکراہٹ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 244
69 بری عورت سے پناہ مانگو اور جدید سائنس 251
70 بیویوں کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 252
71 گھر کا جھاڑو اور صفائی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 270
72 موت کے سائنسی انکشافات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس 271

73	مسلمانوں کے دفاتر مسجدیں ہی تھیں اور جدید سائنس	277
74	خیر خواہی کے جذبے اور خیال کی اسلامی طاقت اور جدید سائنس	286
75	آخر ہماری نیندیں اچاٹ کیوں ہوئیں اور جدید سائنس	300
76	ذخیرہ اندوزی سنت نبویؐ اور جدید سائنس	308
77	اسلام کے اصول حکمرانی اور جدید سائنس	313
78	خاوند کے حقوق سنت نبویؐ اور جدید سائنس	319
79	لو میرج - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	324
80	اذان - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	327
81	خوشی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	329
82	مزاج نبویؐ حضرت زاہرؓ اور جدید سائنس	332
83	نرگس کا انجام اور جدید سائنس	334
84	عنبر - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	335
85	جونکیں لگوانا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	341
86	حدیث نبویؐ میں جسم انسانی کی تشریح (فزیالوجی) - مشاہدات و تجربات	347
87	نماز کے عظیم الشان فوائد کا اعتراف - مشاہدات و تجربات	349
88	تحریک پاکستان کے لیڈر سر محمد شفیع کا واقعہ - مشاہدات و تجربات	349
89	تین سو پچاس گرجوں کا پادری - مشاہدات و تجربات	354
90	چھینک آئے تو چھینک دیں	355
91	زمین پر بیٹھنا سنت ہے - جدید انکشافات	355
92	جدید طبی تحقیق نے دل سے محبت کا تعلق ثابت کر دیا	356
93	ختنہ کے فوائد - مشاہدات و تجربات	357
94	عمل جراحی اور اسلامی تعلیمات - مشاہدات و تجربات	363
95	تیمارداری اور خدمت میں شفا	366
96	لپ اسٹک کا نقصان	371
97	تحائف دینا سنت ہے	372
98	طلاق سے بچوں اور جانوروں کا متاثر ہونا مشاہدات و تجربات	375
99	سچ بولنا، جسمانی و دماغی صحت	376
100	باورچی خانے کی مصروفیت	377
101	سر میں تیل لگانا سنت ہے	377
102	نیل پالش کا استعمال	379
103	منبر نبویؐ کا رونا - جدید سائنسی انکشافات	380
104	صحت اور ارشادات رسول ﷺ	381
105	حوصلہ اور رابرٹ راتھر کے نظریات	386
106	جسم انسانی پر محسن انسانیتؐ کا احسان - مشاہدات و تجربات	393
107	نیند انسانی صحت کی ضامن - مشاہدات و تجربات	404
108	جون کولنز کے تجربات - پردے کا اعتراف	407
109	قرآن اور سائنس	409
110	مسواک	414
111	قدرت الٰہی کے کرشمے اور نشانیاں	423
112	افادات ضیائی	426
113	طب کے میدان میں قرآن اور سنت نبویؐ کے چند سائنسی پہلو	437
114	کتابیات	443

Scanned with CamScanner

انتساب

معالج شافی، مفکر عالم، عظیم سائنس دان، عالمی سکالر

حضرت سلطان الانبیاء **حضرت محمد مصطفی** ﷺ

کے نام **با امید شفاعت روز جزا**

ایک گدائے بے نوا شہنشاہ کونین کے دربار میں

اخلاص وعقیدت کی نذر لے کر آیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اور

پیاری امی جان کے حضور جن کی شفقت اور احسانات

احاطہ زبان و قلم میں نہیں

توجہ!!!

کتاب پڑھنے سے پہلے

مجھے ضرور پڑھیں!!!

☆ دل کی گہرائیوں میں یہ ہو کہ

☆ میرا مطلوب اور مقصود اتباع سنتؐ ہے نہ کہ اتباع سائنس

☆ آخرت کا کامل ثواب اور اجر اتباع سنتؐ میں ہے اتباع سائنس میں نہیں

☆ دین تا قیامت مکمل اور سائنس کی ہر تحقیق حرف آخر نہیں

☆ اتباع سنتؐ (لقد کان.........الخ) کے تحت ہونی چاہیے۔ کسی دنیوی نفع کے پیش نظر نہیں۔ کیونکہ فیضان سنتؐ کسی سائنس تحقیق و توضیح کی محتاج نہیں

☆ سنتؐ سائنس کی محتاج نہیں۔ عقل انسانی فانی۔ حکم الٰہی لبدی

☆ ذہن میں یہ بات پختہ ہو کہ سنتؐ پر اس لئے عمل نہیں کر رہا کہ اس کا سائنسی یا دنیوی فائدہ ہے بلکہ صرف اور صرف یہ میرے آقا کی سنتؐ ہے اور بس!

☆ چونکہ انسان طبعاً حریص ہے اسلام نے اسے ہر عمل پر نفع دیا ہے اس لئے سنتوں کی سائنسی تحقیق ہوئی ورنہ حضور اقدس ﷺ کی مبارک سنتیں سائنس کی قطعی محتاج نہیں۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف تمنا

یارب صل وسلم دائما ابدا

"عصر حاضر میں حضور اقدس ﷺ کے کسی چھوٹے سے عمل کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے سے کسی بھی فرمان کو اس دنیا کے اخلاقی عمل میں اعلیٰ ترین منصب پر پایا گیا ہے"۔ مسلمانوں کی تمام تر کمزوریوں کے باوجود ان کا دین (دین اسلام) آج بھی روحانی اور معاشرتی طور پر ایک بڑی قوت کی حیثیت سے انہیں آگے لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

الحمد للہ اس سے پہلے آپ سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد اول ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں جلد اول ہزاروں کی تعداد میں چھپی اور ابھی تک لوگوں میں تشنگی باقی ہے۔ الحمدللہ۔

اب یہ اس سلسلے کی دوسری (سنہری) کڑی ہے جو اہل علم ذی فہم محترم حکیم جناب محمد طارق محمود چغتائی صاحب کی کاوشوں کا نچوڑ ہے۔ موصوف نے سنت نبویؐ اور جدید سائنس کے موضوع پر مغرب کی دنیا کے سائنس دانوں کے تجربات و مشاہدات کو یکجا کر کے سنت نبویؐ اور جدید سائنس کی روشنی سے اسلام کی ابدی حقانیت کو آشکار کیا ہے۔ جس سے ہر منصف مزاج قاری مغربی زندگی کے تاریک پہلوؤں اور ناکام نامراد زندگی کو اپنی چشم بینا سے خود ملاحظہ کر سکتا ہے۔

حکیم صاحب نے اپنی زریں کاوش کو کتابی شکل میں لانے کی خدمت ایک ایسے ادارہ کے سپرد فرمائی جو کتاب کے مقصد اور روح پر پورا یقین رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی چند قدم آگے اس کا پرجوش وکیل و داعی بھی ہے۔ یہ ادارہ کے اکابرین اور بانی حضرت میری مراد مصداق خیر امت حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری صاحب کی سرپرستی اور مخدوم مکرم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ عالی کی پرخلوص بنیاد کا یہ اثر ہے کہ ادارہ دعوت، جہاد، تزکیہ باطن، خدمت خلق، اصلاح بین الناس، عدل و انصاف، غرباء کی داد رسی دین کے جملہ شعبہ جات

میں سرگرم عمل ہے، والحمد للہ علی ذلک

آئیے ہم اپنی منزل تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اس جذبہ اور عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اصحاب فکر و نظر کو دعوت فکر و عمل دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کا راستہ صرف اور صرف سنت نبویؐ کے احیاء و ترویج میں ہے۔ آج اغیار بھی (غیر مسلم) بھی نبی ﷺ کی تعلیمات سے دنیوی فائدے اٹھانے میں لگے ہوئے ہیں حضرت اقدس محبوب عالم حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ امریکہ نے واشنگٹن میں سپریم کورٹ کی مرکزی عمارت بنائی تو اس نے اپنے لاؤنج میں نبی اکرم ﷺ کے بعض فرامین کو آرٹس (کیلیگرافی) کے انداز میں لکھوایا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے بعد کے دور میں بھی ترقی اور بلندی اس چیز سے حاصل ہوسکتی ہے جس سے ان کو پہلے دور میں عزت اور سربلندی میسر آئی تھی...... یعنی قرآن اور سنت نبوی ﷺ

قارئین کرام کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ مصنف کتاب اور ناشر ادارہ کے منتظمین و معاونین کے لئے خلوص و للہیت کی ضرور دعا فرمائیں۔ رسالت مآب ﷺ کی زبان ترجمان سے "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔ اس دل سے جو تجھ سے نہ ڈرے۔ اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو۔ اور اس دعا سے جو شرف قبولیت نہ پائے" (آمین بحرمتہ سید المرسلین ﷺ)

دعاؤں کا محتاج
محمد زاہد راشدی
19 مئی 1998ء
شعبہ تحقیق و تصنیف دار المطالعہ
بالمقابل جامع مسجد بازار والی
حاصل پور شہر (ضلع بہاولپور) پاکستان

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

آواز دل

اوراق دیرینہ و پارینہ کو متلاشی نگاہوں سے ڈھونڈ کر' یاران قرطاس و قلم کی امداد خلوص کو لے کر' تحقیق کے جھروکوں میں جھانک کر' تجسّس کے باد صرصر سے کہیں تیز گھوڑے دوڑا کر' اذہان انسانی کے تجربات کا نچوڑ لے کر' اپنی زندگی کی ٹھوکروں اور کاوشوں کو اکٹھا کر کے' بڑے بوڑھوں کی نصائح کو سمیٹ کر' میں نے کچھ الفاظ تحقیق "سنت نبویؐ اور جدید سائنس" جلد دوم کی شکل میں پیش کیا۔ مزید ارباب فکر و نظر حاملان عقل و دانش' صاحبان جود و سخا کے وسیع تجربات میری تحقیق کا حصہ رہے۔ میں نے ہر باب کو لکھنے سے قبل اس کے حوالے کو ملحوظ رکھا' شخصیات کو اجاگر کیا' اپنی بات کو وضاحت سے واضح تر کرنے کے لئے آسان اور سہل پیرایہ استعمال کیا۔

یہ اور بات ہے کتاب لکھتے ہوئے اگر مجھے چاند کی چاندنی کی ضرورت پڑی تو گریز نہیں کیا۔ اس کی ٹھنڈک اور نورانیت سے استفادہ کیا۔ سورج کی کرنوں نے اگر ساتھ دیا تو اس کی گرمی نے میرے خون کو اور گرما دیا اور میری تحقیق کا قلم قرطاس ابیض پر رشحات خلوص کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ میں نے باد نسیم کے دلربا جھونکوں کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا کہ اس نے مجھے ایک ایسے موضوع اور تحقیق کے خلا کو پر کرنے کا وعدہ کیا تھا جو اپنے انداز میں منفرد اور اچھوتا ہے۔ یوں نغمہ ہائے عندلیب کو میں نے اپنے دل و دماغ کی تقویت کا ساماں سمجھا کہ شاید اس کا نغمہ خلوص میرے قاری کو تسکین اور تسلی بخشے۔

آواز دل نے مجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا کہ میں نے محسوس کیا کہ میرے سالہا سال کی کلوش "سنت نبویؐ اور جدید سائنس" جلد دوم کی شکل میں میرے مخلص اور داد و تحسین سے لبریز قارئین کے ہاتھ میں مطالعہ کی منتظر ہے۔

جلد اول کے لکھنے کے بعد جتنا زیادہ تقاضا جلد دوم کا رہا' اس کا احساس ان

خطوط' پیغامات' بالمشافہ اصرار سے لگایا جاسکتا ہے۔ جو میرے دل کی کیفیات ہی بیان کر سکتی ہیں۔

میں ان قارئین اور احباب کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنھوں نے الفاظ پریشان کو اوراق ترتیب میں لانے اور اوراق ترتیب کو گلدستہ کتاب میں ڈھالنے میں قدم قدم پر میری معاونت اور یاوری کی۔

آخر میں بندہ ارباب دارالمطالعہ کی شبانہ روز کاوش کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ رب لم یزل ان کی اس کاوش کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور طارق کو اخلاص و عمل کی حقیقت نصیب فرمائے۔

تھی داستان دراز بھی اور دل گداز بھی
لیکن کہاں یہ دل کہ دیا جائے اس کو طول

خواستگار اخلاص و عمل
حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)
فارابی دواخانہ' احمد پور شرقیہ
ضلع بہاولپور' پاکستان
فون نمبرز 72198 - 72197 (0698)

صرف وہی پڑھیں جن کا شیوہ تنقید ہے

قلم اٹھانا آسان نہیں۔ آپ ایک دوست کو خط لکھتے ہیں۔ پہلے کئی بار سوچتے ہیں، پھر سوچتے ہیں اور پھر قلم اٹھاتے ہیں۔ ورق سامنے رکھتے ہیں اور خط لکھنے کے بعد اسے بار بار پڑھتے ہیں کہ کہیں اس میں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے۔

کیا خیال ہے؟ جو کتاب لکھتا ہے اور اسے علم ہے کہ یہ کتاب ہر مزاج، طبیعت، علم، فن کے لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچے گی اور ہر شخص اپنی اہلیت اور حیثیت کے مطابق اس کا مطالعہ کرے گا اور سمجھے گا۔

مجھے اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ میرے ملک کی زرخیز زمین نے جہاں ایسے مشاہیر فن اور سلاطین علم پیدا کیئے ہیں وہاں کچھ ایسے لوگ بھی اس جہاں میں اپنا غلغلہ اور طرہ باقی رکھنے کے لئے ہر خوبصورت کو بدصورت کہنے پر ہمیشہ کوشاں و سرگرداں رہتے ہیں۔

بندہ کی کتاب "سنت نبویؐ اور جدید سائنس" جلد اول چھپنے کے بعد ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ ان گنت لوگوں نے اس کی تعریف و توصیف اور استفادہ کیا۔ اور کتنے ہی لوگوں نے اپنی لائبریری کی زینت بنا لیا۔

بندہ ہوائی جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ ابھی سواریاں جہاز پر بیٹھ ہی رہی تھیں۔ بڑا طیارہ تھا۔ ظاہر ہے کچھ دیر لگتی ہے۔ اسی دوران جہاز کے کپتان نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے۔ واقعی لاجواب ہے یہ آپ نے کہاں سے لی ہے۔ میں نے کہا میں اس کتاب کا مصنف ہوں اور میں نے ہی لکھی ہے۔ بہت حیران ہوئے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ میرے ساتھ کاک پٹ میں سفر کریں دوران سفر میں نے آپ سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔

آخر کار وہ مجھے اپنے ساتھ کاک پٹ میں لے گئے اور طویل سفر ان کے ساتھ کاک پٹ میں ہی گزرا۔ کپتان صاحب کہنے لگے۔ یہ کتاب مجھے کسی دوست نے گفٹ دی تھی۔ کتاب کیا تھی۔ میری زندگی بدلنے کا سرمایہ تھا اور جب سے میں نے یہ کتاب لی۔ چونکہ میری جہاز چلانے کی ملازمت ہے اور میں کیپٹن ہوں۔

اس لئے بہت سے ملکوں میں میں نے اس کو کتاب کو پھیلایا۔

لیکن اس کے برعکس بعض لوگوں نے اوراق کتب کو اوراق پریشاں کرنے کے لئے غیر ضروری تنقید کا نشانہ بنانے کی لاحاصل کوشش کی۔ لیکن ناکامی اور نامرادی۔

مجھے ایک بار پھر اعتراف ہے کہ میری کاوش حرف آخر نہیں۔ لیکن اس بات کا اعتراف بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ کوشش ایک عظیم سائنسی اور دینی انقلاب ضرور ہے۔ مجھے ان پھولوں کی قطعی ضرورت نہیں جو حسین تو ہیں اور فرحت اور شادمانی کے ساتھ لہلہا رہے ہیں۔ لیکن ان کے اندر بوئے نیاز نہیں، خوشبوئے تحسین نہیں، بلکہ ان کا ہر جھونکا نفرت اور حسد کی ہوائے ناپسند لاتا ہے وہ بلبل کی طرح چہچہاتے ہیں اور بظاہر چمنستاں کو رنگارنگ بنانے کے لئے کوشاں ہیں لیکن ان کے نغمہ ہائے ترنگ لحن خلوص نہیں، لحن تحسین نہیں، لحن تحقیق نہیں، لہجہ عربی نہیں بلکہ لہجہ تنقید و تنقیص ہے۔

میں راہی ایک ایسی منزل کا جس منزل میں خار بھی ہیں اور گل بھی۔ دوست بھی ہیں اور دشمن بھی۔ شاکر بھی ہیں اور فاجر بھی۔ لیکن مجھے ان سے کوئی ناطہ نہیں۔ میرے راہی نہیں، میری منزل مراد کے ساتھی نہیں۔ ان کی آوازیں مجھے میرے مقصد سے نہیں ہٹا سکتی۔ میں چل رہا ہوں منزل مراد کی طرف، چلتا رہا ہوں منزل مراد کی طرف اور چلتا رہوں گا منزل مراد کی طرف انشاء اللہ۔

گفتگو نبویؐ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Nabvi Conversation - Sunnah and Modern Science)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح نے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف' ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا' پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

○ یعنی حضور اکرم ﷺ کی گفتگو مجمل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ سمجھ میں آئے کچھ نہ آئے بلکہ ایسی اطمینان کی واضح گفتگو ہوتی تھی کہ مخاطبین اچھی طرح سمجھ جاتے تھے۔

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپؐ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔

یعنی مضمون اگر مشکل ہوتا تو غور و تدبر کے لئے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ تین مرتبہ غایت اکثریہ ہے ورنہ دو مرتبہ (2) کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

ارجنٹائن کا سفر اور گفتگو کے آداب

(Journey of Argentine and Manners of Conversation)

ایک دفعہ میں اپنے دوست شیلی کے ساتھ ایک جھیل کے کنارے سیر و تفریح میں مصروف تھا۔ شیلی نے مجھے کہا کہ کبھی آپ پروفیسر وارے سے

ملے ہیں میں نے کہا نہیں تو۔ وہ کون ہیں۔ شیلی کہنے لگا وہ نفسیات کا بہت بڑا سکالر اور ماہر ہے۔ دوسرے دن ہم اس کے پاس گئے۔ میں نے اپنے ملنے کا مدعا صرف اس سے ملاقات بتائی۔ وہ بہت مسرور ہوا اور اس نے مجھے انسانی زندگی گذارنے کے چند زریں اصول بتائے جن میں گفتگو کے بارے میں بہت کچھ بیان کئے۔ دوسرے کی بات توجہ سے سنو۔ ٹھہر ٹھہر کر بولو دوسرے کو سننے کا موقع دو۔ سنو بھی سناؤ بھی۔ اہم بات کو سمجھانے کے لئے اسے دہرا بھی سکتے ہو۔ اگر دوسرا بات کر رہا ہو تو اس کے چہرے کی طرف دیکھو تو اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ۔

(بحوالہ دنیا کے گرد پہلا سفر۔ ملک جاوید)

گوشت کو دانتوں سے کاٹنا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(To cut meat with Teeth Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا۔ اس میں سے دست (یعنی بونگ) حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دست یعنی بونگ کا گوشت پسند بھی تھا۔ حضور ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)

دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب گوشت کو دانتوں سے کاٹا یا چبایا جائے گا۔ جتنا زیادہ اس کو چبایا جائے گا اتنا ہی اس کے اندر ہمارا لعاب دہن شامل ہو جائے گا جو کہ معدہ میں جا کر ہضم ہونے میں دقت نہیں ہوگی اور معدہ کو کام زیادہ نہیں کرنا پڑے گا۔ اگر گوشت کو دانتوں کے درمیان زیادہ نہ چبایا جائے تو اس میں لعاب دہن کم ہوگا جو کہ معدہ کے ہضم میں مشکل ہوگی۔

دراصل گوشت کو دانتوں سے کاٹنے کی وجہ سے (Silivary glands) کی رطوبت زیادہ ہوجاتی ہے کہ جو معدہ میں جا کر قوت ہاضمہ کو قوی کرتی ہے جس سے انسان بے شمار بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

سبک رفتاری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Light Pacing Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاکؐ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ گویا کہ آفتاب آپؐ ہی کے چہرہ مبارک میں چمک رہا ہے۔ میں نے آپؐ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا۔ زمین گویا لپٹتی جاتی تھی۔ (کہ ابھی چند منٹ ہوئے یہاں تھے اور ابھی وہاں) ہم لوگ آپؐ کے ساتھ چلنے میں مشقت سے ہوتے تھے۔ اور آپؐ اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے۔

(شمائل ترمذی)

حکیم ایس - ایم - اقبال کا مشاہدہ

(Observation of Hakim S.M. Iqbal)

میں نے یورپ کے سفر میں دیکھا کہ لوگ تیز چل رہے ہیں۔ بعض کو تو ایسے دیکھا جیسے کہ وہ بھاگ رہے ہوں۔ وہ لوگ تیز چل کر اپنے وقت کو بچاتے ہیں ان کے ہاں وقت کی بہت قیمت ہے۔ اسی وجہ سے وہ دنیا کی کامیاب قوم ہیں۔ جبکہ میں نے مسلمانوں کو اور پاکستان میں افراد کو چلتے دیکھا۔ وہ بالکل ڈھیلی اور مریل چال چل رہے ہیں گویا ان کے نزدیک وقت کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان مجموعی طور پر اس وقت پسماندہ ہیں۔

مذکورہ بالا صحابیؓ کی روایت میں نبی اکرم ﷺ اپنے طرز عمل کے ذریعے وقت کی اہمیت سمجھائی۔ اور مسلمانوں کو درس دیا کہ وہ بھی تیز اور سبک رفتاری ہر کام میں دکھائیں۔ (بحوالہ اخبار جہاں)

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک جوان کو دیکھا کہ مریل چال چل رہا ہے۔ آپؓ نے اس کو روکا اور پوچھا کہ تمھیں کیا بیماری ہے اس نے جواب دیا کہ کوئی

Scanned with CamScanner

بیماری نہیں۔ آپؓ نے اپنا درہ اٹھایا اور دھمکاتے ہوئے فرمایا۔ راستے پر پوری قوت سے چلو۔

نبی پاک ﷺ جب راستہ پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ کسی نشیب میں اتر رہے ہوں۔

کھجور کا سالن - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Curry of dates - Sunnah and Modern Science)

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک روٹی کا ٹکڑا لے کر اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور نوش فرمایا۔ (شمائل ترمذی)

کرسٹو سیاح کی آپ بیتی

(Autobiography of Cristo Tourist)

کرسٹو دنیا کے ان چند بڑے سیاحوں میں سے ایک ہے جس نے دنیا بھر کے ملکوں کی سیر کی۔ طرح طرح کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ اس کے تجربات میں یہ بات شامل ہے افریقہ کے سفر میں تین ماہ تک میں نے کھجور بطور سالن استعمال کی۔ یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا کہ میں نے کھجور کا سالن استعمال کیا سفر بہت کٹھن، منزلیں بہت دشوار تھیں لیکن اس کے باوجود مجھے کسی قسم کی تھکن محسوس نہ ہوئی۔

(بحوالہ مشاہدات و واقعات)

قوم کا سردار خادم ہوتا ہے

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Leader is the servent of the Nation - Sunnah and Modern Science)

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ قوم کا سردار خادم ہوتا ہے اور جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہی جو اللہ کی راہ میں شہادت پائے۔

(مشکوۃ - آداب زندگی)

حضور پاک ﷺ سردار تھے۔ لیکن آپؐ نے ہمیشہ انسانیت کی خدمت میں اپنے آپ کو مصروف رکھا۔ آپؐ شروع سے ہی انسانیت کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود میں لگے رہے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو آپؐ نے بھی تعمیر کے کام میں حصہ لیا۔ ایک دوسری جگہ جا کر پکانے کا مرحلہ درپیش ہوا تو آپؐ نے اپنے ذمہ لکڑیاں جنگل سے لانے کا کام لے لیا۔ اسی طرح بعض کھانے کے مواقع پر آپؐ صحابہؓ کو کھانا نکال کر کھلاتے رہے۔

آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی آپؐ کے مبارک عمل کو جاری رکھا۔ حضرت عمرؓ کا مشہور واقعہ جس میں آپؓ اپنی کمر پر بوری لاد کر جنگل میں لے گئے اور بڑھیا اور اس کے بچوں کو پکا کر کھانا کھلایا۔

اسلامی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ وہ خلیفہ یا سردار ہونے کی حیثیت سے بھی انسانیت کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔

Scanned with CamScanner

ابراھم لنکن کی خدمات

(Ibrahim Linkan Services)

امریکہ کے مشہور صدر ابراہم لنکن نے اس بات کا دعویٰ کیا میں امریکہ کے عوام کا آقا نہیں بلکہ عوام ہوں۔ اب سے قبل جب مجھ پر صدارت کی ذمہ داری نہیں پڑی تھی میں اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتا تھا۔ لیکن اب میں اپنے آپ کو بوجھل محسوس کرتا ہوں۔ میں نے اپنے ذمہ چند کام ایسے لئے ہیں جو امریکہ کا ایک مزدور ہی کر سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں بحیثیت امریکہ کے صدر کے یہ میری اہم ذمہ داری ہے کہ میں خدمت کروں گا۔ صدارت سے نہیں بلکہ خدمت سے شہرت کماؤں گا۔

(بحوالہ ابراہم لنکن کی زندگی کے خفیہ گوشے)

برکت نبویؐ۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Barkat Nabvi - Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی۔ چونکہ آقائے نامدار علیہ الصلوۃ والسلام کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے ایک بونگ پیش کی۔ پھر آپؐ نے دوسری طلب فرمائی۔ میں نے دوسری پیش کی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اور طلب فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی دو ہی بونگیں ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا۔ اس دیگچی سے بونگیں نکلتی رہتیں۔

حضور اقدس ﷺ کا یہ معجزہ تھا۔ مسند احمد میں اس روایت کے ہم

معنی ابو رافعؓ سے منقول ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ یہ قصہ پیش آیا۔ اس میں کچھ استعجاب نہیں۔ اس قسم کے واقعات حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری میں بکثرت ملتے ہیں۔ چند واقعات قاضی عیاضؒ نے شفا میں ذکر کئے ہیں۔

حضرت ابو ایوبؓ نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی اور حضرت ابو بکرؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا کہ جو دو آدمیوں کو کافی ہو جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے تیس آدمیوں کو بلا لاؤ۔ وہ بلا کر لے کر آئے اور ان کے کھانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا' اب ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ اور ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا۔ غرض ایک سو اسی (180) نفر کو یہ کھانا کافی ہو گیا۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لے کر رات تک مجمع آتا رہا اور اس میں سے کھاتا رہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس (10) دانوں سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سے نکالیں اور ان کو پھیلایا اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس (10) نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو۔ اس طرح سے پورے لشکر کو کافی ہو گئیں۔ اور جو بچیں وہ حضرت ابو ھریرہؓ کو واپس کر دی گئیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے نکال کر کھاتے رہنا۔ اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا۔ چنانچہ یہ اس میں سے نکال کر کھاتے رہتے تھے۔ ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کے بعد حضرات شیخینؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں نکال کر کھائیں اور متفرق اوقات میں اس سے نکال کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا۔ جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور وہ مجھ سے جاتی رہی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے ایک ولیمہ میں

میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا کر لے آؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلانا۔ میں ان کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا۔ حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پر ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور کھاتے رہیں جب سب شکم سیر ہو گئے تو حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھالو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتداء میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا اس وقت زیادہ پر تھا۔

برکت نبویؐ کی سائنسی وضاحت

(Scientific Explanation of Barkat Nabvi)

لیول پاول کی تحقیق:

(Research of Leol Paul)

لیول پاول مشہور پیرا سائیکالوجسٹ ہے اس کا کہنا ہے میں نے ہر حرف کی علیحدہ طاقت کو محسوس کیا اور ایسٹرل ورلڈ میں اس کی خاص روشنائیاں لہریں محسوس کیں۔ میں نے محسوس کیا جب آدمی کی نیت کردار اور معاملات درست ہوں تو اس کے الفاظ مثبت لہریں بن کر نکلتی ہیں۔ جو کہ غیر مرئی طور پر (Invisible) چیزوں کے حجم کو بڑھا دیتی ہیں یا پھر ان کے اندر مثبت لہروں کی زیادتی کی وجہ سے ایک خاص قسم کی تہہ چڑھ جاتی ہے جو تھوڑی بہت سے لوگوں کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ لیکن اس میں شرط نیت معاملات اور اخلاق کی درستگی ہے۔

(بحوالہ پیرا سائیکالوجی کا کرشمہ)

خواب ۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Dreams - Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے بیان نہ کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً" کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور کروٹ بدل لے وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔
(ریاض الصالحین ۔ مسلم)

خوابوں کی اقسام:۔ (Kinds of Dreams)

لاہوتی خواب:۔ (Lahoti Dream)

خوابوں کی اس قسم کو اسلام پسند کرتا ہے۔ کیونکہ خوابوں کی اس قسم کا تعلق عالم غیب اور عالم اسرار و کنوز کے ساتھ وابستہ ہے۔ مسلمان ایسے خوابوں سے رہنمائی لیتا ہے اور ایسے خواب اس کی صحت پر بہترین اثر ڈالتے ہیں اور ایسے خوابوں کے ہی بارے میں بتایا ہے کہ اسے کسی صاحب تعبیر ہی کو بتایا جائے۔

رسول پاکؐ کے خواب وحی تھے۔ بے شمار دینی انکشافات اور واقعات کا تعلق خوابوں کے ساتھ وابستہ ہے اور مومن کا خواب الہام اور اشارہ کہلاتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی اور رہبری ہوتی ہے۔

ناسوتی خواب:۔ (Nasoti Dream)

خوابوں کی اس قسم کا تعلق انسانی زندگی کے گرد و پیش خیالات واقعات اور جذبات کے ساتھ ہے۔ اسلام میں ان خوابوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

(بحوالہ خواب ۔ حقیقت یا افسانہ)

خواب دیکھنا کیوں ضروری ہے؟

(Why Dream Necessary?)

جدید تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ خواب رات دن ہماری زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ سقراط نے خوابوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ہمارے ضمیر کے نمائندے ہیں۔ والیٹر نے انہیں ناسازی، مزاج کی بے تکی پیداوار کہہ کر نظرانداز کر دیا تھا۔ فرائڈ نے انہیں لاشعور کی شاہراہ قرار دیا تھا۔

بہرحال خوابوں کے بارے میں لوگ جو چاہیں محسوس کرتے رہیں پھر بھی یہ دلچسپی کا ایک مستقل ذریعہ ہیں۔ حال ہی میں خوابوں کو بہت سی کتابوں کا موضوع بھی بنایا گیا ہے۔ اور اسی سلسلے میں بہت سی معالجاتی انجمنیں بھی قائم کی گئی ہیں۔ آج دنیا بھر میں یہ تحقیقات کی جارہی ہے کہ سونے کا پچیس فی صد وقت جو خواب دیکھنے میں صرف ہوتا ہے اس کا ہمارے حافظے، جذبات اور نراجی کیفیت سے کیا تعلق ہوتا ہے۔ گو ابھی اس کے بارے میں محققین متفق الرائے نہیں ہو سکے ہیں۔ پھر بھی خوابوں کے بارے میں ایک عام نظریئے کا سرسری خاکہ واضح ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ بالکل سیدھے سادے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ اس نظریے کے تحت انسان کو معلومات مرتب کرنے والے کی حیثیت سے دیکھا گیا ہے۔ اس کام کے لئے اس کے پاس دو طریقے بتائے گئے ہیں تاکہ وہ اس انتہائی پیچیدہ دنیا سے نمٹ سکے۔

پہلے طریقے کا تعلق دماغ کے بائیں حصے سے ہوتا ہے جسے ہم جاگتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ نہایت موثر انداز میں واقعات کی بھرمار سے نمٹتا رہتا ہے کسی واقعہ کو معقول قرار دیتا ہے اور کسی کو غیر متعلق قرار دے کر مسترد کر دیتا ہے۔ دوسرے طریقے کا تعلق دماغ کے دائیں حصے سے ہوتا ہے جو خارجی واقعات سے سروکار رکھتا ہے اور یہی خواب سے متعلق ہوتا ہے۔ بھٹکے بھٹکائے اور بے تکے احساسات اور بے تکے جذبات جو دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں مگر جن کی دن کو

نہ تو شناخت ہوتی ہے اور نہ ان کا جائزہ لیا جاتا ہے انہیں سونے میں نمٹایا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ ہمارے انتہائی اندرونی اور ذاتی تصورات سے کتنا ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

امریکی ماہر نفسیات کا تجزیہ

(Research of American psycalogist)

الینائے یونیورسٹی امریکا کی ماہر نفسیات فرائڈ کارٹرائٹ کا کہنا ہے کہ راتوں کو معلومات اسی طرح سے باقاعدہ مرتب ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں ذاتی باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ رات کو یہ نئی معلومات اپنی پرانی ذات سے ہم آہنگ کی جاتی ہیں اور ان سب کو یکجا کیا جاتا ہے تاکہ ہم آنے والے دن کا مقابلہ کر سکیں۔

زندگی بھر ہر رات کو سوتے میں خواب کئی بار دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جو انسان اور کتے، بلی اور دیگر جانوروں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ مکمل غفلت جسے ہم پرسکون نیند کے ساتھ منسلک کرتے ہیں شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ رات کو جب ہم سوتے ہیں تو اس وقت شدید جسمانی اور ذہنی سرگرمی جارہی رہتی ہے۔ غنودگی طاری ہوتے وقت جس ہلکی سی ہوشیاری کا تصور کیا جاتا ہے وہ بھی محض ایک وہم ہے۔ تجربہ کرنے والوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں چپکا دیں تاکہ وہ کھلی رہیں۔ ایک منٹ قبل یہ لوگ جاگ رہے تھے اور دوسرے ہی منٹ آنکھیں کھلی ہونے کے باوجود عملی طور پر نابینا ہو گئے اگر ان کی آنکھوں پر تیز روشنی بھی ڈالی گئی تب بھی اس کا کوئی رد عمل نہیں ہوا۔

نیند کے چار مراحل:۔ (Four Steps of Sleeping)

سونے کے تقریباً" دس منٹ بعد سونے والے عام طور پر اگلے نصف گھنٹے میں نیند کے چار مرحلوں سے گزرتے ہیں ان میں سے ہر مرحلہ اپنی ذہنی لہر کی

خصوصیت کی وجہ سے علیحدہ ہوتا ہے۔ سونے والوں کو بیدار کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔ چوتھے مرحلے کے اختتام پر ہلکی نیند کا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ دس سے لے کر بیس منٹ تک رہتا ہے۔ اسی "بیداری" کے دور میں خوفناک خواب دکھائی دیتے ہیں۔ لوگ سوتے میں چلنے لگتے ہیں اور باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس دور میں بستر بھی خراب ہوجاتا ہے۔

لیکن ہلکی نیند سے بیدار ہونے کے بجائے ہم اس دور میں داخل ہو جاتے ہیں جسے محققین آنکھوں کی تیز حرکات کا دور کہتے ہیں یا جسے انگریزی میں (Rapid Eye Movement) کہا جاتا ہے۔ اس دور میں بڑے واضح خواب دکھائی دیتے ہیں۔ سونے والے کروٹیں لینا بند کر دیتے ہیں ان کے خراٹے بھی بند ہوجاتے ہیں اور سانس کی رفتار بے قاعدہ ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات تو چند سیکنڈ کے لئے رک بھی جاتی ہے۔ دماغ کا درجہ حرارت اور دوران خون بڑھ جاتا ہے اور سونے والے کا جسم بالکل کپڑے کی گڑیا کی طرح ڈھیلا پڑجاتا ہے۔ بازوں ٹانگوں اور دھڑ کے بڑے عضلات مفلوج ہوجاتے ہیں۔ مشاہدہ کرنے والے کو صرف ہاتھوں اور چہرے پر ہلکی سی جنبش دکھائی دیتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں اچانک اوپر نیچے ہونے لگتی ہے۔ اگر پپوٹوں کو آہستہ سے اوپر اٹھایا جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سونے والا کسی چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس کے کانوں کے درمیانی عضلات سکڑنے لگتے ہیں گویا کہ وہ کسی قسم کی آوازوں کو سن رہا ہو۔

اگر اس دور کے بعد جگا دیا جاتا ہے تو قریب قریب تمام سونے والے ایسے خواب بتاتے ہیں جو ان کے حقیقت پسندانہ خیالات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہنے کے بجائے کہ میں اس اتوار کو تیراکی کے لئے جانا چاہتا ہوں یہ وہ کہتے ہیں کہ

"افوہ !۔ میں تو ایک بڑے بڑے گلابی پتھر کی مانند تیر رہا تھا۔ اور پانی سبز تھا۔

دس منٹ بعد آنکھوں کی تیز حرکات ختم ہوجاتی ہیں اور سونے والا رفتہ رفتہ دوبارہ نیند کے ان ادوار میں مبتلا ہوجاتا ہے جن میں آنکھوں کی حرکات تیز نہیں ہوتیں۔

رات کو تقریباً" ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے کے وقفے سے سونے والا چار سے چھے بار

تک اس دور میں داخل ہوتا ہے جس میں آنکھوں کی حرکات تیز ہوتی ہیں ہر دور پہلے دور سے زیادہ طویل ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ چوتھے یا پانچویں دور میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ نوے منٹ کی یہ باقاعدہ حرکت انسانی زندگی کی ایک بنیادی جنبش معلوم ہوتی ہے۔ جسم کی سو سے بھی زیادہ کاروائیاں ایک ایسی گردش کے مطابق ہوتی رہتی ہیں جو ہر نوے منٹ کے بعد ہوتی رہتی ہے۔ اس میں پیٹ کے انقباض سے لے کر ہارمون کا اخراج تک شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی دماغی کاروائیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

پال بکان کے خیالات

(Thinking of Paul Bekan)

ایک ماہر نفسیات پال بکان کا کہنا ہے کہ ہر رات کو خواب کے دوران دماغ کا دایاں حصہ جو غیر منطقی، جذباتی اور انتہائی بصری ہوتا ہے وہ دماغ کے معقول بائیں حصے کے اثرات سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خیالی تصویروں، آوازوں اور احساسات کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے جسے خواب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ خواب کی ندی میں رنگ برنگی خیالی تصویریں ایک دوسرے سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ (تمام خواب رنگین ہوتے ہیں) اس دوران تمام منطقی قوانین کو اکثر نہایت بے پروائی سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس انوکھی دنیا میں صنوبر کے اونچے اونچے درخت ریفریجریٹر کے پیندے میں اگ آتے ہیں اور بلی کے خوفزدہ بچے دس دس فٹ کے دیو بن جاتے ہیں۔ خوف بھی بے حد محسوس ہوتا ہے اور خوشی بھی بے انتہا ہوتی ہے۔ اور یہ سب باتیں ہونے والے واقعات سے بظاہر کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کی ضرورت ہر شخص کو ہوتی ہے عمر جتنی کم ہوتی ہے اتنی ہی خواب کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ بچے جتنی دیر سوتے ہیں اس میں ان کا تقریباً" آدھا وقت اس کیفیت میں گزرتا ہے جسے آنکھوں کی تیز

حرکات کا دور کہا جاتا ہے۔

محققین نے ایسی دواؤں کو استعمال کروا کے جن سے آنکھوں کی تیز حرکات والی نیند غائب ہوجاتی ہے یہ دکھلایا ہے کہ جو لوگ خوابوں سے محروم رہتے ہیں ان کی شخصیت میں نہایت لطیف تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ پریشان رہنے لگتے ہیں اور اکثر اوقات وہ کسی معاملے پر غور کرنے کے لائق بھی نہیں رہتے۔ ایک اسی طرح کا شخص جس نے کئی روز سے خواب نہیں دیکھا تھا مختلف اقسام کے اوہام میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دوسرے آدمی نے ہوٹلوں کا بل ادا کرتے وقت دھوکا دینا شروع کر دیا۔ اور پھر جب یہی لوگ آنکھوں کی تیز حرکات والے دور سے محروم نہیں رہے تو پھر انہوں نے خوب دل بھر کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے۔ اکثر اوقات آنکھوں کی تیز حرکات والے ادوار بار بار در پیش ہوتے رہے اور دیر تک قائم رہے۔ بعض اوقات تو رات بھر کی نیند اسی کیفیت میں گزر گئی۔

ان تمام باتوں کے باوجود بہت زیادہ خواب دیکھنا بھی اچھا نہیں۔ اسی طرح سے خوابوں کا بہت کم دیکھنا بھی خراب ہے۔ تعطیل کے دن جب آپ دیر تک سوتے رہتے ہیں تو جاگنے کے بعد آپ کو تھکن محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جتنی دیر تک سوتے رہیں گے اتنی ہی دیر تک خواب بھی دیکھتے رہیں گے۔ الکحل یا ریبچوریٹس۔ ایمفی ٹامنس (AmphiTamines) اور دیگر مسکن ادویات سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا ایک نہایت خراب ضمنی اثر یہ ہوتا ہے کہ رات کو بڑے بھیانک خواب دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ادویہ خوابوں کا کم کر دیتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ہم خواب کیوں دیکھتے ہیں؟ بظاہر اس کاروائی سے ہمیں اپنے مسائل سے نمٹنے میں مدد ملتی ہے۔ جن لوگوں کو کسی مشکل سے دوچار ہونا ہوتا ہے مثلاً" کسی کو ملازمت کے لئے کہیں پیش ہونا ہے یا کوئی نیا ہنر سیکھنا ہے تو اس طرح کے لوگوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کی اس نیند کا وقت بڑھ جاتا ہے جس میں آنکھوں کی حرکات تیز ہوتی ہیں۔

خوابوں پر تحقیقات۔ (Research on Dreams)

سالہا سال سے خوابوں کی تحقیقات کرنے والے اس بات پر حیران ہوتے چلے آئے ہیں کہ خواب دیکھنے والا دماغ کس طرح سے مشکلوں کا حل دریافت کر لیتا ہے۔ البرٹ آئنس ٹائن مشہور موسیقار موزارٹ اور ناول نویس ایڈگر ایلن پو ان بیسیوں تخلیقی کام کرنے والوں میں سے ہیں جو باقاعدگی سے خوابوں کے ذریعے نئی نئی باتیں معلوم کرتے رہے ہیں۔ جرمن سائنس دان فریڈرک کیکول (Friedrich kekule) کئی برس تک بنزین (Benzene) کے سالمہ (Molecule) کی شکل دریافت کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک سانپ دائرے کی شکل میں اپنے جسم کو مروڑ رہا ہے۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سمجھ میں آگیا کہ سانپ جو شکل بنا رہا تھا وہ شش (چھ) پہلو تھی۔ یعنی اس کے چھے کونے تھے۔ لہٰذا اس نے سالمہ کی شکل کو شش (چھ) پہلو سمجھ لیا۔ نامیاتی کیمیا کی تاریخ میں اس پیش گوئی کو انتہائی شاندار سمجھا جاتا ہے۔

بیشتر خواب ایک معیاری اور انتہائی مرتب سلسلے کے مطابق ہوتے ہیں۔ پہلا اور سب سے مختصر خواب عام طور پر حالیہ واقعات کے بارے میں ہوتا ہے یعنی یہ گویا ایک طرح کا آغاز ہوتا ہے۔ سونے سے قبل جو مسئلہ ہمارے ذہن میں ہوتا ہے یہ اسی کے متعلق ہوتا ہے اور آنے والے خوابوں کے لئے ایک بنیادی موضوع فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد کے دو خواب عموماً" ماضی سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ان میں جو احساسات ہوتے ہیں وہ زمانہ حال کے احساسات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ چوتھا خواب اکثر مستقبل کے ماحول میں ہوتا ہے اور اس کا تعلق کسی نہ کسی تمنا یا آرزو سے ہوتا ہے (مثلاً" اگر مجھے یہ مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟) پانچواں اور بیشتر لوگوں کے لئے رات کا آخری خواب پچھلے تمام خوابوں کے مولو سے تیار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ گویا زمانہ حال میں ایک شاندار اختتامیہ ہوتا ہے۔

اگرچہ خواب عام طور سے جاگنے کے چند منٹ بعد یاد نہیں رہتے پھر بھی بہت سے خواب یاد رہ جاتے ہیں۔ اگر پورے خواب یاد نہیں رہتے تو کم از کم کسی نہ کسی سطح پر ضرور یاد رہ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ملٹن کریم کی دریافت :-
(Inention of Dr. Milton Kraim)

سنسناٹی امریکا کے ڈاکٹر ملٹن کریمر نے یہ دریافت کیا ہے کہ ان کے مریضوں نے رات کو جس طرح کے خواب دیکھے اسی کے مطابق دن کو ان کی مزاجی کیفیت رہی حالانکہ بسا اوقات خوابوں کی تفصیلات ان لوگوں کو یاد نہیں رہیں۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو شدید مشکلات در پیش ہوتی ہیں' وہ بڑی ہلکی نیند سوتے ہیں اور اکثر آنکھوں کی تیز حرکات کے ادوار کے بعد جاگ پڑتے ہیں۔ اس طرح سے انہیں خواب زیادہ یاد رہتے ہیں۔ ایک محقق کا کہنا ہے کہ آپ جب بہت پریشان ہوتے ہیں تو آپ کو پچھلی باتیں خوب یاد آجاتی ہیں۔ لہٰذا اگر آپ فکر مند اور پریشان ہوں تو خواب آور گولیاں کھانے کے بجائے یوں ہی سو جائیے اور خواب دیکھئے۔

خوابوں کے بارے میں جو لوگ تحقیقات کر رہے ہیں وہ جرمن سائنسدان فیڈرک کیکول کی اس بات کو اکثر دہراتے رہتے ہیں جو اس نے بنزین کی شکل کے بارے میں اپنے شکی سامعین سے کہی تھی۔

"حضرات۔ آیئے ہم سب خواب دیکھنا سیکھیں شاید اس کے ذریعہ ہم حقیقت کو دریافت کر سکیں"

(خوابوں کی نفسیات)

آرام دہ بستر کے استعمال سے منع
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

○ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔
(شمائل ترمذی)

○ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ بوریئے پر آرام فرما رہے تھے۔ جس کے نشانات حضور اکرم ﷺ کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کیا بات ہوئی۔ کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپؐ اس بوریئے پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا' رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

○ حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا جس کا مفصل قصہ بخاری شریف میں ہے۔

○ حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آپؐ کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرہ کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ آپؐ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟۔ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اسے چوہرا کر دیا تھا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو۔ اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر نکسن وزیٹر کے مشاہدات

(Observations of Dr. Nikson Visitor)

مذکورہ ڈاکٹر نے آرام دہ بستر کے مندرجہ ذیل نقصانات تحقیق کئے ہیں۔

- ○ ایک چست اور چلتا پھرتا انسان جب آرام دہ بستر استعمال کرتا ہے۔ تو اس کے عضلات (Muscles) ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور وہ عام زندگی کے معمولات میں سست ہو جاتا ہے۔
- ○ بہت زیادہ نرم اور آرام دہ بستر گردوں پر برا اثر چھوڑتا ہے حتیٰ کہ گردوں کی (Uritors) نالیوں میں ایک پیچیدہ ورم پیدا ہوجاتا ہے۔
- ○ آرام دہ بستر ریڑھ کی ہڈی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے اور میرے مشاہدے میں ایسے مریض ملے ہیں جو آرام دہ بستر کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی کے مریض بن گئے۔
- ○ بچوں کی ہڈیاں نرم ہوتی ہیں اگر انہیں آرام دہ بستر استعمال کرایا جائے تو ان کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں اور پوری زندگی معذوری ان کا مقدر بن جاتی ہے۔
- ○ آرام دہ بستر کمر کے درد کا باعث بن جاتا ہے کیونکہ کمر اور پشت کے عضلات (Muscles) ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اگر مسلسل آرام دہ بستر استعمال کیا جائے یہ درد بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ (بحوالہ کیور میڈیکل)

اکثر جوتا پہنے رہنے کی تلقین

سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

(Advise of often wearing shoes - Sunnah and Modern Science)

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اکثر جوتے پہنے رہا کرو۔ جوتے پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے۔ (معمولات نبوی ﷺ آداب زندگی)

جوتے پہننے رہنے سے آدمی کانٹوں سے محفوظ رہتا ہے۔ زمین کی ناہمواریوں اور کچرے (یعنی شیشہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں) ان سے حفاظت رہتی ہے۔ پاؤں گرد و غبار سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ جوتے پہننے سے انسان با وقار نظر آتا ہے۔

جوتا اور امراض:۔ (Shoes and Diseases)

میرے پاس شوگر کے جتنے بھی مریض آتے ہیں یا ایسے مریض جن کو ہیمو فیلیا ہوتا ہے یا ایسے مریض جو جلدی الرجی (Skin Alergi) میں مبتلا ہوتے ہیں ان تمام کو میری سب سے پہلے ہی کوشش ہوتی ہے گھر کے اندر اور باہر جوتے کے ساتھ رہو کیونکہ گرد و غبار میں بے شمار مختلف اقسام کے جراثیم ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی جراثیم زخموں میں چلا گیا تو زخم متعفن (Septic) ہو جائے گا اگر ننگے پاؤں چلے تو کوئی خراش یا کیل کانٹا لگ سکتا ہے اس کا لگنا شوگر یا ہیموفیلیا کے مریض کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

الغرض جوتا پاؤں کی صحت اور سلامتی کے لئے بہت ضروری ہے۔
(ہیومن اینڈ ہیلتھ)

موجودہ دور میں جب ہر طرف کیمیکل کا استعمال عام ہے اور فضائی آلودگی

Scanned with CamScanner

کی وجہ سے ایک عام زمین بھی کیمیکل سے آلودہ ہے۔ ان کیمیکل کے نقصانات سے بچنے کے لئے بہت لازم ہے ہم اپنے پاؤں کو ان کیمیکل سے بچائیں اور ہمیشہ جوتا استعمال کریں تاکہ جسم میں پاؤں کے مسامات کے ذریعے کیمیکل جذب نہ ہوں۔

(ارتھ کیمیکل - ماہنامہ زندگی)

سفر کا دوسرا ساتھی بنانا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Companion for Journey - Sunnah and Modern Science)

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اگر لوگوں کا تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کبھی کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپؐ نے مسافر سے دریافت فرمایا۔ تمہارے ساتھ کون ہے؟۔ مسافر بولا یا رسول اللہؐ میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں۔ میں اکیلا آیا ہوں آپؐ نے ارشاد فرمایا اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔ (ترمذی)

ہمسفرے کی یادداشتیں

(Memories of Humfarey)

میری زندگی کا تجربہ ہے کہ آدمی سفر میں اکیلا نہ ہو۔ اس تجربے کو تقویت اس طرح ملی کہ ایک دفعہ میں لارنیا کے جنگلات میں سفر کر رہا تھا۔ دوران سفر

میری ملاقات ایک صاحب سے ہوئی۔ شکل و صورت سے دیہاتی بلکہ وحشی معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی باتوں میں ایسا گھیرا کہ مجھے اپنے جھونپڑے نما گھر لے گئے اور اپنے تنکوں سے بھرے ہوئے بستر پر سلا دیا۔ چونکہ تھکن سے چور تھا۔ سوتے ہی نیند آگئی جب اٹھا تو احساس ہوا کہ دو دن بعد اٹھا ہوں۔ اور اس بات کا انکشاف ایسے ہوا کہ تنکوں کے ساتھ کچھ ایسی جنگلی جڑی بوٹیاں رکھی تھیں جن کے اندر نشہ لانے کی خوشبو اور صفت تھی۔ لیکن میں جب اٹھا تو میرے اسباب راہ اور مال کچھ بھی نہ تھا اسی دن سے میں نے اس بات کو قطعی آزما لیا ہے کہ سفر رہبر اور ساتھی کے ساتھ ہو۔ محفوظ بھی ہے اور بہتر بھی۔ (بحوالہ ہمفرے کی یاد داشتیں)

بچوں کی تربیت۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں اللہ نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اس کو وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالے جو اس کے سہارے سے زیادہ نہ ہو۔ اگر وہ اس کام کو نہ کرپارہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کریں۔

(بخاری۔ مسلم)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حالات
(Facts of Hazrat Zaid bin Haris)

حضرت زید بن حارثؓ زمانہ جاہلیت میں ایک قافلے کے ساتھ اپنی والدہ کے ہمراہ ننھیال جارہے تھے۔ قافلے نے ایک صحرا میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ کیا۔ رات کے وقت قبیلہ بنو قیس نے قافلے کو لوٹا اور قافلے میں شامل بعض لوگوں کو پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا۔ حضرت زیدؓ کو جو اس وقت بچے تھے حکیم بن حزام نے خرید لیا۔ حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے جو مکہ کی ایک معزز اور دولت مند خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہؓ بیوہ تھیں اور ان کا کوئی بچہ نہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ اپنے بھتیجے کے گھر گئیں تو حضرت زیدؓ کو وہاں دیکھ کر اپنے بھتیجے حکیم بن حزام سے مانگ لیا۔ حضرت خدیجہؓ کا نکاح جب حضورؐ سے ہوا تو حضرت زیدؓ بھی حضور ﷺ کے گھر آگئے۔

حضرت زیدؓ کے والد کو ان کی جدائی کا بہت دکھ تھا۔ اور اولاد کی محبت ہے ایسی چیز۔ زید کے والد ان کی تلاش میں پریشان حال ہر طرف پھرتے۔ اتفاق سے ان کے قبیلے کے کچھ لوگ حج کے لئے مکہ آئے تو حضرت زیدؓ کو وہاں دیکھ کر انہیں

ان کے والد کا حال بتایا۔ جواب میں حضرت زیدؓ نے اپنے والد کو کہلا بھیجا کہ میرے لئے فکر مند نہ ہوں۔ میں بہت مہربان لوگوں کے پاس ہوں۔ حضرت زیدؓ کے والد کو جب ان کی مکہ میں موجودگی کا پتہ چلا تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ فدیہ کی رقم لے کر مکہ پہنچے اور حضور کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ "زید" کو لینے آئے ہیں۔ آپ ہم سے جتنی رقم چاہیں لے لیں اور ہمارے بچے کو آزاد کردیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر زید آپ کے ساتھ جانا چاہے تو بغیر کسی رقم کے آپ کی نذر ہے اور اگر وہ خود نہ جانا چاہے تو میں زبردستی آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔"

انہوں نے عرض کیا۔ "آپ نے ہماری توقع سے بڑھ کر ہم پر احسان کیا ہے ہمیں یہ بات منظور ہے۔"

حضورؐ نے زیدؓ کو بلایا اور پوچھا "انہیں پہچانتے ہو۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "یہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔" یہ سن کر حضرت زیدؓ فوراً بولے۔

"بھلا میں آپ کو چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں۔؟ آپ میرے والد کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی بھی۔"

ان کے والد اور چچا نے کہا "کیا تم ماں باپ اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنا پسند کرتے ہو۔"

حضرت زیدؓ نے جواب دیا "ہاں کیونکہ میں نے آج تک حضورؐ سے زیادہ مہربان اور شفیق کوئی شخص نہیں دیکھا۔"

حضور ﷺ نے یہ سن کر حضرت زیدؓ کو پیار کیا اور فرمایا "زیدؓ میرا بیٹا ہے۔"

یہ منظر دیکھ کر حضرت زیدؓ کے والد اور چچا بہت خوش ہوئے اور ان کو حضورؐ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

Scanned with CamScanner

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ زید کے ساتھ کتنی شفقت اور پیار کا برتاؤ کرتے تھے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک بچے کے ساتھ کس قدر محبت اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔

حضرت انسؓ بھی بچپن میں دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان دس سالوں میں سزا دینا تو درکنا آپ نے کبھی میری طرف خفگی سے دیکھا بھی نہیں۔ بچپن میں بچہ ایسی حرکتیں اور غلطیاں کرتا ہے کہ جن پر سگے ماں باپ بھی تحمل کا مظاہرہ نہیں کر پاتے اور بعض دفعہ اسے پیٹ ڈالتے ہیں۔ ایک بچہ دس سال تک کسی کے ساتھ رہے اور اس سے غلطی سرزد نہ ہو یہ تقریباً" ناممکن ہے اور اس سارے عرصہ میں ایسا نرمی کا برتاؤ ہمارے لئے قابل تقلید مثال ہے کہ بچے نرمی اور پیار کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

حضورؐ کی بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آنے کی ایک اور مثال حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی ہے۔ آپ سجدے میں ہوتے تو وہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے اور جب تک وہ خود نہ اترتے۔ آپ سجدے سے سر نہ اٹھاتے۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی اقرع بن حابس دربار نبویؐ میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت نواسوں سے پیار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا "میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کبھی ان کو اس طرح پیار نہیں کیا۔" یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ " تیرے دل سے رحم و شفقت نکل گیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

بچے کی پیدائش سے قبل اور بعد میں

(Before and after the birth of child)

اسلام بچے کے اس دنیا میں ظہور سے پہلے اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور شریعت کی رو سے ماں کا انتخاب کرتے وقت ظاہری خوبصورتی حسب و نسب یا دولت و ثروت سے زیادہ دین اور شرافت کو ترجیح دینی چاہیے۔ اگر ماں پارسا اور

پرہیزگار ہو گی تو بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کا باعث ہو گی۔

بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے اور اُسے پہلے دن ہی اللہ کی حمد اور بڑائی سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز اس کے سر کے بال اتار کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کی جائے یا نام رکھا جائے اور عقیقہ کیا جائے اور نام ایسا رکھا جائے جو ظاہری و معنوی ہر اعتبار سے خوبصورت ہو۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ فرسودہ نام رکھے جائیں تو بعد میں احساس کمتری سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگ مختصر نام اپنا لیتے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"تمہیں قیامت کے روز اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے تم بہتر نام رکھو۔"

بیماری اور علاج

(Disease and Medical treatment)

دیہاتوں اور پسماندہ علاقوں میں ضعیف الاعتقاد لوگ بچے کے بیمار ہونے کی صورت میں کسی اچھے معالج سے رجوع کرنے کی بجائے ٹونے ٹوٹکوں میں وقت ضائع کرتے رہتے ہیں جب کہ اسلام ان چیزوں پر انحصار نہیں کرتا بلکہ بیماری میں بنیادی اصول یہ بتایا گیا ہے کہ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مرض نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی، اس لئے دوا کرو البتہ حرام چیزوں سے علاج مت کرو۔"

نبی اکرمؐ نے بیماری کی صورت میں معالج سے رجوع کرنے کی تلقین کی ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی آپ پسند نہ فرماتے تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کئی امراض اس وجہ سے بڑھ جاتے ہیں کہ شروع میں ان سے لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت کی بے قدری ہے جو کہ یقیناً" اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو گی۔

Scanned with CamScanner

ماں کا دودھ ہر لحاظ سے بچے کے لئے محفوظ اور غذائیت بخش ہوتا ہے نیز خود ماں کے لئے کینسر جیسے موذی امراض سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے۔ بچے کو دو سال تک دودھ پلانا ماں کی شرعی ذمہ داری ہے۔ یہ ماں بچے کے درمیان باہمی شفقت اور ہمدردی اور بچے کے دل میں ماں کے لئے احترام و فرمانبرداری کا باعث ہوتا ہے۔ ان تمام فوائد کو سائنسی تحقیق نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آج کل فیشن زدگی کی بناء پر ماں کو بچے کا دودھ پلانا متروک ہوتا جارہا ہے۔ بقول اکبر الہ آبادی

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی۔
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی۔

بچے اور ماحول

(Children and Environment)

بچے کا ذہن ایک صاف تختی کی مانند ہے۔ معاشرہ اور گھر کا ماحول جیسا بھی ہوگا وہ بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے اور آئندہ تمام زندگی میں بچے کی کیفیات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہر قسم کی اخلاقی اور جسمانی آلودگی سے پاک ماحول بچے کا حق ہے اور اسکی پرورش والدین اور معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی معاشرے اور خاندانوں کا مستقبل تاریک کر سکتی ہے۔

ان دنوں یہ وبا عام ہے کہ بچوں کے لئے ہر آسائش مہیا کر دی جاتی ہے لیکن ماں باپ کے پاس بچوں کو دینے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ یہ بچے کا بنیادی حق ہے کہ ماں باپ اسے وقت دیں اس کے مسائل معلوم کریں۔ بچے کو یہ احساس نہ ہونے دیا جائے کہ اسے نظر انداز کیا جارہا ہے یا اہمیت نہیں دی جارہی ہے۔ بچے کی عزت نفس کا خیال رکھیں۔ کوئی بات سمجھانی ہو تو نرمی سے سمجھائیں۔ بلاوجہ انہیں ڈانٹیں نہیں اور نہ ہی دوسروں کی موجودگی میں اسے جھڑکیں۔

گھر میں تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔ اسلام نے تو یہ سبق دیا ہے کہ بچے کا بوسہ لینے میں بھی برابری کا خیال رکھو ورنہ دوسرے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہوگا اور وہ اپنے بھائی یا بہن سے متنفر ہو جائیں گے۔

بچوں کے سامنے بڑے کوئی ناشائستہ حرکت کریں اور نہ ہی کوئی ایسی بات منہ سے نکالیں اگر بچے کو سچ بولنے کا کہتے ہیں تو خود سچائی کا نمونہ بن کر دکھائیں۔ ماں باپ بچے کے لئے آئیڈیل ہوتے ہیں اور بچہ انہی کی نقالی کرتا ہے اگر والدین کے قول و فعل میں تضاد ہوگا تو بچہ بھی یہی سیکھے گا۔ بچہ اگر اچھا کام کرے تو اسے داد دیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس سے آئندہ اچھے کام کرنے کی اور آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا۔ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اس کے نفسیاتی اور ذہنی اسباب پر غور کیجئے۔ مار پیٹ سے معاملہ اور الجھ جاتا ہے۔

اگر بچہ کسی مضمون میں کمزور ہے تو اس مضمون کو دلچسپ بنا کر اس کے سامنے پیش کریں۔ تشدد سے اس میں قابلیت تو نہ آپائے گی۔ البتہ وہ اس مضمون سے ہمیشہ کے لئے متنفر ہو جائے گا۔ بچے کو دھن کر رکھ دینے سے وہ ڈھیٹ ہو جائے گا۔ یہ ایک غیر انسانی فعل ہے نرمی اور سلیقے سے کام لے کر آپ بچے کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔" گھر کا ماحول اگر دین دار نہ ہو گا تو بچہ اس ماحول کی جانب راغب ہوگا۔ کیونکہ اس کا معصوم ذہن سب سے زیادہ اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ ویڈیو گیمز اور فلموں وغیرہ سے بچائیں۔ زندگی میں وہی لوگ اعلیٰ مقام حاصل کرتے ہیں جن کی اخلاقی اٹھان اعلیٰ قدروں پر ہو۔ آج کل عام طور پر یہ شکوہ بھی کیا جاتا ہے کہ بچے بدتمیز ہوتے جارہے ہیں۔ در حقیقت بچے جب بڑوں کو ایسی حرکتیں کرتا دیکھتے ہیں جو ان کے شایان شان نہیں ہوتیں تو بچوں کے دل سے بڑوں کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ بچے کو سب سے پہلے کلمہ سکھائیں اور سات سال کا ہونے پر نماز کی طرف راغب کریں اور دس سال کا

ہونے پر تھوڑی سختی سے نماز پڑھنے کو کہیں اس سلسلے میں والدین خود نمونہ بنیں، دس سال کے بچے کا الگ بستر مہیا کریں۔

ہمارے ہاں فیشن کے طور پر یا ڈراموں میں ہوٹلوں اور ورکشاپوں میں دھکے کھاتے "چھوٹے" کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا جاتا ہے مگر عملی طور پر کچھ نہیں کیا جاتا۔ کروڑوں روپے منصوبہ بندی کی اشتہار بازی پر خرچ ہوتے ہیں مگر ان معصوم چہروں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جو لمبی لمبی کاروں میں بیٹھے صاف ستھرے لباس میں ملبوس اپنے ہم عمروں کو دیکھ کر حسرت و یاس کی تصویر بن جاتے ہیں۔

ایک طبقے کے بچے ناز و نعم میں پل کر عمدہ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے طبقے کے بچے زمین پر بیٹھ کر نیم خواندہ استادوں کو غیر انسانی، ذہنی جسمانی تشدد جھیل کر پڑھتے ہیں پھر عملی زندگی کی دوڑ میں دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیتے ہیں ان سے ایک جیسی کارکردگی کی توقع خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم کیا جائے یقیناً" بااختیار لوگ اس سلسلے میں اللہ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

ہمارے ہاں یتیموں اور معذور بچوں کے لئے ایسے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں جہاں پر ہر طبقے کے بچے یکساں طور پر مستفیض ہوں قرآن کریم میں ایسے عبادت گزار لوگوں کو بھی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے جو یتیموں کو دھکے دیتے اور لاچار لوگوں کی خاطر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

"تم لوگ یتیم کی کچھ قدر اور خاطر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔" (سورۃ الفجر آیت۔)

ہمیں یہ بات ضرور ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ معاشرتی تضادات میں پروان چڑھنے والی نسل تعمیر کار نہیں تخریب کار ہوگی جس کے کچھ آثار ہم اپنے معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں۔ خوشحال پاکستان کی تعمیر کا خواب جب ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے کہ جس نظام کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا۔ وہی سماجی مساوات اور

انصاف پر مبنی نظام اس میں نافذ کیا جائے۔

آبادی کے صحیح استعمال سے جاپان پاکستان سے تقریباً" پانچ گنا چھوٹا ہونے اور آبادی کے لحاظ سے بڑا ہونے کے باوجود (Great Seven) میں شامل ہو سکتا ہے تو پاکستان کے پاس اللہ کی دی گئی بے شمار نعمتیں اور وسائل موجود ہیں ترقی اس صورت میں ممکن ہے کہ خلوص نیت سے کام کیا جائے اور کرنے دیا جائے۔

(ماہنامہ اتحاد)

یتیم اور لاوارث بچوں کے ماڈرن ہومز

(Modern homes for orphan and Heirless Children)

یہ بستیاں SOS, Villages کے نام سے پکاری جاتی ہیں ایس او ایس ایک انگریزی اصطلاح Save Our Souls کا مخفف ہے جو کہ شدید اضطرابی حالت میں مدد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

لاوارث یتیم بچوں کی ان بستیوں کا دنیا میں آغاز دوسری جنگ عظیم کے بعد ہوا چونکہ اس وقت بڑے پیمانے پر تباہی پھیلی لہٰذا ایک 20 سالہ نوجوان ہر من مائنر جو کہ میڈیکل کا طالب علم تھا خود بھی یتیم ہو چکا تھا اس نے لاوارث، یتیم بچوں کے بارے میں شدید کرب محسوس کیا اور فیصلہ کیا کہ ساری زندگی ان بچوں کے لئے وقف کرے گا لہٰذا اس مقصد کے لئے سب سے پہلا ایس او ایس ولیج 1949 امیٹ نامی پر (آسٹریا) میں قائم ہوا۔

یہ ادارے مکمل طور پر خود مختار ہیں۔ اس وقت ایس او ایس چلڈرن ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام پوری دنیا یورپ، ایشیا، امریکہ، چین، جاپان، روس وغیرہ میں تقریباً" 125 ممالک میں 1346 سے زائد ایس او ایس ولیج یوتھ ولیج سکول اور دیگر پراجیکٹ کام کر رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بستیوں کے اہم مقاصد یا حصول درج ذیل ہیں۔

Scanned with CamScanner

ماں:

یہ بستیاں روایتی قسم کے یتیم خانوں سے بالکل مختلف ہیں۔ یہاں پر لاوارث یتیم بچوں کو مستقل طور پر رابطہ کے لئے ماں دی جاتی ہے جو کہ ہر بچہ کی صحت مند ارتقاء کے لئے ضروری ہے۔

بھائی بہنیں:

اس میں یہ گھر کے اندر ایک مکمل کنبہ ہوتا ہے جو کہ 10 تا 12 بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تمام بچے بھائی بہنوں کی طرح اکٹھے رہتے ہیں۔

گھر:

ان بستیوں میں ہر کنبہ کے پاس ایک مستقل گھر ہوتا ہے اور ہر بستی 15 گھروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ماں کے لئے علیحدہ کمرہ ہوتا ہے۔ ایک بیڈ روم میں چار تا پانچ بچے ہوتے ہیں۔

بستی:

ہر بستی میں دس تا پندرہ گھر ہوتے ہیں۔ یہ عام طور پر بڑے شہر یا قصبے کے قریب پرکشش ماحول میں واقع ہوتی ہے۔

تعلیم:

تعلیم ان بستیوں کے اہم ترین مقصد میں سے ایک ہے۔ ہر ویلیج میں ایک سکول ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بچیوں کو دستکاری یا دوسرے کام سکھانے کے لئے مختلف دوسرے اداروں میں بھی بھیجا جاتا ہے۔ دینی تعلیم کے لئے ہر گاؤں میں مسجد ضروی عنصر ہے جہاں پر دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ان بستیوں کے اندر کھیل کے میدان، باغیچے، ڈسپنسری، دکان وغیرہ کی سہولتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔

پاکستان میں آغاز پاکستان میں ایس او ایس چلڈرن ویلجز کا آغاز مسز ثریا کے ہاتھوں 1977ء میں ہوا۔ پہلا ایس او ایس چلڈرن ویلیج فیروز پور روڈ پر لاہور میں قائم ہوا۔ اس وقت پاکستان میں 14 پروجیکٹ کام کر رہے ہیں جو کہ ملک کے مختلف شہروں میں تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ایس او ایس چلڈرن ویلیج لاہور، کراچی، فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا، ایس او ایس ووکیشنل سنٹر ڈھڈیال، راولپنڈی ایس او ایس رورل سپورٹ پروگرام قصور۔

یوتھ ہوم:

لڑکوں کو سن بلوغت پر پہنچنے کے بعد یوتھ ہومز میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں پر جب تک لڑکے باروزگار نہ ہو جائیں ان کے لئے تعلیم یا پیشہ وارانہ کام کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ایس او ایس ویلیج لاہور:

یہ ویلیج پاکستان کا پہلا ویلیج ہے جو کہ 1977 میں مسز ثریا کے ہاتھوں قائم ہوا۔ اس کا رقبہ 70 کنال پر مشتمل ہے جو کہ پنجاب گورنمنٹ نے دی تھی۔ اس میں 15 گھر ہیں۔ اس وقت 150 بچے پرورش پا رہے ہیں۔ یہاں پر بچوں کو تمام سہولتیں میسر ہیں۔ کھیل کے میدان باغات، سکول، نرسری تا میٹرک، مسجد، جھولے، ڈسپنسری اور کیمونٹی وغیرہ۔ اب تک اس گاؤں سے 200 بچے فارغ ہو کر اپنی عملی زندگی میں جا چکے ہیں جبکہ 10 لڑکیوں کی شادی بھی کی گئی ہے۔

سکول:

اس ویلج کے اند ایک سکول ہے جہاں پر پرائمری تا سیکنڈری کا اہتمام ہے۔ یہ لاہور کے ان چند سکولوں میں سے ایک ہے جہاں پر کمپیوٹر سائنس مضمون کی حیثیت سے سے پڑھایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال پورے لاہور کے سکولوں میں واحد اس سکول کے دو بچوں نے کمپیوٹر سائنس کا امتحان دیا تھا۔ علاوہ ازیں سائنس لیبارٹری، لائبریری اور شفیق ماہر اساتذہ ہیں یہاں پر اس وقت 1000 کے

Scanned with CamScanner

قریب بچے زیر تعلیم ہیں جن میں 200 کے قریب ویلیج کے بچے ہیں۔

فنڈنگ :

ان اداروں کے تمام اخراجات لوگوں کے عطیات سے پورے کئے جاتے ہیں۔

ویلیج میں داخلہ کی اہمیت :

یہاں پر ایک اس بچے کو داخلہ دیا جاتا ہے جو کہ لاوارث اور یتیم ہو داخلہ نوزائیدہ بچہ سے لے کر 10 سال کی عمر کے بچہ کو دیا جاتا ہے۔ بہرحال ایس او ایس ویلیج لاہور سے فارغ ہونے والے بچے پاکستان کے مختلف اداروں مثلاً" پاکستان سٹیل ملز پی اے ایف وغیرہ کی اکیڈمی میں بھی سیلیکٹ ہو چکے ہیں۔ ایک بچہ پاکستان آرمی کمیشن حاصل کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں الیکٹریشن' ٹیلر ماسٹر' ویلڈر اور اسی طرح کے سکلڈ ورکر (Skilled worker) مزید بھی پیدا کئے جا چکے ہیں۔ بچیوں کی بہت تربیت کے لئے انہیں آرٹ اینڈ کرافٹ' ڈیزائننگ' دستکاری یعنی ان کے رحجان میلان کے مطابق تربیت دلوائی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے فلاحی ریاست کا نمونہ دیا ہے لیکن ابھی تک ہمارا ملک ناکام ہے لہٰذا ہمارا یہ مذہبی قومی اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ان نونہالوں کا خاص خیال رکھیں۔ ان کی بہت تربیت کریں چونکہ قرآن پاک میں بھی اس سلسلہ میں اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ القرآن۔

ترجمہ "کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جو دین کو جھٹلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ (سورہ الماعون)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ معاشرہ میں رہتے ہوئے اردگرد ایسے لاوارث یتیم بچوں کا خیال رکھیں اور انہیں اس قسم کے اداروں تک پہنچائیں تاکہ وہ بہترین زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں ان اداروں کو پورے ملک میں پھیلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات دینے چاہیں۔ عطیات کسی بھی ادارے میں جا کر دیئے

جا سکتے ہیں۔

(جمہوریت)

بچوں کی تربیت اور یورپ کے ڈے کیئر (Day Care) سنٹر:

مادی زندگی نے یورپی زندگی کو اتنا مصروف اور پریشان کر دیا ہے۔ کہ انہیں اپنے بچوں کو پالنے' تربیت اور شفقت کرنے وقت دینے سے فرصت نہیں۔ اسلام بچے کو ماں کی گود کا حصہ بناتا ہے جبکہ یورپ نے بچوں کو مشینوں کے حوالے کر کے ماں کی اس محبت و شفقت جس کے اثرات سائنس نے محسوس کیئے اور اس کے وجود کو تسلیم کیا' سے محروم کر دیا۔ بلکہ صبح بچوں کو ڈے کیئر سنٹر (Day Care Centre) میں جمع کرا کے اپنے اپنے دفاتر میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں مشینوں کے ذریعے بچوں کی نشوونما کی جاتی ہے اور شام کو گھر واپس آتے ہی بچوں کو واپس لایا جاتا ہے۔ اس حالت یورپ کے بچوں کو باغی' خودمختار' جرائم پیشہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

(ویکلی میڈیکل سروے)

Scanned with CamScanner

بیوہ عورت کی زندگی۔ اسلامی عکس اور یورپی عکس

(Life of Widow in Islam and in Euorp)

○ حضرت عوف بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں اور غمگین چہرہ والی وہ عورت جس کا شوہر مرگیا اور اس نے اپنے بچہ کو دیکھ کر صبر کرلیا اس طرح جنت میں ہوں گے۔ (یعنی ایک ہی جگہ)

○ حضور اقدس ﷺ نے بیوہ خواتین سے نکاح کر کے مثال قائم کی ہے اور وہی خواتین آج امت کی مائیں ہیں۔

اسلام نے عورت چاہے کنواری ہو یا بیوہ اسے بے شمار حقوق دیئے ہیں بیوہ عورت کی زندگی کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ بیوہ کی عزت و توقیر کو بڑھانے کے لئے آپؐ نے ایسی عورتوں کے ساتھ شادیاں کی ہیں بلکہ اسلام میں ایسے عمل کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

کچھ یورپی زندگی:- (European life)

یورپ نے عورت کو قدر کا مقام دیا یا تحقیر کا مقام؟۔ یورپ نے عورت کو مزدور، ڈرائیور سویپر، سیکریٹری، استقبالی عورت، ویٹر، ایئر ہوسٹس، حتیٰ کہ بازاری عورت بنا دیا۔ کیا یہ عورت کی آزادی ہے یا غلاموں جیسے کام۔ اور دوسری طرف اسلام نے عورت کو گھر کی مالکہ اور ادھر جنت میں حوروں کی سردار قرار دیا ہے۔

یورپ کی ایک خاتون نے اس بات کا مقدمہ لیسٹر (انگلینڈ کا ایک شہر) میں درج کرایا کہ میرے خاوند سے مجھے میرے حقوق دلائے جائیں۔ وہ اس لئے کہ میں نے عالم بیوگی میں اس کے ساتھ شادی کی۔ شادی سے قبل اس کو بیوگی کا علم نہیں تھا۔ لیکن جب اس کو پتہ چلا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ لہٰذا مجھے میرے حقوق دلائے جائیں۔ (بحوالہ ہیومن اینڈ اسلام)

یہ ایک نہیں ایسے بے شمار واقعات پورے یورپ کی زندگی میں بھرے

پڑے ہیں کہ بیوہ کی مسلسل تحقیر و تذلیل ہو رہی ہے۔

ہند دھرم میں بیوہ کی زندگی:-

(Life of Widow in Hindu Dahram)

میں نے ایک مجمع کو دیکھا کہ جن میں مرد، عورتیں اور بچے تھے دو خواتین بہت زرق برق لباس کے ساتھ، خوبصورت سواریوں پر سوار تھیں اور لوگ انہیں اپنے مردہ رشتہ داروں کے لئے پیغام دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں عورتیں بیوہ ہیں اور یہ سومنات کے بڑے مندر میں ستی ہونے کے لئے جا رہی ہیں وہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک بہت بڑا حوض جس میں منوں لکڑیاں جل رہی تھیں۔ جن کے شعلے اور لپٹیں دور سے انسان کو لپیٹ میں لے رہی تھیں۔ وہ عورتیں سواری سے اتریں منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور اس آگ میں چھلانگ لگا دی۔ تمام مجمع ایک خاص لفظ کا بار بار تکرار کرنے لگا اور اوپر سے مزید تیل اور لکڑیاں اس حوض میں پھینکی جانے لگیں۔ میں اس منظر کو نہ دیکھ سکا اور بے ہوش ہوگیا۔ اور ہوش آنے کے بعد بہت عرصہ تک بیمار رہا۔

(بحوالہ سفرنامہ ابن بطوطہ)

عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو سے منع

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prohibition of talking and awaking after Eisha Prayer Sunnat-e- Nabvi Modern Science)

حضور اقدس ﷺ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا عشاء کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے جس نے کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنی ہو۔ (الترغیب و الترتیب) (آداب زندگی)

یہ قول ایک بڑا قول ہے کہ دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد رات جس کو اللہ نے آرام کا ذریعہ بنایا ہے اس میں جلدی سو جائے اور صبح جلدی اٹھ جائے اگر رات کو دیر سے سوئے گا تو صبح سورج نکلنے کے بعد سوتا رہے گا اور سوتے ہوئے آدمی پر سورج کی کرنوں کا پڑنا بہت سے امراض کو پیدا کرتا ہے، رات کو اگر دیر سے سوئے گا اور مکمل آرام نہیں کر سکے گا تو بد خوابی، بے سکونی، چڑچڑا پن، اور ذہنی دباؤ میں مبتلا ہو گا۔ اس لئے عشاء کی نماز پڑھتے ہی سو جانے کا آپؐ نے فرمایا ہے۔

ڈاکٹر نکسن وزیٹر کی تحقیق

(Research of Dr. Nikson visitor)

جو لوگ رات کو جلد نہیں سوتے، دیر گئے تک خلوت گاہ میں جاتے ہیں، ایسے لوگ جب مریض بن کر میرے پاس آئے تو میں نے ان میں اعصابی اور نفسیاتی امراض کی کثرت پائی۔ وہ بکثرت الجھے ہوئے اور ڈیپریشن مایوسی کا شکار تھے۔ ان میں بعض لوگوں کا روحجان خود کشی کی طرف تھا۔

الغرض کائنات کا اصول دن کا کام اور رات کو آرام کا ہے۔ جب اس اصول کو توڑیں گے تو صحت اور جاودانی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(بحوالہ کیور میڈیکل)

مہمان کو کھانے پر اصرار

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Insistance of meal to guest Sunnah and Modern Science)

نبی کریم ﷺ کے دستر خوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپؐ اس سے بار بار فرماتے کہ کھائیے، کھائیے اور کھائیے۔ جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا تب آپؐ اپنے اصرار سے باز آتے۔

(مشکوۃ - زاد المعاد آداب زندگی)

اسلام مہمانداری کے اصول وضع داری اور محبت سکھاتا ہے۔ اس ضمن میں فرائیڈ کا اصول مہمانی مطالعہ فرمائیں۔

فرائیڈ کا اصول:- (Principle of Fride)

مہمان ہمیشہ خلوص اور محبت ہی کے ناطے سے آتا ہے اور اگر اسے وہ محبت اور مطلوبہ خلوص میسر نہ ہو تو اسے مہمان نہیں کہیں گے بلکہ بن بلایا مہمان کہنا بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چہرے پر مسکراہٹ سجائیے، خوش ہو جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا خود کھلائیں، ساتھ بیٹھیں، محبت بڑھے گی، مہمانوں کی پسند کا بھی خیال رکھیں۔ میں نے بعض مہمانوں کو پر تکلف دیکھا جب ان کا بار بار اصرار کیا گیا تو انہوں نے واقعی کھانا پیٹ بھر کر کھایا۔ (بحوالہ فرائیڈ سٹوری - گلف ایشل)

Scanned with CamScanner

عورتوں کے باریک لباس کے نقصانات

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Losses of thin dress in women Sunnah and Modern Science)

○ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں دوسروں کو ریجھاتی ہیں خود دوسروں پر ریجھتی ہیں ان کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کے طرح ٹیڑھے ہیں یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے۔ (ریاض الصالحین)

○ ایک بار نبی پاک ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ آئی۔ آپؐ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا اس میں ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنا لو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو۔ مگر ان سے کہ دینا کہ اس کے نیچے اور کپڑا لگا لیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم و حیا' حجاب و وفا۔ ختم ہوجاتی ہے وہاں اس کے کچھ اور نقصانات بھی واقع ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر لیڈ بیٹر کی وارننگ :- (Warning of Dr. Led Beater)

مذکورہ ڈاکٹر روحانیت کا بہت بڑا محقق ہے۔ لیڈ بیٹر کے مطابق جس لباس سے نسوانی جسم کی جھلک نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور نسواری لہروں کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بحوالہ تصورات اسلام)

الٹرا وائیلٹ ریز کے نقصانات:
(Losses of Ultra violet Rays)

سورج میں موجود الٹرا وائیلٹ ریز (Rays) سخت گرمی میں جلد اور جسم کے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اگر لباس موٹا ہو تو یہ شعاعیں لباس سے باہر ہی رک جاتی ہیں اور اگر لباس باریک ہو تو یہ شعاعیں جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ (بحوالہ میثاق)

اسلام میں زیب و زینت کا اختیار

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Option of Ornanment and elegance in Islam Sunnah and Modern Science)

○ حضرت ابوالاحوصؒ کے والد اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمھارے پاس مال و دولت ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ دریافت فرمایا کس طرح کا مال ہے۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے اونٹ بھی ہیں' گائیں بھی ہیں' بکریاں بھی ہیں' گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب اللہ نے تمھیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمھارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔ (مشکوہ شریف)

○ حضرت جابرؓ کا بیان ہے ایک بار نبی پاکؐ ملاقات کی غرض کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کرلیتا۔

Scanned with CamScanner

اور آپؐ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے آپؐ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز نہیں (یعنی صابن) جس سے اپنے کپڑے دھولیتا۔ (مشکوۃ)

○ ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو۔ جوتے بھی نفیس ہوں، اس طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوڑا بھی نہایت عمدہ ہو۔ آپؐ اسکی گفتگو سنتے رہے پھر فرمایا۔ یہ ساری ہی باتیں پسندیدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ (مستدرک - حاکم)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاکؐ سے عرض کیا۔ کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑا پہنوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے۔ اللہ اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اسلام غریبوں کا نہیں بلکہ امیروں کا بھی مذہب ہے۔ اب سے قبل مسلمانوں کو اس بات کا طعنہ دیا جاتا رہا کہ اسلامی تعلیمات تنگ دستی اور فقروفاقہ سکھاتی ہیں لیکن مذکورہ احادیث میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔

ڈاکٹر وارن کا اعتراف:
(Acknowledgement of Dr. Worn)

مشہور مستشرق ڈاکٹر وارن بلاف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جو لوگ اسلام کو فقیری اور تنگدستی کی تعلیم دینے کا مذہب کہتے ہیں۔ شاید ان کا اسلامی مطالعہ نامکمل ہے۔ میں نے کتب اسلامی میں ایسی بے شمار احادیث و واقعات کا مطالعہ کیا ہے جس میں متمول اور صاحب مال کو اچھا لباس، اچھی سواری، اچھی رہائش اور اچھے کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔

(بحوالہ اسلام اور مستشرقین)

ایک جوتا نہ پہنو۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Don't wear a single shoes
Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اتار کر چلو۔ (ترمذی)

○ ایک جوتا ایک پاؤں میں ہو اور دوسرا پاؤں خالی ہو بظاہر یہ بات انسانی اخلاق اور وقار کے منافی ہے۔

○ اسلام مسلمانوں کو عزت وقار اور وجاہت کا سبق دیتا ہے۔ اور جو آدمی ایسا عمل کرے اس کی معاشرے میں تذلیل ہوتی ہے۔

جوتے کے ساتھ پاؤں اور بغیر جوتے کے ساتھ پاؤں کا توازن برقرار نہیں رہتا اور انسان بے ڈھنگی چال چلتا ہے اور معاشرتی طور پر بھی بہت نقصان دہ ہے۔

انسانی جسم ایک اعصابی نظام کے تحت چل رہا ہے جس کا مرکز دماغ اور حرام مغز ہیں۔ جب ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں ڈھکا ہوا ہو۔ ایسا اعصابی نظام کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ حتیٰ کہ جب اس پر سطحی اور سرسری تحقیق کی گئی تو مندرجہ ذیل نقصانات سامنے آئے۔

ڈاکٹر نکسن وزیٹر نے سالہا سال کی تحقیق کے بعد اس بات کی بار بار تنبیہہ کی ہے کہ اکثر اوقات ننگے پاؤں چلا کرو، بغیر جوتے کے بھی چلنا مفید ہے اور ایک پاؤں میں جوتا اور دوسرا خالی بہت نقصان دہ ہے۔ کیونکہ میں نے ایسے مریضوں کو لنگڑی کے درد میں یعنی (Shahtica) میں مبتلا پایا۔ (بحوالہ کیور میڈیکل)

اسلام میں نقل اتارنے سے منع
سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Prohibiton of imitate in Islam Sunnah and Modern Science)

احادیث نبویؐ میں نقل اتارنے سے منع کیا گیا ہے۔ (آداب زندگی)

نقل اور نفسیات۔ فرائڈ کے نظریات:
(Imitation and Psychology Fruid's Theories)

نقل دراصل ذہن کے اس حصے کا عکس ہے جس سے آدمی دوسرے کی طرح بننے کی کوشش کرتا ہے۔ نقل میں تقلید کا پہلو بھی ہے اور اختیار کا بھی۔ یعنی بعض اوقات کسی کی عادت بد کو ظاہر کرنے کے لئے بالکل وہی عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا انسانی سوچ اور سمجھ پر جتنا برا اثر ڈالتا ہے جس سے زبان کی لکنت، آواز کی کمی جیسے امراض پیدا کرتا ہے۔ (فرائڈ کے نظریات)

ہومر کے تجربات:- (Experiments of Homer)

نقل سے ذہنی صلاحیتوں کا نکھار تقریباً ختم ہو جاتا ہے انسان گہری سوچوں کو چھوڑ کر صرف لکیر کا فقیر بن جاتا ہے۔ اس کی اپنی سوچیں کم اور دوسروں کی نقل کی زیادہ اس کا نقصان اس کی عملی زندگی میں زوال کا باعث بنتا ہے۔

(ہومر تجربات)

عورت کی آدھی اور مرد کی پوری گواہی
سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Half evidence of woman and full evidence of man Sunnah and Modern Science)

○ ہم نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے (القرآن)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے لئے کسی کو یہ حکم دینا جائز ہوتا کہ ایک شخص دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ لیکن چونکہ اللہ جل شانہ کے علاوہ دوسروں کے آگے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا میں یہ سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن اگر اس دنیا میں کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

○ مرد اپنے گھروالوں کا راعی و نگہبان ہے۔ (الحدیث)

○ اسلامی نظام قانون میں عورت کی گواہی آدھی یعنی 2 عورتیں مل کر ایک گواہ شمار ہوتی ہیں اور ایک مرد ایک گواہ شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت و فضیلت دی ہے۔ اس ضمن میں جدید تحقیقات کیا کہتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ہیولاک ایلس کا تجزیہ:- (Analysis of Hewlock Aelis)

ہیولاک ایلس جو موجودہ دور میں جنسی نفسیات کا سب سے بڑا ماہر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی کتاب "مرد اور عورت" میں عورتوں کی خصوصی فطرت اور جدا گانہ صفات کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "عورتوں کی طبیعت میں مردوں کے مقابلہ میں متاثر ہونے کی بہت زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ چھوٹے چھوٹے

Scanned with CamScanner

معاملات میں بھی عورتیں دوسروں کے بیانات اور خیالات کو مردوں کے مقابلے میں جلد قبول کر لیتی ہیں۔ عورت ہر اس خیال اور رائے کے لئے جان تک قربان کر دیتی ہے، جسے موثر انداز میں اس کے سامنے اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ اس کی جذباتی فطرت کو متحرک کر دے۔ نیز عورت دوسروں کی ہمدردی کے لئے تڑپتی ہے۔ اور اس میں خود مختاری کا جذبہ ویسا پرزور نہیں ہوتا، جیسا کہ مردوں میں ہوتا ہے۔"

ایلس مزید لکھتا ہے "عورتوں میں عقل کی کمی ہے اس میں مرد بڑھے ہوئے ہیں۔ مثلاً" مردوں میں اپنے حاصل کردہ علم سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ جو سیکھتے یا حاصل کرتے ہیں اس میں غور و فکر اور تحقیق و تفتیش کے ذریعے اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ نیز وہ اپنے شعبہ علم و فن کی تفصیلات و جزویات پر زیادہ حاوی ہوتے ہیں۔ انہیں سائنس کے مشاغل اور تجربات سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ ان کی قوت مشاہدہ بھی عورتوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عورتوں کو تحلیل و تجزیہ کا عمل طبعاً" ناپسند ہوتا ہے۔ کیونکہ انہیں جبلتاً" یہ محسوس ہوجاتا ہے کہ تحلیل و تجزیہ کے عمل سے ان کی جذباتی ساخت متاثر ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو بے لچک قواعد اور اٹل اصولوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کیوں کہ ان کی زندگی جذبات و ہیجانات سے مرکب ہوتی ہے۔ دراصل عورتوں کی یہ صفات ان کی عقل کی کمی کا ثبوت نہیں۔ بلکہ یہ جنسی اختلافات کا نتیجہ ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس اور تلاش و تحقیق اور علمی موضوعات کے لئے عورت کا دماغ ناموزوں ہے۔ خواہ مستثنیٰ صورتوں میں عورتوں نے اس دائرے میں کتنا ہی اچھا کام کر دکھایا ہو۔"

ڈاکٹر لیمبرس کی کتاب روح نسوانیت:
(Book of Dr. Lambras Spirit of Effamination)

اسی طرح ڈاکٹر لیمبرس اپنی کتاب "روح نسوانیت" میں لکھتی ہیں۔

عورتیں اور مرد صرف طول و قامت، ہڈیوں کی ساخت اور عضلاتی بناوٹ کے اعتبار سے ہی مختلف نہیں، بلکہ اس اعتبار سے بھی مختلف ہیں کہ وہ ہوا اور غذا کی ایک ہی مقدار جذب نہیں کرتے۔ ان کے امراض کی نوعیت جداگانہ ہوتی ہیں۔ ان کے ذہنی اور اخلاقی رجحانات میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ ترقی اور ارتقاء صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ مردوں اور عورتوں کے معاشرتی حقوق و فرائض کا تعین کرنے میں ان کے فرق اور اختلافات کو پیش نظر رکھا جائے۔"

انیسویں صدی کے انسائیکلوپیڈیا کا مصنف لفظ "عورت" پر بحث کرتے ہوئی لکھتا ہے۔

"مرد و عورت میں اعضائے تناسل کی ترکیب و صورت کا اختلاف اگرچہ ایک بڑا اختلاف نظر آتا ہے لیکن صرف یہی اختلاف نہیں ہے۔ عورت کے اور تمام اعضاء سر سے پیر تک مرد کے اعضاء سے مختلف ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اعضاء بھی جو بظاہر آخر الذکر سے بے حد مشابہ نظر آتے ہیں۔"

"علمی تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کا قد کا اوسط طول مرد کے قد کی اوسط درازی سے بارہ سینٹی میٹر کم ہے۔ یہ فرق کسی خاص ملک یا قوم سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جس طرح وحشی اقوام میں پایا جاتا ہے، اسی طرح متمدن ممالک میں پایا جاتا ہے اور جوانوں کی طرح بچے بھی اس اختلاف کی شہادت دیتے ہیں۔"

جس طرح عمر کے اوسط میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جسم کے وزن اور ثقل میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ مرد کے جسم کا متوسط ثقل سینتالیس کلو ہے۔ مگر عورت کے جسم کا متوسط ثقل بیالیس کلو اور نصف سے کسی حالت میں زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی عورت کے جسم کا ثقل مرد کے ثقل سے پانچ کلو کم ہوتا ہے۔ عضلات کے حجم و قوت کے لحاظ سے بھی عورت مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

"مجموعی حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو عورت کے جسم کے عضلات مرد کے عضلات سے اس درجہ مختلف ہیں اور حجم و قوت کے لحاظ سے اول الذکر کے عضلات اس قدر ضعیف ہیں کہ اگر ان کی طبعی قوت کے تین حصے کئے جائیں تو دو

حصے قوت مرد کے حصے میں آئے گی اور صرف ایک حصہ قوت عورت میں ثابت ہوگی۔ عضلات کی حرکت کی سرعت اور ضبط کا بھی یہی حال ہے۔ مرد کے عضلات جسمی عورت کی نسبت حرکت میں زیادہ تیز اور اپنے فعل میں زیادہ قوی ہیں۔"

قلب جو انسانی زندگی کا اصلی مرکز ہے۔ اسی طرح اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ علمی تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت کا قلب مرد کے قلب سے ساٹھ ڈرام چھوٹا اور خفیف ہوتا ہے۔

سرعت تنفس کے لحاظ سے بھی عورت اور مرد میں عظیم الشان اختلاف ہے۔ علمی تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سانس کے ذریعے سے کاربونک ایسڈ کے جو ذرات باہر آتے ہیں وہ اندرونی حرارت کی گرمی سے بخارات بن کر سانس میں ملے ہوئے نکلتے ہیں۔ اس تجربہ کی بناء پر تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مرد ایک گھنٹہ میں تقریباً" گیارہ ڈرام کاربن کی مقدار جلاتا ہے۔ مگر عورت چھ ڈرام سے کچھ زیادہ جلاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی حرارت عزیزی بھی مرد کے مقابلہ میں بہت کم یا نصف سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ عورت کا دماغی ضعف' یہ تمام تحقیقات اور اقوال عورت کے جسمانی ضعف کو کن قطعی دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں۔

نہلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن:
(Nahlist Philospher Allama Proden)

مشہور نہلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب ابتکارا لنظام میں لکھتا ہے کہ " عورت کا وجدان :مقابلہ مرد کے وجدان کے اسی قدر ضعیف ہے' جس قدر اس کی عقلی قوت مرد کی عقلی قوت کے مقابلہ میں ضعیف نظر آتی ہے۔ اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کے اخلاق سے بالکل مختلف ہے اور دوسری قسم کی طبیعت رکھتی ہے یہ وجہ ہے کہ جس چیز کے حسن و قبیح کے متعلق وہ رائے قائم کرتی ہے' وہ مردوں

کی رائے سے مطابق نہیں ہوتی۔ پس عورت اور مرد میں عدم مساوات کوئی عارضی امر نہیں ہے' بلکہ عورت کی طبعی خاصیت پر مبنی ہے۔"

حواس خمسہ جس پر انسان کی عقلی اور دماغی نشوونما کا مدار ہے۔ اس میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ نیکولس اور علامہ ہیلی نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے حواس خمسہ مرد کے حواس سے ضعیف تر ہیں۔

(ا) عورت کی قوت شامہ کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ ایک خاص فاصلہ سے عطر لیموں کی خوشبو محسوس کر سکے' بر خلاف مرد کے کہ اس کی قوت شامہ اس قدر قوی ہے کہ وہ اس درجہ کی خوشبو کو آسانی سے محسوس کر لیتا ہے۔ جس سے دو چند مقدار کی خوشبو سے عورت کو احساس ہو سکتا ہے۔

(ب) اسی طرح تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت ہلکے براسک ایسڈ کی بو 1/2000 کی نسبت سے اور مرد 1/100 سے محسوس کر سکتا ہے۔ جو ضعیف کی بین دلیل ہے۔

(ج) ذوق اور سمع کا حاسہ بھی عورت سے مرد کا بہت زیادہ قوی ہے۔ اس کے لئے کسی تشریح دلیل کی ضرورت نہیں۔ انسائیکلوپیڈیا نے تصریح کر دی ہے کہ "اسی ضعف کا نتیجہ ہے کہ طعام کی عمدگی اور بدمزگی پہچاننے والے' آواز کے پرکھنے والے اور پیانو کی راگوں کے آواز کل کے کل مرد کے ہیں۔ ایک عورت نے بھی خود کو ان باتوں میں باکمال ثابت نہیں کیا۔"

(د) قوت لامسہ کے متعلق علامہ لومبروز اور سیرجی وغیرہ استادوں کی متفقہ تحقیق ہے کہ "عورت میں یہ قوت مرد کی نسبت بہت ضعیف پائی جاتی ہے۔ ان کی محققانہ دلیل یہ ہے کہ جن آلام اور تکالیف کی متحمل عورت ہوتی ہے' مرد اس قدر نہیں ہو سکتا۔ یہ ظاہر فرق بتلا رہا ہے کہ مرد کی نسبت عورت کی قوت احساس ضعیف تر ہے۔"

قوت ادراک کا اصلی مرکز انسان میں بھیجا ہے۔ اسی کی کمی اور زیادتی اور ضعف و قوت پر ادراک کی تیزی اور سستی کا دارومدار ہے۔ لیکن جب علم سائیکالوجی کے تجارب کو پیش نظر رکھ کر ہم غور کرتے ہیں تو اس میں بھی عورت

Scanned with CamScanner

ضعیف تر ثابت ہوتی ہے۔ علم مذکور نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے "بھیجے" اور مرد کے "بھیجے" میں مادہ اور شکلاً سخت اختلاف ہے۔ مرد کے بھیجے کا اوسط وار عورت کے بھیجے سے سو ڈرام زیادہ ہے۔ اگر کوئی اس کے جواب میں کہے کہ یہ زیادتی مرد اور عورت کے جسمانی اختلاف پر مبنی ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ تحقیق ہو چکی ہے کہ مرد کے بھیجے کی مقدار اس کی جسمی حالت سے وہ نسبت رکھتی ہے، جو چالیس کے عدد کو ایک سے ہوتی ہے، مگر عورت کا "بھیجا" اس کی جسمانی قوت سے چوالیس اور ایک کی نسبت رکھتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عورت کے "بھیجے" کی کمی جسمانی ضعف پر مبنی ہے تو مقابلہ میں یہ اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟

علاوہ اس کے عورت کے سر کے "بھیجے" میں خم و پیچ نہایت کم ہیں اور اس کے پردوں کا نظام بھی ناکمل ہے۔ علمائے سائیکلوجی نے اس اختلاف کو ان دونوں جنسوں کے ممیزات میں ایک اہم قرار دیا ہے۔

اسی طرح مرد اور عورت کے بھیجوں کے جو ہر سنجابی میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے، جو ہر سنجابی قوت ادراک نقطہ اور مرکز ہے، اس لئے یہ اختلاف کوئی معمولی اختلاف نہیں ہے۔ (عورت اور مرد کے درمیان حیاتیاتی اور طبعی فرق کی مزید تفصیلات مصر کے مصنف فیروجدی کی کتاب "عورت اور اسلام" میں ملاحظہ ہو جس کا اردو ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد نے کیا ہے۔)

ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے دنیا کے نظام کو چلانے کے لئے عورت اور مرد کے لئے جداگانہ دائرے اور ایک دوسرے سے الگ فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ اس مقصد کے لئے عورت کو جن صلاحیتوں کی ضرورت تھی۔ وہ اس کے اندر ودیعت کر دی ہیں اور مرد کو جو صلاحیتیں درکار تھیں وہ ان کی جسمانی ساخت میں رکھ دی ہیں۔ چونکہ مرد اور عورت زندگی کے دو پہیئے ہیں۔ دونوں کے تعاون کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی تھی۔ اس لئے قدرت نے ان دونوں کے اندر ایک دوسرے کے لئے کشش بھی رکھ دی۔ تمدن کے ارتقاء کا خود یہ تقاضا ہے کہ عورت اور مرد کی کشش کا یہ تعلق

ایک دائرہ کے اندر رہے۔ اس دائرے سے تجاوز نہ ہو۔ اس دائرے سے تجاوز کے نتیجہ میں جو نقصان ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔ اور تمدن کی ساری ترقی رک جائے۔ ماضی میں بیشتر متمدن قومیں اسی وجہ سے زوال کا شکار ہوئیں۔

اسلام نے انسانی فطرت کے اسی بنیادی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کے لئے الگ الگ دائرہ کار مقرر کیا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جہاں غیر محرم عورت اور مرد تنہا ہوتے ہیں، وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

انسانی فطرت اور اسلام کی تعلیمات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے آج مغربی معاشرے ہمارے لئے عبرت کا باعث بن چکے ہیں۔ ساری ترقی کے باوجود عورت اور مرد کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ ان کی زندگیوں کی تلخیوں کے واقعات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ زندگی ایسی ہے جو موت سے بھی بدتر ہے۔ چنانچہ خوشحال مغربی ملکوں میں خود کشی کا رجحان سب سے زیادہ ہے۔

(بحوالہ معاشرہ - جمہوریت اور اسلام محمد موسیٰ بھٹو)

آپ نے گذشتہ تحریر میں اس بات کا بخوبی اندازہ کر لیا ہے جس طرح اسلام نے عورت کو مرد سے کمزور اور کمتر رکھا ہے اور سائنس نے اپنی تحقیقات جدیدہ میں بھی اسے کمزور قرار دیا ہے۔ بلکہ اسلام نے عورت کو چھپا کر رکھنے والی چیز بتایا ہے۔

لیکن جب یہ چھپی ہوئی اور باپردہ چیز عیاں اور واضح ہوتی ہے۔ اور مرد کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے کوشاں رہتی ہے تو اس کے نقصانات موجودہ یورپی زندگی میں واضح نظر آتے ہیں۔

فلٹس - جے شین کے تجربات:
(Experiments of Filtus, J, Shane)

امریکہ کے حالات کے بارے میں وہاں کے ایک مصنف فلٹس، جے، شین اپنی کتاب AND CONSCICNCE OF THE WEST COMMUNISM میں لکھتے ہیں:

"امریکہ کی گھریلو زندگی میں جس قدر ہیجان اس وقت پایا جاتا ہے اس کی مثال اس ملک کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ اپنی قوم (مصنف کا خطاب اپنے اہل قلم سے ہے) کے متعلق ہر پہلو سے ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا ہو تو اس کی گھریلو زندگی کو دیکھ لیجئے۔ جو حالت آپ ایک متوسط گھرانے کی پائیں بس وہی حالت پورے امریکہ کی سمجھ لیجئے۔"

"اگر ایک متوسط گھرانا قرض پر گزر کر رہا ہے، اسراف میں مبتلا ہے، مقروض ہوتا جارہا ہے تو یقین کر لیجئے کہ امریکہ قومی قرضوں کے نیچے دبتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ تباہی کے گڑھے میں جا گرے گا۔ اگر ایک متوسط گھر کے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے وفاداری نہیں برت رہے ہیں تو جان لیجئے کہ امریکہ اٹلانٹک چارٹر اور چار آزادیوں کی پابندی پر استوار نہیں رہے گا۔ اگر گھر کے اندر جان بوجھ کر قصداً" بچوں کی پیدائش کو روکا جارہا ہے تو قوم میں لازماً" یہ ذہنیت پرورش پائے گی کہ وہ قیمتوں کو برقرار رکھنے کی خاطر فصلوں کو برباد کرے، قہوہ کو سمندر برد کرے اور زندگی کو اس کے فطری نہج پر حرکت کرنے سے روکے۔ اگر گھر کے اندر میاں بیوی خود غرضی سے کام لے رہے ہیں، ایک دوسرے کے مفاد اور احساسات کو نظرانداز کر رہے ہیں اور یہ بھول گئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی خوشی اور بھلائی کا انحصار دوسری کی خوشی اور بھلائی پر ہے تو آپ کے ملک میں سرمایہ اور محنت کے درمیان وہ صورت پیدا ہو کر رہے گی جو گھر کے اندر میاں اور بیوی کے درمیان پیدا ہو چکی ہے اور وہ سوسائٹی کو اس کے اجتماعی امن اور اس کی محنتوں کے پھل سے اسی طرح محروم کر دے گی جس طرح میاں اور بیوی نے گھر کو ان سے محروم رکھا ہے۔ اگر اپنی گھریلو زندگی میں میاں اور بیوی ایک دوسرے

کو غیروں سے آنکھ لڑانے کی گنجائش دے رہے ہیں تو ہماری قوم لازماً" ایک ایسی قوم میں تبدیل ہو جائے گی جس کے اندر بیرونی فلسفہ اور نظریات آگھسیں۔

"جب ہمارے ملک کے 30 بڑے شہروں میں طلاق کی شرح اس حد کو پہنچ جائے کہ ہر دو شادیوں میں سے ایک کا انجام طلاق ہو، جب قوم کے اندر سال بھر کی کل 500، 85، 22 شادیوں میں 200,000 کا حشر طلاق ہو رہا ہے تو یہ اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ امریکہ کو اندر سے گھن لگ چکا ہے۔ 1920ء کے بعد شراب کی وجہ سے دماغی امراض میں 500 فیصدی اضافہ ہوگیا ہے، اور یہ بات اب قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سی عورتوں کی دماغی اور اعصابی بیماری کا اصل سبب ان ذمہ داریوں کے آپڑنے کا خوف ہے، جو قدرت نے ماں کی حیثیت سے ان کے سپرد کی ہیں۔ اس طرح مردوں میں بھی تلون کا سبب باپ بننے کی ذمہ داریاں سر آپڑنے کا خوف ہی ہوتا ہے۔ طلاق رنج غم ہی کا آخری مظہر ہوتی ہے اور اس سے پہلے فریقین پر ایک مدت تک ذہنی پریشانی اور دماغی عدم توازن کی حالت طاری رہتی ہے۔ امریکہ میں 83 فیصدی طاقتیں ان جوڑوں میں ہوتی ہیں جن کے ہاں کوئی بچہ نہیں پیدا ہوا ہوتا ہے۔ تعلیم اس کا کوئی علاج نہیں ہے کیوں کہ کالجوں سے نکلی ہوئی 45 فیصدی اور اسکولوں سے نکلی ہوئی 21 فیصدی عورتیں بچے پیدا کرنے کے ناقابل ثابت ہورہی ہیں۔"

امریکن قوم کو خطرات:
(Dangers for American Nation)

خاندان زندگی کے انتشار کی وجہ سے امریکن قوم اور امریکی ریاست کو جو خطرات درپیش ہیں، مصنف ان خطرات کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:

"امریکہ اپنی گھریلو زندگی میں جس راہ پر جارہا ہے اس کو اس نے اگر ترک نہ کیا تو مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے الگ سراسر دنیوی نقطہ نظر سے بھی وہ نہایت ہولناک نتائج سے دو چار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

Scanned with CamScanner

"اولاً" یہ کہ امریکن بتدریج ایک غداروں کی قوم بنتے چلے جائیں گے۔
جس قوم کے اندر پچاس فیصدی لوگ یہ سمجھنے لگ جائیں کہ وہ جب چاہیں، محض اپنی خوشی، اور سہولت کی خاطر نکاح کے مقدس عہد کو بلا تامل توڑ کر پھینک دے سکتے ہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اس قوم کی زندگی میں وہ ساعت آن پہنچی ہے، جبکہ اس کے شہری ملک و ملت سے وفاداری کے عہد کو کوئی اہمیت دینا چھوڑ دیں گے۔
جب کسی ملک کے شہریوں کا لگاؤ گھر سے ختم ہو جائے جو دولت مشترکہ اور حکومت خود اختیاری کا اصل مرکز ہے تو زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ قوم اور وطن سے بھی ان کا لگاؤ باقی نہیں رہے گا۔ جس ملک میں بیگم الف ہر آن بیگم جیم بننے کے لئے تیار رہیں اس ملک کے باشندوں کو غیروں سے ساز باز کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ جو آج گھر میں غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ کل قوم کے ساتھ غداری کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔
ثانیاً" یہ کہ لوگوں کی ذہنیتیں ایسی بنتی چلی جائیں گی کہ پھر کوئی شخص ملک و ملت کی خاطر ایثار کرنے، ان کے لئے مصائب جھیلنے، ان کے فائدہ کی خاطر مشقت اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ کیونکہ گھر ہی تو وہ جگہ ہے، جہاں افراد قوم کو ضبط نفس کا، اجتماعی مفاد کے پاس و احساس کا اور دوسروں کے ساتھ مل کر اور ان کے واسطے زندگی بسر کرنے کا سبق ملتا ہے گھر ہی وہ درس گاہ ہے جہاں آدمی کو اپنی خوشی کو دوسروں کی خوشی پر، اپنی خواہشوں کو دوسروں کی خواہشوں پر، اپنے آرام کو دوسروں کے آرام پر، حتیٰ کہ اپنی جان کو دوسروں کی جان پر، بغیر کسی بدلہ یا غرض کے اور بغیر کسی تردد کے قربان کر دینے کی تربیت ملتی ہے ...... اگر گھروں کے اندر ہیرو پیدا کرنے کا انتظام باقی نہ رہے گا تو قوم کے اندر ہیرو کہاں سے آئیں گے؟ جو لوگ اپنے بال بچوں کے لئے محنت و مشقت کرنے سے بھاگیں گے وہ قوم و ملک کی خاطر کیوں اور کس طرح مشقت کریں گے ...... ایثار و قربانی کی تربیت کے لئے جب گھر کا نظام باقی نہیں رہے گا تو قوم کے اندر سے اس چیز کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔"

روزنامہ جنگ لندن کی خبر:
(News of Daily Jang London)

"آکسفورڈ یونیورسٹی کے 76 فیصد طلبہ شادی کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں 34 فیصد طالبات نے تسلیم کیا ہے کہ وہ یہاں آنے کے بعد کنواری نہیں رہیں اور اب بھی ان کے باقاعدہ جنسی تعلقات ہیں۔ 25 فیصد طالبات مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں۔ 21 فیصد فحش و عریاں جرائد خریدتے ہیں۔ 34 فیصد خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ 48 فیصد ہم جنسی کے قائل ہیں۔ 21 فیصد طلبہ دس ہزار سے زائد مرتبہ منشیات کا استعمال کر چکے ہیں۔ 55 فیصد طلبہ شراب خانوں میں جاتے ہیں۔" (جنگ لندن 5 مارچ 1990ء)
"بی بی سی نے 20 ہزار افراد سے گفتگو کر کے ایک جائزہ مرتب کیا ہے، جس کے مطابق برطانیہ کے صرف ایک چوتھائی گھرانوں میں روایاتی کنبے آباد ہیں جو میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہیں بقیہ دو تہائی بغیر شادی کے اکٹھے رہتے ہیں یا تجربات کی زندگی بسر کر رہے ہیں" (جنگ 28 ستمبر 1992ء)۔ "شادی شدہ گھرانوں میں بھی طلاق کی بھرمار ہے ان طلاقوں پر حکومتی اخراجات کا تخمینہ 35 ملین پونڈ ماہانہ ہے جبکہ ان طلاقوں کے نتیجے میں متاثر ہونے والے بچوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سالانہ ہے، اندازہ ہے کہ اگلے چند برسوں میں تین ملین مرد و زن طلاق کے تجربے سے گزریں گے، جس سے پندرہ لاکھ بچے متاثر ہوں گے"۔ (جنگ 6 جون 1992ء)۔ "خاندانی نظام تلف ہو جانے کے سبب سے برطانیہ میں ناجائز بچوں کا مسئلہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے 1991ء میں بیس ہزار ناجائز بچے پیدا ہوئے۔ ایک سرکاری سروے کے مطابق 1991ء میں ایک لاکھ 53 ہزار طلاقیں ہوئیں، جبکہ ناجائز بچوں کا تناسب 23 فیصد رہا"۔

بارہ سالہ لڑکے کا کارنامہ:
(A great work of twelve year old boy)

(آسٹریا) کے ایک بارہ سالہ لڑکے نے اپنے والدین کے خلاف ایک لاکھ ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے، استغاثہ کی بنیاد یہ ہے کہ اسے کھبو (بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا) کیوں پیدا کیا گیا ہے کھبو ہونے کی وجہ سے وہ کھیلوں کے مقابلہ میں پیچھے رہ گیا اور انعام حاصل نہیں کر سکا"۔ "امریکی کانگریس کے ایک رکن مسٹر کلارڈ پیپر نے انکشاف کیا ہے کہ 1984ء تک امریکہ کے دس ہزار ڈاکٹروں کے پاس جعلی ڈگریاں تھیں جو باقاعدہ پریکٹس کر رہے تھے"۔ (جنگ 13 دسمبر 1984ء)۔ "امریکہ کے ہائی اسکولوں میں ہر دوسرا طالب علم شرابی ہے ہر چوتھا سگریٹ نوشی کرتا ہے اور دسواں طالب علم حشیش استعمال کرتا ہے"۔ "ایک سروے کے مطابق امریکہ میں ہر سات منٹ کے بعد ایک بچہ منشیات کے سلسلے میں گرفتار کیا جاتا ہے، آٹھویں سیکنڈ میں ایک بچہ اسکول چھوڑ جاتا ہے، ہر 27 ویں سیکنڈ میں ایک کم عمر لڑکی ماں بن جاتی ہے، ہر 47 ویں سیکنڈ میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور ہر 36 ویں منٹ میں کوئی امریکی یا تو آتشی اسلحہ سے زخمی ہوجاتا ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے"۔ "برطانیہ میں 1986ء میں کم عمر بچوں کے مابین جنسی تعلقات کے 1200 واقعات ہوئے جن کی عمریں پانچ سال سے بھی کم تھیں۔ برطانیہ میں اسکولوں کے نابالغ بچے 9 کروڑ پونڈ سالانہ سگریٹ نوشی پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ان خطرناک رجحانات کی ذمہ داری مخلوط تعلیم اور جنسی مناظر پر مبنی فلموں پر عائد کی گئی ہے"۔ (جنگ 28 اپریل 1987ء)۔ "جرمنی میں مرد کی مرد سے، عورت کی عورت سے شادی کا مطالبہ زور پکڑ گیا ہے برلن میں اس مطالبے کی حمایت میں 500 ہم جنسی کے حامی مرد و خواتین نے مظاہرہ کیا ہے۔ 1984ء کے ایک جائزہ کے مطابق صرف سان فرانسسکو میں ستر ہزار ہم جنس پرست موجود تھے ہم جنس پرستوں نے کولوراڈو میں اپنا پہلا ریڈیو اسٹیشن قائم کر لیا ہے۔

ہمارے ترقی پسند سندھی دوست چونکہ سوشلزم کے قائل بلکہ اس کے

علمبردار ہیں اور سوویت یونین میں سوشلزم کے تجربے کو وہ اپنے دل کی آواز تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں سوشلزم نظریئے کے عین مطابق عورت کی آزادی کا جو تجربہ ہوا ہے یہاں ہم اس کی تفصیلات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

کمیونسٹ انقلاب کے بعد:
(After the Commonist revolution)

روس میں 1917ء میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد اشتراکیت کے نظریئے کے عین مطابق کہا گیا، چونکہ خاندان، سرمائے اور شخصی مفاد کی پیداوار ہے، اس لئے اس بورژوائی خاندان کو ختم کر دیا گیا ہے، یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مارکس کے دست راست انجلز نے اپنی کتاب "خاندان" کے آغاز میں لکھا ہے۔

خاندان دراصل اس اقتصادی نظام کا نتیجہ ہے جو ملک ذاتی کے نظریہ پر قائم ہو اور جو ایک نسل کو دوسری نسل سے وراثت پانے کا حق دیتا ہے، جس میں شوہر بیوی پر اس لئے تحکم جماتا ہے کہ وہ تنخواہ وصول کر کے لاتا ہے۔ اینجلز نے اپنے اس نظریہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر حق وراثت اور ذاتی املاک کو ختم کر دیا جائے اور عورت کو معاشی حیثیت سے مرد کے برابر کر دیا جائے تو پھر خاندانی نظام اور گھر کو قائم رکھنے کے لئے کوئی اقتصادی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بچوں کی پیدائش پرورش کا معاملہ اینجلز نے یوں حل کیا کہ عورت اور مرد کے ملاپ سے جو بچے پیدا ہوں، ان کی پرورش اور تربیت کا انتظام ریاست کرے۔ اپنی اس کتاب میں اینجلز نے عورت اور مرد کے درمیان تعلق کا واحد محرک شہوت اور جنسی جذبات کو قرار دیتے ہوئے یہ فلسفہ ایجاد کیا ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان وہی تعلق جائز ہے جو شہوت اور جنسی جذبات پر مبنی ہو اور اسی وقت تک جائز ہے جب تک یہ جذبات اس تعلق کے مقتضی ہوں۔ جب یہ جذبات سرد پڑ جائیں یا ان پر کوئی دوسرا جذبہ غالب آجائے تو دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجانا

چاہیے۔

اسی فلسفہ پر اشتراکیوں نے روس میں اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی تعمیر شروع کی۔ اس نقطہ نظر کو جمعیتہ اقوام میں سویٹ روس کی نمائندہ مادام کولنتائی نے نہایت خوبی کے ساتھ ان الفاظ میں پیش کیا کہ :۔ "محبت ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس ہے جو آدمی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہے' آپ پانی پی لیتے ہیں' گلاس کو بھول جاتے ہیں' اسی طرح (عورت و مرد کے باہمی ملاپ سے) آپ لطف اٹھا لیتے ہیں اور جس سے لطف اٹھاتے ہیں اس کو بھول جاتے ہیں۔"

معاشرے کے اس نظریئے کے مطابق تشکیل کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر اشتراکی روس کے قوانین ازدواج 1918ء اور 1927ء میں دو باتیں بالکل واضح طور پر طے کر دی گئیں۔ ایک یہ کہ تمام بچے ریاست کی ملک ہوں گے۔

دوم یہ کہ مذہب کے تحت باندھے ہوئے تمام نکاح ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں۔ ان کو ختم کرنے کے لئے ایک فریق کار دوسرے کو اپنے ارادہ سے محض ایک کارڈ کے ذریعہ سے اطلاع دینا کافی ہوگا۔

خاندانی نظام اور گھر بنا کر رہنے کے خلاف جذبات کو اس حد تک مشتعل کیا گیا کہ اشتراکی پارٹی کی تیرھویں کانگریس نے گھر (Family) کو سابق نظام سرمایہ داری کے ہتھکنڈوں کا مرکز اور اس کی کمینہ حرکات کی آخری کمین گاہ قرار دیا۔

گھر کو تباہ کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(1) 17 اور 32 سال کے درمیان کی تمام عورتیں ریاست کی ملک قرار دے دی گئیں اور ان پر ان کے شوہروں کے حقوق ساقط کر دیئے گئے۔

(2) بچوں میں یہ رجحانات پیدا کئے گئے کہ وہ اپنے والدین کے خلاف حکومت کے لئے جاسوسی کریں۔

(3) پہلے ہر مرد اور عورت پر یہ لازم کیا گیا کہ جو کام اس کو دیا جائے وہ بہرحال اس کو کرنا ہوگا۔ پھر یہ کیا جانے لگا کہ شوہر کو اگر ایک شہر میں کام دیا جاتا تو بیوی کو کسی دوسرے شہر میں کام پر لگایا جاتا۔

(4) ان حالات میں شوہروں اور بیویوں کو مشکلات محسوس ہوئیں تو لیبر

بورڈ نے ان مشکلات کا یہ حل نکالا کہ وہ اپنی جگہ پر جس کو چاہیں میاں اور بیوی بنا لیں اور ساتھ ہی جائز اور حرامی بچوں کو تمام حیثیتوں سے برابر کر دیا گیا۔

(5) عورتوں کی "سہولت" کے لئے ملک میں جگہ جگہ سرکاری اہتمام میں حمل گرانے کے مرکز قائم کر دیئے گئے تاکہ جو عورتیں اپنے جائز یا ناجائز حمل گرانے کی خواہش مند ہوں ان کو کوئی مشکل در پیش نہ ہو۔

قوانین کے نتائج :
(Results of Laws)

ان قوانین کا جو نتیجہ نکلا' اسے اس وقت کے ایک مصنف نے ان الفاظ میں تحریر کیا ہے' حکومت کے لاوارث بچوں کی پرورش کے اداروں کے علاوہ پچاس لاکھ بچے دربدر گھومتے پھرتے رہتے ہیں' جنہیں نہ تو کھانے کے لئے ملتا ہے اور نہ ہی سونے کے لئے چھت میسر ہے' گیارہ بارہ سالوں کی لاکھوں لڑکیاں روسی نوجوانوں کی خواہش پوری کرنے کے لئے وقف رہتی ہیں۔ روسی حکومت اس کو پرائیویٹ تجارت میں شمار کرتی ہے اور اس کی اجازت دے کر اپنی مقررہ ٹیکس وصول کرتی ہے۔ لینن کی بیوی کے اندازے کے مطابق ایسے بچوں کی تعداد 70 لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ بچوں کے جرائم کا مسئلہ اتنا اہم ہو گیا تھا کہ 7 اپریل 1935ء کو مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسروں کی کونسل نے متفقہ طور پر یہ قرار دیا کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچوں کو پوری یعنی بالغ آدمیوں کے برابر سزا دی جایا کرے۔

1934ء کے اعداد و شمار کے لحاظ سے صرف ماسکو میں 57000 ولادتوں کے مقابلہ میں 1'54'000 حمل کرائے گئے اور دیہات میں 2'42'979 ولادتوں کے مقابلے میں 3'24'194 حمل گرائے گئے۔ گویا شہروں میں پیدا ہونے والے ہر چار بچوں میں سے تین کو رحم مادر ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔

طلاقوں کی کثرت کا یہ حال ہوا کہ 1935ء کے پہلے پانچ مہینوں میں

Scanned with CamScanner

رجسٹری شدہ شادیوں کے مقابلہ میں طلاقوں کی تعداد 38 فیصد سے زیادہ تھی۔ یعنی جہاں ایک سو شادیاں ہوتیں وہاں جوڑے منتشر ہوجاتے۔ مئی 1935ء میں یہ تعداد 3ء 44 تک پہنچ گئی۔

اب آنکھیں کھلتی ہیں:
(Now becomes aware)

جب عورت کی آزادی کے یہ شاندار نتائج سامنے آئے تو اشتراکیوں کی آنکھیں کھلیں۔ مشہور اخبار ازویستیا (IZVESTIA) نے اپنی 14 جولائی 1935ء کی اشاعت میں اس بات پر زور دیا کہ:

"وقت آگیا ہے کہ ازدواجی زندگی میں خیانت کو قانونی جرم قرار دیا جائے اور لوگوں پر واضح کر دیا جائے کہ تعلقات زن و شو میں بے وفائی اشتراکی اخلاق کی رو سے سخت معیوب اور قابل مواخذہ ہے۔"

اب تک حکومت کے سارے وسائل و ذرائع اپنا سارا زور اسقاط حمل، طلاق اور آزادانہ عشق بازی کی تبلیغ و ترویج پر صرف کررہے تھے اور اب اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ ان چیزوں کی مذمت کرنے پر زور صرف کرنے لگے۔ والدین کے حقوق اور مرتبہ کو تسلیم کیا جانے لگا۔ بچوں کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری پھر والدین پر ڈالی جانے لگی۔ کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جانے لگا، جس میں طلاق اور اسقاط حمل کی خطرناکیوں اور ان کے گھناؤنے پن کا اظہار ہوتا ہے۔ شفقت پدری محبت مادری کے گن گائے جانے لگے۔ گھریلو زندگی کے محاسن، اس کے فوائد اور اس کی برکتیں دلوں میں بٹھائی جانے لگیں۔ حکومت کی طرف سے یہ احکام جاری کئے گئے کہ جگہ جگہ کانفرنسوں اور جلسوں کے ذریعے سے گھر اور خاندان کی خوبیاں لوگوں کے ذہن نشین کی جائیں۔ ابھی - برس پہلے جو اخبار نویس، جو ادیب اور جو ترقی پسند مصنفین گھر اور خاندانی نظام کی برائیوں اور تباہ کاریوں پر سارا زور قلم صرف کر رہے تھے اب وہ اس سے زیادہ زور و قوت کے

ساتھ لوگوں کو یہ سمجھانے اور سکھانے لگے کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط کرنا ابتدائی اشتراکی اخلاق ہے اور جو لوگ طلاق کا ناروا استعمال کریں وہ سزا کے مستحق ہیں۔

محکمہ انصاف کی کاوش:
(Achievement of law department)

محکمہ انصاف کے سرکاری رسالہ نے عقد نکاح کی دوامی حیثیت کی توثیق کرتے ہوئے لکھا کہ شادی کی قدر و اہمیت اسی صورت میں ہے جب کہ فریقین اس کے ذریعہ زندگی بھر کے ملاپ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آزادانہ عشق بازی بو ژوائی کردار ہے۔ سویٹ باشندوں کو اس سے احتراز واجب ہے۔

1936ء میں میں ماہرین قوانین و عمرانیات کے کمیشن کے صدر سٹولز (STOLZ) نے مندرجہ ذیل سفارشیں کیں۔

1- نکاح ایک اجتماعی فریضہ ہے۔ اب تک طلاق بہت سہل چیز رہی ہے، ضرورت ہے کہ آئندہ اسے دشوار بنایا جائے۔

2- ایک سوشلسٹ ملک میں اسقاط حمل کے جواز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

3- اشتراکی عورت بلاشبہ مرد کی ہم رتبہ ہے لیکن وہ اس عظیم فرض سے سبکدوش نہیں کی جاسکتی جو قدرت نے اس پر عائد کیا ہے، یعنی ماں بننے کا فرض۔ اس کی زندگی دہری اہمیت رکھتی ہے، ایک اس کی شخصی حیثیت سے دوسری ماں ہونے کی حیثیت سے!!

اس کے بعد رشتہ نکاح اور خاندان کے نظام کے استحکام کے لئے اشتراکیوں نے جو قوانین نافذ کئے اور جو اصلاحات جاری کیں وہ یہ ہیں:

1- پوسٹ کارڈوں کے ذریعہ سے طلاق دینے کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا۔

2- طلاق پر فیس عائد کر دی گئی مثلاً پہلی طلاق پر 50 روبل، دوسری پر

150 روبل، تیسری پر 300 روبل اور بعض حالات میں اس کی شرح 2000 روبل کر دی گئی۔

3- طلاق کو ایک قابل نفرت چیز بنانے کے لئے طلاق دینے والے اشخاص کے پاسپورٹوں پر بھی ان کی اس خصلت اور ان کے طلاقوں کی تعداد کا اظہار ضروری سمجھا گیا۔

4- جائز اور حرامی بچوں کے درمیان امتیاز کو بحال کر دیا گیا۔

5- اسقاط حمل کو قتل کا ہم معنی جرم قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا مشورہ دینے والے تک کے لئے دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی۔

6- غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں اور تین سے کم بچوں والے والدین پر ٹیکس عائد کر دیا گیا۔

7- بچوں کی پیدائش کی ترغیب دینے کے لئے عورت کو زچگی کے دنوں میں رعایتیں اور سہولتیں بہم پہنچانے کا اور بچوں کے لئے وظائف کا طریقہ جاری کیا گیا۔

8- جن والدین کو پہلے جاسوسی کے خلاف اکسایا جاتا تھا، اب ان کو یہ تعلیم دی جانے لگی کہ بچوں کو اپنے ماں باپ سے محبت اور ان کی عزت کرنی چاہئے اگرچہ وہ پرانی وضع کے ہوں اور بچوں کی اشتراکی لیگ سے نفرت بھی کرتے ہوں۔

9- اسٹالین نے خود بچوں سے میل جول کا اظہار شروع کیا اور ان کے ساتھ تصویریں کھنچوائیں۔ اس طرح سے بیس سال کے اندر اندر ہی گھر اور خاندان اور زن و شو کے تعلقات سے متعلق اشتراکیوں نے اپنے سارے فلسفہ کو لپیٹ کر رکھ دیا اور تجربہ نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ بالکل غلط راہ پر چل پڑے تھے۔ اب وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اسکولوں، اور کالجوں کو بھی ایک دوسرے سے الگ کرنے اور مخلوط تعلیم کے طریقے کو ختم کرنے پر بھی زور دے رہے ہیں۔ ان کا تجربہ یہ ہے کہ ان مشترک اداروں کی وجہ سے عورتوں اور مردوں میں صرف ذہنی انارکی اور اخلاقی آوارگی ہی نہیں پیدا ہو رہی ہے بلکہ ملک کی اجتماعی اور فوجی قوت پر بھی اس کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔

یہ سب کچھ اشتراکیوں نے کیا لیکن چونکہ اصلی غلطی جوں کی توں باقی رہی اور عورت کو خاندان کی ذمہ داریوں سے الگ کر کے مردوں کی طرح کام کرنے کی ذمہ داری برقرار رکھی گئی اس لئے ان ساری اصلاحات کے باوجود حالات بہتر نہ ہو سکے۔

گورباچوف کی کتاب "پرسٹرائیکا":
(Book of Gorba Choff "Perstrika")

روس کے اس حشر کو دیکھتے ہوئے سوویت یونین کے آخری حکمران گورباچوف اپنے کتاب "پرسٹرائیکا" جو پوری دنیا میں پڑھا گیا، جس کا ترجمہ سندھی زبان میں بھی شائع ہوا ہے، اس میں وہ لکھتا ہے۔

"مغربی سماج میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا، اسے آزادی دینے کے نتیجے میں یقیناً" ہمیں معاشی فوائد حاصل ہوئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، کیوں کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں، تو عورتیں بھی، مگر پیداوار میں اضافہ کے باوجود عورت کی آزادی کا جو لازمی نتیجہ برآمد ہوا وہ کہ ہمارا "فیملی سسٹم" تباہ ہو گیا اور فیملی سسٹم کی تباہی کے نتیجے میں ہمیں جو نقصان پہنچا ہے، وہ ان کے فوائد سے زیادہ ہے، جو پیداوار میں اضافہ کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے تھے اس لئے میں اپنے ملک میں "پروسٹرائیکا" کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں۔ اس سے میرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عورت جو گھر سے باہر نکلی ہے اسے واپس گھر میں لایا جائے اس کے لئے ہمیں طریقے سوچنے پڑیں گے تاکہ فیملی سسٹم کی تباہی سے کہیں ہماری پوری قوم تباہی سے دو چار نہ ہو جائے"۔

عورت اور مرد کے باہمی اختلاط کا ایک لازمی نتیجہ جو تاریخ میں ہمیشہ یکساں رہا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسی قوموں کی ذہنی اور جسمانی توانائی ختم ہو جاتی ہے، وہ نہ تو علمی کام اور فکری تخلیق کے قابل رہتی ہیں، اور نہ ہی عملی کام کے لائق، طاقت ور اور تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال قوموں سے مقابلے کے وقت وہ پسپا ہو جاتی

ہیں۔ یہ وہ سبق ہے، جو تاریخ میں ہمیشہ عورت اور مرد کی آزادی کی علمبردار قوموں کے زوال کی صورت میں ملتا رہا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر کا سروے:
(Survey of Doctor of Cambridge University)

اس سلسلہ میں ہم یہاں ایک ممتاز مغربی دانشور کی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر (Jdeemium) نے دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد پرانے قبیلوں کے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کیا، اس مطالعے کے بعد موصوف نے مہذب قوموں کے سماج کا بھی مطالعہ کیا اس تحقیق کو انہوں نے اپنی کتاب (Sex Culture) میں نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے، وہ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ "میں تحقیقات کے بعد جس نتیجہ پر پہنچا ہوں، مختصراً" وہ یہ ہے کہ ہر انسانی گروہ کا دارومدار دو چیزوں پر ہوتا ہے، ایک ان کا اجتماعی نظام، دوسری وہ حاصل شدہ توانائی جو ان کو ان قوائد اور پابندیوں کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے، جو پابندیاں انہوں نے اپنی جنسی خواہشات پر عائد کی ہوتی ہیں۔ وہ مزید لکھتا ہے، اگر آپ کسی قوم کی تاریخ میں یہ دیکھیں کہ کسی وقت اس کی تمدنی سطح بلند ہوگئی ہے، یا تمدنی سطح پست ہوگئی ہے، تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اس نے اپنے جنسی تعلقات کے ضوابط میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں، جس کا نتیجہ اس کے تمدنی سطح کی بلندی یا پستی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

80 قبیلوں کے تمدنی سطح کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ جس نتیجے پر پہنچا ہے، وہ یہ ہے۔

(الف) جن قبیلوں نے شادی سے پہلے جنسی خواہشات کی بے لاگ آزادی دی ہوئی تھی، وہ تمدن کے پست سطح پر پہنچ چکے تھے۔

(ب) جن قبیلوں نے نکاح سے پہلے جنسی تعلقات کے سلسلہ میں کچھ نہ کچھ پابندی عائد کی تھیں، وہ تمدن کے درمیانہ درجہ پر فائز تھے۔

(ت) تمدن کی بلند سطح پر وہ قبیلے فائز تھے، جو شادی کے وقت جنسی آلودگیوں سے محفوظ رہے، جن کے ہاں نکاح سے پہلے یہ عمل گناہ شمار ہوتا رہا ہے۔

موصوف مزید لکھتا ہے "نفسیاتی تحقیق کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ جنسی تعلقات پر پابندی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے فکر و عمل کی قوت و صلاحیت بڑھ جاتی ہے مگر جو قوم اپنے مردوں اور عورتوں کو جنسی خواہشوں کی تسکین کے لئے آزاد چھوڑ دیتی ہے، اس میں فکر اور عمل کی توانائی ضائع ہو جاتی ہے، چنانچہ رومیوں کے ساتھ یہی ہوا، رومی حیوانوں کی طرح قوائد و قوانین اور رکاوٹوں کے بغیر (جنسی خواہشات کی) تسکین کرتے تھے، چنانچہ ان کے ہاں دوسرے کسی کام کے لئے طاقت ہی باقی نہ رہی، ان کا جسم بالکل کمزور ہوگیا۔

موصوف اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہے "اگر کوئی معاشرہ چاہتا ہے کہ اس کی طاقت زیادہ دیر تک بلکہ ہمیشہ قائم رہے اور بڑھتی رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر نئی زندگی پیدا کرے یعنی اپنے مردوں اور عورتوں کو قانونی مساوات دے، اس کے بعد معاشرتی اور معاشی نظام میں ایسی تبدیلیاں برپا کرے، جس سے سماج میں جنسی اختلاط کے مواقع زیادہ دیر تک بلکہ ہمیشہ کے لئے بالکل محدود ہوجائیں۔ اس سے سماج کا رخ ثقافتی اور تمدنی ارتقاء کی طرف گامزن ہو جائے گا نیز وہ شاندار مستقبل کی طرف رواں دواں ہوگا اور تمدن اور تہذیب کے ایسے بلند مقام پر پہنچ جائے گا، جس پر آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا ہے۔

آخر کام تمام ہوا:
(At last task came to an end)

عورت کی آزادی اور عملی میدان میں مرد کے ساتھ کام کرنے کی تحریک یہ دراصل مغربی ملکوں اور قوموں کی تحریک ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں جب مغربی معاشروں میں جاگیرداری نظام کی جگہ سرمایہ داری نظام نے لینا شروع

Scanned with CamScanner

کی تو سرمایہ داروں کو سستی مزدوری کے لئے عورت کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس کے بعد پہلی عالمگیر جنگ میں لاکھوں افراد کے ہلاک ہونے سے عورتوں کے لئے عملاً" روزگار کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ نیز مغربی دانشوروں اور فلاسفروں کے انسان اور کائنات کے خالص مادی فکر اور انسانی تخلیق کی جانورانہ توجیہ نے پہلے ہی مغربی معاشروں میں مذہب اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کے رجحانات پیدا کر دیئے تھے ان سارے اسباب نے مل ملا کر وہاں عورت کو مکمل آزادی کے راستے پر ڈال دیا۔ لیکن ہمارا معاشرہ تو مغرب سے بر اسر مختلف ہے لیکن بد قسمتی سے انگریز نے دوران حکمرانی یہاں جو نظام تعلیم قائم کیا تھا۔ اس نظام نے ہمارے ذہین اور موثر طبقات کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنا دیا ہے۔ پھر پاکستان میں مخلوط نظام تعلیم، سرمایہ داروں کی کوششوں اور ابلاغ کے جدید ذرائع سے عریانی و فحاشی کی اشاعت اور عالمی صیہونی سازشوں نے ہمارے ہاں بھی بڑے پیمانے پر مادر پدر آزادی اور عورت کے حسن سے متمتع ہونے کے رجحانات پیدا کر دیئے ہیں۔ مذکورہ اسباب کی وجہ سے چونکہ ہمارا سارا تہذیبی ڈھانچہ زوال سے دوچار ہے، اس لئے اس تہذیبی ورثے کے ساتھ ہماری روایات، اقدار، افکار وغیرہ سب کے سب جدیدیت کے طوفان کے نظر ہیں۔ صبر، شکر، قناعت، توکل تھوڑے پر راضی رہنے اور سادگی سے زندگی بسر کرنے اور حیات کے مشکل مسائل کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی مدد کرنے کی باتیں، اب تصورات بن کر رہ گئی ہیں، عورت کی آزادی کا مسئلہ دراصل ہماری تہذیب کی بنیادیں متزلزل ہونے کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوا ہے اگر اپنی تہذیب کے بقا و تحفظ کے لئے فکر دامن گیر نہ ہوا اور اس کے لئے اجتماعی کوششیں نہ ہوئیں تو خطرہ ہے کہ ہم زوال کے ایسے عمیق غار میں گر جائیں جہاں سے نکلنا دشوار ہو۔

(بحوالہ - معاشرہ - جدیدیت اور اسلام)

مرد بمقابلہ عورت

قارئین!

اب مرد بمقابلہ عورت کا سائنسی تجزیہ ملاحظہ فرمائیں۔

انسانی جسم عضلات، گوشت، چربی وغیرہ سے مل کر بنا ہے ان کے درمیان مناسب تناسب "جسمانی ترکیب" (Body composition) کہلاتا ہے۔ اسی تناسب کی وجہ سے جسم میں حرکت اور ورزش کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے خاص طور پر کھیل کود میں جسم میں چربی کی کمی یا زیادتی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

عورتوں کے وزن کا تقریباً" 22 چربی پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ مردوں میں اس کی مقدار کل وزن کا صرف 13 فی صد ہوتی ہے۔ اگرچہ دس برس کی عمر سے پہلے یا کلوگرام جسمانی وزن ہونے تک دونوں جنسوں کے درمیان کوئی نمایاں فرق نہیں ہوتا لیکن اس کے بعد عورتوں میں چربی کی مقدار کافی تیزی سے بڑھنے لگی ہے اور یکساں عمر اور وزن کے مردوں کے مقابلے عورتوں میں چربی کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس فرق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

انسانی اعضا عضلات، ہڈیوں اور زیر جلد چربی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مردوں میں کل بازو کا 76 فی صد عضلات پر اور 17 فی صد زیر جلد چربی پر مشتمل ہوتا ہے۔ عورتوں میں یہ تناسب بالترتیب 61 فی صد اور 33 فی صد ہوتا ہے۔

انسانی عضلات ریشوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ عضلات کی قوت کا انحصار ہر ریشے (فائبر) کی کھینچنے اور سمٹنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ تیزی سے سمٹنے والے ریشے نہ تو تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور نہ قوت رکھتے ہیں۔ البتہ یہ ریشے ایک طویل عرصے تک کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

چونکہ عضلات میں دونوں طرح کے (تیزی سے سمٹنے والے، آہستہ رفتار سے سمٹنے والے) عضلات ہوتے ہیں ان کی تعداد کا تناسب معلوم کر کے عضلے کی صلاحیت کو ناپا جاسکتا ہے۔ مرد و زن کے عضلات کے معیار میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا البتہ عضلات کی قوت میں فرق ہوتا ہے۔ صحت مند بالغ عورتوں اور مردوں

کے مطالعے کے بعد پتا چلا کہ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی قوت عضلات ساٹھ سے ستر فی صد ہوتی ہے۔ یہی تناسب کھلاڑی مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی پایا جاتا ہے۔ 1984ء میں جاپان کے گرمائی اولمپکس میں ہونے والے جائزے کے مطابق عورتوں کے بازو کے عضلات کی قوت مردوں کے بازوں کے عضلات کے مقابلے میں ساٹھ سے ستر فی صد تھی۔ اسی طرح عورتوں کے ٹانگوں کے عضلات کی قوت مردوں کی ٹانگوں کے عضلات کی قوت کے مقابلے میں ستر سے اسی (80) فی صد تھی۔

طاقت (Power) کو رفتار اور توانائی (Strength) کی پیداوار کہا جاتا ہے۔ قوت بغیر رفتار کے طاقت نہیں بن سکتی اور نہ رفتار بغیر قوت کے طاقت پیدا کر سکتی ہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اگر وزن کم ہو تو اسے تیزی سے اٹھایا جاسکتا ہے اور وزن جتنا زیادہ ہو، اسے اتنے ہی زیادہ وقت میں اٹھایا جا سکے گا۔

یہی چیز ایک ٹیسٹ میں سامنے آئی۔ اس ٹیسٹ کے دوران میں ایک وزن عورتوں نے مردوں کے مقابلے میں زیادہ دیر میں اٹھایا۔

رفتار کا فرق:

کھلاڑیوں کی رفتار معلوم کرنے کا سب سے عام اور آسان طریقہ "مختصر دوڑ" ہے۔ دونوں جنسوں میں رفتار کا فرق معلوم کرنے کے لئے مرد اور خواتین کھلاڑیوں کو دوڑایا گیا۔ اس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ 50 میٹر کی دوڑ میں عورتوں کی رفتار مردوں کی رفتار سے 81 فی صد رہی اور 100 میٹر کی دوڑ میں 70 فی صد۔ 50 میٹر دوڑ میں عورتیں 4ء5 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے دوڑیں اور مرد 7ء6 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے 100 میٹر کی دوڑ میں یہ تناسب بالترتیب 0ء 5 اور 7.1 رہا۔

طاقت کے ٹیسٹ میں بھی مردوں کا پلہ بھاری رہا۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ

اگرچہ عورتیں وہ وزن اٹھا سکتی ہیں جو مرد اٹھاتے ہیں، لیکن مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ وقت لیتی ہیں۔

قوت برداشت یا سکت (اسٹیمنا) کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کتنی دیر تک ایک ہی سرگرمی کو بخوبی جاری رکھ سکتا ہے۔ اس قوت برداشت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اول، کل جسمانی قوت برداشت اور دوسری، عضلاتی قوت برداشت۔

"کل جسمانی قوت برداشت" کا سب سے اہم کردار میراتھن دوڑ میں سامنے آتا ہے۔ اس میں دوڑنے والے کو زیادہ سے زیادہ آکسیجن جسم میں داخل کرنا ہوتی ہے۔ یہ کام نظام تنفس اور نظام دوران خون انجام دیتے ہیں۔ مردوں کے مقابلے میں عورتیں تقریباً 65 فی صد آکسیجن لیتی ہیں۔ اس لحاظ سے اوسطاً ایک بالغ مرد ایک منٹ میں 3 لیٹر آکسیجن اپنے جسم میں داخل کرتا ہے اور بالغ عورت 2 لیٹر آکسیجن جذب کرتی ہے۔

تاہم بھاری افراد دبلے پتلے افراد کے مقابلے میں زیادہ آکسیجن لیتے ہیں۔ اس وجہ سے قوت برداشت کو جسمانی وزن اور آکسیجن کے انجذاب کی شرح کے درمیان تناسب سے ناپا جاتا ہے۔ ایک عام مرد اپنے جسم کے فی کلوگرام کے حساب سے ایک منٹ میں تقریباً 50 ملی لیٹر آکسیجن جسم میں جذب کرتا ہے اور عورت ملی لیٹر۔

قوت برداشت معلوم کرنے کا طریقہ:

قوت برداشت معلوم کرنے کا ایک طریقہ اوزان کے سیٹ بنا کر انھیں اٹھانے سے متعلق ہے۔ اس طریقے کے مطابق جب ٹیسٹ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں صرف 60 فی صد وزن اٹھا سکتی ہیں۔

عضلات میں خون کے بہاؤ کا عضلاتی قوت برداشت سے بہت اہم تعلق ہے۔ عورتوں میں اوپری بازو کے عضلات میں خون کا بہاؤ مردوں کے مقابلے میں

80 فی صد ہوتا ہے، لیکن عضلے کے ہر حصے کے حساب سے خون کا یہ بہاؤ 95 فی صد ہوتا ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ جس سطح پر مرد مقابلہ کرتے ہیں، عورتیں نہیں کر سکتیں۔ لمبی دوڑوں میں عورتوں کا ریکارڈ مردوں کے مقابلے میں 90 فی صد ہے اور تیراکی میں بھی تقریباً یہی فرق ہے۔

وہ عورتیں جو کھلاڑی نہیں ہیں، مردوں کی رفتار کے مقابلے میں 75 سے 85 فی صد کی رفتار تک دوڑ لیتی ہیں۔ تربیت کے ذریعہ سے اگرچہ اس فرق کو بہتر کیا جاسکتا ہے، لیکن 90 فی صد سے زیادہ نہیں، عورتوں کے جسم میں مردوں کے مقابلے میں زیادہ چربی اور کم عضلات ہوتے ہیں۔ عورتوں میں قوت اور رفتار بھی کم ہوتی ہے۔ نیز اور بہت سے جسمانی و نفسیاتی فرق ایسے ہیں جن کی بنا پر عورت کے لئے نہ صرف کھیلوں میں بلکہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی مرد کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں۔

اس مسئلے کے حل کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مرد پر عورت برتری ثابت کرنے کا سلسلہ روک کر عورت اس اصل مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے جو باری تعالیٰ نے اس کے لئے مختص کر دیا ہے اور مرد بھی اس کے متعین مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔

(یورپ کو جوابات)

جسم کا حق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Right of Body - Sunnah and Modern Science)

1- عبادت کی کثرت اور مشقت سے اپنے نفس کو تکلیف نہ پہنچائے نہ ساری رات جاگے اور نہ ہمیشہ روزے رکھے، نفس کو آرام بھی پہنچائے۔ (صحیح مسلم۔ منہاج المعلمین)

2- اپنے نفس کے متعلق یہ نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہوگیا ہے" بلکہ یہ کہے "میرا نفس کاہل ہوگیا ہے" (صحیح بخاری - کتاب الادب - منہاج المسلمین)

3- نفس کو غنی بنائے، مال و دولت کی محبت سے بچائے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق، منہاج المسلمین)

4- اپنے نفس کو ایسی آزمائش میں نہ ڈالے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ (منہاج المسلمین - ابن ماجہ - احمد)

5- اپنے نفس سے جہاد کرے یعنی اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا تابع بنائے۔ (احمد - حاکم - منہاج المسلمین)

حقوق نفس

(Rights of Body)

اس دنیا میں جتنے مذاہب آئے ان میں سے اکثر میں معاشرتی حقوق کو اہمیت دی گئی ہے اور سب سے زیادہ اہمیت ہر مذہب نے ماں باپ کے حقوق کو دی ہے۔ اگر بہ اعتبار فطرت اس پر غور کیا جائے تو ماں باپ اور ان کے حقوق کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، اسلام بھی ماں باپ کے حقوق کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، مگر دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام نے ایک امتیازی شان اختیار کی ہے۔ حقوق کے معاملے میں اسلام نے یہ امتیاز قائم کیا ہے کہ اس نے انسانی حقوق کی درجہ دار تفصیل بھی مہیا کر دی ہے اور حقوق کی

Scanned with CamScanner

فہرست میں تمام ممکنہ جزئیات کا اس طرح احاطہ کیا ہے کہ کوئی نکتہ تشنہ نہیں رہ گیا ہے۔ انسانوں کے انسانوں پر جو حقوق ہیں ان کی درجہ بندی کے علاوہ حیوانات اور نباتات اور جمادات کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ انتہائے احتیاط ہے کہ انسان پر اپنے نفس کا بھی جو حق ہے اس کو بھی بدرجہ کمال اہمیت دی گئی ہے بلکہ اصرار انسان کی اپنی ہلاکت کے مترادف ہو۔ چنانچہ سرکار دو عالم فخر رسل، رحمتہ اللعالمین ﷺ کے مطابق ہر انسان کو خود اپنے اوپر بھی حق ہے بلکہ اس کے ایک ایک عضو کا اس کے اوپر حق ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "بے شک تیری جان کا تجھ پر حق ہے"۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے"۔

بعض دوسرے مذاہب میں اس بات کا تقویٰ اور پرہیز گاری سمجھا جاتا تھا کہ انسان اپنے جسم کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ مشقت میں مبتلا کرے۔ نفس کی خواہشات کو مختلف غیر فطری طریقوں سے ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو جائے اور آبادی سے الگ تھلگ دھیان گیان میں مشغول رہے، مگر اسلام نے پوری قطعیت کے ساتھ ان غیر فطری اصولوں پر پابندی لگادی اور اس نے یہ تعلیم دی کہ رہبانیت اور تقشف یعنی اپنے اوپر سختیاں عائد کر لینا اسلام کی نگاہ میں مطلوبہ طریقہ عبادت نہیں ہے بلکہ اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔

اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نفس کو مار ڈالا جائے بلکہ اسلامی شریعت چاہتی ہے کہ نفس کے تمام حقوق ادا کیے جائیں اور اسے زندہ اور کار آمد رکھا جائے لیکن اس طرح کہ نفس فرمان الہی کے تابع رہے۔ اسلام کا انداز فکر یہ ہے کہ نفس کو مار ڈالنا نہیں بلکہ اسے قابو میں رکھنا انسان کا تقویٰ ہے اور تزکیۂ نفس منتہائے مقصود ہے۔ اس کی مثال ایک تلوار کی سی ہے۔ تلوار سے بے گناہوں کا قتل کیا جاسکتا ہے، اس لئے سابق شریعتیں کہتی تھیں کہ تلوار کو توڑ کر پھینک دو یا اسے اس طرح کند کر دو کہ اس میں کوئی قوت باقی نہ رہ جائے۔ اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ تلوار کو نہایت اچھی حالت میں رکھو، لیکن اسے

فرمان الٰہی کے تابع کر دو تاکہ مظلوموں کی حمایت کے کام آئے۔

آنحضرت ﷺ کبھی نفس کو اس کے حقوق سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپؐ کی تاکید یہ تھی کہ دنیا میں کھاؤ پیو، اچھے لباس پہنو، شادی بیاہ کرو، لیکن ہر حال میں اسلامی شریعت کی حدود میں رہنے کی کوشش کرو۔ اعتدال و توازن قائم رکھو۔

عبادت بے شک اللہ سے لو لگانے کا وسیلہ ہے، لیکن اسلام اس بات کو پسندیدہ نہیں سمجھتا کہ اپنے جسم کو اس سے زیادہ تکلیف دی جائے جس کو وہ برداشت کر سکتا ہے۔

دو صحابہؓ کا خدمت اقدس میں آنا:-
(Presentation of two Sahaba)

دو صحابیؓ خدمت اقدسؐ میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ ہم میں سے ایک نے ترک غذا اور دوسرے نے ترک نکاح کا عزم کر لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہوں۔ غذا سے بھی اور نکاح سے بھی۔ چنانچہ آپؐ کی مرضی نہ پا کر دونوں صحابیؓ اپنے ارادے سے باز رہے۔ عرب میں مدت سے یہ طریقہ رائج تھا کہ بعض لوگ کئی کئی دن مسلسل روزے رکھتے تھے۔ بعض صحابہؓ نے بھی ارادہ کیا لیکن آپؐ نے سختی کے ساتھ انہیں روک دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ زہد، تقویٰ کے لئے اپنے ہم عصروں میں بھی ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ آنحضرتؐ کو خبر ہوئی تو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے؟

عرض کی "ہاں"۔

آپؐ نے فرمایا تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے، مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔

آپ ﷺ کی تاکید:-

آنحضرت ﷺ ہمیشہ اس بات کی تاکید فرماتے تھے کہ دوسرے مذاہب والوں کی طرح نفس کو اس کے حقوق سے محروم نہ کرو۔ اور نفس میں تزکیہ کی شان پیدا کرو۔ اصل کمال یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی بھی کی جائے۔ اسلام نے دین کے ساتھ دنیا کی فلاح و بہبود کا بھی انتظام کیا ہے اور یہ دعا سکھائی کہ اے ہمارے رب' اس دنیا میں بھی ہمیں فلاح و خیر عطا فرما اور عاقبت میں بھی اپنی بخشش اور خوشنودی سے سرفراز فرما۔ اس طرح دنیا کے کاموں کو بھی اگر وہ شریعت کی حدود کے اندر ہوں تو عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا وسیلہ قرار دیا۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرتؐ جو عبدیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور رسالت کے منصب سے بھی سرفراز فرمائے گئے تھے عبادت و ریاضت میں اس سے زیادہ مشغول رہنے لگے جو خالق ارض و سما کو مطلوب تھا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ مزمل میں گویا اس بات کی جانب اشارہ کیا کہ نفس کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔ چنانچہ فرمایا:

یعنی "رات کو قیام کیا کریں مگر تھوڑی رات قیام آدھی رات کریں یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ"۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبؐ کی عبادت سے ہر طرح راضی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چاہتا تھا کہ آپؐ نفس کے حقوق بھی ادا کرتے رہیں یعنی آرام بھی کریں رات کو سویا بھی کریں۔ اس سے نفس اور جسم زیادتی کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ انہیں جو ان کا حق ہے وہ ملتا رہے گا۔

شریعت اسلامی کا اصرار:-
(Insistance of Islamic Shariat)

اسلامی شریعت اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ انسان احکام الٰہی کے دائرے میں رہ کر اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ تمام ابنائے جنس کے حقوق بھی ادا ہوتے رہیں اور نفس بھی ظلم و زیادتی کا شکار نہ ہو۔

اسلام ایک دین فطرت ہے اور اس کی شریعت کا کوئی امر اور کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام جب توازن اور عدل و اعتدال کا مشورہ دیتا ہے اور میانہ روی کو خیر قرار دیتا ہے تو وہ فطرت کے عین تقاضے پورے کرتا ہے۔

اعتدال:- (Moderateness)

نفس اور حقوق نفس کے باب میں بھی شریعت اسلامیہ نے اعتدال کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔ ایک طرف اصرار کیا ہے کہ نفس انسانی کے تمام حقوق ادا ہونے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی فیصلہ دیا ہے کہ نفس کو تابع فرمان الٰہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ نفس کے تزکیے کی راہ بتا دی اور اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس روشنی میں ہمیں چاہئے کہ افراط و تفریط سے بچتے رہیں۔ عبادت بھی کریں اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کریں۔

زیادتی کار مہلک ہے:- (Excess of work is Harmful)

برطانیہ میں ایک زیر تربیت ڈاکٹر جو طویل ساعتوں تک کام کر رہا تھا اور جسے بہت کم نیند کے لئے وقت مل رہا تھا انتقال کر گیا۔ جاپان میں جہاں زیادتی کار عام بات ہے بہت سے لوگ اسی وجہ سے اپنے جان سے گزر جاتے ہیں۔ ایک جاپانی جس نے سترہ ماہ تک بغیر ایک دن چھٹی کئے ہوئے کام کیا' مر گیا اور اس کے پسماندگان کو بطور معاوضہ زر تلافی دیا گیا۔ یہ سب واقعات بتاتے ہیں کہ واقعی زیادتی کار نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

بعض دیگر مشاہدات بھی یہ تصدیق کرتے ہیں کہ زیادہ کام باعث مرض و موت ہو سکتا ہے۔ جو گاڑی چلانے والے پر ہجوم راستوں پر گاڑیاں چلاتے ہیں ان میں حملہ قلب کی وجہ سے شفا خانہ میں داخلہ کا امکان زیادہ تھا اگر لوگ کام زیادہ کریں اور سماجی' خاندانی یا ملی سہاروں سے بھی محروم رہیں تو مرض و موت کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں خصوصاً" جب ذمہ داریاں زیادہ ہوں اور اختیارات کم ہوں جن افراد کو مجلسی و خاندانی سہارے ہوتے ہیں ذمہ داریاں کم اور اختیارات زیادہ ہوتے ہیں وہ زیادہ صحت مند رہتے ہیں۔ اگر کام کی زیادتی کے ساتھ غذا غلط

Scanned with CamScanner

اور جسمانی ورزش کم ہو تو مزید نقصان ہوتا ہے۔ زیادہ کام کرنے والوں میں پٹھوں کی تکالیف بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اگر کام میں یکسانیت ہو تو مزید تکالیف کا باعث ہو سکتی ہے۔

ان تکالیف کا سبب اعصابی' ہارمونی محرکات ہیں۔ جن میں "ایڈرے نے لن" کی طرح اور کارٹی سون کی ریزش بڑھ جاتی ہے۔ دل برقی لحاظ سے زیادہ مرتعش ہوسکتا ہے۔ فشار خون بلند ہوجاتا ہے' نیند اڑ جاتی ہے خون کی کولیسٹرول' چربیاں اور شکر میں فراز آجاتا ہے۔

اگر کام اچھی طرح نہیں آتا ہو یا ماہرانہ مشورہ موجود نہ ہو یا کام کی جگہ پر مناسب سہولتیں نہ ہوں یا غذا متوازن نہ ہو تو مزید خرابی پیدا ہوتی ہے۔ بے وقت کی اموات کے سدباب کے لئے ان سب اعمال و عوامل کی اصلاح ضروری ہے۔

(ڈاکٹر ایس - اے کے مشاہدات)

بحالت جنابت کھانا کھانا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Eating food is loss in Sperma Condition - Sunnah and Modern Science)

اگر بحالت جنابت کھانا کھائے تو پہلے وضو کر لے۔ (احمد - ترمذی)

کیونکہ جماع کے بعد جسم کے تمام اعضاء ایک خاص عمل کی طرف متوجہ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا درجہ حرارت (Temprature) بڑھا ہوا ہوتا ہے اور چونکہ جدید سائنس نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ وضو کرنے سے جسم کا درجہ حرارت (Temprature) نارمل ہوجاتا ہے اور ہائی بلڈ پریشر (High Blood Pressure) بھی نارمل ہوجاتا ہے اس لئے جب تک درجہ حرارت نارمل نہ ہو اور اس کے نارمل ہونے سے قبل کھانا کھایا جائے تو معدہ کی تیزابیت اور دل کے امراض لاحق ہونے کے بہت ہی زیادہ خطرات ہوتے ہیں۔

(ریسرچ رپورٹ)

بحالت جنابت سونا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Sleeping is loss in Sperma Condition - Sunnah and Modern Science)

بحالت جنابت اگر سوئے تو شرم گاہ دھوئے اور وضو کرے۔ (بخاری)

دوسرے جماع سے قبل وضو:-

ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد اگر (بغیر غسل کئے) دوبارہ جماع کرے تو درمیان میں وضو کرے۔ (صحیح مسلم - کتاب الحیض)

چونکہ اول الذکر حدیث میں سونے کا ذکر ہے سونے کے لئے تمام اعضاء کے درجہ حرارت کا نارمل ہونا ضروری ہے اس لئے اگر بحالت جنابت سوئے تو شرم گاہ دھو کر وضو کرے اور سو جائے۔

جسم کا درجہ حرارت کیونکہ بہت زیادہ ابنارمل ہوتا ہے۔ (بعض مخصوص میں) اور دوسری جماع میں درجہ حرارت اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے وضو کر لینے سے درجہ حرارت (Temprature) نارمل ہوجاتا ہے۔

(ریسرچ رپورٹ)

دوسروں کے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھنا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Not to clean the hands with the cloths of others
Sunnah and Modern Science)

دوسروں کے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھے۔ (احمد - بلوغ الامانی)

دوسروں کے کپڑوں سے اگر ہاتھ صاف کئے جائیں تو اس بات کے قوی خدشات موجود ہیں کہ کوئی چھوتی مرض (Infectional Disease) کپڑے سے ہاتھ پونچھنے والے کے جسم میں منتقل ہوسکتی ہے۔ اس لئے خاص طور پر مندرجہ ذیل امراض میں مبتلا مریضوں کے کپڑوں کو نہ چھوا جائے۔

- ہیضہ
- طاعون
- ٹائیفائڈ
- ٹی - بی
- وائرس جینڈس
- سورائسز
- بیکٹیریا کی قسم کے چھوتی امراض اور انفلوائز وغیرہ کے متعملا کپڑوں کو نہ چھوا جائے۔

بیوگی کی عدت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Waiting period of Widow -
Sunnah and Modern Science)

شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کو چار ماہ اور دس دن عدت میں بیٹھنا چاہئے۔
(القرآن ' البقرہ)

اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت میں بیٹھے۔ (القرآن ' سورۃ الطلاق)

ایسی مطلقہ عورت جس کو ماہانہ ایام ہوتے ہوں۔ اس وقت تک عدت میں بیٹھے جب تک طلاق کے بعد تین ماہانہ ایام نہ گذر جائیں۔ (البقرہ' القرآن

این میری شمل کے مشاہدات و تاثرات :-

(Observation and Expression of Ian Merry Shemil)

"یہ حقیقت ہے کہ بیوگی کے بعد عورت کی عدت بہت ضروری ہے کیونکہ اس بات کا علم نہیں کہ عورت حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔ اس کا حمل ظاہر ہے یا نہیں۔ یا ابھی غیر محسوس ہے۔ اور مزید اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس دوران عورت کے لئے موزوں ترین شخص کا انتخاب ہوسکے اور عدت کی اہمیت کچھ اس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کفالت کے لئے کچھ مناسب انتظام کرسکے۔

(بحوالہ گیبرائیل ونگ)

گھر کے برتنوں کی تقسیم :-

(Division of home Utensils)

وضو کے برتن کو ڈھانک کر رکھے - (مشکوۃ)

پینے کا برتن' وضو کا برتن اور استنجا کا برتن علیحدہ رکھیں اور سب کو ڈھانک کر رکھیں۔ (حاکم - مشکوۃ)

اسلام میں کتنی نفاست ہے اور اصول داری کی تو حد ہوگئی۔ اور صفائی تو اسلام کا شیوہ ہی ہے۔ مذکورہ حدیث مبارکہ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں اسلامی اصول نفاست بالکل عیاں اور واضح ہیں۔

○ وضو کے برتن کی حیثیت اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ پانی پینے یا کھانا کھانے کے برتن نہیں مل سکتے۔

○ پینے کے برتنوں میں جو صفائی، نفاست، طہارت ہونی چاہئے اور استنجا کے برتنوں میں ہرگز نہیں ہوسکتی۔

○ اور استنجا کے برتن کی حیثیت پینے کے برتن کے ساتھ نہیں مل سکتی۔

○ اور برتنوں کو ڈھانک کر رکھنا تاکہ کوئی زہریلے جانور، زہریلی چیز یا جراثیموں کا خطرہ نہ رہے۔

الغرض اسلامی تعلیمات بے شمار حکمتوں، نفاستوں اور طہارتوں کا مجموعہ ہیں۔

درندوں کی کھال بچھانے سے منع :-
(Prohibition of Spreading Animal beast)

حضور پاک ﷺ نے درندوں کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔
(ترمذی - احمد - نسائی)

اس میں حکمت یہ ہے کہ درندوں کی کھال بچھانے سے انسان کے اندر درندگی پیدا ہوسکتی ہے یعنی اس درندے کی درندگی منتقل ہوسکتی ہے ایسا اس لئے ہے کہ ماڈرن پیراسائیکالوجی نے درندوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حتیٰ کہ ان کے مردہ اجسام (Dead Body) کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے بھی وہ درندگی کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔

○ درندوں کی کھال بچھانے سے کھال میں موجود جراثیم انسان کے اندر منتقل ہوسکتے ہیں۔ بعض جراثیم ایسے ہوتے ہیں جو کہ کیمیکل سے بھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے اوپر خول چڑھا لیتے ہیں۔ کھال بچھانے سے اور استعمال کرنے سے وہ

جراثیم انسان میں منتقل ہوسکتے ہیں اور انسان بیماریوں کا شکار ہوسکتا ہے۔

اسلام نفاست، طہارت اور پاکیزگی کا مذہب ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی تعلیم دیتا ہے۔ درندوں کی کھال میں یہ تینوں صفات نہیں پائی جاتیں اور اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے پیروکار نجاست اور غلاظت کے ماحول میں رہیں۔

Scanned with CamScanner

کتے کی احتیاط - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Care from dog - Sunnah and Modern Science)

○ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں اگر کسی جگہ کتا بیٹھ جائے تو اسے نکال کر وہاں پانی چھڑک دیں۔ (مسلم)

ماڈرن سائنس کی تحقیق کے مطابق کتے میں ایسے (Rabs germ) جراثیم ہوتے ہیں جو کہ بہت جلدی پھلتے اور پھیلتے ہیں اور اردگرد کے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ کتا جہاں بیٹھے گا ان جراثیم کو وہاں چھوڑ دے گا اگر کتا بیمار ہے یا وہ جلدی امراض میں مبتلا ہے تو وہ اس کے جراثیم بیٹھنے والی جگہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور جراثیم ہوا کے ذریعے اہل خانہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے حکمت یہ ہے کہ کتے کو گھر سے نکال کر اس جگہ پانی بہا دیا جائے ایسا کرنے سے جراثیم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اہل خانہ بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ حتیٰ کہ کتے میں ایسے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ جس سے شیزوفرینیا جیسی خطرناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(معلومات طب جدید)

پیشاب کا برتن گھر میں نہ ہو - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Utesnsil of Urine should not in home - Sunnah and Modern Science)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ایسے برتن کو گھر میں نہ رکھیں جس برتن میں پیشاب ہو۔ کیونکہ ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (طبرانی)

جدید سائنس نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ بعض امراض صرف پیشاب کے ذریعے پھیلتے ہیں حتیٰ کہ ان کے پیشاب کو اگر کھلا چھوڑ دیا جائے یا تندرست شخص کے قریب رکھا جائے تو وہ اس مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے جس مرض کے جراثیم پیشاب میں موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے حضور پاک ﷺ

کی یہ احتیاط بہت اہمیت کی حامل ہے۔

جب کسی سے ملنے جائیں - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(When go out to see someone - Sunnah and Modern Science)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی سے ملنے جائیں تو اپنے کپڑے اور جوتے وغیرہ ٹھیک کر لیں۔ (احمد - ابو داؤد - بلوغ الامانی)

اسلام میں انسانیت کی عزت و اکرام کا خاص خیال رکھا گیا ہے رسول پاک ﷺ کی احادیث میں میلے کپڑے پہنے ہوئے ملاقاتیوں کو کپڑے دھونے کی تنبیہہ ملتی ہے کیونکہ اگر کپڑے صاف ستھرے اور درست حالت میں (یعنی بے ڈول ایک پائنچہ نیچے' دوسرا اونچا' ایک آستین بازو کے اندر' دوسری باہر' آزار بند لٹکا ہوا ہو' جوتا پھٹا ہوا یا اگر ایک پاؤں میں جوتا ہے اور دوسرے میں نہیں ہے یا پھر جوتا مٹی کیچڑ اور گردوغبار سے اٹا ہوا ہے) نہ ہونگے تو انسان کا معاشرتی وقار' عزات و اکرام میں کمی ہوگی۔ لوگ اس سے نفرت کریں گے اور یہ نفرت و کراہت بے شمار نفسیاتی امراض کو جنم دیتی ہے اور ان نفسیاتی امراض کی انتہا بعض اوقات انسان کو جرائم کی زندگی میں لے آتی ہے جس کی بے شمار معاشرتی مثالیں موجود ہیں۔ یا پھر ایسا آدمی ڈیپریشن فرسٹریشن جیسی پیچیدہ امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

جوتا بیٹھ کر پہننا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جوتے بیٹھ کر پہنیں کھڑے کھڑے نہ پہنیں۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں جو بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں' بعض اوقات جسم انسانی کا توازن برقرار نہیں رہ سکتا۔ چونکہ جوتا پہنتے ہوئے ایک پاؤں پر وزن زیادہ اور ایک پر کم ہوتا ہے۔ اس لئے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے

بیٹھنے سے بڑھ کر کوئی صورت نہیں۔

○ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات جوتے میں کوئی حشرات الارض ہڈی' کنکر' کانٹا وغیرہ پڑا ہوتا ہے اور ایک دم پاؤں آنے پر بے شمار تکلیف کا سامنا ہو سکتا ہے۔ لیکن بیٹھ کر پہننے سے چونکہ جوتے کو ہاتھ میں لے کر پہنا جائے گا۔ اس لئے جوتے میں موجود ہر چیز عیاں ہو جائے گی۔

وقف برائے خدمت خلق
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Legacy for Human Service - Sunnah and Modern Science)

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال کو وقف کرنا بہت اچھا عمل ہے جب کوئی شخص کسی چیز کو وقف کرے تو اس طرح کہ اصل چیز کو وقف کرے اور اس کی آمدنی کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے۔ وقف شدہ چیز کو نہ بیچا جائے' نہ ہبہ کیا جائے' نہ بطور ورثہ تقسیم کیا جائے' اس چیز کو متولی معروف کے مطابق اس چیز کی آمدنی میں خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

(صحیح بخاری)

رسول پاک ﷺ کی تمام زندگی ایثار و قربانی سے بھری ہوئی ہے اور یہی عالم صحابہؓ کی زندگی کا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے پانی کا کنواں خرید کر کے امت کے لئے وقف کر دیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے اپنے باغات عوام الناس کے لئے وقف کئے اور بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں مسلمانوں کا کنویں کھودوانا۔ ہسپتالیں' شفاخانے بنانا' سرائے بنوانا' بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کے لئے مخصوص گھروں کی تعمیر' اس تمام وقف کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔

کچھ یورپی زندگی:- (A view of European life)

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے لوگوں کی سہولت کے لئے بے شمار ہسپتالیں بنوائیں' سرائے بنوائے' جانوروں کے شفا خانے بنوائے' لیڈی ولنگڈن ہسپتال' گنگارام ہسپتال جیسے بے شمار وقف ایسی مثالیں ہیں جس سے لاکھوں کروڑوں لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ ان تمام مثالوں کی بنیاد اسلام کا اصول وقف ہے اور اسلام کی تماثیل وقف ہے۔

Scanned with CamScanner

بازار کا ناشتہ یا ماں کا ناشتہ
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Breakfast of Bazar or Mother - Sunnah and Modern Science)

گھرداری میں بچے جب ماؤں کی شفقت کے زیر سایہ ہوتے ہیں' تو ماؤں کی محبت اور شفقت ہمہ وقت بچے کے تعاقب میں رہتی ہے۔ جب ماں نے بچے کو جنا تو اس کی تمام ضروریات زندگی کو اپنے ذمہ لیا۔ لیکن افسوس ناک بات یہ ہے۔ آج بچے کا کھانا' پینا ماں کے ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور دوسرے خادموں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

تو پھر وہ محبت کہاں جو ماں کو جنت سمجھے۔
پھر وہ الفت کہاں جو ماںتا کی آواز پر لبیک کہے۔
پھر وہ مروت کہاں جو اس کے قدموں تلے جنت سمجھے۔
پھر وہ مودت کہاں جو ماں کے چہرہ کو دیکھنا بھی ثواب سمجھے۔
پھر وہ مرجعیت کہاں جو ماں اور بیوی کے درجے کے
رشتوں کے درمیان امتیاز کر سکے۔

آج معاشرے کا عالم یہ ہے کہ بچے بھاگم بھاگ صبح کا ناشتہ کئے بغیر جیب میں روپے' ڈالر یا پونڈ ڈالے سکول جا رہے ہیں راستے میں بسکٹ یا برگر لے کر دوڑتے ہوئے کھاتے جاتے ہیں۔ اس عمل سے ماں اور بچے کے درمیان جو لہریں ہیں ان کا توازن کہاں جائے گا اس ضمن میں مندرجہ ذیل انکشاف اور جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایتھر آسٹرالوجیسٹ کی تحقیق:-

(Research of Astriologist Dr. Ether)

ناشتہ پکاتے ہوئے ماں کی محبت کی لہریں منتقل ہوتی ہیں جس ماں نے بازار

کے ناشتے سے بچے کی پرورش کی ہو یا بچے صبح اٹھ کر بازار سے ناشتہ کر کے چلے جائیں اس بچے میں ماں باپ کا ادب و احترام کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

ماں کا دودھ بہترین غذا ہے

(Milk of Mother is the best food)

ماں کا دودھ پینے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی اعتبار سے بھی طاقتور ہوتے ہیں۔ یونیسیف نے ترقی پذیر ممالک میں شیر خوار بچوں کی اموات میں کمی کے لئے بارہ ملکوں میں بچوں کے لئے "ماں کا دودھ بہترین ہے" کی مہم شروع کی ہے ہر سال 10 لاکھ بچے قدرتی طریقے سے ماں کا دودھ نہ ملنے سے مرجاتے ہیں۔ جب کہ کئی ملین بچے ماں کا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے انفیکشن نقائص اور بیماریوں کی وجہ سے معذور ہوجاتے ہیں۔ یہ مہم ان بارہ ملکوں کے ہسپتال اور زچہ بچہ کے کلینکوں سے شروع کی جائے گی۔ ان ممالک میں پاکستان' بلوٹیا' برازیل' مصر' گھانا' ایوری کوسٹ' کینیا' میکسیکو' نائیجر' فلپائن' تھائی لینڈ اور ترکی شامل ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو دودھ مہیا کرنے کی طبی سہولتوں میں ملک فارمولا کے طریقوں کا بھی اضافہ کیا جائے۔ اقوام متحدہ کی مدد کرنے والی اس تنظیم کا کہنا ہے کہ بہت سارے ہسپتالوں میں بچے کے لئے ماں کا دودھ مناسب نہ ہونے کے باعث ابتدائی طور پر خوراک دینا مشکل ہوجاتا ہے۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق یونیسف کا کہنا ہے کہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے بچے بوتل سے دودھ پینے والے بچوں سے دس فیصد کم ہسپتال لائے جاتے ہیں۔ یہ بات تو اب سو فیصد درست ثابت ہوچکی ہے کہ چھاتیوں سے دودھ پینے والے بچے نفسیاتی لحاظ سے بہت اچھے ہوتے ہیں کیونکہ ماں کا دودھ فطری طریقے سے پینے سے بچہ زیادہ تندرست و توانا رہتا ہے۔ یونیسف نے شیر خوار بچوں اور خواتین کی فلاحی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ وسیع پیمانے پر اس طبی نکتہ کو اجاگر کریں کہ ماں کی چھاتی سے بچے کا دودھ پینا بچے کو خوراک حاصل کرنے کا فطری طریقہ ہے۔ بالخصوص ان حاملہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے

جو اپنے نومولود بچوں کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلانا چاہتی ہیں۔

ماں کا دودھ پینے والے بچے ذہین ہوتے ہیں

(Children drinking Mother's Milk are Intelligent)

ماں کا دودھ پینے والے بچے عام بچوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہونے کی ساتھ ساتھ بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں برطانیہ میں شائع ہونے والی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جن بچوں نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا ہوتا وہ سکول میں اکثر خاموش اور سہمے سہمے سے رہتے ہیں اور کم دوست بناتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق دماغی بیماری شیزوفرینیا کا شکار ہونے والے 70 فیصد بچوں نے اپنی ماں کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو 110 اور گائے کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو 100 نوٹ کیا گیا ہے ایک برطانوی ماہر نفسیات کے مطابق ماں کے دودھ میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو بچے کی ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جو گائے کے دودھ میں نہیں ہوتے۔

(ریسرچ رپورٹ)

بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین میں چھاتی کا سرطان کم ہوتا ہے۔

آج جب بھی کسی خاتون کو اپنی چھاتی میں گلٹی معلوم ہوتی ہے وہ خوفزدہ ہوجاتی ہیں وہ سمجھتی ہیں اور یہ سمجھنا غلط ہے کہ وقت آخر آگیا اور علاج بے فائدہ ہے بعض خواتین تو اس گلٹی سے سل ہو کر رہ جاتی ہیں کہ وہ اس ضمن میں مشورہ لینے میں تاخیر کر دیتی ہیں اور اس طرح تین ماہ یا اس سے زیادہ تاخیر ہوجاتی ہے اور پھر اس کا امکان بڑھتا ہے کہ اگر یہ رسولی ہے تو معاملہ سنگین ہوجائے یعنی جب بھی کوئی گلٹی محسوس ہو تو پریشان نہ ہوں مگر طبی مشورہ ضرور کریں اب یہ بات بالعموم معلوم ہے کہ جس قدر جلد تشخیص ہوگی اسی قدر چھوٹی گلٹی ہوگی اور مکمل شفا کا امکان نہایت قوی ہوگا بلکہ جب آخری عمر میں وقت آخر آئے گا تو سبب

موت کچھ اور ہوگا۔ سرطان پستان اس قدر خوفناک نہیں جس قدر یہ لفظ معلوم ہوتا ہے۔ برطانیہ میں جلد تشخیص و علاج کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا خواتین کو مکمل شفا ہوجاتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چھاتی میں گلٹیاں ہوتی ہیں ان میں سے 10 تو بے ضرر اور معصوم ہوتی ہیں اور صرف ایک سرطانی ہوتی ہے اور جن میں یہ سرطانی بھی ہوتی ہے ان کی اکثریت میں چھاتی کو کاٹ کر علیحدہ کرنا ضروری نہیں ہوتا جن خواتین میں تشخیص اور علاج جلد ہوجاتا ہے ان کی 85 فیصد تعداد 5 سال یا اس سے زیادہ سال تک زندہ سلامتی رہتی ہیں مریضہ کا اپنا رویہ بھی اس ضمن میں اہم ہے اس کو یہ تہیہ کر لینا چاہیئے کہ اس سے شکست نہیں کھانی اور اس پر پوری دلجمعی سے قائم رہنا چاہیئے اس ضمن میں اپنا کردار پوری طرح ادا کریں۔ علاج معالجہ کے عمل میں پوری طرح حصہ لیں اپنے معالج سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کریں آج کل سرطان پستان کے لئے خصوصی مراکز قائم کئے جارہے ہیں وہ بھی اس ضمن میں آگہی اور رہنمائی دے سکتے ہیں سرطان پستان کے سد باب کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات مفید ہیں۔

1- موٹی خواتین میں چھاتی کا سرطان زیادہ ہوتا ہے چنانچہ شروع ہی سے چکنائی (گھی یا تیل) کم کھائیں اپنا وزن کم رکھیں اور غذا میں ریشہ (بھوسی) سبزیاں و ترکاریاں اور دالیں بڑھائیں۔

2- پہلا بچہ اگر 30 سال کی عمر سے پہلے ہوجائے تو سرطان کا امکان کم ہوتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے بچے جلد ہوجانا چاہئیں۔

3- بچوں کو اپنا دودھ پلائیں اپنا دودھ پلانے والی خواتین میں سرطان کم ہوتا ہے سرطان پستان میں مبتلا ہونے والی خواتین میں شفایابی کے امکانات پھیپھڑے، معدہ، بیضہ دانی وغیرہ کے سرطان سے بہتر ہوتے ہیں سرطان پستان سے شفایابی کے بعد (جب بروقت تشخیص اور علاج ہوجائے) تو اکثر خواتین مرض سرطان سے نہیں بلکہ بڑھاپے کی وجہ سے جان سے گزرتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف ڈاکٹر ایس اے کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

(فیڈ اینڈ چائلڈ)

چکی اور چرخے کا استعمال - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Use of Stonemill and Spinning wheel)

تعیش اور آرام کی زندگی نے انسانیت کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ حضرت فاطمہؓ خود ہی چکی چلاتی تھیں، خود ہی پانی بھر کر لاتیں تھیں، خود ہی جھاڑو دیتی تھیں۔ ایسی خواتین بے شمار امراض سے بچی رہتی تھیں۔ ان چیزوں کو چھوڑنے کی وجہ سے آج ہم کیسے خطرناک امراض میں مبتلا ہوئے۔ اس کا اندازہ ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن:- (Dr. Adward Browne)

چکی، چرخا، کنویں کی چرخی، گھر کا جھاڑو دیگر گھریلو کام عورتوں کو سینے کے کینسر سے بچاتے ہیں۔ خون گاڑھا نہیں ہوتا۔ پیٹ نہیں بھرتا، ٹشوز چست (Active) رہتے ہیں لیکن مشینی زندگی نے ہماری خواتین کو ان نعمتوں سے ہٹا کر بیماریوں کے منہ میں ڈال دیا ہے۔

(بحوالہ دی عربیبن میڈیسن)

گناہ کے میڈیکلی عذاب
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Medical Misfortune of Sin - Sunnah and Modern Science)

○ مسند احمد میں ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا "بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

○ ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، باجے بجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو

آسمان پر غیرت آتی ہے - زمین کو حکم ہوتا ہے ان کو ہلا ڈال۔

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ نیکی کرنے سے چہرے پر رونق، دل میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ بدی کرنے سے چہرہ بے رونق، قبر اور دل میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

مسلماں کا یقین ہے کہ گناہ کا عذاب آخرت میں نہ صرف دوزخ کی شکل میں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اس کی نحوست کے اثرات مختلف بیماریوں کی شکل میں موجود رہتے ہیں۔

بعض گناہوں کی نحوست کے اثرات ذہنی بیماریوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں اور بعض کے جسمانی بیماریوں کی صورت میں اور بعض گناہوں کی نحوست سے رزق میں بھی تنگی ہو جاتی ہے۔ مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں۔

ایک ماہر پیتھالوجی کا تجزیہ:-
(Analysis of Pathalogist)

ایک پروفیسر ڈاکٹر فرمانے لگے۔ جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گناہ سے پریشانی، تذبذب اور نفسیاتی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل گناہ سے خون میں ہسٹامین (Histameen) کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جس سے برین سیل (Brain Cell) بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور انسان بے شمار مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

قلم اور اسلامی تعلیمات:-

اسلام ایک پاکیزہ اور محتاط مذہب ہے۔ زندگی گزارنے کے نمایاں اصول و ضوابط قدم قدم پر مسلمان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہی حالت جب اسلام کے اس قانون کی طرف آتی ہے جس قانون کو نگاہوں کی حفاظت کا قانون کہتے ہیں۔ کسی غیر محرم عورت کو دیکھنے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس میں سب سے بڑا نقصان ایمان کی حلاوت کا سلب ہو جاتا ہے۔ یہ تو اس وقت ہے جب ایک غیر محرم

Scanned with CamScanner

عورت نگاہوں سے اوجھل بھی ہوجائے لیکن علمائے امت نے جدید ایجادات کے استعمال کے لئے جو مسائل وضع کیے ہیں ان میں سکرین یعنی ٹی وی - وی سی آر - یا ڈش پر غیر محرم عورت دیکھنا انتہائی حرام ہے۔ بالکل اسی طرح کسی مسلمان کی شرم گاہ کو دیکھنا اسلامی اصول سے یہ عمل قابل لعنت ہے اور جو عمل اسلام میں حد سے بڑھ جائے لعنت اسی پر کی جاتی ہے اس لئے ایک عام فلمیں ہیں جس میں نگاہوں کی حفاظت' ایمان کی حفاظت اور اعمال کی اصلاح قطعی ممکن نہیں۔ لیکن جدید سائنس نے اور یورپی معاشرے نے بلو یا ننگی فلموں کے نام سے جو معاشرتی طور پر ایک نیا رواج دیا ہے۔ اس کے نقصانات ہمارے معاشرے میں کیا ہورہے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں اس کی کچھ وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

موجودہ معاشرہ اور برہنہ فلمیں

برہنہ فلموں کو دیکھنے کی پختہ عادت اکثر دوسری ناپسندیدہ عادت کی ہم سفر ہوتی ہے۔ اس کے مریض (باقاعدہ انٹرویوز پر مبنی نتائج کے پیش نظر) یا تو نشہ آور اشیاء کے تجربات بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہوتے ہیں یا ان کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن جو چیز زیادہ دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ پابندی سے نیلی' بلو' ننگی یا اگھاڑی فلمیں دیکھنے کی عادت دوسری جنسی کج رویوں (ABERRATIONS) میں سے ایک ہوتی ہے۔ اس کے شکار اگر وہ نہیں ہوتے جنہوں نے ان فلموں کو دن رات دیکھ کر خود کو جنسی طور سے ناکفی بنا لیا ہے تو وہ ہوتے ہیں جو کسی بھی وجہ سے پہلے ہی جنسی طور پر ناکافی ہیں۔ موخر الذکر کے پاس لذت کی آسودگی کا یہ فلمیں ایک بڑا ذریعہ ہوتی ہیں جس طرح بعض اذکار رفتہ لوگ اس عمل کا اپنے سامنے انعقاد کرتے تھے یا کراتے ہیں۔

وجوہات :- (Resons)

سائیکاٹرک انٹرویوز سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ برہنہ فلموں کو دیکھنے کی عادت ان طلبہ میں زیادہ ہے جن کے سامنے زندگی کا کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔ نہ پڑھنے والے' نقل کر کے پاس ہونے والے' سیاسی تنظیموں سے وابستہ نوجوان اور

وہ جنہیں ان کے دانش وروں نے مذہب اور اسکے متعلق اخلاق کی جھنجھٹوں سے آزاد کر دیا ہے' زیادہ تعداد میں اس عادت کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ نوجوان خود کو سماجی تقاضوں سے آزاد کرنے والے سب ہی تجربے کر چکے ہوتے ہیں اور بالعموم دو باتوں کا رونا روتے آتے ہیں۔ احساس محرومی (مجھے محبت نہیں ملی) اور احساس کمتری۔ خود دوسروں کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے' دوسروں کو کتنی محبت دی' اس سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ کبھی مطمئن نہ ہونے والی محرومی چونکہ غیر حقیقی ہوتی ہے' اس لئے آسودگی کے لئے غیر حقیقی ذرائع بھی ڈھونڈتی ہے۔ ان میں نشہ آور اشیاء کا استعمال' جوا' جنسی بے راہ رویاں' دوسروں پر جبر اور ظلم' موٹر سائیکلوں اور کاروں کو برق رفتاری سے دوڑانا' جرائم میں شمولیت کا لطف اور بلو فلموں کی تفریح سب ہی شامل ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کوکین انسان کو ایک ہی سانس میں ذہنی آزادی کے آسمان پر پہنچا دے' لیکن وہ زیادہ دیر وہاں رہ نہیں سکتا' اس کے لئے اسے ہیروئن کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے طالب علمی کے دور میں سرجری کے وارڈ کی درمیانی میز دوسرے ضروری انجکشنوں کی طرح پیتھے ڈین' مورفین اور جہاں کینسر کے قریب المرگ مریض ہوں وہاں ہیروئن کے ایمپیول بھی ایک تھالی میں رکھے ہوتے تھے اور رکھے رہتے تھے۔ انیسویں صدری کی چھٹی اور ساتویں دہائی میں یہ دوائیں ہسپتالوں سے عنقا ہوئیں اور ہیروئن کا برہنہ فلموں کی طرح سوسائٹی میں جشن نو ہوا اور پرانے کوالیفائڈ سائیکاٹرسٹوں میں سے اکثر نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں پہلی بار نئے طالب علموں کی طرح ہیروئن کے عادی مریض کو دیکھنا شروع کیا۔ ہم میں سے ذہنی توازن کھو بیٹھنے کی وجہ سے یہاں آندھی پانی کی رفتار سے لائے جاتے ہیں کیونکہ ان کا وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا' لیکن کوکین کے یہاں آنے میں بھی کیا دیر لگے گی۔ سوسائٹی میں سب کچھ ہی تو ہے۔ مفت کا پیسا' اخلاق سے بے زاری۔ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے۔

والدین کا کردار :- (Character of Parents)

جو وابستگی نوجوانوں اور طلبہ کو برہنہ فلموں سے ہے وہی زندگی کے اوپر

کے ڈانڈوں پر بیٹھے ہوئے مالی اور دبدبے کے حساب سے بڑوں کو بھی ہے۔ ان کی زندگیاں بھی اتنی ہی بے مقصد ہیں اور انہیں نہیں معلوم ان کے بچے کیا کر رہے ہیں' ان کے صحرا جیسے لق و دق مکانوں کے کن کمروں میں کون سی فلمیں دیکھی جارہی ہیں' کیا پھونکا جارہا ہے' کیا پیا جارہا ہے۔ ایسے گھرانوں میں بڑوں کا تعلق بچوں سے بس اتنا رہ گیا ہے کہ وہ انہیں امتحان پاس کرادیں۔ حقیقی طالب علموں پر سبقت کی پوزیشنیں دلوادیں۔ ایسے پیسے والے اور بارسوخ افراد اعلیٰ تعلیم کے وظیفے جو مستحق طلبہ کو ملنے چاہئیں' اپنے نقل کر کے پاس کرنے والی اولاد کے لئے وقف سمجھتے ہیں اور اولاد سمجھتی ہے کہ عیش اس کے لئے بنا ہے۔

بظاہر سوسائٹی اور فرد پر برہنہ فلموں کے اثرات کے ساتھ ہیروئن' شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کا ذکر بے محل لگتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی بسر کرنے کی یہ تمام بے ڈھنگی چالیں آپس میں مربوط ہیں۔ ایک خاص طرح کے ماحول ہی میں یہ خرابیاں پیدا ہوتی اور پھلتی پھولتی ہیں۔ دنیا میں نو آمدہ بچی کو زندہ زمین میں گاڑ دینا ہی جاہلیت کے دور کے عربوں میں واحد برائی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ دوسری کتنی ہی برائیاں تھیں اور ان تمام برائیوں کو ذہن میں رکھے بغیر اس دور کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے نہیں آسکی۔

زندگی کا صحت مند مقصد:- (Healthy aim of life)

جہاں نوجوانوں کی زندگی میں نشہ آور اشیاء داخل نہیں ہوئی ہیں انہیں عمر کی حداب سے بچپن لڑکپن اور نوجوانی میں محتاط ذمے دار جنسی تعلیم دی گئی ہے اور جنس کے متعلق ان کے سوالوں کو جو اردگرد کی دنیا کے مشاہدے سے ہر بچے اور لڑکے' لڑکی کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں' ایک ڈانٹ سے ان کے ذہنوں میں دفنا نہیں دیا جاتا ہے۔ جہاں ان کے دماغوں میں زندگی کا کوئی صحت مند نظریہ ہے جس کی اساس ہمیشہ مقصدیت پر اور دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر فوقیت دینے پر ہوتی ہے جن کے ذہنوں میں اخلاقی قدروں کی اتنی ہی اہمیت ہوتی ہے جتنی صاف ہوا میں سانس لینے کی۔ ایسے افراد یا تو اخلاقی بے راہ روی کی طرف جاتے

ہی نہیں ہیں یا اگر اتفاقاً" دانستہ یا نادانستہ طور سے ایک بار وہاں پہنچ جائیں تو واپس اپنی ڈگر پر آجاتے ہیں۔ ایسے افراد ایک بار برہنہ فلم دیکھ بیٹھنے کے بعد دوبارہ اس کو دیکھنے کے آرزو مند نہیں رہتے ہیں بلکہ پہلا تجربہ اکثر دھوکے سے دیے جانے والے بھنگ کے پہلے گلاس کی طرح بڑا شوکنگ ہوتا ہے جو پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

اور اس کا برعکس بھی درست ہے۔ جہاں زندگی کا کوئی مقصد ہی نہ ہو' زندگی جدوجہد اور اخلاقی قدروں سے عاری ہو' نشوں سے آلودہ ہو وہاں ہر نیا جنسی تجربہ نئے نشے کی طرح اپنی ضرورت پیدا کرلیتا ہے۔ جس شخص نے سدا اعلیٰ درجے کی شراب پی ہو اسے اگر ایک بار دیسی ٹھرا (کوہلی وسکی) پینے کو مل جائے تو وہ کبھی کبھی اسے بھی پھر سے چکھنا چاہتا ہے کیونکہ اس کا نشہ ایک نئی طرح کا ہوتا ہے۔ جب کچی' سستی شراب کا نشہ اتر جاتا ہے تو وہ ہر بار یہی کہتا ہے کہ موخر الذکر نہایت گھٹیا نشہ ہے۔

برہنہ فلموں کے اثرات:- (Effect of Nake Picture)

بلو یا ننگی فلمیں دیکھنا بھی ایک قسم کا نشہ ہے۔ اس کے دیکھنے والے ہر عمر کے افراد ہیں' 8 سال کے بچے بھی اور 60 سال کے بوڑھے بھی۔ لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی' لیکن پاکستان میں لڑکیاں نسبتاً" کم اور لڑکے زیادہ۔ 15 سے 45 سال عمر والے زیادہ اس عادت کے شکار نظر آتے ہیں۔ ان میں شادی شدہ بھی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی۔ شادی شدہ میں وہ بھی ہوتے ہیں جن کی قوت تولید اپنے نصف نہار پر ہوتی ہے اور وہی بھی جو خود بھی از کار رفتہ ہیں اور ان کی بیویوں کی عمر بھی تولید کی منزل سے گزر چکی ہے' یعنی وہ 50' 55 کی عمر میں خشک ہو چکی ہیں۔ موجودہ دور کی بیشتر انگریزی اور اکثر ہندی فیچر یا مقامی زبانوں کی فیچر فلموں کے بعض سیکوئنس (Sequences) کو بھی اگر ننگی فلموں کی صف میں رکھ دیا جائے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سوسائٹی کا کتنا بڑا حصہ بیسویں صدی کے اس فن کے غلط استعمال سے متاثر ہورہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن فیچر فلموں میں چاہے وہ آرٹ کے

Scanned with CamScanner

حساب سے کتنی ہی بلند پایہ ہوں، نیم عریاں اور برہنہ جسم ہوں گے اور ان کی واضح حرکتیں ہوں گی، وہ اتنی ہی آبادی کے اس حلقے میں مقبول ہوں گی جو اوائل جوانی میں ہے، وہ یقیناً" اپنی جنسی زندگی کو انہی مناظر کے مطابق ڈھالے گا یہاں وہ نہایت اہم نکتہ ہے کہ یہ طبقہ جو جنسی زندگی کا آغاز کرنے جارہا ہے یا کرچکا ہے اپنی ازدواجی زندگی میں کس طرح کی تسکین کا جویا ہوگا؟

یہ مضمون تقریباً" 18 سال کے ان گنت بے ترتیب (Unstructured) انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ ان سے برآمد ہونے والے نتائج کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دوسری برائیوں (Evils) کے ساتھ ننگی فلمیں دیکھنے کی عادت بھی سوسائٹی میں مستحکم ہوچکی ہے۔ یہ عادت دیگر جنسی بے راہ رویوں (رشتہ ازدواج سے باہر جنسی فعل، ایک ہی جنس کے دو افراد کے مابین فعل اور غیراز انسان مخلوق سے جنسی فعل) کی نسبت کہیں عام ہے۔ حتیٰ کہ ایک دوسری بے راہ روی کی سطح پر اگر جائزہ لیا جائے تو ننگی فلمیں دیکھنے کی عادت نشہ لانے والی اشیاء کے استعمال سے زیادہ سوسائٹی کے اعصاب اور دماغ میں راہ پیدا کرچکی ہے۔ ننگی فلموں کے اثرات کے لحاظ سے سوسائٹی کے افراد کو چار خانوں میں رکھا جاسکتا ہے۔

1- وہ جنہوں نے کبھی بھی کوئی خالصتاً" ننگی فلم نہیں دیکھی ہے۔
2- وہ جنہوں نے کبھی کبھار ننگی فلم دیکھی یا صرف ایک بار
3- وہ جو باقاعدگی سے ننگی فلمیں دیکھتے ہیں۔ لیکن انہیں دیکھے بغیر بھی رہ سکتے ہیں۔
4- وہ جو ننگی فلمیں دیکھنے کی عادت کو ترک نہیں کرسکتے۔

لوگ یہ فلمیں اکیلے بھی دیکھتے ہیں اور اپنی جنس والوں یا غیر جنس والوں کی معیت میں بھی۔ اکثر ان فلموں کو ایک گروپ کی شکل میں بیٹھ کر دیکھا جاتا ہے اور یہ برائی اکیلے اور سنگت دونوں ہی صورتوں میں دوسری کسی برائی کے ساتھ انجام دی جاسکتی ہے۔

فلموں سے پہلا واسطہ :- (First Encounter with film)

جیسا میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ ننگی فلموں سے پہلا واسطہ حادثاتی طور پر بھی ہوسکتا ہے جیسے کسی کے اوطاق یا ڈرائنگ روم میں یا کسی سینما ہال میں جہاں کوئی فیچر فلم دکھائی جارہی ہے اور اچانک ننگی فلموں کی ایک یا دو ریل نارمل ریلوں کے درمیاں بلا ارادہ داخل کر دی جائے۔ یہ چیز ایک طرح سے ہر شہر میں سینما ہالوں کی اپنی شناخت بن چکی ہے۔ وہ جن میں سب جانا پسند نہیں کرتے اور وہ جن میں سب جاسکتے ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ اصل فلم "جسے تمام عمروں کے ناظرین کے لئے مناسب ہے" کا سرٹیفکیٹ سنسر بورڈ سے ملا ہے اس کے درمیان مکمل برہنہ جسموں کی فلموں کے ہزار، بارہ سو فیٹ آجائیں۔ ایسے میں اگر کوئی اپنے بچوں کو یہ فلم دکھانے ساتھ لایا ہے اس کا بس نہیں چلتا کہ وہ کسی طرح سینما ہال کے فرش میں سما جائے اور بچوں کے دیکھے کو ان دیکھا کرسکے۔ چھوٹے شہروں میں تقریباً" تمام ہی سینما ہال پر خطر بن چکے ہیں اور جن میں لوگ اپنی بیویوں بچوں کو لے جانا پسند نہیں کرتے اور اکثر خود جاتے ہیں۔

ننگی فلموں سے دوسری طرح واسطہ ان نوجوانوں کو بخوشی ہوتا ہے جنہوں نے ان کے بارے میں سن رکھا ہے اور جو اپنی دوستوں سے فرمائش کرکے دیکھتے ہیں اور جھوٹے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی اپنے لذت گیری سے بالا ہونے کا اعلان۔ اس اعلان کی وہی نوعیت ہے جو پہلا سگرٹ سلگا کر لڑکے خود کو اپنے بڑے ہونے کا یقین دلاتے ہیں اور اپنے ہم عمروں کو بھی کہ ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

Scanned with CamScanner

سوشل ڈرنکر اور سنگت کی اصطلاح:-

(Term of Social drinker and coition intercourse)

شراب کی دنیا میں ایک اصطلاح ہے سوشل ڈرنکر' یعنی وہ فرد' عورت یا مرد جو مناسب ماحول پیدا ہوجانے پر پی لیتا ہے۔ ایسوں کو کیزوئل ڈرنکر (casual Drinker) بھی کہا جاتا ہے یعنی کبھی کبھار پینے والا۔ ہمارے ہاں اس کے لئے مروجہ اصطلاح ہے۔ "سنگت" میں۔ سنگت بہم ہوجانے پر لوگ ہر قسم کا نشہ بھی کرتے ہیں' ہر قسم کی جسمانی عیاشی بھی اور ننگی فلمیں بھی دیکھتے ہیں۔ اکثریت سنگت نہ ملنے پر تنہائی میں یہی عمل جاری رکھتی ہے پھر ایسے فرد میں اور اس فرد میں کوئی فرق نہیں رہتا جو صبح سے پینا شروع کرتا ہے تو شام کر دیتا ہے اور سورج چھپے پینا شروع کرتا ہے تو بھور۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں ہی کی تعلیمی قیام گاہوں میں جہاں سپرو ژن ناکافی ہے اور ہر صورت میں امتحانات میں کامیابی یقینی ٹیلی ویژن اور ویڈیو کیسٹ چلانے والی مشین 24 گھنٹے چلتی ہیں۔ ان میں نیم برہنہ اور برہنہ اور بلو فلمیں سبھی ہوتی ہیں لیکن ایسا تمام ہوسٹلوں میں نہیں ہے اور جہاں ہے وہاں بھی چند کمروں تک محدود رہتا ہے ورنہ بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ (ایک انٹرویو پر مبنی)۔

بچوں کا تجسس:- (Suspens of Children)

گھروں میں جہاں نگرانی نہ ہو لڑکیاں بھی مختلف ریٹنگ کی بلو فلمیں چھوٹی عمر کے لڑکے لڑکیوں سے محلے کی دکانوں سے منگواتی رہتی ہیں۔ یہ بچے دکان پر جا کر جو انہیں بتایا گیا' من و عن دکان دار کے سامنے دہرا دیتے ہیں۔ ان بچوں کی ذہنی تربیت میں اتفاق اور تجسس کا بڑا ہاتھ رہتا ہے۔ دکان دار کاؤنٹر کے نیچے رکھے ہوئے ویڈیو سیٹ پر کیا دیکھ رہا ہے' گھر میں چھپا کر کیا دیکھا جا رہا ہے' اتفاق سے اس پر نظر پڑ سکتی ہے اور تجسس بھی بچے سے یہی کام کروا سکتا ہے۔

21 سالہ نوجوان کی کہانی:-

(Story of 21 years old young man)

م'ا عمر 21 سال' اس نوجوان مریض نے اپنی پہلی مکمل بلو فلم آٹھ سال کی عمر میں دیکھی تھی۔ یہ پہلی فلم اس نے اپنے (پیشے کے) استاد کی معیت میں دیکھی تھی جس کے ہاں وہ اور اس کے ساتھی لڑکے کام کرتے تھے۔ اس وقت وہ روزانہ 6 یا 8 فلمیں لگاتار دیکھنے کا عادی تھا اور ان کا اہتمام وہ خود کیا کرتا تھا' یعنی کرائے پر ٹیلی ویژن' ویڈیو پلیئر اور کیسٹ وہ خود لاتا تھا۔ ان ننگی فلموں کی جو وہ دیکھا کرتا تھا درجہ بندیاں تھیں۔

سنگل ایکس۔ جیسے ایک نظر آرہا ہو۔ جھلمل کے پار سب کچھ

ڈبل ایکس - مکمل عورت برہنہ اور جنسی فعل کی جزیات

ٹرپل ایکس - جنس اپنی تمام بہیمیت کے ساتھ۔

یہ درجہ بندی اس دور میں ہماری سوسائٹی میں مسلم ہے دکان دار بھی اسے پہچانتے ہیں اور علات کے شکار بھی۔

غ' ح' چ' عمر 28 سال ایک دوسرا مریض۔ کسی زمانے میں ایک میڈیکل سٹور کا مالک تھا۔ جب وہ پہلی بار علاج کے لئے آیا تو بے کار تھا۔ وہ دوپہر 2 بجے سے رات کے 8 بجے تک بلو فلمیں اکیلا دیکھا کرتا تھا اور اس کے بعد رات کے 2 بجے تک دوستوں کے ساتھ۔ بعد میں جب اس کی شادی ہوئی تو جنس اس کے لئے بیوی کے ساتھ بلو فلمیں دیکھنے کے بعد تو ممکن تھی' لیکن جب اس نے اس علات کو ترک کرنا چاہا اور بغیر برہنہ فلم دیکھے بیوی کی طرف رجوع ہوا' جنسی زوال کا شکار ہوجاتا تھا۔ اس کی بیوی کو غالباً" ان بلو فلموں سے زیادہ ان بلو فلموں میں نظر آنے والی عورتوں سے نفرت محسوس ہوتی تھی اور ایسا ہونا فطری رد عمل تھا' کیوں کہ شوہر ان کی تصاویر میں ڈوب کر ہی اس کی طرف مائل ہوسکتا تھا۔ دوسرے ایسا کرنے میں وہ خود اس کا مرتبہ ایک باعزت ہستی سے گرا کر ایک لذت فراہم کرنے والی عورت کا کر دیتا تھا۔ یہی ان دونوں کے درمیان مستقل گہری ہوتی ہوئی خلیج تھی جس نے اسے علاج تلاش کرنے پر مجبور کیا تھا' اس کے بغیر ان

فلموں کی ناکامی اور بیوی کا ان کے لئے تنفر۔

سگرٹ کے علاوہ افراد کی طرح ننگی فلمیں پابندی سے دیکھنے والے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم جب چاہیں گے اس علت کو ترک کر دیں گے، لیکن ترک نہیں کر سکتے اور ہمیشہ اس دھوکے میں رہتے ہیں کہ کم کر دیا ہے۔

25 سالہ عورت کی کہانی:۔
(Story of 25 years Woman)

ج ر ح، عمر 25 سال عورت۔ اس وقت اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی جب اس کے شوہر نے سونے کے کمرے میں ننگی فلمیں دیکھنے کا اہتمام کیا۔ اس کے لئے اسے رات کے بارہ، ایک بجے تک جاگنا پڑتا تھا اور جب یقین ہوجاتا تھا کہ بچے سو گئے ہیں تو فلمیں پروجیکٹر پر شروع ہوتی تھیں۔ جنھیں دیکھنے کے لئے وہ بیوی کو بھی مجبور کرتا تھا اور توقع رکھتا تھا کہ بعد میں بیوی بھی وہی تمام عمل دہرائے جو تھوڑی دیر پہلے سفید دیوار پر دیکھ چکی تھی۔ وہ عورت قصباتی ماحول کی تھی، پڑھی لکھی نہ تھی، لیکن تھوڑی بہت عبادت گزار تھی۔ آہستہ آہستہ احساس گناہ کا شکار ہوئی کہ میری آنکھیں بھی اس گناہ میں شریک ہیں۔ ادھر شوہر کو مطمئن کرنے کی صلاحیت وہ خود میں نہیں پارہی تھی۔ ادھر اس کی نیند پوری نہیں ہوتی تھی۔

شوہر اپنی بیوی کی بیماری میں اپنی اس علت کا ہاتھ دیکھنے سے قاصر تھا اور بیوی سے برہم کہ اس نے کیوں اپنی نیند گم ہوجانے کی وجہ ان لیٹ نائٹ پرائیویٹ شوز کو ٹھرایا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو خود کو مجرم سمجھنے لگتا۔ بعد کے دنوں میں جب وڈیوں سسٹم عام ہوگیا تو وہ آواز کو خاموش کر کے سونے سے پہلے ایک یا دو کیسٹ دیکھ کر سونے لگا۔ ان متحرک تصویروں کا جنھوں نے اس کی بیوی کی نیند کو اجاڑا تھا اس پر خواب آور اثر ہوتا تھا اور انہیں دیکھے بغیر وہ سو نہیں سکتا تھا۔ غالباً" سرِشام اس پر ان کو دیکھنے کی طلب طاری ہوجاتی تھی جس طرح شرابی شام کی راہ دیکھتے ہیں کہ کب سورج ڈوبے اور میکدے کی راہ لیں۔ اس علت کو

چھوڑنے کے لئے اس نے کبھی مدد نہیں چاہی۔ سب شرابی بھی شراب چھوڑنا نہیں چاہتے، نہ سب افیونی، افیون۔

گورنمنٹ ڈرائیور کے حالات:۔
(Circumstances of Govt. Driver)

س ا، مرد، عمر 38 سال - بلو فلموں کو دیکھتے ہوئے 5 سال ہوئے، ہر ماہ پابندی سے دو بار۔ زیادہ اس لئے نہیں دیکھتا کہ فلم دیکھتے ہوئے ختم ہوجاتا ہے۔ اس کا خرچہ سینما ہالوں میں پون گھنٹے کی فلم کا دس روپے تھا اور اس کا کہنا تھا کہ سب ہی سینما حال یہ شو دکھاتے ہیں۔ اس کی فکر مندی یہ تھی کہ بے عزتی ہو جاتی ہے، کیونکہ ساتھی (بے حیائی سے) بلند آواز میں پوچھتے ہیں۔ "اوے کپڑے تے خراب نئیں ہوگئے؟" جس پر آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں ایک قہقہہ پڑتا تھا۔

علاج کے لئے آنے کی وہی عام وجہ تھی کہ نکاح کے بعد کیا ہوگا؟ اس کے ہاں بھی صرف جنسی بے عزتی کا تصور تھا، احساس گمراہی نہیں تھا۔

ایک لیکچرار کی حکایت:۔ (Tale of a Lecturer)

ن س، عمر 35 سال یا زیادہ۔ نباتیات کی ایک لیکچرر جس کی شادی کافی دیر سے ہوئی تھی۔ جنس سے وہ شدید طور پر خائف تھی۔ اس کی حالت اس وقت اور بھی غیر ہوئی جب ایک ماہر نفسیات کے مشورے پر اس کے شوہر نے اسے ننگی فلمیں دکھانی شروع کیں۔ غالباً" مفروضہ یہ تھا کہ لذت، خوف پر غالب آجائے گی اور یہ فیصلہ صرف دو منٹ کے انٹرویو میں کیا گیا تھا، بغیر یہ جانے ہوئے کہ بچپن سے شادی کے وقت تک اس کی تربیت کیسی تھی اسے کن کن چیزوں سے خوف آتا تھا۔ اسے ایسے ماحول میں تو نہیں پالا گیا تھا جو روزمرہ کے ناگہانی تجربات سے بچوں کو جوانی تک آگاہ نہیں ہونے دیتا ہی۔ اس سے مرنے کی خبروں کو چھپایا جاتا ہے، چڑیوں اور سڑک کے جانوروں کو اپنے افعالِ فطری میں مصروف دیکھنے سے روکا جاتا ہے۔ انٹرویو میں یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی کہ اسے کوئی

Scanned with CamScanner

اندرونی تکلیف تو نہیں ہے۔

پورے مریض کا دماغی اور جسمانی معائنہ اس عجلت کے دور میں ایک مردہ ضرورت بن چکا ہے۔ ولپی (J.Wolpe) نے پرانی فرائیڈین تحلیل نفسی کا جو سال ہا سال پر پھیلی ہوئی تھی، ذکر کرتے ہوئے ایک عورت کا کیس بیان کیا ہے جسے تکلیف ہوتی تھی اور یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ اس کی وجہ ذہنی رکاوٹ کے سوا کچھ اور نہیں جو اسے خود سپردگی اور لطف لینے سے مانع رکھتی تھی۔ یہ بات بہت بعد مریضاؤں میں زیادہ تر بات کچھ اور ہوتی ہے اور ہر قسم کے معالج، غیر تربیت یافتہ خود کو ماہر نفسیات گردانے والے اشخاص، ننگی فلمیں دیکھنے اور دکھانے کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ بیمار فرد کی، ان کی دانست میں سرد مہری (Frigidity) ختم ہو سکے۔ نتیجہ اکثر ہلاکت خیز یا توقع کے برعکس ہوتا ہی جیسا کہ ان بیمار نوجوانوں میں دیکھنے میں آیا ہے جو کم عقلی یا دماغی بیماری کی وجہ سے شب زفاف میں ناکام رہتے ہیں اور ان کے برے (باپ تک) انہیں تجربے کے لئے جسم فروش عورتوں کے پاس بھیجتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کوچے کے عادی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ننگی فلموں کا دیکھنا بھی معالجوں اور مفت مشورہ دینے والوں کی وجہ سے ایک علت بن جاتا ہے اور اصلی مسئلہ اپنی جگہ پر جوں کا توں رہتا ہے۔

ف م خ، نوجوان مرد، عمر 21 سال، دسویں پاس۔ آٹھویں کلاس سے برہنہ فلمیں دیکھنی شروع کیں ہیں۔ وہ جو کچھ ان فلموں میں دیکھتا تھا، اپنے تخیل میں وہی کچھ انڈین فلموں کی ایکٹریسوں سے شادی کر کے ان کے ساتھ دہراتا رہتا تھا۔ انڈین فلم ایکٹریسوں کے بارے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ وہ اس دور میں اپنے جسم کے اظہار میں پرانے دور کی سنجیدگی سے کام پر توجہ دینے والی خواتین سے اتنی ہی مختلف ہیں جتنی گپھاؤں کی شکار کی تصاویر سے بیت الخلاؤں کی پنسل یا کوئلے کے ٹکڑے سے بنائی ہوئی تصویریں۔ ظاہر ہے کہ پرانے دور کی انڈین فلموں میں اس طور نہ سانسیں نظر آتی ہیں، نہ پیٹ کی جلد کو حرکتیں دیتی اداکارائیں اور نہ اس دور کی سنجیدہ اداکارائیں محبت کے سین میں عملاً" برہنہ ہوجاتی ہیں۔ اس نوجوان کے تخیل کی دنیا میں برہنہ فلموں کے سین ان ایکٹریسوں

پر منطبق ہوجاتے تھے جن کے سونے کا کمرا فلم میں خاص و عام کے لئے بے دیوار ہوتا ہے۔

جنسی مسائل کے علاج میں ماسٹربیشن اور رات کا اخراج مریضوں کو بہ آسانی سمجھایا جاسکتا ہے۔ اناٹمی کی تصویروں اور فزیولوجی کے اصولوں کی مدد سے وہ اسے اپنی استعداد بھر سمجھ بھی لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی پریشانی اور مایوسی کم ہوجاتی ہے اور وہ اپنی زندگی میں معمولی مناسب تبدیلیاں بھی پیدا کرسکتے ہیں، لیکن باقی چار جنسی برائیوں کا تدارک مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں کسی فرد کی پوری زندگی کو دخل ہوتا ہے۔ اس کی فکر کی نہج کیا ہے، خواہشات کیا ہیں، مقصد حیات کیا ہے اور زندگی میں مذہب کی اخلاقیات کا کیا مقام ہے۔ ان میں شادی سے باہر کی جنس شامل ہے، اپنی ہی جنس والوں سے رغبت عمل شامل ہے، چوپایوں سے کام چلانا اور ننگی فلمیں دیکھنا شامل ہے، ان اطوار مین تاوقتیکہ فرد خود ہی خواہش مند نہ ہو، تبدیلی مشکل ہی سے لائی جاسکتی ہے اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ کمپلشن کی صورت اختیار کر جاتے ہیں، یعنی وہ عمل جو آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ سنگت اور نشہ ان عادات کو برقرار رکھنے میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔

فلم دیکھنے والوں کا کردار۔

ننگی فلموں کو پابندی سے دیکھنے والوں کا کردار بالعموم وہ ہوتا ہے جو ہمہ وقت جنسی لذت کا جویا رہتا ہے۔ وہ جنس مخالف کا پیچھا کرتا ہے، انہیں گھورتا ہے، ان کے جسم کو کسی بہانے سے چھوتا ہے۔ اس کے اپنے حلقے میں جنسی گفتگو اور ایک دوسرے سے جنسی مذاق کا راج رہتا ہے اور خود پر مسلط کئے ہوئے اس ہیجان کے تحت فرد خود کو بار بار ختم کرنے پر مجبور رہتا ہے۔ ایسے کردار کی نیند بھی اس کی دن کی زندگی سے مختلف نہیں ہوتی اور عام فرد کی نسبت اس کے خواب میں بھی اچھے واقعات و مناظر اور صحت مند فکریں کم ہوتی ہیں اور جنس زیادہ۔

ایسے افراد کے پاس ساکت جنسی تصاویر کا لین دین بھی ہوتا رہتا ہے اور

متحرک فلموں کا بھی۔ اس کے شکار موٹر گیراجوں میں کام کرنے والے تیل کے دھبوں سے بھرے کپڑے پہننے والے لڑکے بھی ہوتے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز اجلے کپڑے پہننے والے بھی۔

فلم کے اثرات:- (Effect of Film)

صحیح جنسی رغبت محض ساتھی کے نزدیک اور رضا مند ہونے پر ایک وقفے کے بعد خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بلو فلمیں دیکھنے والوں کی جنس کی تیاری کے لئے بھی ساتھی کا موجود ہونا ناکافی ہوتا ہے۔ یعنی آمادہ ہونا اگر ایک دہلیز ہے تو عام صحیح الفکر انسانوں کی زندگی میں وہ دہلیز اتنی نیچی ہوتی ہے کہ بہ آسانی پار کی جاسکتی ہے۔ محض ساتھی کی موجودگی، نزدیکی، دو گرم سانسوں کا ایک ساتھ آنا کافی ہوتا ہے، بلو فلمیں دیکھنے والوں کا زندگی میں ان کی خود بلند کردہ جنسی طور سے مہمیز ہونے کی دہلیز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ اسے پار کرنے کے لئے بیک وقت کئی کئی برہنہ جسموں کا ایک ساتھ نظر آنا ضروری ہوجاتا ہے اور ان کی باہم وہ حرکات جن کے لئے انسان کا جسم اور اعضا نہیں بنے ہیں۔

دوسرا اثر بلو فلموں کے سال ہا سال کے ملاحظہ کا یہ ہے کہ وہ جسم کو ایسی ڈسپوزیبل سرنج بنا دیتا ہے جسے اس کے پیکٹ پر چھپی ہوئی ہدایت کے برخلاف ابلا گیا ہو، وہ مڑتڑ کر رہ گئی ہو، استعمال کے وقت سیدھی نہ ہوسکے اور اس میں سے دوا فوار" ہی بہہ نکلے یعنی سینما ہالوں، ریستورانوں، گھروں اور طاقوں میں ان فلموں کو دیکھتے ہوئے جسم میں بغیر تبدیلی کے آئے خارج ہوجانے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔

تیسرا اہم اثر جنسی زندگی پر ان فلموں کا یہ ہے کہ عام سیدھے سادے بے بگڑے انسانوں کے برعکس جن کا ازدواجی اختلاط ان کے لئے مطمئن کرنے والا ہوتا ہے، بلو فلموں کے مارے ہوؤں کو اس میں وہ اشتعال نہیں ملتا ہے جو ان فلموں میں دکھلایا جاتا ہے اور جسے بہم پہنچانے کی سکت ایک عام خاتون خانہ میں نہیں ہوتی ہے اور یوں (بالعموم) یہ مرد اپنی بیویوں سے نامطمئن رہتے ہیں اور آسودگی نفس

کے دوسرے طریقے ڈھونڈتے ہیں۔

ایک چوتھی شکایت جو یہ مریض کرتے ہیں وہ پروسٹیٹک ڈسچارج، یعنی پیشاب کی نالی کے دہانے پر آب نما ایک قطرے کا ہمہ وقت موجود رہنا۔ اس کی وجہ ان کے جاگنے کے ہر گھنٹے میں جنسی اشتعال رہنا ہے۔ جس کے محرکات عورتوں کا پیچھا کرنا، ان پر بے ہودہ فقرے کسنا، بے ہودہ جنسی اشارے، تاک جھانک بالخصوص غسل خانوں میں، جسم کو موقع ملتے ہی خواتین اور اطفال سے مس کرنا، برہنہ فلمیں دن رات دیکھنا، بے حرکت جنسی تصاویر کو سینوں سے لگائے رکھنا، جنسی لطائف کا بیان اور ایسی کتابوں کا پڑھنا ہیں جن میں کہانی صرف اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے ہر فقرے اور واقعے سے کوئی جنسی تفصیل یوں لٹکائی جاسکے جیسے وہ کپڑا ٹانگنے کے ہک ہوں اور ان واقعات کی اپنی کوئی حیثیت نہ ہو۔

برہنہ فلموں کو دیکھنے کی عادت یا کوئی بھی جنسی بے راہ روی خال خال ہی اپنی جگہ واحد برائی ہوتی ہے۔ بالعموم دوسری برائیاں اس کی ہم رکاب ہوتی ہیں جن میں نشہ آور اشیاء کا استعمال، وقت کی فراوانی، زندگی میں ذمے داری کا نہ ہونا، مفت کا پیسا جو اپنا بھی ہوسکتا ہے اور چوری چکاری کا بھی، جنسی مزدوری کرنے والی عورتوں اور بچوں، بچیوں کی سماج میں موجودگی اور اخلاقی اقدار سے دوری سب ہی شامل ہیں۔ ایسے نوجوانوں کا خود کو احساس محرومی کا شکار کرنا وغیرہ، وہ لیبل ہیں جو وہ خود پر لگا لیتے ہیں۔ اس طرح جو بچا کھچا ضمیر ہوتا ہے، وہ اس کی ایذا رسانی سے محفوظ رہتا ہے۔

خاتمہ ممکن نہیں:- (End is Impossible)

اس صورت حال کا سدباب ممکن نہیں۔ نہ بیت الخلاؤں میں لکیروں کی تصویریں بنانے والوں کے ہاتھ پکڑے جاسکتے ہیں نہ برہنہ فلموں کے بنانے بیچنے والوں کے دماغوں پر پہرے بٹھائے جاسکتے ہیں۔ بیت الخلا کے مصوروں کے ہاتھ میں موقع اور قلم دے دیجئے۔ ان کی صلاحیت کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ وقت اور پیسے کا صحیح حصول اور مصرف سوسائٹی کے از سر تا پا ہر فرد میں پید کر دیجئے۔ نہ بلو فلمیں رہیں گی نہ ان میں کام کرنے والے بچے' جانور اور انسان۔ یہ کاروبار ناقدری سے مرجائے گا لیکن اس کو کیا کہیے کہ انسان کی تعمیر میں ایک صورت خرابی کی مضمر ہے۔ وہ پھر برائی کی راہیں ڈھونڈ لے گا۔

(بحوالہ میرے تحقیق تجربات عیاں ہیں)

دعا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prayer, Sunnah and Modern Science)

- دعا کی قبولیت کے لئے ہمیشہ حلال طریقے سے کمائی ہوئی آمدنی اپنے استعمال میں لائے۔ (منہاج المسلمین) (مسلم کتاب الزکوۃ)
- اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب سمجھے اور اس سے براہ راست مانگے۔ (البقرہ القرآن)
- دعا کرتے وقت یہ یقین رکھے کہ دعا ضرور قبول ہو گی۔ (المومن القرآن)
- دعا گڑگڑا کر چپکے چپکے کرے۔ (الاعراف القرآن)
- دعا حضور قلب سے کرے۔ اگر حضور قلب نہ ہو تو دعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی - حاکم - منہاج المسلمین)
- خوشحالی کے زمانہ میں کثرت سے دعا کرے تاکہ مصیبت کے زمانے میں دعا جلد قبول ہو۔ (ترمذی - حاکم - منہاج المسلمین)
- اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتا رہے اگر دعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی - منہاج المسلمین)
- موت کی دعا نہ کرے۔ (بخاری مسلم - منہاج المسلمین)
- دعا عبادت ہے لہٰذا دعا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ مانگے۔ (احمد - ترمذی - منہاج المسلمین)

Scanned with CamScanner

دعا عبادت کا جوہر

(Prayer 'Extract of Divine)

دنیا سکھ و چین کی جگہ نہیں بلکہ تکلیف اور مشقت کی جگہ ہے۔ ہمیں اس دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس کی زندگی آرام و سکون سے پر ہو انسان کی زندگی میں ایسے نازک دور بھی آتے ہیں جب اسے کسی کی امداد و اعانت کی ضرورت پیش آتی ہے اور اسے اس بھری دنیا میں کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آتی جو اس مشکلات کو حل کر سکے۔ اسی حالت میں انسان کا دل دماغ ہاتھ پاؤں غرض جسم کا رواں رواں اس پروردگار عالم کو پکارتا ہے جس کی بادشاہت کائنات اور عالم کے گوشے گوشے پر ہے اور جس نے اپنے انبیاء کے ذریعے ہمیں ایک ایسا انمول ہیرا دیا ہے کہ جس کی قدر و منزلت کا ٹھکانا ہی نہیں اور وہ ہیرا "دعا" ہے۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

(Prayer, Weapon of Momin)

طبرانی کی حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "دعا مومن کا ہتھیار ہے۔" کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مومن کی مراد ظاہر میں پوری نہیں ہوتی کیونکہ مومن کو اس آزمائش سے اس کے گناہوں کو مٹانا چاہتا ہے یہی چیز اس کے حق میں اچھی ہے کیونکہ اس کی دعا قبول کر کے اس کی مصیبتوں کو دور کرنا اس کے حق میں نامناسب ہے ایسے وقت کچے ایمان والے ڈانواڈول ہوجاتے ہیں کہ خدا نے ہماری فریاد نہیں سنی۔ اسی طرح ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہر میں کافروں کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ معاذ اللہ ان کے جھوٹے معبود ان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں بلکہ اس بے ایمان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک ڈھیل دی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے:۔

میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں اور میری تدبیر سے کوئی بچ کر نکلنے والا نہیں۔

مومن کی دانائی:

(Wisdom of Momin)

پس مومن کو بڑی دانائی اور ہوشیاری سے کام لینا چاہئے اور اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کے کارخانے میں اس کے لئے طرح طرح کے دکھ قسم قسم کی پریشانیاں اور وضع وضع کی تکلیفیں ڈھالی جارہی ہیں تاکہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

"جسے اللہ تعالیٰ بہت بھلائیاں دینا چاہتا ہے اس پر مصیبتیں بھیجتا ہے۔"

قرآن میں ہے۔

"تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔"

یعنی مسلمان کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس کا ثواب دوں گا۔

ترمذی میں ہے "دعا عبادت کا جوہر ہے۔" ایک اور جگہ ترمذی میں ہے اللہ کے نزدیک دعا کی بڑی قدر و قیمت ہے کیونکہ دعا عبادت کا جوہر اور اس کا خلاصہ اور فرمانبردار بندہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے اور محبوب کی قدر ہر جگہ ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ ترمذی میں ہے "جو آدمی اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ پاک اس پر غضب ناک ہوجاتا ہے کیونکہ دعا نہ کرنا تکبر اور غرور کی علامت ہے۔"

ترمذی میں ہے۔ "تمہارا پروردگار بڑا غیرت والا اور بڑی عزت والا ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

Scanned with CamScanner

دعا کی شرائط:
(Condition's to Prayer)

دعا کی چند شرائط ہیں۔

☆ پہلی شرط توحید و اتباع سنت۔ انسان جس قدر بھی سنت کا اتباع کرے گا اسی قدر اس کی دعا مستجاب ہو گی۔

☆ دوسری شرط اخلاص ہے۔ یعنی سچے اور صاف دل سے دعا کی جائے محض دکھلاوا نہ کیا جائے۔

☆ دعا کی تیسری شرط حلال مال ہے۔ جب آدمی کا کھانا پینا اور لباس حلال مال کا ہو گا تو اس کی دعا ضرور اثر کرے گے۔

☆ چوتھی شرط کبھی جھوٹ نہ بولنا ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والا منافق ہے اور منافق ریاکار اور ریاکار مشرک اور مشرک کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (لیکن اگر اللہ چاہے)۔

☆ پانچویں شرط ہے کہ وہ دعا جس میں گناہ اور قطع رحمی کا شائبہ ہو قبول نہیں ہوتی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "جب تک بندہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ چھوڑے گا اس کی دعا قبول نہ ہو گی۔

☆ چھٹی شرط جلدی نہ کرنا ہے۔ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور اس کا فوری اثر چاہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

☆ ساتویں شرط ممکنات کی دعا کرنا ہے یعنی دعا تو وہی قبول کی جائے گی جو ممکن ہو گی اگرچہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن وہ اپنے قانون کے خلاف نہیں کرتا۔

دعا کے آداب:

دعا کے آداب یہ ہیں۔

☆ انسان باوضو ہو۔ طبرانی کی ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ

نے فرمایا جس نے صحیح صحیح وضو کیا پھر دو رکعتیں نماز پڑھیں پھر اپنے رب سے دعا کی تو اس کی دعا قبول کی جائے گی خواہ جلدی اثر ہو یا دیر میں۔

☆ دعا کرتے وقت رخ قبلہ کی طرف ہو۔

☆ جب آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں تو اپنی تمام تر توجہ اپنی دعا پر جما لیجئے۔ اس بات کا دھیان رکھئے کہ توجہ ہٹنے نہ پائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "یاد رکھ اللہ پاک غافل اور لہو و لعب والے دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

☆ دعا مسلسل کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس سے مانگے جائے۔

☆ دعا مانگتے وقت خوب روؤ۔ جتنا رویا جاسکے۔ گڑگڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ارشاد ہوتا ہے۔ "لوگو مردو اور عورتو! اپنے پروردگار سے گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو۔"

☆ دعا کرتے وقت پہلے اپنے پروردگار کی خوب تعریف کرو۔ جس قدر ہو سکے اس کی پاکی اور عظمت کے پیارے بول بولو اور دعا کے آخر میں بھی تعریف بیان کرو۔

☆ دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی اور آسمانوں میں معلق رہتی ہے۔

☆ دعا مانگتے وقت ہتھیلیوں کا رخ منہ کی طرف کر لو اور دونوں ہاتھوں کو ملا لو حدیث میں بھی ہے کہ اللہ پاک کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

☆ دعا کے الفاظ بار بار پڑھنے چاہئیں کیونکہ سرکار رسالت ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو تین مرتبہ دعا کے الفاظ دہراتے تھے۔

☆ جس چیز کی ضرورت ہو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "ہر شخص اپنی ہر

ضرورت صرف اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب سے مانگے۔"

☆ دعا ختم ہو جانے کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ آمین کے معنی ہیں اے اللہ میری دعا قبول فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آمین اللہ پاک کی مومن بندوں پر ایک مہر ہے۔

☆ دعا کرنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرلو۔

☆ دعا کسی ایسے مقام پر مانگی جائے جہاں سکون اور اطمینان قلب نصیب ہو یہی وجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا کو عبادت کے لئے مخصوص کیا تھا۔

☆ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ پاک کے خوبصورت ناموں سے دعائیں مانگا کرو۔ پیارے پیارے نام اللہ ہی کے ہیں تم ان سے دعائیں مانگا کرو۔

☆ دعا پورے بھروسے کے ساتھ مانگو یقین رکھ کہ تمہارا مدعا ضرور پورا ہو گا۔

☆ اگر کوئی اللہ سے اپنے لئے دعا مانگ رہا ہے تو یہ نہ کہے کہ یہ چیز اے اللہ مجھے مل جائے اور فلاں کو نہ ملے۔

☆ دعا میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ یعنی نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام مسلمانوں اور عالم اسلام کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

مقامات قبولیت:
(Places of Acceptance)

یوں تو ہر جگہ دعا قبول ہو جاتی ہے مگر چند مقامات ایسے ہیں جہاں بہت جلد دعا قبول ہو جاتی ہے۔

☆ بیت اللہ شریف۔ (ترمذی) کیونکہ یہاں کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔

☆ بیت المقدس۔ (ابوداؤد) یہاں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

☆ مسجد نبوی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک اور منبر کے درمیان ریاض الجنتہ۔ جنت کا باغیچہ ہے جہاں ایک دعا پچاس ہزار دعاؤں کے ہم پلہ ہوتی ہے۔

یہ تینوں مساجد وہ مقدس ترین مقامات ہیں جہاں بڑے بڑے عظیم المرتبت اور الوالعزم انبیاء نے نمازیں پڑھیں اور دعائیں مانگی ہیں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر دعا مانگنے سے جلد قبول ہو جاتی ہے۔

رکن و مقام ابراہیمؑ کے درمیان بیت اللہ کے اندر صفا و مروہ پر میدان سعی، میدان عرفات، مزدلفہ، منیٰ، عقب مقام ابراہیمؑ۔

تمام شب جمعہ، آدھی رات کے بعد، شب قدر اذان و اقامت کے درمیان، جہاد میں صف بندی کے وقت، فرض نمازوں کے بعد، سجدے میں، عرفہ کے دن، رمضان میں افطار کے وقت بارش میں، سحری کے بعد مظلومیت کے وقت آب زم زم پیتے وقت۔

(بحوالہ جوہر دعا)

اس ضمن میں جدید سائنسی ریسرچ ملاحظہ فرمائیں۔

دعا اور علاج
(Prayer and Cure)

دعا بندہ کا اپنے خالق سے براہ راست مکالمہ ہے۔ جدید ماہرین نفسیات دعا کی معالجاتی اہمیت سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ احساس گناہ جو کہ تشویش، خوف اور ڈپریشن کا موجب ہو سکتا ہے اس کو فرد کے ذہن سے نکال پھینکنے میں دعا بحیثیت آلہ علاج بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بقول ولیم جیمز: "دعا خارجی ماحول میں کوئی تبدیلی پیدا کر سکے یا نہ مگر باطن میں تبدیلی یقیناً" ہوتی ہے" مذہب کے اندر یہ

یقین واثق ہے کہ جو نتائج کسی اور طریقے (طبعی طریقے) سے پیدا نہیں ہو سکتے وہ دعا سے پیدا ہو سکتے ہیں (نفسیات واردات روحانی) بقول فریڈرک مائرز میرے لئے یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ہمارے اردگرد ایک روحانی عالم ہے اور اس روحانی عالم کا مادی عالم سے حقیقی رابطہ ہے' مادی عالم کا قیام اسی روحانی عالم کی بدولت ہے۔ ہماری باطنی قوت کا ماخذ بھی یہی روحانی عالم ہے۔ جس طرح جسم عالم مادی سے غذا حاصل کرتا ہے باطن روحانی عالم سے فیض یاب ہوتا ہے۔ دعا اس کیفیت نفس کا نام ہے جس سے باطن روحانی قوت کو جذب کرتا ہے مگر اس عمل کی پوری ماہیت ہم پر واضح نہیں عمل ضرور ہوتا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے ہوتا ہے نتائج ہمارے سامنے واضح ہوتے ہیں تو ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں مطلوب تھا دعا کی بدولت وہ ہمیں مل گیا۔ اس طرح یقین کی قوت ہمیں حاصل ہوتی ہے جس سے ہم میں مسائل کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہدایت الٰہی کے شعور کے ساتھ ہر چیز کی نسبت انسان کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ مسائل کے حل کرنے کے متعلق کامیاب طریقہ کار اس کے ذہن میں نقش ہو جاتا ہے جسے بروئے کار لا کر وہ اپنے مقاصد حاصل کر لیتا ہے مگر سائنس جس طرح یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ گائے کے تھنوں (Glands) میں دودھ کیسے پیدا ہوتا ہے اسی طرح وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ دعا سے خیالات اور کیفیات کس طرح بدل جاتی ہیں۔

جب ہم سب چیزوں کو نور الٰہی سے دیکھنے لگتے ہیں اور ہر شے کو مشیت الٰہی سے وابستہ کر کے سوچتے ہیں تو ہر بات ہمارے لئے بلند معنی کی حامل ہو جاتی ہے' جس طرح ایک پھول کو دیکھ کر عام شخص ایک شاعر کے احساس کا سا احساس پیدا نہیں کر سکتا اسی طرح ہر شخص چیزوں کی ماہیت کو اس نظر سے محسوس نہیں کر سکتا جس طرح اہل ایمان' حامل تقویٰ محسوس کر سکتا ہے۔ ایک ہی کتاب پڑھنے والا ہر شخص اس کتاب سے مختلف بصیرت حاصل کرتا ہے بقول ایک دانشور کتاب کو بھی علم ہے کہ اسے کون پڑھ رہا ہے اور اسے کیا فیض عنایت کرنا ہے ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق فیض ملتا ہے۔

عقائد کی اہمیت

(Importance of Fundamental articles of faith)

ہمارے ملک کے ایک نامور شاعر منیر نیازی کے بقول "میں سندر بن کے جنگلوں میں گیا تو وہاں درختوں سے ہمکلام ہونے سے میرے باطن میں عجب خوشگوار احساس پیدا ہوا جو کہ میرے دیگر ساتھیوں کو محسوس نہیں ہوا" یہ حقیقت واضح ہے کہ ایک ہی ماحول میں ہر فرد کے تجربات واحساسات مختلف ہو سکتے ہیں۔ ذہن کی یہ کیفیت فرد کے عقائد کے تابع ہوتی ہے۔ عقائد فرد کے وقوف' احساسات اور فکر کو اس طرح متاثر کرتے ہیں کہ فرد کے جذبات بھی مختلف باطنی کیفیات کو پیدا کرتے ہیں۔ جو کہ خارجی ماحول اور مادی اجسام میں تبدیلی لانے کا موجب بنتی ہیں۔ جو عقیدہ دعا کے نتیجہ میں مادی جسم یا خارجی ماحول میں مطلوبہ تبدیلی کا سبب بنتا ہے اس کے مطابق خدا تعالیٰ کو واحد' لا شریک' بے نیاز اور مسبب الاسباب تسلیم کرنا ہے۔ اس عقیدہ کے عملی اظہار کے لئے ضروری ہے کہ فرد صبر اور تقویٰ اختیار کرے۔ پرہیز گار اور مومن بنے۔ کیونکہ روحانی زندگی محض فکر و مطالعہ نہیں بلکہ ایک عملی تجربہ حیات ہے۔ روحانی زندگی کا مقصود خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا اور اس راہ سے انسانی فلاح میں کوشاں ہونا ہے۔ یہ محض طرز فکر نہیں بلکہ انداز عمل ہے۔

جب فرد کو خیر ازلی کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہ رہے جو کچھ چاہے خدا کے لئے چاہے تو اس کو اعلیٰ ترین مسرت' راحت' سلامتی اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

امیٹیشن کے الفاظ

(Words of Imitation)

اگر فرد "امیٹیشن آف کرائسٹ" کے الفاظ کی عملی تصویر بن کر خدا تعالیٰ کے حضور دعاگو ہو تو ممکن ہے خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے اور اپنے بندہ کو نواز دے۔ بقول امیٹیشن "اے خدا تو جانتا ہے کہ بہترین بات کیا ہے جو کچھ تیری مرضی ہے اس کے مطابق کر جو کچھ چاہے دے اور جب چاہے دے میری بابت جو تیرا جی چاہتا ہے کر اور وہی کر جو تیری عظمت اور شان کے مطابق ہے جہاں تیرا جی چاہے وہیں مجھے رکھ دے اور تمام امور میں میرے بعد اپنی مرضی برت' جہاں تیرا قرب ہو وہاں خرابی کہاں ہو سکتی ہے تیرے لئے اگر میں مفلس ہو جاؤں تو یہ اس سے بہت ہے کہ میں تیرے بغیر دولت مند بنوں۔ میں تیرے ساتھ اس زمین پر پھرنے کو تیرے بغیر جنت میں رہنے پر ترجیح دیتا ہوں جہاں تو ہے وہیں اصل جنت ہے اور جہاں تو نہیں ہے وہیں موت اور جہنم ہے۔"

ایک جرمن عورت کے احساسات

(Feelings of a German Woman)

ایک جرمن عورت اپنی سوانح میں لکھتی ہے "میں سمندر کے کنارے تنہا بیٹھی تھی کہ نفس کو وسیع کرنے والے اور زندگی میں موافقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے والے خیالات دل میں موجزن ہونے لگے۔ میں نے بے بس ہو کر بحر بے پایاں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے جو ہستی لا محدود کا مظہر ہے۔ میری روح دعا میں مشغول ہوئی اور زندگی میں پہلی مرتبہ دعا کی ماہیت مجھ پر منکشف ہوئی اور میں نے محسوس کیا کہ دعا انفرادیت کی تنہائی سے ہستی کل کی وحدت کے شعور کی طرف عود کر آنے کا نام ہے"۔

لیڈبیٹر کے خیالات

(Ideas of Lead Beter)

عام طور پر دعا سے مراد وہ کلمات لئے جاتے ہیں جو ایک فرد اپنے سماجی' معاشی' طبی اور روحانی مسائل کے حل میں مدد مانگتے ہوئے اپنے رب کے حضور ادا کرتا ہے۔ لیڈ بیٹر (Invisible Helpers. p.4) رقمطراز ہے "دعا کیا ہے؟ کاسمک ورلڈ میں قوت کے خزانوں کا منہ کھول دینا' یہ ایک زبردست ذہنی و جذباتی جدوجہد ہے اور اس دنیا میں جو ایک نظام کے تحت چل رہی ہے ہر کوشش کا کوئی نہ کوئی صلہ ہوتا ہے یہاں نتائج اعمال سے یوں بندھے ہوئے ہیں کہ انہیں جدا کرنا ممکن نہیں۔ یہی یورپی صوفی ایک اور مقام پر کہتا ہے "گداز میں ڈوبی ہوئی ہر آواز کا جواب فورا" آتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو لوگ کائنات کو مردہ سمجھنے لگیں۔ دعا اور قبولیت ایک سکے کے دو رخ ہیں۔ قبولیت اسی طرح دعا کا دوسرا رخ ہے جس طرح نتیجہ سبب کا (The Masters and the Path p.23) آر ڈبلیو ٹرائن (R.W.Trine) کے بقول ہر خیال ایک لہر ہے جو دماغ سے نکلنے کے بعد موزوں صلہ لے کر واپس آتی ہے۔ (In Tune the Infinite p.81) قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ اول اپنی غلطی کا اعتراف کیا جائے دوئم تہہ دل سے اضطراب کے ساتھ توبہ کی جائے یعنی کہ اس غلطی کو آئندہ نہ دہرانے کا مصمم ارادہ کیا جائے اور اپنے کردار میں اخلاقی و سماجی لحاظ سے مثبت تبدیلی لائی جائے نیز توحید و رسالتؐ پر ایمان کو پختہ کیا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

(Command of Allah Almighty)

قرآن مجید میں ارشاد ہے (ہمارے سوا) وہ کون ہے جو بے قرار کی پکار کا جواب دے (نمل)

اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور رحم کرنے والا ہے اس نے اپنے بندہ سے فرمایا ہے کہ رحمتوں سے ناامید ہونا گناہ ہے۔

اللہ کی ذات و صفات کا اقرار:

اللہ تعالیٰ کے وجود کا اظہار ہی اس کی صفات اور رحمتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اگر ہم اس کی رحمتوں کا شکر نہیں بجالاتے تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ حقیقتاً ہم اس کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اگرچہ لوگ زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں مگر عمل سے اس اقرار کا اظہار نہیں ہوتا تو دراصل یہ بھی انکار کا ہی ایک پہلو ہے ہمیں چاہئے کہ اگر ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں تو زبان اور دل سے اقرار کریں اور اپنے عمل سے اس اقرار کا اظہار کریں اگر ہم اسے مہربان تسلیم کرتے ہیں تو اس امر پہ یقین کرنا ہوگا کہ سچے دل سے کی ہوئی توبہ اور بے قراری سے مانگی ہوئی دعا وہ ہر صورت میں قبول فرماتا ہے۔ البتہ یہ حقیقت ذہن میں رہنی چاہئے کہ قبول کی ہوئی دعا پر عمل درآمد اللہ تعالیٰ بندہ کے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض اوقات فوری کرتا ہے' بعض اوقات کچھ عرصہ بعد کرتا ہے اور بعض اوقات اس دعا کا صلہ آخرت کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگر ہمارے مسائل حل نہیں ہو پاتے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو آزماتا ہے کہ اس کا بندہ کتنا صابر اور شاکر ہے نیز اس کا ایمان تقویٰ کتنا پختہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز اللہ کی علامات ہیں' اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک کر جہازوں کو سطح بحر پہ

ساکن کر دے' اس میں صابر و شاکر انسان کے لئے کچھ اسباق موجود ہیں اور یا مسافروں کو ان کے اعمال بد کی پاداش میں غرق کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اکثر لوگوں کو معاف کر دیتا ہے (شوریٰ -)

ہماری اس زندگی کی نیا کا کھیون ہار اللہ ہے کہ وہ حالات کے طوفانوں سے خوب باخبر ہے انسان اس پر بھروسہ کرے تو منزل مقصود بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے مگر انسان اپنی کوشش کا نتیجہ خدا پر چھوڑنے کی بجائے اس کی رحمت کی امید رکھنے کی بجائے خود ہی اپنے نفس کی خواہشات کے پیش نظر اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے نصیبتاً" جب وہ نتائج اس کی توقع کے برعکس نکلتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور پھر سکون کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔

مارکیس ایلیس کے الفاظ:

اگر انسان پہلے ہی اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرتے ہوئے کہتا "بقول مارکیس ایلیس" "اے رب جو کچھ تجھے پسند ہے وہ مجھے بھی پسند ہے تیرے ہر عمل میں میری بہتری ہی ہے" تو اس صورت میں اسے پریشانی نہ اٹھانا پڑتی۔

قرآن حکیم کے ارشادات

(Instructions of Quran Hakim)

قرآن حکیم میں ارشاد ہے "جو لوگ ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں بلندی کی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ نیک لوگوں کا ساتھ دیتا ہے" (29 - 49)

جب ہم بیمار پڑتے ہیں یا کسی پریشانی و نقصان سے دو چار ہوتے ہیں تو اس کی وجہ کسی طبعی' اخلاقی یا روحانی قانون و اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے "نافرمانوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی

Scanned with CamScanner

مصیبت ہمیشہ ٹوٹتی رہتی ہے" مگر اپنے نیک بندوں کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے "ہم نے انسان کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر رکھے ہیں جو اسے ہمارا اشارہ پاکر ہر مصیبت سے بچاتے ہیں (رعد 11) ایک اور جگہ ارشاد ہے "طلوع آفتاب سے پہلے، غروب کے بعد، دوران شب اور دن کے دونوں کناروں پر اللہ کو یاد کیا کرو تاکہ تمہیں مسرت حاصل ہو۔" (131 - 45)

مگر افسوس ہے کہ ہمیں دنیا اس قدر عزیز ہے کہ اس کی یاد سے غفلت برتتے ہوئے نہ صرف دنیا کے کاموں میں مگن ہیں بلکہ اس کے بندوں کے حقوق بھی سلب کرنے سے نہیں ڈرتے۔ دنیا کمانا منع نہیں ہے بلکہ حلال رزق حاصل کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنا باعث ثواب ہے اور رزق سے غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا باعث نجات ہے۔ مگر اللہ کے طریقوں کو ترک کر دینا، کمانے میں مگن رہنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، غفلت اور گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "تمہاری ہر مصیبت تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے" قرآن مجید میں ارشاد ہے "یہ مال و اسباب متاع و زینت دنیا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور پائیدار ہے" مگر انسان کو شاید یقین نہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے اور ہمیشہ کی زندگی موت کے بعد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انسان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے "اگلی زندگی ہی اصلی زندگی ہے" (29 - 64) قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے "جو لوگ اللہ کو اپنا آقا تسلیم کرنے کے بعد اس راہ پر جم جاتے ہیں۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈرو مت، نہ غم کھاؤ، اور اپنی موجودہ جنت کے حصول پر خوشیاں مناؤ ہم اس زندگی، نیز اگلی زندگی میں تمہارے دوست رہیں گے اور جو چاہو گے وہاں مل جائے گا حم سجدہ 30 - 29)

ایک اور جگہ ارشاد ہے "پاکیزہ اعمال ایمانداروں کو ہم آسودہ زندگی اور عمدہ انجام کی بشارت دیتے ہیں۔ (13 - 29)

دعا کا تجویز کی شکل بننا (یعنی حل)

جب ہم مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد نیاز و گداز میں ڈوب کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو ہمارے اندرونی جذبات کی قوت، ایمانی قوت کاسمک ورلڈ میں زبردست لہریں پیدا کرتی ہے جب یہ لہریں فیض رساں طاقتوں سے ٹکراتی ہیں تو انہیں بے قرار کر دیتی ہیں تو وہ ہماری مدد کرنے کے لئے ہمارے دماغ سے ٹکرا کر ایک ایسی تجویز کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے ساری تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ مثلاً" جب ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ہمیں تشویش لاحق ہو جاتی ہے کہ کیا کریں، کس طرح اس تکلیف سے نجات پائیں۔ ہماری قوت فیصلہ کمزور ہو جاتی ہے اور ہم راہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے اپنے علم میں کوئی معقول معالج یا نسخہ یا طریقہ ایسا آتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں تکلیف سے نجات مل جاتی ہے یہ سبب ہمارے لئے مسبب الاسباب خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کیا، اس لئے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں صحت دی و دیگر ہم یہ کہیں کہ فلاں ڈاکٹر یا نسخہ سے ہمیں شفا ہو گئی یہ خیال شرک ہے۔ شفا صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہونا چاہئے اور بیماری اور تکلیف میں اسی سے رجوع کرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے "اے ایمان والو اللہ کے سامنے جھکو، سجدے میں گرو۔ اس کی عبادت کرو اور نیکی کو اپنا شعار بنا لو، تاکہ تمہیں فلاح و کامرانی حاصل ہو" (-)

ایک اور جگہ ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو ہر الجھن سے کامیاب بنا کر نکالتا ہے انہیں نہ کوئی دکھ ستا سکتا ہے اور نہ پریشانی" (-) مزید ارشاد ہے وہ ایمان دار جو اپنے ایمان میں گناہ کو داخل نہیں ہونے دیتے وہ امن و سکون اور ہدایت کی نعمت سے بہرہ ور ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی مدد

(Help of Allah Almighty)

نیکی کی بدولت ہم کائنات کی ان طاقتوں سے رابطہ پیدا کر لیتے ہیں جو رحم و احسان کا سرچشمہ ہیں۔ ایمان ایک زبردست طاقت ہے جب ہم اس طاقت سے فیض رساں طاقت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ ہماری مدد کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "جو لوگ اللہ کو رب تسلیم کرنے کے بعد سیدھی راہ پر جم جاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف و ملال سے بچے رہتے ہیں۔ (64 - 13)

ٹرائن کا تجزیہ

(Analysis of Trine)

بقول ٹرائن (In Tune with the Infinite, P.134) صحیح خدا پرستی ہی سچی دانش ہے، جس شخص کو یہ دانش حاصل ہے اور وہ خداداد طاقتوں کا صحیح استعمال جانتا ہے اس پر یہ عظیم کائنات اپنے خزائن کے منہ کھول دیتی ہے اور وہ حسب طلب پاتا ہے۔

* اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے، مگر دعا کی قبولیت کا تعلق بندہ کے کردار (Character) سے بہت گہرا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "اللہ ایمانداروں کی دعائیں سنتا اور ان پر زیادہ نوازشات کرتا ہے" (42 - 26) مزید ارشاد ہے "ہم نیک اور ایمانداروں کے دکھ درد یقیناً دور کر دیں گے" (7 - 29) ایک اور جگہ ارشاد ہے "میں (نوحؑ) نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو کہ وہ بخشنے والا ہے اس کے بعد وہ تمہاری کھیتیوں پر چھما چھم بارشیں برسائے گا۔ مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغات و انہار کا مالک بنا دے گا (12 - 71)

دعا کے نفسیاتی پہلو

(Physichological aspects of Prayer)

دعا ذہنی صحت کو بہتر کرنے میں بہت اہم کردار کی حامل ہے خاص کر ڈپریشن (یاسیت) اور تشویش کے علاج میں بہت موثر آلہ علاج ہے۔ دعا کس طرح ذہنی بیماریوں میں معالجاتی اثرات مرتب کرتی ہے۔ آیئے ان پہلوؤں کا تجزیہ کریں۔

تکلیف دہ جذبات کا اظہار:- (Catharsis)

ایک فرد جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کرتا ہے اس کا تکبر انکساری میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اس کے حضور معصوم بن کر عرض کرتا ہے کہ اے خدا میں بہت گناہ گار ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے تحت الشعور میں موجود گناہوں اور غفلتوں کے تمام واقعات شعور کی اسکرین پر منکشف ہوتے ہیں جو کہ اس کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی گرفت کا خوف اس پر طاری ہوتا ہے اس خوف کی وجہ سے بعض اوقات فرد کی آنکھوں سے آنسو بھی بہنے لگتے ہیں۔ عام حالات میں فرد ان تکلیف دہ واقعات کو شعور میں لانا برداشت نہیں کرسکتا مگر خدا تعالیٰ اس کے باطن سے اس سے بھی زیادہ باخبر ہے۔ لہٰذا وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی کا درخواست گزار ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو اور دل سے نکلنے والی آہیں اس کے دکھ و درد کو کم کر دیتی ہیں۔ نفسیات کی زبان میں اس عمل کو (Catharsis) کہتے ہیں جو کہ فرائڈین تحلیل نفسی کے مطابق نفسیاتی مسائل کے حل میں معالجاتی اثرات کا حامل ہے۔

Scanned with CamScanner

کردار کی تبدیلی:
(Change of Character)

دعا کرتے وقت فرد اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہے اور آئندہ ان غلطیوں کو نہ دہرانے کا عہد کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کے کردار (Behaviour) میں مثبت اور مستقل تبدیلی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

امید:
(Hope)

فرد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اس لئے مانگتا ہے کہ وہ یقین واثق رکھتا ہے کہ وہی اس کے مسائل کو حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ اس کے مسائل حل کرے گا۔ اس طرح وہ مستقبل میں اپنے مسائل کے حل ہونے کی امید باندھ لیتا ہے اور اپنی تشویش اور یاسیت پر قابو پالیتا ہے۔

ارتکاز توجہ:
(Concentration)

مریضوں کے علاج کے دوران دعا کو میں نے جہاں تشویش، یاسیت اور احساس گناہ کے علاج کے لئے استعمال کیا ہے وہاں اسے ارتکاز توجہ و ذہنی انتشار کے علاج میں مفید پایا ہے۔ جب کوئی فرد خدا تعالیٰ کے حضور دعا مانگتا ہے تو وہ خود کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر سمجھتا ہے لہٰذا اس حالت میں عرض حال کے علاوہ کوئی اور خیال اس کے ذہن میں آتا ہی نہیں اس طرح ذہن میں انتشار پیدا کرنے والے خیالات خود بخود آنا ختم ہوجاتے ہیں اس سلسلے میں میں اپنے مریضوں کو خشوع و خضوع سے دعا مانگنے کی تجویز دیتا ہوں۔

تجزیہ ذات:
(Self Analysis)

دعا مانگنے کے دوران فرد اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا تجزیہ کرتا ہے جہاں اسے اپنے مثبت کردار سے آگاہی ہوتی ہے وہاں اسے غلطیوں اور منفی کردار نیز اس سے اٹھائے جانے والے نقصان کا بھی احساس ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کے اندر بصیرت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے مسائل کے حل کے لئے مثبت طرز عمل اپناتا ہے۔ فرد اپنے مسائل سے گھبرانے کی بجائے قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے انہیں حل کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے۔

تسکین کا حصول:
(Satisfaciton)

دعا مانگنے سے بندہ کے اندر یقین محکم پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اپنے مسائل کے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں کے نتائج کو نہ صرف خدا پر چھوڑ دیتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے مثبت نتائج کی امید لگا لیتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے مکمل تسکین و مسرت کا احساس ہوتا ہے یہی ذہنی حالت معالج کے معالجاتی کردار کا مقصد ہوتی ہے لہٰذا دعا ایک ایسا آلہ ہے جس کا استعمال مریض کو مایوس ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔

(بحوالہ نفسیاتی علاج اور انکا جدید طریقہ علاج)

Scanned with CamScanner

صحبت صالح - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Good Company - Sunnah and Modern Science)

☆ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تم میں ہر ایک غور کرے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ (رواہ الامام احمد)

☆ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اچھی مجلس اور بری مجلس کی مثال خوشبو والے اور بھٹی میں پھونک مارنے والے کی طرح ہے۔ خوشبو والا یا تجھے عطا کرے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے اس سے اچھی خوشبو آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تجھے اس سے بدبو آئے گی۔ (بخاری)

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے علاوہ کسی کو دوست نہ بناؤ اور متقی کے علاوہ کسی کو کھانا نہ کھلاؤ۔ (امام احمد - ابوداؤد - ترمذی)

☆ آپؐ نے فرمایا کہ جو بخار کے اردگرد ہوتا ہے ہوسکتا ہے وہ اس میں مبتلا ہوجائے۔ (متفق علیہ)

مقولہ مشہور ہے کہ "دوست کھینچ لے جاتا ہے"

ایک شاعر کہتا ہے کہ آدمی سے سوال نہ کرو بلکہ اس کے دوست سے پوچھو، کیونکہ دوست اپنے دوست کی تقلید کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ برا دوست اپنے دوست کو اپنے جیسا بنا لیتا ہے۔ جس نے نمازیوں سے دوستی کی وہ نمازی بن گیا اور جس نے بادشاہوں سے دوستی کی وہ بادشاہ بن گیا اور کتاب اللہ میں بہت سے ایسی آیات موجود ہیں جن میں دنیا اور آخرت میں بری مجلس (بری صحبت) کے انجام کو بندوں پر واضح کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے مختلف عذابات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Different Punishments of Allah due to Disobey Sunnah and Modern Science)

پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو:

(Take Shelter from five things)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اے مہاجرین و انصار پانچ چیزوں میں مبتلا ہونے سے بچو"۔

1- جب کسی قوم میں بے حیائی عام اور اعلانیہ ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جو پہلے کبھی نہ تھیں۔

2- اور جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط میں اور بادشاہ کے ظلم و ستم اور کئی طرح کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

3- جب لوگ زکوۃ روک لیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اگر چوپائے وغیرہ دیگر مخلوق نہ ہوتی تو کبھی بارش نہ ہوتی۔

4- جب لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ غیر اقوام کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں۔

5- اور جب حکام کتاب اللہ کے احکام چھوڑ بیٹھتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف اور لڑائی ڈال دیجاتی ہے۔

امریکہ میں حوادث:

(Accidents in America)

امریکہ میں اس سال چند ایسے حوادث پیش آئے ہیں جو ہم سب کے لئے

Scanned with CamScanner

باعث عبرت ہیں۔

□ Mississisipi River میں ہر سال سیلاب آتا ہے۔ پانی کا زیادہ سے زیادہ اخراج ڈیڑھ لاکھ کیوسک تک پہنچتا ہے۔ اس سال سیلاب آیا تو پانی کا اخراج ساڑھے سات لاکھ کیوسک تک پہنچ گیا۔ جتنے پل اور ڈیم بنے ہوئے تھے پانی ان کے نیچے کی بجائے اوپر سے گزرنے لگا۔ سات ریاستیں زیر آب آگئیں۔ 30 بلین ڈالر کا نقصان ہوا حتیٰ کہ امریکی صدر نے ٹی وی پر اپنی تقریر میں کہا کہ چرچ والوں کو دعا کرنی چاہئے کہ یہ مصیبت دور ہو جائے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ اللہ اکبر

□ ریاست ٹیکساس میں تارنیڈو آیا جس کی طاقت 10 نائیٹروجن بموں سے زیادہ تھی۔ اس نے مکانوں کی چھتوں کو اڑا کر رکھ دیا۔ کاروں کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ چند لمحوں میں خوبصورت آبادیاں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں۔ کئی بلین ڈالرز کا نقصان ہوا۔ سپرپاور قدرت الٰہی کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ اللہ اکبر

□ ریاست کیلیفورنیا کے شہر لاس اینجلس میں تاریخ کا عبرتناک زلزلہ جنوری 1994ء کو رات 4 بجے آیا۔ یہ سترہ جنوری کی وہی رات ہے جب سپرپاور نے بغداد کے مقدس مقامات پر بم گرائے تھے۔ زلزلے کی تفصیلات عجیب ہیں۔

○ وقت سے پہلے زلزلے کی اطلاع پانے والے آلات خاموش رہے چونکہ زلزلے کا Epi-Centre سطح زمین سے 9 کلومیٹر نیچے تھا۔ انجینئرنگ کے نقطہ نظر سے اس زلزلے کی Fault Probablity one in ten thousand تھی۔ انجینئر مطمئن تھے کہ یہ زلزلہ کبھی نہیں آئے گا۔ جب آگیا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سپرپاور کی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ گئی۔ اللہ اکبر۔

○ زلزلے کا Amplitude سات سے زیادہ تھا۔ 45 سیکنڈ کا وقت

یوں لگتا تھا کہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ سوئے ہوئے لوگ بستروں سے گیند کی طرح اچھل کر نیچے آگرے۔

○ عجیب بات تو یہ ہے کہ پرائیویٹ پراپرٹی کا نقصان کم ہوا اور سرکاری املاک کا نقصان زیادہ خاص طور پر وہ عمارتیں جنہیں امریکی قانون کے تحت Life Long ڈیزائن پر تعمیر کیا جاتا ہے تاکہ بری سے بری Condition میں بھی ٹھیک رہیں۔ جیسے ہسپتال، پولیس اسٹیشن، فائر بریگیڈ اسٹیشن، ہائی وے کے پل وغیرہ۔ انہیں عمارتوں کو زیادہ نقصان پہنچا۔ فقیر نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ دو دو میٹر چوڑے ستون تنکوں کی طرح ٹوٹے پڑے تھے۔ ہائی وے کے پل سو فٹ کی بلندی سے یوں نیچے جا گرے جیسے بچہ Candy کو دور پھینک دیتا ہے۔ سرکاری نقصان کا اندازہ بلین ڈالر ہوا۔ یہ اتنی ہی رقم ہے جو کویت کی جنگ میں امریکہ نے کمائی۔ ایک ہی جھٹکے میں حساب برابر ہوگیا۔ اللہ اکبر

○ ریاست کیلیفورنیا میں اب بھی 8 سے 10 Live faults موجود ہیں۔ ان میں سے ایک Big one کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کسی وقت بھی آسکتا ہے اس کا سنٹر، سطح زمین سے چند میٹر نیچے ہے لہٰذا نقصان کا اندیشہ بے حد و حساب ہے۔ انجینئرز کا Estimate بتاتا ہے کہ اگر Big one آگیا تو ہالی ووڈ کے اداکاروں اور ہم جنس پرستوں کی یہ آبادی کا ٹکڑا زمین سے کٹ کر سمندر میں ڈوب جائے گا۔ قرآن شاہد ہے کہ پچھلی نافرمان قوموں پر بھی اسی طرح کے اچانک عذاب آئے۔

○ فقیر نے لاس اینجلس شہر کے چوراہوں پر کئی کئی میٹر لمبے چوڑے Metallic Board دیکھے جن پر OH GOD لکھا ہوا تھا۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ امریکی انتظامیہ کے ایما پر یہ بینرز لگائے گئے تاکہ لوگ دعا کریں تاکہ Big one نہ آئے۔ اللہ اللہ

Scanned with CamScanner

عبرت:
(Admonition)

ہمارے لئے عبرت کا سبق سیکھنے کا وقت ہے۔ جب سپر پاور اپنے پروردگار کے سامنے صفر پاور بن جائے تو پھر ہمیں اپنے رب کے سامنے کتنی عاجزی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر وہی پروردگار ہماری مدد کرے تو سپر پاور ہمارا تو بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ یہی بات قرآن میں چودہ سو سال پہلے کہہ دی گئی۔ الیوم یئس الذین کفروامن دینکم فلا تخشوھم واخشونی امید ہے جماعت کے احباب ان حالات و واقعات سے عبرت حاصل کریں گے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو شخص دوسروں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتا لوگ اس کے واقعات سے عبرت پکڑتے ہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔

(بحوالہ خطوط نقشبندی)

غم کے وقت آنسو بہانا۔ سنّت نبویؐ اور جدید سائنس
(Tears on Sorrow - Sunnah and Modern Science)

سرور کائنات ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اسی طرح آپؐ کے نواسے ابن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں۔
(آداب زندگی)

☆ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ عدالت سے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اس شخص کے قتل کے بعد اس کی بیٹی نوحہ کرتی ہوئی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ خدمت میں پہنچ گئی۔ اس کا نوحہ سن کر حضور اکرم ﷺ بھی رونے لگے۔ صحابہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے پر تعجب ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ "یہ رونا محمدؐ بن عبداللہ کا فعل ہے اور مجرم کو قتل کرانا محمد رسول اللہؐ کا فعل تھا"۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپؐ کی خدمت میں خبر بھیجی کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے، آپؐ تشریف لائیے۔ آپؐ نے جواب میں سلام کہلوایا اور پیغام بھجوایا کہ بے شک جو کچھ لے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے، اور ہر چیز کے لئے اس کے یہاں وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی پختہ امید رکھیں۔ آپؐ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دیکر پیغام بھیجا کہ ضرور ہی تشریف لائیں۔ آپؐ روانہ ہوئے اور آپؐ کے ہمراہ سعد بن عبادہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور دیگر چند حضرات تھے۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو بچہ آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ جو جان کنی کے

Scanned with CamScanner

عالم میں تھا۔ بچہ کی حالت خود دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ کیا بات ہے (آپؐ رو رہے ہیں) آپؐ نے فرمایا یہ رونا اس صفت رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (بخاری ۔ مسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا:
(Weeping of Hazrat Dawood (Alah-e-Salam)

ہمارے اسلاف زیادہ دانش مند تھے۔ پیغمبر اپنی اولاد کی موت پر رونے کو نبوت کے وقار کے منافی نہیں سمجھتے تھے۔ داؤد علیہ السلام خدا کے حضور میں بے تحاشا روتے تھے' فرمایا کرتے تھے' "میرا سر آنسوؤں سے لبریز اور میری آنکھیں آنسوؤں کا فوارہ ہیں"۔

بزرگ کا قول: (Saying of Saint)

ایک بزرگ کا قول ہے "یقیناً" ہم کو رونے کی اجازت ہے۔ خدا اگر یہ پسند فرماتا اور کھل کھلا کر بے تحاشا ہنسنے کو ناپسند کرتا ہے پیغمبر اسلامؐ کے جب اپنے بیٹے کی رحلت پر آنسو نکل پڑے تو لوگوں نے حیرت سے پوچھا آپؐ بھی روتے ہیں تو فرمایا! "غم کے وقت آنسوؤں کا نکلنا ایک قدرتی امر ہے"۔

صحت کے لئے مضر

سخت صدمے کے باوجود نہ رونا:

تجہیز و تکفین کے موقع پر ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا کہ

وہ سخت صدمے کے باوجود آنسو بہا کر تماشا نہیں بنی ہوئی تھی اور اپنے جذبات کی رو میں بہہ نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے ایسے شوہر کی موت کے سانحے پر اپنے آپ کو قابو میں رکھے ہوئے تھی جس کے ساتھ اس نے چھ سال تک شادمانی اور عیش اور ایسی بے پایاں محبت کے ساتھ زندگی بسر کی جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ وہ بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی تھی اور اپنے تین چھوٹے بچوں کو رنج و غم اور صدمے سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے طوفان غم کو بڑے صبر و ضبط کے ساتھ روکے ہوئے تھی۔

تین ماہ گزر جانے کے بعد میں نے اس کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ وہ اندرونی غم سے گھلی جارہی تھی اور اپنی صحت کو تباہ کر رہی تھی۔ ایسے موقع پر مبدائے فیاض نے انسان کو بابرکت آنسوؤں کی جو علاجی نعمت عطا فرمائی ہے اس سے غم نصیب نے اپنے آپ کو اس لئے محروم کر لیا تھا کہ معاشرہ غم کے موقع پر آنسو بہانے سے نفرت کرتا ہے۔ اس رسم و رواج کی یہ اصل ہے جو رونے کو ایک شرم ناک کمزوری قرار دیتا ہے۔ ایسے موقع پر جذبات کی روانی کو روکنے کے میں بڑے اندوہ ناک نتائج دیکھے ہیں۔

ایک دوست کی کہانی: (Story of a Friend)

آنسو بہانا ایک ناشائستہ فعل قرار دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے میرے ایک دوست نے اپنی پندرہ سال کی بیٹی کی موت کی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اس کی بیٹی کی موت پر لوگوں نے کہا' "اس کو رونے مت دو"۔ قبرستان میں اس کے دوستوں نے کہا' "اس کو رونے نہ دو"۔ نعش قبر میں اتارتے وقت لوگوں نے اس کو اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے سے باز رکھا کہ کہیں وہ رونے نہ لگے۔ اس کو اس ہستی کے چہرے کو دیکھنے سے روکا گیا جس کی زندگی کا واحد کردار یہ تھا کہ وہ اپنے ابو کو مسکراتا ہوا رکھے۔

اس قدغن کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے کمرے کو ٹھیک اسی حالت میں

Scanned with CamScanner

رکھے ہوئے ہے جس حالت میں وہ اس کی زندگی میں تھا۔

المیہ :
(Tragedy)

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ ہے کہ ہم قدرت کے اندمالی طریقے کو کمزوری پر محمول کرتے ہیں اور ہنسنے کو دل کا مرہم سمجھتے ہیں حالانکہ کھل کھلا کر ہنسنا اور ہنستے چلے جانا دل کو افسردہ کرتا ہے اور رونا دل کی غیر معمولی حدت کو توڑتا ہے۔ آخر یہ کہاں کی دانش مندی ہے کہ انسان کی فطرت کے معصوم جذبے پر پابندی عائد کی جائے۔ رونا اہل محبت کے دل کی آگ کو بجھاتا' دل کو تسکین دیتا اور اس کی آب یاری کرتا ہے۔ جذبات کے گرم گرم آنسو محبت اور ہمدردی کے بے ریا اور پرخلوص ترجمان ہوتے ہیں۔ احساسات کا گلا گھوٹنے پر مجھ کو ایک طنزیہ کہاوت یاد آتی ہے بیٹھنا کھڑے ہونے سے بہتر ہے اور لیٹ جانا بیٹھے ہوئے ہونے سے بہتر ہے اور سب سے بہتر مر جانا ہے۔ فطری گریہ مسکن قلب بلکہ فرحت بخش ہوتا ہے۔ مسرت کے موقع پر آنسوؤں کا نکل آنا بھی فطری بات ہے۔ ایسے موقع پر چہرہ خوشی سے دمکنے لگتا ہے۔ آنسو محبت کا آئینہ ہیں۔

موت کے شعور سے بے گانہ ہونا انسان کا عزیز ترین مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ عقل کا تعلق جذبات کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا لباس کا جسم کے ساتھ۔ لباس کے بغیر ہم شائستہ زندگی نہیں گزار سکتے۔ صدمے کے وقت واویلا کرنا اور مچلنا البتہ ناشائستہ اور بے ہودہ بات ہے' مگر آنسو بہانے میں عین فطرت ہے اور فطرت کی خلاف ورزی نہ صرف نقصان رساں ہے بلکہ گستاخی اور ڈھٹائی ہے۔ جذبات کی فطری اظہار پر پابندی فطرت کی توہین ہے۔ جوہر انسانیت کی بلندی اور عرفان نفس کی آب یاری نہیں ہوسکتی' اگر بشر کی آنکھوں میں آنسوؤں کا آب حیات نہ ہو۔ مجھے اس اعتراف میں کوئی شرم یا باک نہیں کہ جب میں فطرت پر ظلم کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آجاتا ہے۔

(ہمدرد صحت)

آنسو بہانا سنت نبویؐ - کیا فوائد ہیں؟

رونے سے اللہ تعالیٰ راضی اور اس کا حبیب حضرت محمد ﷺ راضی۔ جہنم کی آگ بجھ گئی جنت کی ٹکٹ مل گئی اگر یہ رونا اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت میں ہو۔ اس ضمن میں جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جدید سائنسی تحقیق :-

رونے کا اتنا فائدہ ہے کہ اگر سب کو پتہ چل جائے تو لوگ کام چھوڑ کا رونا شروع کر دیں رونے سے آنکھوں کی بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور گناہ بخشے جاتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ ہنسنے والے کی بجائے رونے والا ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ ہم میں سے بہت کم لوگ رونے کی افادیت سے آگاہ ہیں اگر اس مفید عمل کے فوائد پتہ چل جائیں تو لوگ سارے کام چھوڑ کا رونا شروع کر دیں ایک بھارتی اخبار کی تحقیق کے مطابق رونے سے آنکھوں کی بے شمار بیماریاں جاتی رہتی ہیں رونے سے بڑے سے بڑے گناہ کی بخشش ہو جاتی ہے بے شمار نہ پوری ہونے والی خواہش رو دھو کر پوری کرالی جاتی ہیں یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہنسنے والوں پر لوگ توجہ نہیں دیتے لیکن رونے والا ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے خدا کے متلاشی گوشہ تنہائی میں رو رو کر کائنات کے بڑے بڑے راز پالیتے ہیں آدم اور حوا جنت سے نکلے تو ہر وقت کا رونا ہی ان کی معافی کا باعث بنا۔ روٹھے محبوب کو منانے کے لئے بھی آنسو کامیاب گر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ رونا ایک امید کا نام ہے اور امید پر دنیا قائم ہے۔

Scanned with CamScanner

جاپان کی بغیر کھاد، کیمیکل کے کینو کی مانگ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Demand of Orange In Japan Without using fertilizer and Chemical Sunnah and Modern Science

دور نبویؐ میں حقیقی اور فطری غذا استعمال کی جاتی تھی۔ اور ہم مصنوعی غذائیں استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن عقلمند اور سمجھ دار یورپ پھر سے اس حقیقی غذا کی طرف لوٹ رہا ہے۔

پاکستان کے ایک بڑے زمیندار جن کے وسیع کینو کے باغات ہیں انہوں نے بتایا کہ جاپان کی ایک بہت بڑی فرم نے اس بات کی ڈیمانڈ کی کہ ہمیں ایسے کینو درکار ہیں۔ جن پر کیمیکل سپرے اور کھاد استعمال نہ ہوئی ہو۔ ایسی قدرتی کھاد کے استعمال شدہ ہوں (یعنی جانوروں کے فضلہ جات) کیونکہ کیمیکلز سپرے اور مصنوعی کھاد سے وٹامنز ختم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ قدرتی کھاد کے استعمال سے پھل میں بھرپور غذائیت اور وٹامنز پیدا ہوجاتے ہیں۔ وہ زمیندار مزید فرمانے لگے کہ ہمارے پاس ایک مشین ہے جس میں بے ضرر (Antiseptic) محلول ہے اس کا سپرے ہم پھلوں پر کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ محفوظ ہو جاتے ہیں۔

بچوں کے لئے لوری۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Lullaby for Children - Sunnah and Modern Science)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائی بہن حضرت شیماؓ یہ لوری کہا کرتی تھیں۔

هذا آخ لي لم تلده امي
ليس من كنسل ابي و عمي

اللهم آئمة فيما تنيمي
(حضور اکرمؐ کی سیاسی زندگی۔ ڈاکٹر حمید اللہ)

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ماہرانہ رپورٹ:

(Report of world health Organization)

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ریسرچ کے مطابق لوری نہ صرف نیند لاتی ہے بلکہ بچے کا مستقبل بھی سنوارتی ہے۔ جو بچے ماں کی شفقت اور قربت کے سائے میں نیند لیتے ہیں وہ اکیلے سونے والے بچوں کے مقابلے میں بڑے ہو کر سلجھے ہوئے اور ذہین انسان بنتے ہیں۔ ماں کے ساتھ سونے والا بچہ خود کو زیادہ محفوظ خیال کرتا ہے اس کے بغیر یعنی ماں کے بغیر سونے والے بچے احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں جبکہ ماں کے ساتھ سونے والے بچے خود اعتماد اور نڈر ہوتے ہیں۔
(بحوالہ میڈیکل سروے۔ امریکہ)

بچوں کی کثرت۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Excess of Childern - Sunnah and Mod. Science)

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو، اور بچے جننے والی ہو۔ (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا۔ (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے)

(ابوداؤد۔ نسائی۔ حیات المسلمین)

ہمارے ساتھ فرانس میں ایک صاحب چل رہے تھے۔ ہم جرمنی میں گئے

تو ہمارے ساتھ تھے۔ کیونکہ سفر کے اخراجات زیادہ تھے اور ہمیں احساس ہوا کہ اس کی جیب اجازت نہیں دے گی ہم نے اس سے کہا کہ آپ فرانس واپس چلے جائیں کیونکہ آپ کے سات بچے ہیں۔ بیوی ہے ان کی ضروریات زندگی کے لئے کچھ سامان ضروری ہے۔ وہ صاحب فوراً" کہنے لگے مجھے اس کی قطعی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے حکومت کی طرف سے بچوں کے اخراجات' تعلیم' کتابیں اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے باقاعدہ خصوصی امداد ملتی ہے اور جس کے جتنے بچے زیادہ ہونگے اتنا فنڈ بڑھتا جائے گا۔ (حوالہ فرانس سے جرمنی تک)

کیا کم بچوں کی آواز کا نعرہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے یا ایشیائی ملکوں کے لئے ہے؟ یورپ نے کم بچوں کی تحریک پر زور دیا۔ آخر کار ان کی نسل کم ہونا شروع ہوگئی۔ ہٹلر کے یہ الفاظ "بچے بڑھاؤ' فوج بناؤ' اتحادیوں کو بھگاؤ"۔

کمر کا درد' ایک شخص کی داستان
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Back ach, Story tale of Man

Sunnah and Modern Science

چٹائی' فرش اور سخت جگہ سونا سنت نبویؐ ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مجھے کمر کا شدید درد تھا۔ علاج کرایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے مجھے فرش پر سونے کا مشورہ دیا میں نے جب سے فرش پر سونا شروع کیا ہے میرا درد ختم ہوگیا ہے۔

(راوی)

رات کا کھانا' ایک شخص کی داستان
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Dinner, Tale of Person -

Sunnah and Modern Science)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے' اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا چھوڑ دینا بڑھاپے کو لاتا ہے۔ (جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ' اسوہ رسولؐ)

میرے پاس ایک صاحب آئے' کہنے لگے کہ میں نے رات کا کھانا کھانا چھوڑ دیا اور خالی پیٹ ہی سو جاتا۔ اس سے میں دل کا مریض بن گیا اور اب تک مسلسل زیر علاج ہوں۔

سور کے گوشت سے یورپ کا منع
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prohibition of Europe from Swino flesh

Sunnah and Modern Science)

لیاقت علی شاہ صاحب فرمانے لگے کہ میرے انگلینڈ کے تجربات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اب یورپ کے ڈاکٹر سور کے گوشت کے استعمال سے سختی سے منع کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس سے گردوں کے امراض (Kidney disease) بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔

مزید بتایا کہ اب جگہ جگہ باتھ کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ "اپنے ہاتھوں کو دھولیں" اور اب وہ ہاتھوں کو کھانے سے قبل دھونا ضروری خیال کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اسلام میں میانہ روی۔ سختی سے منع
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Moderation in Islam - Prohobitation with sternitg Sunnah and Modern Science)

○ نبی ﷺ نے فرمایا سیدھے سادے رہو' میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش رہو۔ (المشکوۃ)

○ ایک بار آپؐ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جارہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا اس بوڑھے کا کیا ہوا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ بے نیاز ہے۔ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔ (ادب المفرد)

○ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔ اس لئے کہ اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم ہی اکتا جاؤ۔ (بخاری)

○ حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جبکہ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابو قیسؓ دھوپ میں کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے حکم دیا تو سائے کی طرف ہٹ گئے۔ (ادب المفرد)

اس بارے میں جدید ماہرین کی آراء پر مشتمل سائنسی تحقیق Anni Besaint's book ملاحظہ فرمائیں۔

انی بے سینٹ کی کتاب:
(Anni Besaint's Book)

اسلام کی میانہ روی' اعتدال انسانی طرز زندگی پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ انسان کی طبیعت میں موجود طمع و حرص اسے بعض اوقات اپنے جسم سے کہیں زیادہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور جب کچھ لمحے کی یہ حرص ختم ہوجاتی ہے تو وہ نفسیاتی شکست میں مبتلا ہوجاتا ہے اور پھروہ عمل جو زور شور سے شروع ہوا تھا۔ وہ اپنی جان کھو دیتا ہے اور عمل کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

(The life & Teaching of Hazrat Muhammad (PBUH)

تھامس - ڈبلیو آرنلڈ:- (Thamis W. Ornald)

تھامس - ڈبلیو آرنلڈ - جب ایک طویل باطنی کشمکش اور بے چینی انسان کے اندر عزم اور ارادے کو پختہ کرتی ہے۔ تو یہ عزم اور ارادہ اس کو بڑے بڑے کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن جب یہی انسان اپنے زور بدن سے کہیں زیادہ کام سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ناکامی اور نامرادی کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔

(The Preaching of Islam بحوالہ)

Scanned with CamScanner

تیراکی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Swimming - Sunnah and Modern Science)

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گذارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپؐ تیرنے سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لئے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔

ایک بار ایک تالاب میں آپؐ اور چند صحابہ تیر رہے تھے۔ آپؐ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرما دی کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ آپؐ تیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور جا کر ان کی گردن پکڑ لی۔ (المشکوۃ - آداب زندگی)

○ سیدنا سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر عمل بے شمار سائنسی، طبی، نفسیاتی، دنیاوی اور اخروی فوائد لیے ہوئے ہے۔ تیراکی کے بارے میں جدید سائنس نے کیا پایا نیچے دیئے گئے تجزیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

میجر آرتھر گلن لیونارڈ کا تجزیہ:

(Ma jor Arthur gillon Leonard)

میں نے جب اسلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کتب میں تیراکی میں دیکھا تو میں کچھ حیران بھی ہوا۔ لیکن جب دوسری طرف پیغمبر اسلام کی مجاہدانہ زندگی کا تجزیہ کیا تو یہ بات بہت واضح ہو گئی۔ دراصل تیراکی سے دماغی صلاحیتیں، اعصابی اور عضلاتی سکون، سوچوں کی گہرائیاں، خون کی تازگی اور جسم کی سختی مشقت پسندی اور ہاتھ پاؤں کی حرکات میں مضبوطی، گرفت کی مضبوطی وغیرہ تمام چیزیں یقیناً" تیراکی سے حاصل ہوتی ہیں۔

اور پیغمبر اسلام نے ان چیزوں کو کرنے کے بعد اس بات کی تعلیمات دیں ہیں کہ اگر کوئی زندگی کے معمولات سے ہٹ کر تفریح کرنی بھی ہے تو اس تفریح کے لئے بھی ایسا طریقہ استعمال کیا جائے جس سے صحت و تندرستی میں اور اخلاقی اقدار میں اضافہ ہو۔

(بحوالہ Islam - Her Moral and spritual value)

گھڑسواری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Horsing - Sunnah and Modern Science)

○ نبی کریم ﷺ کو سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپؐ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے۔ اپنی آستین سے اس کا منہ پونچھتے اور صاف کرتے اس کی ایال کی بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک کے لئے وابستہ ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث میں گھوڑے کا تذکرہ:

(The Mentioning of Horse in Hadiath)

صحیح بخاری میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلیاں اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک خیر کو گھوڑوں کی پیشانی میں گرہ دے کر باندھ دیا ہے، یعنی لازم کر دیا ہے۔"

اس حدیث میں ناصیۃ (پیشانی) سے مراد وہ بال ہیں جو پیشانی پر لٹکے رہتے ہیں۔ خطابی نے کہا ہے کہ ناصیۃ (پیشانی) سے مراد پورے گھوڑے کی ذات ہے۔
(بحوالہ حیات الحیوان)

○ حضور ﷺ گھوڑوں کے اندر شکل کو ناپسند فرماتے تھے شکال کا

Scanned with CamScanner

مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے داہنے پچھلے پیر میں اور اگلے پیروں کے بائیں پیر سفید ہو یا داہنے اگلے میں پیر میں اور بائیں پچھلے پیر میں سفیدی ہو۔ شکال کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ جمہور اہل لغت کا قول یہ ہے کہ شکال کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے تین پیر سفید ہوں اور چوتھا پیر سفید نہ ہو۔ (بحوالہ حیات الحیوان)

شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں اپنے شیخ شرف الدین دمیاطی سند حضرت ابی ایوب انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ تین کھیل کے علاوہ کسی کھیل میں شریک نہیں ہوتے' ایک تو مرد کا اپنی عورت سے کھیلنا (ہنسی مذاق کرنا) دوسرے گھوڑے دوڑانا اور تیسرے تیر بازی کرنا۔"

آنحضور ﷺ کے گھوڑے اور ان کے نام:
(The Holy Prophet's horses and their name)

سہیلی نے "التعریف و الاعلام" میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کے یہ نام لکھے ہیں۔

سکب:

○ یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہ (گھوڑا) پانی کی رو کی طرح تیز چلتا تھا اور "سکب" کے معنی شقائق النعمان (گل لالہ) کے بھی آتے ہیں۔

○ آپؐ کے ایک گھوڑے کا نام "مرتجز" تھا اور یہ نام اس کے خوش آواز ہونے کی بنا پر تھا۔

○ آپؐ کے ایک دوسرے گھوڑے نام "لحیف" تھا لحیف کے معنی لپیٹنے اور ڈھانکنے کے آتے ہیں۔ چنانچہ یہ گھوڑا اپنی تیزی کے سبب راستہ کو لپیٹتا جاتا تھا۔ بعض حضرات اسکو لحیف کی بجائے خائے معجمہ کے ساتھ نحیف بھی لکھا ہے۔

○ امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک

گھوڑے کا نام لزاز ذکر کیا ہے۔

○ آپؐ کے ایک گھوڑے کا نام جلاوح تھا۔

○ اور اسی طرح ایک گھوڑے کا نام فرس تھا۔

○ آپؐ کے ایک گھوڑے کا نام ورد تھا۔ اس گھوڑے کو آپؐ نے حضرت عمرؓ کو ہبہ فرما دیا تھا اور اس گھوڑے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بوقت جہاد سوار ہوتے تھے اور یہ وہ گھوڑا تھا جو بہت سستے داموں بکتا ہوا ملا تھا۔ (بحوالہ حیات الحیوان)

گھوڑے کے بارے میں ماہرین نے جو حیرت انگیز تحقیق کی ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

سر لیپل گریفن کا انکشاف:
(Manifestation of Sir Lapal Grefon)

"جو آدمی گھڑ سواری کا عادی ہوگا' اس شخص میں بے شمار صفات پائی جائیں گی۔ وہ توانا اور تندرست ہوگا۔ مضبوط جسم کا مالک ہوگا۔ بے باک اور نڈر ہوگا' بزدل اور کم ہمت نہیں ہوگا۔ خود اعتمادی کا حامل ہوگا۔ شجاعت' بہادری اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی طاقت و قوت بدرجہ اتم اس میں موجود ہوگی۔"

(بحوالہ The Chiefs of the Punjab)

گھوڑوں کی نفسیات

(Psychology of Horses)

اس دنیائے رنگ و بو میں ہوش سنبھالنے کے بعد میں نے جس چوپائے کو سب سے پہلے اپنے سامنے دیکھا وہ گھوڑا تھا۔ وہ دن اور آج کا دن گھوڑا میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ اور اب تو میں اپنے پیشے کی بدولت ایک ایسے مقام پر ہوں کہ گونگے کی طرح جانوروں کی رمز شناسی، نگاہوں کی زبان اور حرکات و سکنات سے ان کی ذہنی سوچ کا صحیح تجزیہ کرنا ہی میرا کام ٹھہر چکا ہے۔

گھوڑے کی سوچنے کی صلاحیت:
(Efficiency of thinking of horse)

گھوڑے کے بارے میں سب سے متنازعہ مسئلہ ان کے سوچنے کی صلاحیت کا ہے کچھ لوگ گھوڑے کو ایک عام سا جانور تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گھوڑا سوچ کی نعمت سے قطعاً" بہرہ ور نہیں بلکہ صرف ڈنڈے کی راہنمائی اسے انسان کے لئے مفید بناتی ہے۔ اس کے برعکس بہت سے ماہرین اسپاں اس بات پر متفق ہیں کہ گھوڑا مختلف چیزوں کے بارے میں باقاعدہ طور پر سوچ بچار کرتا ہے۔ یہ استدلال اگر سو فیصدی نہیں تو بڑی حد تک ضرور صحیح ہے۔ اگر آپ کا گھوڑے سے کچھ تعلق رہا ہے تو آپ ضرور جانتے ہوں گے کہ کوئی گھوڑا ایک دن کوئی کام یا ورزش احسن طریقے سے نہیں کرتا لیکن دوسرے یا تیسرے دن جب اسے پھر اسی کام پر لگایا جائے تو وہ پورا کام بغیر کسی خاص راہنمائی کے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے ڈالتا ہے۔ گھوڑے کو علم ہوتا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں چھڑی ہے یا نہیں آپ نے نوکیلی کیلوں والے جوتے پہن رکھے ہیں یا نہیں۔ یا پھر اگر آپ باقاعدگی سے مختلف موقعوں پر مختلف لباس پہنتے ہیں تو گھوڑا آپ کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لے گا کہ آج آپ اسے شکار کے لئے لے جارہے ہیں یا صرف

سواری کے لئے۔

دراصل گھوڑوں کے ذہین اور کند ذہن ہونے کا دارومدار اس کے مالک کی ذہانت پر ہوتا ہے۔ گھوڑا اپنے مالک یا سائیں سے بہت جلد اپنی مدد آپ کے اصول پر تربیت حاصل کر لیتا ہے جبکہ ایک کم عقل آدمی کا گھوڑا مسلسل زیر تربیت رہنے کے باوجود گاؤدی رہتا ہے۔

ناپسندیدہ افراد کو کاٹ کر زخمی کر دینا، اپنے مالک کی عزت و تکریم کرنا، کھانے کا وقت قریب ہونے پر کام کو جلد از جلد نبٹانے کی کوشش کرنا، برے اور غیر تجربہ کار سوار کو زمین پر پچھاڑ دینا، گھڑ دوڑ میں شکست اور فتح کا احساس وغیرہ روزمرہ کے مشاہدات ہیں جو گھوڑے کی عقل و دانش کی گواہی دیتے ہیں اس کے باوجود بھی اگر آپ اس سلسلے میں کسی شک میں مبتلا ہیں تو ذیل کے واقعات پر ایک نظر ڈالئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ دیجئے۔

راقم کے والد گھڑ دوڑ میں جانے پہچانے ہیں اور گزشتہ باون برس سے ان کا تعلق گھوڑوں سے استوار ہے۔ موصوف کی ایک گھوڑی "الفت" کی یادیں انمٹ ہیں۔ اس گھوڑی کو علم ہوا کرتا تھا کہ آج میرا مالک مجھے ریس میں جیتنے کے لئے بھیج رہا ہے یا نہیں۔ جس روز یہ حساس گھوڑی اتفاق سے ریس میں ہار جاتی اس شام کا کھانا اپنے اوپر حرام کر لیا کرتی تھی اور دوسری صبح تک مکمل بھوک ہڑتال پر رہتی یہاں تک کہ راجہ صاحب اسے پیار کرتے پچکارتے اور اپنے ہاتھ سے راشن دیتے تب کہیں اس کے جی سے صدمے کا پتھر اترتا اور وہ کھانا شروع کرتی۔

گھوڑی کا پانی نکالنا: (The drawing of water of mare)

ایک گھوڑی باقی جانوروں سے پہلے ہی چرئی (پانی پینے کا مقام) پر پہنچ جایا کرتی تھی۔ چرئی کے ایک سرے پر ہینڈ پمپ نصب تھا جس کے ذریعے اس چرئی کو بھر دیا جاتا تھا۔ مذکورہ گھوڑی نے نہ جانے یہ عادت اور ہنر کس طرح سیکھا کہ

Scanned with CamScanner

وہ ہینڈ پمپ کا دستہ اپنے ہونٹوں میں دبا کر اسے چلانا شروع کر دیتی۔ پمپ کا والوؤ ہوا کے اخراج کے بعد پانی کھینچنا شروع کرے تو زیادہ زور لگواتا ہے۔ جونہی یہ صورت حال پیش آتی تو گھوڑی نہایت مہارت سے دستہ ہونٹوں کی بجائے دانتوں میں پکڑ لیتی اور اسے خاصی تیزی سے حرکت دیتے ہوئے پانی نکالنے لگتی۔ جب سارے جانور پانی سے سیر ہو چکتے تو چرئی کو لبالب بھرنے کے بعد خود پانی پیتی اور یہ جا وہ جا۔ گھوڑی کے اس عمل کے دوران اگر کوئی تماشائی آنکلتا تو وہ اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھتی اور زمین پر زور زور سے پاؤں مارنے لگتی جیسے کہہ رہی ہو کہ "برائے مہربانی آیئے اور ذرا یوں پانی نکال کر تو دکھایئے"۔

انگلستان کے ایک گھوڑے کا ذکر:
(The mention of England horse)

انگلستان کے ایک کرنل ریجی نالڈ کے گھوڑے کا قصہ بھی حیران کن ہے۔ انہوں نے چرئی پر پیتل کی ٹونٹی والے دو نلکے لگا رکھے تھے۔ ایک نلکا گرم اور دوسر ٹھنڈے پانی کے لئے مخصوص تھا۔ انگلینڈ کے مخصوص موسمی حالات کے مطابق گرم یا ٹھنڈا پانی ملا کر چرئی میں بھر دیا جاتا تھا۔ یہ گھوڑا دو گھونٹ پانی پی کر دیکھتا اور اگر پانی کو اپنی پسند سے زیادہ گرم پاتا تو اپنے منہ سے ٹھنڈے نل کی ٹونٹی کھول دیتا اور جہاں پانی کی دھار گرتی اس کے قریب ہی منہ ڈبو کر پیاس بجھانے لگتا کرنل صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک روز گھوڑے نے بھولے سے گرم پانی کی ٹونٹی کھول دی لیکن منہ لگاتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ اس نے فورا" وہ ٹونٹی بند کی ٹھنڈے پانی کی ٹونٹی آخری چوڑی تک کھولی اور جی بھر کی پانی پیا۔ کرنل کئی بار اپنے مہمانوں کو دکھانے کے لئے پانی پلائی کے دوران ٹونٹی بند کر دیتے تھے۔ اور مہمان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے کہ گھوڑا پانی چھوڑ کر ایک نظر بند ٹونٹی پر ڈالتا اور پھر بڑے اطمینان کے ساتھ دانتوں کی مدد سے نلکا کھولتا اور سر جھکا کر آب نوشی شروع کر دیتا۔

حکم کو سمجھنا اور ماننا: (To Comprehend orders and Obeying)

کرنل صاحب ہی کے دو اور گھوڑوں نے خاصی شہرت حاصل کی ایک گھوڑا کرنل صاحب کے حکم پر کتے کی طرح بھونکتا اور جب وہ دوسرا حکم دیتے تو عام گھوڑوں کی طرح ہنہنا کر دیکھا کرتا تھا۔ ایک اور گھوڑی خواہش ظاہر کرنے پر کرنل کا بوسہ لیا کرتی تھی کرنل کے بیان کے مطابق وہ اس حکم کے ایک ایک لفظ کو پوری طرح سمجھتی تھی کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کرنل کے کہے پر اس نے کوتاہی برتی ہو یا دوسری باتوں کے دوران کہے گئے اس جملے کو سمجھ نہ پائی ہو۔

اردو زبان کا محاورہ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ گھوڑے پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ گھوڑا زندگی میں ایک بار اتفاقا" بھی آگ کی لپیٹ میں آجائے تو اس واقعے کو عمر بھر یاد رکھتا ہے وہ جلتے ہوئے چند تنکوں سے بھی دامن بچا کر گزرتا ہے۔ بعض اوقات تو اس جگہ سے خاصا چکر کاٹ کر نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک سائیں منہ میں سگریٹ دبائے ایک گھوڑی کی مالش کر رہا تھا اچانک وہ جھک کر گھوڑی کے ناک پر ایک معمولی خراش کا جائزہ لینے لگا تو اس کی سگریٹ گھوڑی کی تھوتھن سے چھو گئی۔ وہ دن اور آج کا دن ادھر تھان کے قریب کوئی شخص سگریٹ پیتا ہوا نظر آیا یا سگریٹ سلگایا ادھر گھوڑی نے اچھل کود شروع کی۔

ہسپتال میں گھوڑے کا طرز عمل:-
(Style of acting of a horse in hospital)

ہسپتال میں گھوڑوں کا طرز عمل خاصا مدبرانہ ہوتا ہے۔ وہ ایک مرتبہ طریقہ علاج کو سمجھ لینے کے بعد ڈاکٹر سے پورا پورا تعاون کرتے ہیں بھینسوں کی طرح انجکشن دیکھ کر اچھل کود نہیں مچاتے بلکہ سکون سے ٹیکہ لگوا لیتے ہیں۔

گھوڑے کا اعتماد بحال کر دیا جائے تو خاصے آپریشن تک اطمینان سے کروالیتا ہے۔

راقم نے ایک ایسا گھوڑا دیکھا جسے نزلے کا پرانا مرض تھا۔ نزلہ کثیف ہونے کی وجہ سے ناک سے خارج نہیں ہو پاتا تھا۔ ناک کی نالیوں میں اس کے جماؤ کی وجہ سے سانس کی آمد و رفت دشوار ہوجاتی تھی سال میں تقریباً" دو مرتبہ اس کی ناک کی ہڈی میں سوراخ بنا کر جما ہوا مواد کھرچ کر نکالنا پڑتا تھا۔ اصطبل سے نکل کر یہ گھوڑا خود جائے آپریشن تک آجاتا اور جراہی کے طویل عمل کے دوران ایک ایسے انداز سے ساکت کھڑا رہتا کہ ڈاکٹر پورے اطمینان اور آزادی کے ساتھ اپنا کام مکمل کر سکے۔

گھوڑے کے دانت: (Teeth of horse)

گھوڑے کے منہ میں چھیالیس دانت ہوتے ہیں جن میں داڑھوں کی تعداد چوبیس ہے۔ گھوڑا جبڑوں کو دائرہ نما دائیں بائیں گھماتے ہوئے خوراک چباتا ہے جس کے نتیجے میں داڑھیں تیزی سے گھستی چلی جاتی ہیں۔ بالائی جبڑا نچلے جبڑے کی نسبت زیادہ کشادہ ہوتا ہے۔ اس لئے بالائی داڑھیں یکساں طور پر نہیں گھس پاتیں بلکہ بتدریج ان کی نوکیں باریک اور تیز ہوتی چلی جاتی ہیں اور گھوڑے کے نچلے مسوڑوں میں متواتر چبھن پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اس صورت میں انہیں رگڑ کر ہموار کیا جاتا ہے۔ راقم کے پاس ایک ایسا گھوڑا آیا جو کچھ اس طرح جبڑا چلاتا تھا کہ داڑھیں تقریباً" ہر تین ماہ بعد نوکدار ہو کر مسوڑے میں زخم پیدا کرنے لگتی تھیں۔ جب اس گھوڑے کو ہسپتال لایا جاتا تو وہ کافی دیر تک اطمینان سے منہ کھولے دانت رگڑواتا رہتا۔ حالانکہ اس عمل کے لئے ایک آدھ بار آنے والے گھوڑے بڑی اچھل کود مچاتے ہیں اور اگر کبھی آپ اس تجربے سے گزرے ہیں تو آپ جانتے ہوں گے کہ یہ کتنا صبر آزما کام ہے۔

گھوڑے کی اپنے گھر سے محبت:
(The love a horse with his dwelling place)

گھوڑے "اپنے گھر" سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور گھر جانے کے لئے بالکل اسی طرح بے تاب رہتے ہیں جیسے کوئی محبوب اپنے محب کے لئے۔ وہ بغیر کسی کی مدد کے میلوں دور اپنے گھر تک عام طور پر چلے جاتے ہیں۔

شکار پر جانے والے گھوڑے جب گھر کی طرف لوٹتے ہیں تو تھکن سے چور ہونے کے باوجود راستے میں جابجا خوشی سے ناچنے لگتے ہیں۔ گھر سے محبت تقریباً" سو فیصد گھوڑوں میں دیکھی گئی ہے۔ گھڑ سوار، تانگہ بان، ریڑھ بان اور باربرداری کا کام لینے والے مزدور اس سلسلے میں آپ کو ہزاروں قصے سنا سکتے ہیں۔

راقم کے ایک دوست کے پاس ایک ایسا گھوڑا تھا جو چیرنگ کراس سے گاف روڈ تک جانے والے تقریباً" تمام راستوں سے واقف تھا۔ گھوڑے کا مالک چیرنگ کراس پر باگیں تانگے کے ساتھ باندھ کر سگریٹ سلگا لیا کرتا تھا اور گھوڑا ٹریفک بھری سڑکوں سے گزرتا گاف روڈ پر واقع اپنے گھر جا کر دم لیتا۔ فوج کا ایک گھوڑا فروخت ہوا تو اس کا نیا مالک اسے مقام فروخت سے پچیس میل دور ایک دوسرے شہر میں لے گیا۔ ابھی اس نیلامی کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ یہ گھوڑا ایک دن نہایت خستہ حالت میں اپنی فوجی یونٹ میں آپہنچا۔ ایک گھوڑے کو بوڑھا ہوجانے کی وجہ سے اس کے مالک نے واپس گاؤں بھیج دیا تاکہ چراگاہ میں گھوم پھر کر اپنی زندگی کے باقی دن پورے کر سکے۔ گاؤں سولہ میل دور تھا اور گھوڑا اس سے قبل کبھی وہاں نہیں گیا تھا۔ گھوڑے کو چند ہی دن بعد اپنے مالک اور گھر کی یاد نے اس قدر ستایا کہ وہ نہ صرف گاؤں سے نکل بھاگا بلکہ راستے میں آنے والے تین ریلوے پھاٹکوں اور ایک دریا کے ٹول ٹیکس والے پل سے گزرتا ہوا شام ڈھلے پرانے گھر آپہنچا اور کھڑکی کے قریب بڑی زور سے ہنہنا کر مالک کو اپنی واپسی کی طلاع دی ایک اور بات ایسی حیران کن ہے کہ یہ گھوڑی ایک آنکھ سے اندھی اور دوسرے سے شدید قسم کے ضعف نظر کا شکار تھی۔

Scanned with CamScanner

بعض اوقات گھوڑے گھر کے ساتھ ساتھ اپنے کام کی نوعیت اور مالک پر بھی فخر کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہونا انہیں سخت شاق گزرتا ہے۔ ایک گھوڑا دس سال تک فائر برگیڈ میں خدمات سرانجام دیتا رہا اور آخر کار ایک رہڑہ بان کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ اس "ذلت" پر گھوڑے کا دل ٹوٹ گیا۔ ایک دن اتفاقاً رہڑہ بان فائر بریگیڈ کی عمارت کے سامنے گزرا۔ جونہی گھوڑے کی نظر اپنے پرانے گھر پر پڑی اس نے زبردست دولتیاں چلائیں اور رہڑہ توڑ پھوڑ کر اس کی قید سے آزاد ہو گیا۔ ایک لمحہ رک کر فائر بریگیڈ کی عمارت پر حسرت بھری نگاہ ڈالی ہنہنایا اور ناک کی سیدھ میں سرپٹ بھاگتا ہوا عمارت کی مضبوط دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے سر پر شدید چوٹ آئی اور اس نے دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ دیا۔ اس خودکشی نے گھوڑوں کی نفسیات میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

ایک گھوڑے کو جب سواری سے ہٹا کر رہڑھے میں جوتا گیا تو اس نے احتجاج کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ رہڑہ کھینچتے ہوئے موقع ملنے پر اپنے ایک ٹخنے کو بری طرح زخمی کر لیتا تھا اور اس طرح دس پندرہ دن کے لئے خود کو کام کے ناقابل بنا لیتا تھا۔ مہینے میں وہ کم از کم دو مرتبہ ایسا ضرور کرتا۔ یعنی صرف چار یا چھ دن کام اور باقی مہینہ آرام تین ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد اس نے اس رسم احتجاج کو خیرباد کہا اور رہڑھے میں جی لگا کر کام شروع کیا۔

بیکاری: (Uselessnes)

بیکاری اور فروخت کے دنوں میں گھوڑے عجیب عادات بد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ کافی دنوں تک بغیر نگہداشت کے بندھے رہیں تو بیکار مباش کیا کچھ کر کے مصداق اپنا سر اصطبل سے باہر نکال کر قوس نما انداز میں گھمانے لگتے ہیں اور یہ شغل گھنٹوں تک جاری و ساری رہتا ہے یا پھر فلسفیانہ انداز میں آسمان کی طرف مسلسل گھورنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہو تو کسی بانس یا کمرے کے کسی کونے میں دانت گاڑ کر بیک وقت بہت سی ہوا ایک خاص قسم کی آواز کے ساتھ

نگل جاتے ہیں۔ اگر کوئی روکنے والا نہ ہو تو سارا سارا دن ہوا پینے کا عمل جاری رہتا ہے۔ شام ڈھلتے ڈھلتے ان کا بدن پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور مالک کو بے پرواہی کی سزا کے طور پر وٹرنری ڈاکٹر کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے۔

کام اور کرتب سیکھنے کی صلاحیت:
(Ability of Learning work and tricks)

گھوڑوں میں کام اور کرتب سیکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ عام سرکسوں کے گھوڑے اپنی پسند یا ناپسند یعنی ہاں اور نا کا اظہار انسانوں کی طرح یعنی اپنے سر کی جنبش سے کر سکتے ہیں۔ بھرے پنڈال میں سے سیاہ یا سفید رنگ کی ٹوپیو' ہیٹ اور پگڑیوں والے اشخاص کو بازو سے پکڑ کر علیحدہ کر سکتے ہیں۔ پاؤں اٹھا کر سلام کرنا اور زمین پر گرا ہوا رومال اٹھا کر مالک کو دینا گھوڑے نہایت آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ ہر سال ہونے والے گھوڑوں اور مویشیوں کے انٹرنیشنل میلے میں گھوڑوں کے چند کرتب بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں اس میلے کا ٹیٹو شو ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس شو میں سارے کے سارے نظم و ضبط سلیقے اور خوب صورتی کا انحصار گھوڑے کی سوجھ بوجھ اور ذہن انسانی تک رسائی کا ثمر ہے۔

اگر گھوڑے پر یکسوئی سے توجہ دی جائے تو یہ اپنے غیر معمولی نظام جس کی وجہ سے مالک کی مزاج شناسی میں محیر العقول حد تک بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دور کھڑے ہوئے مالک کے اشارہ پر ابرو یا آنکھوں کی حرکت ہی سے اس کا مدعا سمجھ جاتا ہے اور اس کے دل میں پنہاں خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ ایک شخص پیدرو کا قصہ انتہائی درد ناک ہے۔ اس نے ایک چھوٹے قد کاٹھ کے گھوڑے "مراکو" کے طلسماتی نظام حس سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور اسے ایسے ایسے کرتب سکھائے کہ عقل دنگ رہ جائے۔ اس کی تربیت کی انتہا یہ تھی کہ وہ احکامات اتنے خفیف اشاروں میں دیا کرتا تھا کہ پورے مجمع میں سے ایک شخص بھی اسے کوئی حرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک روز اس نے اپنا شو ایک

ایسے مجمع میں پیش کیا جس میں بڑے بڑے رؤساء' امراء' راہب اور معزز لوگ شامل تھے۔ پورا مجمع معمہ سمجھنے سے قاصر رہا۔ جب پیڈرو اور مراکو کے درمیان کسی ظاہری رابطے کا سراغ نہ مل سکا تو یہ فتویٰ دے دیا گیا کہ گھوڑے اور اس کے مالک میں کسی شیطان کی روح حلول کر گئی ہے اس ناکردہ گناہ کی سزا کے طور پر ایک پررونق بازار میں پیڈرو اور اس کے گھوڑے کو زندہ جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

1708ء میں شائع ہونے والی ایک کتاب میں ایک ایسے انگلش گھوڑے کا پتہ ملتا ہے جو تاش کے مختلف پتے شناخت کر کے علیحدہ کر لیا کرتا تھا۔ لوگ گھوڑے کے اس کرتب سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ 1707ء میں اس بچارے کو بھی مراکو اور پیڈرو کی طرح نذر آتش ہونا پڑا۔

گھوڑوں کی گفتگو: (Conversation of Horses)

گھوڑے مختلف تاثرات کا اظہار اپنی آواز کے ذریعے بھی کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ گھوڑے تمام پالتو جانوروں یہاں تک کہ کتے سے بھی زیادہ موثر اور جامع طور پر گفتگو کر سکتے ہیں' تو یقیناً" بے جا نہ ہوگا ساتھ ساتھ رہنے والے گھوڑوں کو علیحدہ یا کسی اور اصطبل میں منتقل کیا جارہا ہو تو وہ روانگی کے وقت ایک خاص آواز میں بول کر اپنے پڑوسی گھوڑوں کو الوداع کہتے ہیں۔ ماں اپنے بچے کو بلانے کے لئے ایک خاص انداز میں بولتی ہے۔ اسی طرح نوجوان گھوڑے اپنے نوجوان ساتھیوں سے اور نر گھوڑے مادہ گھوڑیوں سے مخصوص لہجوں میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ ایک ساتھ رہنے والے گھوڑے کام کے دوران تیز دوڑتے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے سے گزریں تو آپس میں ایک باریک اور مختصر ہنہناہٹ کی مدد سے باقاعدہ "سلام دعا" کا تبادلہ کرنا نہیں بھولتے۔

بھرے اصطبل سے ایک گھوڑا نکال کر لے جایا جائے تو اس کے ساتھ والا گھوڑا اسے الوداع کہتا ہے لیکن واپسی پر آنے والا گھوڑا سلام کا جواب دیتا ہے۔ گو کہ اصطبل میں اور بہت سے گھوڑے موجود ہوتے ہیں لیکن یہ سلام و پیام صرف دو ساتھی گھوڑوں ہی کے درمیان چلتا ہے۔

کھانا سامنے آنے پر گھوڑے ایک ہلکی لیکن حلقوم سے نکلنے والے ہنہناہٹ میں خوشی کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ کھانے میں دیر ہوجانے پر حلقوم سے نکلنے والی آواز کرخت ہوجاتی ہے اور اس میں ناگواری کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ گھوڑے گو کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوفزدہ ہوجاتے ہیں لیکن ڈر کی وجہ سے انسانوں کی طرح چیخنے لگنا کسر شان سمجھتے ہیں۔ جنگوں کے گھمسان میں البتہ گھوڑں کو چیختے سنا گیا ہے۔ لیکن یہ چیخیں خوف کے برعکس ان آوازوں سے زیادہ مشابہ ہوتی ہیں جو سپاہی دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے منہ سے نکالتے ہیں۔

درد کا احساس: (The feeling of pain)

ایک ماہر حیوانات نے تقریباً" ایک درجن گھوڑے ریل کے نیچے کچل کر ہلاک ہوتے دیکھے۔ اس کا بیان ہے کہ حادثے میں مرتے وقت گھوڑوں نے جو آوازیں نکالیں وہ ان کی عام آوازوں سے بہت مختلف تھیں۔ گھوڑے درد کا احساس رکھتے ہیں۔ پیٹ کے درد میں باقاعدہ انسانوں کی طرح کراہتے اور ہاؤہو کرتے ہیں اور منہ گھما گھما کر مقام درد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر انہیں باقاعدہ بے ہوش یا کم از کم متعلقہ جگہ کو بے حس کئے بغیر آپریشن شروع کر دے تو اپنی سیٹی نما چیخ سے درد اور ناگواری کا اظہار کرتے ہیں جنگ کے دوران بمباری کے موقع پر گھوڑے بے ہنگم طریقے پر چیختے چلاتے ہیں۔ خصوصاً" وہ جو کبھی پہلے بھی اس خوفناک تجربے سے گزر چکے ہوں لیکن شدید طور پر زخمی ہوجانے کے بعد نہایت خاموشی اور صبر کے ساتھ موت کا نظارہ کرتے ہیں۔

اگر آپ کسی گھوڑے کو سانپ کی طرح پھنکارتا ہوا سنیں یا وہ تیز غراہٹ نما آواز میں چیخے تو فوراً" سمجھ جائیں کہ سامنے کھڑے ہوئے لوگوں میں سے گھوڑے نے اپنے کسی دشمن کو شناخت کر لیا ہے اور اس پر حملہ کرنے ہی والا ہے۔ اس کے بعد گھوڑے کے سامنے ٹھہرنے سے قبل یقین کر لیجئے کہ کہیں اس کی ناپسندیدہ افراد کی فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی تو شامل نہیں۔

انسانوں کی گفتگو کو سمجھنا:
(To Comprehend Conversation of human)

گھوڑے آپس میں تبادلہ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری گفتگوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ سمجھ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں گھوڑے انسانی بول چال اور لب و لہجہ کا مشاہدہ بہت غور اور عرق ریزی سے کرتے ہیں۔ دراصل یہ لب و لہجہ ہی ہے جس سے گھوڑے انسانوں کے مطالب سمجھ جاتے ہیں کیونکہ آپ ایک خوش

کن بات بھی غصے کے لہجے میں ادا کریں تو گھوڑے کا رد عمل وہی ہوگا جو آپ کے عام غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔ گھوڑا محبت بھرے دوستانہ احکام کو بارعب انداز میں بلند آواز احکامات کی نسبتاً" زیادہ شائستگی سے قبول کرتا اور ان پر عمل کرتا ہے گھوڑے کی سماعت اتنی عمدہ ہوتی ہے کہ دور سے کی گئی سرگوشی تک سن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ شور و شغب سے نفرت کرتا ہے۔ گھوڑا آپ کی پیار بھری پچکار کا بھوکا ہوتا ہے۔ انتہائی نامساعد اور خوفناک صورت حال میں بھی جب وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہا ہو مالک کی ایک پیار بھری آواز اسے روکنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے برعکس جن گھوڑوں کی تربیت خام ہو ان پر کلام نرم و نازک بالکل بے اثر ثابت ہوتا ہے۔

انتقام کا جذبہ: (Imotion of revenge)

گھوڑوں میں انتقام کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے لیکن وہ اسے صرف بد ترین دشمنوں کے خلاف ہی استعمال کرتے ہیں یا پھر رقابت کی وجہ سے تشدد پر اتر آتے ہیں۔

ایک صاحبہ بچپن سے ایک پستہ قد گھوڑے پر سواری کر رہی تھیں جب وہ بلوغت کے قریب پہنچیں تو قد میں اضافے کے باعث پستہ قد گھوڑا ناقابل استعمال ہوگیا۔ انھوں نے ایک نیا گھوڑا خرید لیا نئے گھوڑے پر لطف و کرم شروع ہوا تو پستہ قد کے دل میں رقابت کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ نئے گھوڑے کو دیکھ کر سخت مشتعل ہوجاتا ...... زمین پر پاؤں پٹختا اور رسہ تڑانے کی کوشش کرتا ایک روز رسہ ٹوٹ گیا۔ پستہ قد نئے گھوڑے پر بجلی بن کر گرا اور بوڑھا ہونے کے باوجود اسے شدید زخمی کردیا۔ ایک وٹرنری سرجن نے ایک گھوڑے کو پوری طرح بے ہوش اور متاثرہ حصہ بے حس کئے بغیر ایک آپریشن کر لیا جس کی وجہ سے اسے سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے پورے تین برس بعد گھوڑے نے ایک روز سرجن کو گھڑدوڑ کے میدان میں دیکھ لیا اور غصے میں پھنکارتا ہوا اس پر

Scanned with CamScanner

ٹوٹ پڑا۔ اگر بہت سے لوگ فوراً" امداد کو نہ دوڑ پڑے ہوتے تو سرجن صاحب کا زندہ بچنا بہت مشکل تھا۔

بہت سی جنگوں میں ایسے واقعات پیش آئے کہ گھڑ سوار ہلاک ہو کر گھوڑے سے گر پڑا تو گھوڑے نے غضبناک ہو کر اپنے مالک کے قاتل پر حملہ کر دیا۔ تاریخ کے اوراق اس قسم کے واقعات کے گواہ ہیں۔ انگلستان کے ایک بادشاہ ولیم سوئم نے اپنے خلاف سازش کے الزام میں ایک درباری سرجان لینوک کو پھانسی پر چڑھوادیا۔ مرنے سے قبل سرجان نے بادشاہ سے کئی بار رحم کی اپیل کی جسے مسترد کر دیا گیا۔ بالآخر اس نے پرانی دوستی کی یادگار کے طور پر اپنا خوب صورت اور وفادار گھوڑا بادشاہ کو تحفے میں دے دیا۔ انگلستان بھر میں یہ گھوڑا اپنی قوت برداشت اور تیز رفتاری کے سبب اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جلد ہی بادشاہ کو اس گھوڑے سے اس حد تک محبت ہوگئی کہ وہ ہر جگہ جانے کے لئے اسے ہی استعمال کرنے لگا۔ اسی طرح پانچ برس گزر گئے۔ ایک دن بادشاہ اپنے محل کے قریب گھوڑے پر سواری کررہا تھا کہ اچانک وہ اچھلا اور اپنے سوار کو زمین پر دے مارا۔ ولیم کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ 8 مارچ 1902ء کو اسی سبب انتقال کر گیا۔ اس طرح سرجان کے گھوڑے نے پانچ سال بعد اپنے مالک کے قاتل سے انتقام لے لیا۔

گھوڑا اور نشہ: (Horse and norcoties)

گھوڑے آسانی سے نشے کے عادی ہوجاتے ہیں اور تقریباً" تمام ہی معروف نشہ آور اشیاء کا اثر قبول کرتے ہیں۔ والد صاحب کی ایک گھوڑی "شفقت" کو اس کے خادم نے چائے کی لت ڈال دی تھی وہ چائے کی اس قدر عادی ہوگئی تھی کہ ادھر چائے کا وقت ہوا ادھر اس نے اصطبل میں اچھل کود مچائی۔ کیا مجال جو خادم اکیلا چائے پی جائے وہ دولتیاں مار مار کر اصطبل کی دیواروں کا پلستر اکھیڑ دیا کرتی تھی۔ راقم نے ایک کوچوان کو دیکھا جو سگریٹ کا کش لے کر

دھواں گھوڑے کے نتھنوں میں چھوڑا کرتا تھا۔ گھوڑا سگریٹ نوشی کا اتنا عادی ہوچکا تھا کہ تمام کا تمام دھواں اپنے پھیپھڑوں میں اتار لیا کرتا تھا۔ اگر کوچوان الگ بیٹھ کر سگریٹ سے اکیلے لطف اندوز ہوتا رہے تو یہ زور زور سے زمین پر پاؤں مار گرد کا ایک طوفان اٹھا دیا کرتا تھا۔

ریس کے گھوڑوں کے بعض مالکان گھوڑوں کو شراب کا عادی بنا دیتے ہیں۔ اور مقابلے کے روز نشہ پلا کر ریس کے لئے بھیجتے ہیں۔ نشہ کی حالت میں گھوڑے اپنی تمام استطاعت سے بڑھ کر اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور رند بلانوش انسانوں کی آزمائش کے وقت ہرگز یہ نہیں کہتے کہ

یارو مجھے معاف کرو میں نشے میں ہوں ○

لیمز ڈیورڈ (مائی فارسٹ لائف)

خواتین کی سخت گھریلو محنت
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Domestic hard labour of Woman Sunnah and Modern Sciencer)

صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ باورچی خانہ کا کام بھی خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، سینے پرونے کا کام کرتیں اور محنت و مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بشرے سے محنت کی تکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگجاپن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا "میں اور ملگجے چہرے والی عورت (یعنی جس کے چہرے پر گرد و غبار ہو) قیامت والے دن اس طرح ہونگے (آپؐ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے بتایا۔) (آداب زندگی)

جب محنت تھی امراض نہیں تھے۔ محنت گئی تو امراض آگئے۔ گھر کی محنت سے کنارا کشی دراصل یورپ کا شیوہ ہے۔ لیکن آج وہی یورپ پھر سے گھر کی محنت اور توجہ کی طرف لوٹ رہا ہے۔

حضرت فاطمہؓ کے کام کاج کی وجہ سے (یعنی گھر کے کام) کپڑے میلے رہتے تھے۔ (معمولات نبویؐ)

آرتھر این ولاسٹن (سی - آئی - ای):
(Arther N. Wolleston (C.I.E)

Arther Wollaston (C.I.E) کی مشہور کتاب (Half Hour with Muhammad-PBUH) کے صفحہ نمبر 28 پر یہ بات لکھی ہے کہ اسلامی تعلیمات عورت کو گھر کی زندگی میں مصروف اور محنت کش دیکھنا چاہتی ہے لیکن جب یہی عورت گھر کی آرائش کو اور تعیش میں پڑجاتی ہے۔ پھر وہی عورت بیماریوں میں ایسی مبتلا ہوتی ہے کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور ہسپتال عاجز آجاتے ہیں۔ میری اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رائے یہ ہے کہ عورتوں کو گھر کی سخت محنت اور مشقت کرنی چاہئے۔

(Half Hours with Muhammad-PBUH)

صبح کی سیر اور ورزش
سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Morning walk and exercise Sunnah and Modern Science)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ (معمولات نبویؐ- آداب زندگی)

یہی معمولات صحابہ کرامؓ کے بھی تھے۔ کتب احادیث میں اور تاریخ کے مطالعہ سے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ صحابہ کرام کبھی کبھار سبزے اور باغات کی سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ زندگی مسلسل ورزش ہی تھی۔ خندق کھودنا' جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا' غریبوں کی مدد کرنا' پانی کے ڈول کھینچنا' مٹی کے مکان تعمیر کرنا' گھر کے کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا وغیرہ وہ کام تھے جو مسلمانوں کی زندگی میں ورزش کا کام کرتے تھے۔ مزید یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے کشتی اور تیراکی جیسی ورزش میں بھی حصہ لیا ہے۔

گٹھیا کے مریض کی کہانی:
(Story of patient of Rheumatismic)

سولھویں صدی کی بات ہے' طب جدید کے باوا آدم تھامس سیڈن ہام کے پاس گٹھیا کا ایک مریض آیا۔ ڈاکٹر سیڈن ہام نے ہرچند اس کا علاج کیا' دوائیں بدلیں اور ممکنہ تدابیر اختیار کیں' مگر شفا ہونا تھی نہ ہوئی۔ آخر ڈاکٹر موصوف نے اس مریض کو لندن سے سو میل دور ایک ایسے ڈاکٹر کے پاس جانے کو کہا جو گٹھیا کا دنیا میں سب سے بڑا معالج شمار ہوتا تھا۔ مریض نے جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس قصبے تک جانے کے لئے گھوڑے کی سواری کے علاوہ کوئی سواری مہیا نہیں

ہو سکتی۔ جب مریض سفر کی تکلیف برداشت کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی ڈاکٹر وہاں نہیں پایا جاتا جو ڈاکٹر سیڈن ہام نے بتایا تھا۔ چنانچہ مریض بے نیل مرام ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: "کس جنگل میں آپ نے مجھے بھیج دیا تھا؟ وہاں تو کوئی ڈاکٹر کا نام بھی نہیں جانتا!"

سیڈن ہام نے جواب دینے کے بجائے سوال کر دیا:

"تمہاری گٹھیا کا کیا حال ہے؟"

مریض نے کہا: "کیسی گٹھیا؟"

گھوڑے کی پیٹھ پر دو سو میل کے سفر نے اس مریض کو جسمانی طور پہ اتنا متحرک کر دیا تھا کہ جسمانی حرکات سے جو پسینہ جسم سے خارج ہوا' جو آکسیجن مختلف اعضا میں پہنچی' جو ہارمون اس کے غدودوں نے بنائے' سب نے مل کر مرض کی علامات کو رفع کر دیا۔

ایک حکیم سے کسی نے پوچھا: "گٹھیا کا کیا علاج ہے؟" حکیم نے کہا: "دن بھر میں دو روپے خرچ کرو اور اتنا کماؤ!" مطلب یہ تھا کہ محنت و مشقت زیادہ سے زیادہ کرو۔

ہوا خوری کے فائدے: (Advantages of Morning walk)

ہوا خوری اور چہل قدمی سے آپ کو کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ آپ کا دوران خون بڑھتا ہے' آپ کے جسم کے ہر حصے میں آکسیجن پہنچتی ہے' آپ کی طاقت و ہمت میں اضافہ ہوتا ہے' آپ کا دماغ تازہ اور آپ کی قوت فکر بڑھتی ہے' ذہن کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے' لیکن ان سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ٹہلنے سے مختلف غدود ہارمون پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر حالت استراحت میں غدۂ کلاہ گردہ کم و بیش ست ہوتا ہے' لیکن دس منٹ کی جسمانی حرکات یا ورزش سے یہ غدۂ کارٹی زون پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جو لوگ دن بھر بیٹھے رہتے ہیں یا جب کہیں جانے کی ضرورت ہو تو سواری میں جاتے ہیں'

Scanned with CamScanner

ان کا غدۂ کلاہ گردہ عملی طور پر کارٹی زون قطعاً" نہیں بناتا۔ اس کمی کے نتیجے میں وجع مفاصل کی شکایت پیدا ہوسکتی ہے، جس کے لئے معالج، کارٹی زون تجویز کرتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک مصنوعی چیز ہوتی ہے اور آپ کے جسم میں تیار شدہ کارٹی زون کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس طرح بہت سے ضمنی اثرات پیدا ہوتے ہیں، جیسے جسم کے استخوانی ڈھانچے کا نرم ہو جانا اور ذرا سے گر پڑنے سے ہڈی ٹوٹ جانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کو دماغی عارضہ بھی لاحق ہوجاتا ہے۔ تو کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ آپ خود اپنے غدۂ کلاہ گردہ کو کام کرنے اور کارٹی زون پیدا کرنے کا موقع دیں؟

اسی طرح دوسرے غدود کا معاملہ بھی ہے! ان کو سرگرم کار ہونے کے لئے تحریک کی ضرورت ہے۔ غدۂ نخامیہ، غدہ قدامیہ، بلبہ اور غدۂ درقیہ سب کو ورزش کے ذریعہ سے مستعد رکھنا چاہئے۔ بعض لوگوں کے غدۂ قدامیہ میں تکلیف ہوجاتی ہے اور وہ جراحی کا شکار بنتے ہیں۔ اس کے اور اسباب بھی ہیں، لیکن ان میں جسمانی ورزش کی کمی اہم ہے۔

ورزش کے خیال سے پابندی کے ساتھ ٹہلنا خون کے دباؤ کو غیر ضروری طور پر بڑھنے سے روکنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ نبض کی رفتار کو بھی معمول سے زیادہ نہیں ہونے دیتا۔ حسن اتفاق ہے جانس ہاپکنز یونیورسٹی کے ڈاکٹر رے منڈپرل آنجہانی نے ان ہزاروں آدمیوں کی نبض کا ریکارڈ رکھا۔ ڈاکٹر پرل کے اس ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبض کی رفتار جتنی تیز ہوگی، زندگی اتنی ہی مختصر ہو جائے گی۔ یہ بالکل دو اور دو چار والی بات ہے۔ اگر گھڑی تیز چلے گی تو اس کی چابی جلد ختم ہو جائے گی۔ دل ایک پمپ ہے اور نبض کی ہر حرکت کا مطلب ہے کہ پمپ کا ایک پورا عمل۔ پمپ، جو ایک خاص رفتار سے حرکت کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر بہت تیزی سے چلنے لگے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ اموات کے اعداد و شمار میں اس کا جواب ملے گا۔

ورزش کے لئے ہوا خوری اور چہل قدمی کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ یہ خون میں کولیسٹرول کو بڑھنے نہیں دیتی بلکہ اس میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ شریانوں

کو درست رکھنے کے لئے بھی ٹہلنا بہترین علاج ہے۔ ٹہلنے سے جسم کی تمام بافتوں (نسیجوں) میں لچک پیدا ہوتی ہے، عضلات کو تقویت ملتی ہے اور جوڑوں کی سختی کم ہوجاتی ہے۔ اس سے جسم کے تمام وظائف جو سہل انگاری کی وجہ سے کم رفتار ہوجاتے ہیں، از سرنو مستعدی سے انجام پانے لگتے ہیں۔

ورزش کا کام: (Purpose of Exercise)

ورزش کا ایک کام پسینہ لانا ہے۔ بہت سے زہریلے مادے، کیمیائی غذاؤں اور سمی فضا سے انسانی جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ پسینے کے ذریعہ سے یہ زہر جسم سے خارج ہوجاتا ہے۔ اگر آپ کا پسینہ اس زہر کو باہر نہ نکال پھینکے اور آپ بے پروائی سے بیٹھے رہیں تو نظام جسم میں زہر جمع ہوتا رہے اور یہ بیماریوں کی اماج گاہ بن جائے۔ ہوسکتا ہے ان امراض میں سرطان بھی شامل ہو۔ یقیناً" ایک مجہول زندگی سرطان کا سبب بن سکتی ہے۔

75 سالہ شخص کی کہانی:
(Story of Seventy five year old man)

بعض پیشوں میں ہاتھوں کو زیادہ کام لانا اور پھرتی سے حرکت دینی پڑتی ہے۔ ایک 75 سالہ شخص کو دیکھا گیا جو دفتروں میں کھڑکی، دروازوں کے شیشوں وغیرہ کی صفائی کیا کرتا تھا۔ جب اس سے سوال کیا گیا کہ تمہارے دل کی کیا حالت ہے؟ تو اس نے کہا، کیسا دل؟ گویا اس کے نزدیک یہ سوال ہی غیر ضروری تھا، کیوں کہ اس کو دل کی کوئی شکایت نہ تھی۔ اس شخص نے 30 - 40 سال تک اپنے ہاتھوں کو پھرتی اور مستعدی کے ساتھ شیشوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا تھا اور غالباً" وہ جان گیا تھا کہ ہاتھوں کو حرکت دینا دل کی بافتوں اور پھیپھڑوں پر صحت بخش اثر ڈالتا ہے۔ اس پورے عرصے میں اس کے کام نے اس کو بھرپور سانس

Scanned with CamScanner

لینے اور آکسیجن کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کا عادی بنا دیا تھا۔ یہ طریقہ درازی عمر کا ایک حیرت انگیز ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بڑھئی کا کام بھی زیادہ تر ہاتھ کا ہے۔ وہ کیلیں ٹھونکنے اور آرا چلانے کے لئے اپنے ہاتھوں کو ہی حرکت دیتا ہے' لیکن وہ زیادہ پھرتیلا نہیں ہوتا اور نہ ہاتھوں کو اتنی دور پھیلاتا ہے' جتنی دور کہ آرکسٹرا بجانے والے اور شیشے صاف کرنے والے۔ اس میں شبہ نہیں کہ زیادہ عرصے جینے میں کسرت اور حرکت دونوں اہم عوامل ہیں۔

ریلوے ملازم کی کہانی: (Story of Railway servant)

ایک آدمی ریلوے کے محکمے میں ملازم تھا۔ چالیس سال تک اس کا یہ کام تھا کہ ریل کی پٹڑی کے نقائص چیک کرتا۔ چند سال ہوئے وہ سبک دوش ہو گیا اور اطمینان کا سانس لیا کہ اب میں مکمل آرام کروں گا۔ چنانچہ وہ دن بھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا۔ اس کی صحت اچھی تھی' مگر ایک سال کی بے کاری میں ہی وہ سست ہو گیا اور دائمی آرام کی منزل کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کو دل کی شکایت ہو گئی اور حالت استراحت میں اس کے قلب نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ بے عملی اس کو کھا گئی۔

پہلوانوں کی مشکل: (Problem of Whestrer)

پیشہ ور پہلوانوں کو بھی یہی مشکل پیش آتی ہے۔ جب تک وہ ریاض میں مصروف رہتے ہیں' تندرست رہتے ہیں' لیکن لنگر لنگوٹ کھولنے کے بعد وہ تن دہی چھوڑ کر کاہل بن جاتے ہیں تو ان کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ ریکارڈ بتاتا ہے کہ جو پہلوان آخر تک محنت کرتے رہے وہ پکی عمر تک جیئے۔ ورزش سے پہلوانوں کی عمر کم نہیں ہوتی بلکہ آخری عمر کی کاہلی ان کی زندگی کو مختصر کر دیتی ہے۔ جو لوگ فلیٹ میں یا مکان کی بالائی منزل میں رہتے ہیں ان کے لئے اوپر چڑھنا اترنا بھی ایک

ورزش ہے۔ سیڑھیوں سے چڑھنا اترنا یا پہاڑوں یا ٹیلوں پر چلنا پھرنا' ہموار زمین پر چلنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ اعضائے جسم کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس لئے بالائی منزلوں پر رہنے والوں کو اترنے چڑھنے کو مصیبت نہیں سمجھنا چاہئے اور ورزش سمجھ کر فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ورزش کی افادیت: (Importance of Exercise)

ورزش کی ضرورت و افادیت کسی شرح و بسط کی محتاج نہیں ہے۔ جوانوں' بوڑھوں' مردوں' عورتوں' صحت مند لوگوں اور غیر صحت مند لوگوں سب کو ورزش ہے جو ہر ایک کے لئے مناسب ہو سکتی ہے۔ دماغی کام کرنے والے لوگوں کا خاص طور پر ورزش کی ضرورت ہے۔ صبح کے وقت کی چہل قدمی اور کھلی ہوا میں تیز چلنا ان کے دماغ کو صاف' تازہ اور بیدار کرنے میں بڑا معاون ہوتا ہے۔

(ہیلتھ اینڈ نیو جنریشن)

مسلمان میت ۔ سنت نبویؐ
کافر میت اور جدید سائنس

(Muslim dead body - Sunnah)
(Orthodox body and Modern Science)

اسلامی اصولوں میں سادگی۔ آسانی اور سہولت پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ہے بلکہ مہد سے لحد تک اسلام مسلمانوں کو آسانی ہی آسانی دیتا ہے جس سے ہر امیرو غریب مستفید ہو سکتا ہے۔

بالکل یہی عالم مسلمان اور کافر میت کا ہے۔ جب مسلمان فوت ہوتا ہے تو بالکل سستا انتظام یہی ہوتا ہے کہ ایک عام سادہ سے کپڑے میں کفن دے کر بالکل سادہ قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس یورپی زندگی میں جہاں جینا عذاب ہے وہاں مرنا بھی عذاب اور مسلسل تکلیف سے کم نہیں۔ اس ضمن میں ایک سیاح اور سکالر کے تجربات ملاحظہ فرمائیں۔

"جب سے مہنگائی کا منہ زور گھوڑا سرپٹ دوڑنے لگا ہے یورپ میں مرنا بھی مہنگا ہوگیا ہے اس مہنگائی کا عالم یہ ہے کہ جب تک پادری اپنی مکمل رسومات ادا نہ کرے اس وقت تک میت کو دفنانا عذاب سے کم نہیں۔

(پروفیسر بلیک آفر گزٹ)

یورپی میت کی اقسام:
(Kinds of Euoropean's dead bodies)

میت کو تھری پیس اعلیٰ قسم کا لباس پہنایا جاتا ہے لاجواب ٹائی لگائی جاتی ہے ایک بہترین صندوق میں ڈال کر اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ اس دفن میں و یلفیر ادارے کا نہلانے' گھر سے لے کر جانے اور قبرستان تک لے جانے' لباس اور

پرفیوم لگانے' صندوق بنوا کر اس میں رکھنے کا بل موجود ہوتا ہے یہ ادارہ ہر عمل کا علیحدہ حساب وصول کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جس زمین اور جگہ کو قبر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے وہ زمین بھی قیمتاً لی جاتی ہے اور بعض یورپی ملکوں میں اس کی میعاد ہوتی ہے اگر مقررہ میعاد تک لی گئی زمین کے لئے مزید رقم ادا کر دی جاتی ہے تو قبر محفوظ ورنہ وہاں کسی اور میت کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے۔

ایک اور قسم یورپی مردے کی ایسی ہوتی ہے جو اس سے بھی مہنگی ہوتی ہے اس میں مردے کو تھری پیس سوٹ مہنگی اور اعلیٰ کوالٹی کا پہنایا جاتا ہے جس کی ٹائی سے لے کر صندوق اور تمام لوازمات تک مہنگے اور قیمتی ہوتے ہیں۔

تیسری قسم یورپی مردے کی ایسی کہ اس کو الیکٹرک بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے اور اس راکھ کو پانی میں بہا دیا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں زمین کی کمی' آبادی کی زیادتی اور وقت کی قلت کے پیش نظر اکثر یورپی ممالک میں تقریباً یہی جلانے کا عمل کیا جاتا ہے۔

کچھ انڈیا کا حال: (Some Mentioning of India)

دنیا کے غریب ممالک میں شمار ہونے والے ملک ہندوستان میں رسم و رسوم نے امیر سے لے کر غریب ہندو تک کو جکڑا ہوا ہے۔

مالدار ہندو کی ارتھی:
(Burnning place of wealthy Hindu)

پنڈت جی مہاراج کی حاضری' خالص مکھن کا گھی' (بعض دفعہ پر تکلف بادام روغن کا استعمال کرتے ہیں) صندل کی قیمتی لکڑی' دیگر کھانے پینے کے لوازمات کے ساتھ اس ہندو کو جلایا جاتا ہے۔ اور یوں ایک جسم اختتام پذیر ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

غریب ہندو: (Poor Hindu)

ایسے پنڈت جی کی حاضری جو خود غریب اور لاوارث ہوتا ہے۔ مٹی کا تیل، عام جلانے کی سستی لکڑی اور کچھ کھانے کے لوازمات۔

مفلس نادار ہندو: (Insolent Hindu)

ایسے میں بعض ایسے غریب مفلس اور نادار ہندو بھی ہوتے ہیں جس کے پاس میت کے جلانے اور رسومات کی ادائیگی کے لئے رقم نہیں جن کا ایک وقت کا کھانا بمشکل پورا ہوتا ہے وہ اتنی ہندوانہ رسوم کیسے ادا کر سکتے ہیں ایسے میں کچھ لوگ بطور رسم میت کی انگلی کاٹ کر جلا دی جاتی ہے باقی جسم گنگا دریا کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اس میت کو وصول کرنے کے لئے بعض خطرناک گروہ ہیں جن کا کاروبار ہی صرف اور صرف ایسے لاوارث میت پانی سے نکال کر جلد گوشت جلا کر ہڈیوں کا ڈھانچہ فروخت کرنا ہے۔

(یورپ میرا دیکھا ہوا ہے۔ سید نور خان سدیدی)

قارئین! کیا خیال ہے؟ اسلامی موت جہاں آخرت کی آسانی ہے وہاں دنیا میں بھی آسانی اور راحت ہے۔

اسلامی اجتماعی خانگی تعلقات
سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Combined Islamic Family Relations Sunnah and Modern Science)

رشتہ کو نہ توڑے بلکہ ملائے رکھے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

جو شخص رشتہ توڑے اس سے بھی رشتہ نہ توڑے، رشتہ توڑنے والے سے رشتہ کو ملائے رکھنا ہی در حقیقت رشتہ کو ملانا ہے، رشتہ ملانے سے رشتہ ملانا تو محض بدلہ ہے، رشتہ ملانا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری) (منہاج المسلمین)

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا رہے۔ (بنی اسرائیل - القرآن)

اگر رشتہ داروں کو دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو نرمی سے بات کرے (بنی اسرائیل - القرآن)

اگر ورثہ کی تقسیم کے وقت رشتہ دار آجائیں تو ورثہ کے مال میں سے انہیں بھی کچھ دے اور ان سے شیریں کلامی سے بات کرے (النساء - القرآن)

اگر کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار سے جس کے پاس مال ہو کچھ مال طلب کرے اور وہ نہ دے تو قیامت کے دن جہنم سے ایک سانپ نکلے گا جو نہ دینے والے کو گلے میں حسل طوق کے لٹک جائے گا (طبرانی - منہاج المسلمین)

Scanned with CamScanner

زندگی سے مایوس ہوں تو خاندانی روابط کو بڑھایا جائے (امریکن ہیلتھ سروے رپورٹ)

(You are disappointed from life then you should improve family terms)

ادویات سے زیادہ بیماری سے پہلے والی کیفیت کو سمجھ کر اس پر قابو پانے سے خواتین خود کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف امریکی ہیلتھ سروے میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جب بھی کسی عورت کو بھوک میں کمی اور روز مرہ کی زندگی میں یکسانیت اور مایوسی محسوس ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی بیماری حملہ آور ہونے والی ہے۔ اگر خواتین فوراً ادویات لینے کی بجائے اپنی تبدیل ہونے والی کیفیات کو بگڑنے سے از خود بچالیں تو صحت خراب نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی کیفیات میں بگاڑ محسوس ہو اور زندگی سے ناامیدی پیدا ہو تو خاندانی روابط کو مزید خوشگوار اور نئے سے نئے روابط بنالئے جائیں۔

(پراسیکالوجی کے کرشمات)

وظیفہ زوجیت کی سائنسی تحقیق
صحت بخش ازدواجی تعلقات

(Healthy Married Relationships)

اسلام نے وظیفہ زوجیت کو ثواب بتایا اور اس عمل کے فضائل کتب احادیث میں بکثرت ہیں لیکن شرط اپنی بیوی ہو۔ جدید سائنس کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

انسانی جسم اور دماغ کبھی جدا نہ ہونے والے رشتے میں منسلک ہیں۔ یہ

رشتہ منفی بھی ہو سکتا ہے اور مثبت بھی۔ وظیفہ زوجیت کے دوران یہ تعلق نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور اس عمل کے دوران میں انسانی جسم میں ایسے کیمیائی مرکبات بنتے ہیں کہ وہ قوت مدافعت کے نظام کی صلاحیتوں کو بڑھاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس عمل سے انسان بہت سے بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ منفی احساسات کا مسلسل قائم رہنا' ذہنی تناؤ یا غصہ وغیرہ انسانی جسم کی مختلف نظاموں کو غیر متوازن کر دیتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چلتی مشین میں لوہے کی کوئی ایسی چیز پھینک دی جائے جس سے مشین میں فوراً گڑ بڑ پیدا ہو جائے جو اس کے فعل کو بگاڑ کر رکھ دے۔

نتائج: (Results)

ماہرین تحقیقی مشاہدات کے بعد ان نتائج تک پہنچے ہیں کہ اگر کوئی شخص انتہائی ذہنی تناؤ کا شکار ہوتا ہے تو اس کے بیمار ہونے کے امکانات ایک نارمل آدمی سے چار گنا بڑھ جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسی خواتین میں چھاتی کے کینسر کے امکانات دوگنے ہو جاتے ہیں جن کے خاوند دور ہوتے ہیں یا وہ بیوہ ہوں۔

یہ بات شک و شبہ سے بالا تر ہے کہ ذہنی تناؤ کا ماحول انسان کو جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح نقصان پہنچاتا ہے۔ آج کل یہ مرض ہمارے ماحول میں بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ ہمارے معاشرتی و معاشی ماحول میں تبدیلی ہے۔ بڑوں کا احترام ختم ہوتا جارہا ہے اور نئی نسل پرانی روایات سے روگردانی کر رہی ہے جس سے والدین انتہائی ذہنی دباؤ کے ماحول کی وجہ سے لوگ دل کے امراض میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور یہ ماحول چھاتی میں درد کا باعث بھی بن رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

جذبات جب پایہ تکمیل پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کے جوڑوں کے درد اور رحم کے درد (Cervical Pain) میں کافی افاقہ ہو جاتا ہے' کیوں کہ اس سے درد کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے' لیکن یہ نتیجہ ہر خاتون میں نہیں دیکھا گیا۔
صحت مند وظیفہ زوجیت سے انسان کو جسمانی طور پر پر سکون ہونا چاہیے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب بیوی اور شوہر انتہائی خوشی کے موڈ میں اس عمل کو سرانجام دیں۔

وظیفہ زوجیت کا سائنسی عمل:
(Scientific process of the task of married state)

وظیفہ زوجیت شروع ہوتے ہی اینڈورفین بننا شروع ہوجاتا ہے۔ اس کے بننے میں یہ شرط نہیں ہے کہ جنسی جذبات کی مکمل تسکین ہو۔ وظیفہ زوجیت کے دوران جنسی جذبات کی لہریں درد پیدا کرنے والی لہروں کی جگہ لے لیتی ہیں۔ مکمل جنسی جذبات کی تسکین زیادہ سے زیادہ اینڈورفین بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اینڈورفین انسانی جسم میں یہ سیل کی تعداد بڑھاتی ہے۔ اینڈورفین جسم کے درد کو ختم کرنے کا بہترین کیمیائی مرکب مانا جاتا ہے۔ اینڈورفین اور ٹی خلیئے دونوں قوت مدافعت کے نظام کو خوب سے خوب تر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کینسر اور اسی قسم کے دوسری خلیاتی بیماریوں کے حملے سے آسانی بچ سکتا ہے۔
وظیفہ زوجیت کے باقاعدہ سرانجام دینے سے انسانی جسم میں مفید ہارمون کی مقدار بڑھتی ہے۔ وہ خواتین جن کے ساتھ باقاعدگی سے وظیفہ زوجیت سرانجام دیا جاتا ہے ان کے خون میں ایسٹروجن کی مقدار کافی بڑھ جاتی ہے۔ جن خواتین کے ساتھ وظیفہ زوجیت کم ہوتا ہے یا کبھی کبھی ہوتا ہے ان میں اس ہارمون کی مقدار کم ہوتی ہے۔ یہ ہارمون عورت کو زیادہ دیر تک جوان رکھتا ہے۔ باقاعدگی سے اور زیادہ عمر تک ماہواری آتی رہتی ہے اور دوسری طرف خواتین کی ہڈیوں کو بھی مضبوط کرتا ہے اور ان کے نظام اور دل کے نظام کو بہتر حالت میں رکھتا ہے۔ یہ

مدافعاتی نظام کی تباہی:
(Failure of Humunity system)

مسلسل ذہنی دباؤ اور تناؤ کا ماحول انسان کی قوت مدافعت کے نظام کا تانا بانا بکھیر کر رکھ دیتا ہے اور انسانی جسم مختلف امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ان امراض میں زیادہ تر دل کا درد' السر اور ہائی بلڈ پریشر شامل ہیں۔

وظیفہ زوجیت: (Task of the Married State)

صحت مند وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ اور تناؤ کو کافی حد تک کم کرتا ہے' کیوں کہ اس عمل سے انسانی جسم مکمل آرام کی حالت میں آجاتا ہے۔ ذہنی حالت بہت بہتر ہوجاتی ہے اور قوت مدافعت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔
خاوند اور بیوی کا اپنے سونے کے کمرے میں ہنسی خوشی آنے مسرور ہونے اور ایک دوسرے کی قربت سے فیض یاب ہونے سے انسانی جسم میں ایک کیمیائی عمل شروع ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف قوت مدافعت کا نظام بہتر سے بہتر ہوتا ہے بلکہ بہت سے دوسرے عناصر انسانی صحت پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کیمیائی عمل کے نتیجے میں انسانی جسم میں ایک کیمیائی مرکب جس کو "اینڈورفن" کہتے ہیں' بنتا ہے۔ وظیفہ زوجیت کے دوران دماغ یہ کیمیائی مرکب چھوڑتا ہے۔ اس مرکب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کے تمام دردوں کو ختم کرتا ہے۔ یہ کیمیائی مرکب خون میں مل کر تمام جسم میں گردش کرتا ہے۔ اس سے مرد و زن ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہیں۔ اس کیمیائی مرکب کے اثرات مارفین سے ملتے جلتے ہیں' کیوں کہ مارفین انسان کو ذہنی تناؤ اور دباؤ سے چھٹکارا دلاتی ہے' درد سر کو ختم کرتی ہے اور دوسری جسمانی بے آرامی کا خاتمہ کرتی ہے۔
تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض خواتین کے جنسی

ہارمون عورت کی ذہنی حالت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور ذہنی کیفیت اور سوچ کو بہتر کرتا ہے۔ نیز ذہنی دباؤ اور تناؤ کو روکتا ہے۔ مصنوعی ہارمون کے استعمال سے بہت سی خرابیاں جسم میں پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ان سے گریز کرنا چاہئے اور وہ قدرتی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جن سے یہ ہارمون خواتین میں زیادہ پیدا ہوا۔

اہمیت: (Importance)

مندرجہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی کا ملاپ، ایک دوسرے سے محبت و پیار کا اظہار، مرد و عورت دونوں کو صحت مند رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ وہ مرد جو نوجوانی کے دوران وظیفہ زوجیت باقاعدگی سے سرانجام دیتے ہیں، ان کی جنسی قوت بڑھاپے میں بھی کافی حد تک قائم رہتی ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتے وہ جلد ہی جنسی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ لوہے کا وہ آلہ جسے استعمال نہ کیا جائے اور وہ زنگ آلود ہو کر بے کار ہوجائے، لیکن اگر لوہے کے اس آلے کو باقاعدگی سے استعمال کیا جائے، صاف ستھرا رکھا جائے تو وہ کافی دیر تک کام میں لایا جاسکتا ہے۔

وہ شوہر اور بیوی جو اپنی نوجوانی دونوں عمروں میں جنسی جذبات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں بھی اس نعمت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ وظیفہ زوجیت ایک مسکن عمل ہے، کیوں کہ صحت بخش وظیفہ زوجیت کے بعد دونوں شریک حیات بہترین نیند سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے ہیں تو کسی قسم کی کمزوری یا سستی کا نام و نشان تک نہیں ہوتا جب کہ مصنوعی ادویہ کے استعمال سے آنے والی نیند سے جب انسان بیدار ہوتا ہے تو تھکاوٹ، سستی اور کمزور سے مضمحل ہوتا ہے۔ نیند کا نہ آنا بھی ذہنی تناؤ اور دباؤ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ تناؤ اور دباؤ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ تناؤ سے نجات دلاتا ہے۔ عضلات و اعصاب کے تناؤ کو ختم کر کے ایک بہترین نیند سے سرفراز کرتا ہے۔

صحت بخش وظیفہ زوجیت وہ ہے جس میں دونوں پارٹنر اس عمل کے لئے جسمانی اور ذہنی طور پر تیار ہوں۔ دونوں جسمانی طور پر چاق و چوبند اور ذہنی طور پر مطمئن اور مسرور ہوں۔ ایسے پارٹنر زندگی کے تمام امتحانوں میں فتح یاب ہوتے ہیں۔ وظیفہ زوجیت کے عمل کے بعد جب آپ بیدار ہوں تو غسل کرنے سے طبیعت ہشاش بشاش اور تروتازہ ہوجاتی ہے اور پاکیزگی بھی آجاتی ہے۔

اخلاقی فائدے: (Virtual Benefits)

تحقیقات سے پتا چلا ہے کہ وظیفہ زوجیت ذہنی تناؤ اور دباؤ سے نجات دلاتا ہے۔ قوت مدافعت کو بہتر سے بہتر کرتا ہے اور ظاہری جسمانی خوب صورتی میں اضافہ کرتا ہے، لیکن یہ عمل صرف اور صرف اپنی بیوی کے ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ فوائد پہنچا سکتا ہے کیوں کہ دوسری عورت کے ساتھ ذہن پر کسی قسم کے جرم کا احساس مذہبی طور پر یا اخلاقی طور پر جرم کا احساس، خوف و ڈر وظیفہ زوجیت کے پورے فوائد سے بہرہ ور نہیں کر سکتا۔

عورتوں میں جنسی رجحان کی کمی:
(Lack of Sexual Attitude in woman)

عورتوں میں قدرتی طور پر دو ہارمون ایسٹروجن اور پروجیسٹیرون پائے جاتے ہیں۔ یہ ہارمون خواتین میں ماہواری قائم رکھتے ہیں۔ عورت کے جسم میں ایسٹروجن زیادہ کردار ادا کرتا ہے، لیکن وظیفہ زوجیت کی طرف رجحان کا زیادہ تر انحصار پروجیسٹیرون پر ہے۔ ہمارے ہاں خواتین اپنا زیادہ خیال نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے وہ فولاد، کیلشیم اور میگنیزیم کی کمی کا شکار رہتی ہیں۔ اس وجہ سے ان میں سستی، کاہلی، تھکاوٹ، عضلاتی و اعصابی تناؤ پیدا ہوجاتا ہے۔ حمل کے دوران اور بچے کو دودھ پلانے کے عرصے میں خواتین کو وافر مقدار میں کیلشیم اور فولاد کی

Scanned with CamScanner

ضرورت ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ جست بھی ایک نہایت اہم عنصر ہے۔ ان عناصر کی کمی کی وجہ سے خواتین کو وظیفہ زوجیت کی طرف رحجان کم ہوتا ہے۔

ذہنی کیفیت اور گھر کا ماحول وظیفہ زوجیت کے رحجان کو پیدا کرنے اور ابھانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ بہرحال صحت مند وظیفہ زوجیت کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے خواتین کو ایک موثر کردار ادا کرنا چاہئے۔ خواتین کی خاوند میں عدم دلچسپی اسے غلط راستے کی طرف لے جاسکتی ہے، جس سے گھر کا ماحول تباہ برباد ہوسکتا ہے۔

مرد حضرات گھر سے باہر کام کرنے کے دوران میں مختلف حالات سے گزرتے ہیں اور مختلف حضرات سے ملنے کے بعد کافی ذہنی، عضلاتی اور اعصابی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ جب وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ایک صحت مند ماحول کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اگر ماحول ان کے پسند کے مطابق ہو، بیوی بچے ان میں دلچسپی لیتے ہوں اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وظیفہ زوجیت اچھی طرح سے سرانجام نہ پائے۔

صحت مند وظیفہ زوجیت میں خوشبو بھی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جدید طبی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دار چینی، کافرار تیل جنسی جذبات کو بڑھانے میں موثر ہے۔

مردوں میں جنسی رحجان کی کمی:
(Lack of sexual preference in men)

ہر انسان میں قوت مردمی مختلف ہوتی ہے جس میں غذا نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ منی اور کرم منی کی مقدار کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق منی اور کرم منی میں کمی کی وجہ انسان کے جسم میں جست کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین الف بھی جست کے جزو بدن ہونے اور

جسم کے اندر اس کے کردار کو بہتر کرنے کے لئے موثر ہے۔

ٹیسٹو سٹیرون ہارمون دراصل وظیفہ زوجیت کے رحجان کا بنیادی کردار ہے۔ اس کی کمی مرد میں وظیفہ زوجیت کے رحجان کو کم کردیتی ہے۔ اس کے علاوہ خوراک متوازن نہ ہونے کی وجہ سے یہ رحجان متاثر ہوتا ہے۔ حیاتین (ای) بھی منی اور کرم منی کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ تل، وٹامن ای کا ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ وٹامن اے گاجروں میں بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ ان کا استعمال بطور غذا و دوا مردوں میں وظیفہ زوجیت کے رحجان کو قائم رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ میگنیزیم اور کیلشیم بھی اس عمل کے سرانجام دینے میں کافی بہتر ثابت ہو چکے ہیں۔ اس سے کاہلی، کمزوری اور تھکاوٹ وغیرہ ختم ہوجاتی ہے، جسم چست و چالاک نظر آتا ہے۔ مٹاپے کا رحجان ختم ہوتا ہے۔ اچھی خوراک بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ مغزیات بہترین محرک ہیں۔ تل اور عشبہ کے کیپسول وظیفہ زوجیت کے رحجان کو بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

مرد کی ذہنی کیفیت اور گھر کا ماحول اور شریک حیات کو اپنے آپ کو خوب صورت دکھائی دینے کی کوششوں سے وظیفہ زوجیت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خواتین کو وہ لباس زیب تن کرنا چاہئے جس میں وہ اپنے خاوند کو خوب صورت نظر آئیں۔ اگر خواتین خاوند کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھیں! محبت سے پیش آئیں تو مرد میں وظیفہ زوجیت کو بہتر طور پر سرانجام دینے کی صلاحیتیں بڑھتی ہیں۔ خواتین کی لباس میں عدم دلچسپی اور خاوند کی طرف متوجہ نہ ہونا، یہ عناصر مرد و زن میں وظیفہ زوجیت کے رحجان کو کم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

(کیولری لو اینڈ آئی)

اسلام کے خانگی نظام میں بوڑھے والدین کو جس قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اس کی مثال تمام عالم کے ادیان میں نہیں ملتی۔ بوڑھے والدین پر محبت کی نگاہ اسلامی نقطہ نظر میں حج اور عمرے کے ثواب کے برابر، ان سے آگے نہ چلنا، ان کو جھڑکنا نہیں ان کے لئے دعا مغفرت کرنا حتیٰ کہ ادب و احترام کی آخری علامت جس کو قرآن نے بیان کیا کہ اف تک نہیں کہنا چاہیے لیکن اس

کے برعکس یورپی زندگی نے کیا کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بوڑھی عورتوں کا بڑھاپا: (Oldness of Old Women)

خاندانی نظام کی وجہ سے بوڑھی عورتوں کے نرسنگ ہوم میں داخلے کے امکانات کم ہوتے ہیں بالخصوص جن خواتین کے شوہر یا بیٹے زندہ ہوں۔ ان میں خاندانی نظام کے رشتے خوشگوار بنیادوں پر استوار ہوں وہ خواتین اپنا بڑھاپا زیادہ آسانی سے گزارتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف این آئی ایچ آر رپورٹ میں کیا گیا ہے رپورٹ کے مطابق اس سلسلے میں تین ہزار مردوں اور عورتوں سے انٹرویو لئے گئے اعدادوشمار کے مطابق جو بوڑھی خواتین ایسے رشتہ داروں اور اپنے گھروں میں رہائش پذیر ہیں وہ زیادہ پرسکون ہیں جبکہ نرسنگ ہوم میں رہنے والی خواتین کو تمام تر سہولیات کے باوجود سکون نہیں ملتا اور ان کی زندگی آرام دہ ماحول کے باوجود اذیت میں گزرتی ہے جن بوڑھے لوگوں کی بیگمات ہوتی ہیں وہ بھی نرسنگ ہوم میں رہنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

(اولڈ ہموز - کے - جے جاوید)

بچوں اور بزرگوں کی اکھٹے سیر: (Combined walk of Children and Elders)

بچوں کا بزرگوں کے ساتھ سیاحت کے لئے جانا بچوں اور بزرگوں دونوں کے لئے فائدہ مند ہے یہ بات برطانوی اخبار "انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون" نے اپنی ایک اشاعت میں کہی ہے اخبار کا کہنا ہے کہ بزرگوں کو اپنے پوتوں اور نواسوں کو سیاحت کے لئے ساتھ لے جانے سے بزرگوں اور نئی نسل کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور اس طرح باہمی تناؤ بھی ختم ہوتا ہے اس سلسلے میں ان کو گروپوں

کی شکل میں جانا چاہئے کیونکہ اس طرح بزرگوں اور بچوں کو اپنے ہم عمروں سے ملنے کا موقع بھی میسر رہے گا اور وہ سکون محسوس کریں گے اور بچوں کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا۔

اسلامی زندگی میں ازدواجی تعلقات کو بہت اہمیت حاصل ہے اس میں سختی سے منع بلکہ رواداری، عفو و درگزر اور انصاف سے کام لیا گیا ہے اسلام میں عورت کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونے کی وجہ سے زیادہ سختی سے منع اور مرد کے ادب و احترام کے بارے میں یہاں تک بتایا گیا کہ اگر سجدے کی اجازت ہوتی تو بیوی اپنے خاوند کو کرتی۔ لیکن ان اصولوں کے انحراف یورپی زندگی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ازدواجی تعلقات کی کشیدگی
عورتیں اور بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔
(Misunderstanding of Married life women and childrens are more effected)

ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سے سب سے زیادہ متاثر خواتین اور بچے ہوتے ہیں۔ اس امر کا انکشاف این آئی ایچ آر رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جب والدین لڑائی جھگڑا کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان کے بچے شدید اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد بیوی شدید قسم کے نفسیاتی مسائل میں گھر جاتی ہے۔ ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سب سے پہلے مالی معاملات کی وجہ سے آتی ہے۔ اس کے بعد خاندانی امور سے میاں اور بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے۔ جنوبی ایشیا کے نواح میں مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے بھی ایسے جھگڑے ہوجاتے ہیں جنکی وجہ سے خواتین اور بچے شدید نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(ویکلی سن)

اسلام نے عورت کو گھر کا چراغ اور پردہ داری عطا کی ہے جب یہ عورت

محفل اور دفتر کا چراغ بن جاتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟

اسلامی زندگی میں عورت کو پردہ کی حالت میں جو مقام ملتا ہے اور گھر کی چار دیواری میں جو اہمیت حاصل ہے وہ اور کہیں نہیں۔ اسلامی عورت گھر کی مالکہ ہے بازار کی رونق نہیں۔ جب یہ عورت نمود و نمائش کی طرف لوٹتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ورکنگ ویمن ماحولیاتی آلودگی اور ذہنی تناؤ:
(Working women,Environmental Pollution and Tention Mental)

گھریلو نوعیت کے کاموں میں زندگی بسر کرنے والی خواتین کو مہلک امراض زیادہ متاثر نہیں کرتے کیونکہ وہ گھر سے باہر رہنے والی خواتین کی نسبت خود کو زیادہ صاف ستھرا رکھتی ہیں اور خوراک کا توازن بگڑنے نہیں دیتیں۔ اس امر کا انکشاف امریکن ویمن سنڈی کی حالیہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق گھریلو نوعیت کے کاموں میں معروف رہنے والی خواتین پر ماحولیاتی آلودگی کے اثرات بھی بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ ورکنگ خواتین کو سب سے زیادہ ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اعصاب بعض اوقات جواب دے جاتے ہیں اور وہ اتنے شدید تناؤ میں آجاتی ہیں کہ انہیں ملازمتوں سے استعفیٰ دینا پڑتا ہے یا ادارے ان سے مزید خدمات لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

(امریکن ویمن ہسٹری رپورٹ)

ورکنگ ویمن - مسائل کا گھر:
(Working Women - House of Problems)

بچے کی پیدائش کے دوران ماؤں کی شرح اموات ترقی یافتہ ممالک میں بہت زیادہ ہے تیسری دنیا کے ممالک میں دنیا کے 85 فیصد بچے پیدا ہوتے ہیں اور

ایک بھارتی اخبار میں شائع ہونے والی تحقیقی رپورٹ کے مطابق ممتا کے تحفظ کے لئے ترقی پذیر ممالک میں مناسب اقدامات نہیں کئے جا رہے۔ سوشل سیٹ اپ اور غربت کی وجہ سے دنیا بھر میں ہر روز ان گنت مائیں موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں صرف بھارت میں زچگی کے دوران روزانہ اوسطاً" 321 مائیں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں وزارت صحت کی رپورٹ کے مطابق 1950 کے عشرے میں صورتحال انتہائی سنگین تھی جب ہر ہزار میں سے 146 مائیں زچگی کے دوران ہلاک ہوجاتی ہیں۔ 90ء کے ابتدائی برسوں میں یہ تعداد کم ہو کر 74 فی ہزار ہوگئی جو گزشتہ برس تک 4 سے 5 فی ہزار تک کم ہوگئی ہے اس کے باوجود ابھی مزید اقدامات کی ضرورت ہے رپورٹ کے مطابق ورکنگ ویمن جب امید سے ہوں تو انہیں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تھکن کے باعث ہونے والی جسمانی اور ذہنی کمزوری سے انہیں حمل کے دوران تشنج کا خدشہ ہوتا ہے اس سلسلے میں سرکاری محکموں میں زچگی کی چھٹیاں بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والی خواتین اس حوالے سے تکلیف دہ صورتحال سے دوچار ہیں چونکہ خاوند اور بیوی دونوں کام کرتے ہیں اس لئے بچوں کو گھر پر سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ مشترکہ خاندانی سسٹم میں اس حوالے سے کچھ سہولت موجود ہوسکتی ہے بصورت دیگر ماں کے لئے بہت مسئلہ بن جاتا ہے وہ بچوں کو نہ گھر چھوڑ سکتی ہے اور نہ ہی ساتھ آفس لے جاسکتی ہے انہیں چائلڈ ڈے کیئر یا آیا کی خدمات حاصل کرنا پڑتی ہیں لیکن اگر معاشی لحاظ سے وہ یہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تو مسئلہ بن جاتا ہے دیہاتوں اور شہروں میں بچوں اور ماؤں کی دیکھ بھال کے لئے قائم زچہ بچہ سنٹرز اور دوسرے یونٹوں پر کام کرنے والی ماؤں کے لئے خود اپنی اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال مسئلہ بنی رہتی ہے۔ جسمانی مسائل کے علاوہ ذہنی دباؤ کی زندگی اور صحت کے لئے خطرناک ہے وٹامنز اور معدنیات کی کمی سے ماؤں میں خون کی کمی پیدا ہوجاتی ہے ماں میں وٹامن اے کی کمی بچے کی بینائی کو متاثر کرتی ہے۔

(روزنامہ پرتاب بھارت)

Scanned with CamScanner

برطانیہ میں مردوں کے درمیان کام کرنے والی ہزاروں خواتین کے بال تیزی سے گرتے جارہے ہیں اس بات کا انکشاف برطانوی اخبار ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں کیا گیا ہے جس کا اہتمام یونیورسٹی آف پورٹس ماؤتھ نے کیا تھا رپورٹ کے مطابق مردوں کے ساتھ کام کرنے والی کم از کم 30 فیصد خواتین کو بال گرنے کی شکایت ہے تحقیق کے دوران مختلف دفاتر اور کارخانوں میں کام کرنے والی 800 خواتین سے رائے لی گئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ مردوں کے ساتھ مسلسل کام کرنے کے نتیجے میں ان خواتین میں مردانہ ہارمونز کے بارے میں حساسیت بڑھ جاتی ہے ایک ماہر کلیس لائز کے مطابق خواتین کے بدلتے ہوئے ساجی کردار کے باعث اب ایسی خواتین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جن میں مردوں کی علامات و خصائل پیدا ہوتے جارہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق صحافت، طب، وکالت، ہوابازی اور دیگر شعبوں میں مردوں کی شباہت اختیار کر رہی ہیں جن کے سر پر کامیاب کیریئر کی دھن سوار ہے بالعموم یہ خواتین مردوں کی نسبت دگنی محنت کرتی ہیں ڈاکٹر لائز نے بتایا کہ وہ بال گرنے کی شکایت کرنے والی خواتین کا علاج مردانہ ہارمونز کی حساسیت ختم کر کے کرتے ہیں۔

(بحوالہ فارن ہسٹری آف میڈیکل)

ٹچ تھراپی:۔

اسلامی ماں بچوں کو اپنے سینے کا دودھ پلاتی ہے۔ اپنی گود میں اس کی پرورش کرتی ہے۔ محبت اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ اس کو محبت سے بوسے دیتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے اس کی گندگی دھوتی ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے اپنے ہاتھ سے نرم غذا پھر خوراک دیتی ہے یہ تمام اعمال کی وجہ سے بچے کا جسم ماں کا ہاتھ مسلسل چھو رہا ہے۔ یہی چھونا یورپ میں نہیں رہا کیونکہ ڈے کیئر سنٹر جہاں صبح سے شام تک بچے ماں کے علاوہ بلکہ اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ تربیت پاتے ہیں ان کو وہ شفقت اور محبت میسر نہیں ہو سکتی جو مسلمان عورت کے بچے کو میسر ہے۔ جدید سائنس کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

بچوں کے لئے لمس اور محبت کی جو اہمیت ہوتی ہے اس کا مشاہدہ مختلف تجربات سے کیا جاسکتا ہے حیاتیاتی ماہر نفسیات ساؤل شین برگ نے جن کا تعلق ڈیوک یونیورسٹی سے تھا تجربات سے پتہ چلایا کہ چوہوں کے نامولود بچوں کو جب ان کی ماؤں سے الگ کیا گیا تو ان کی نشوونما رک گئی جس کی وجہ یہ تھی کہ مائیں انھیں اپنا لمس مہیا کرتی تھیں اور جب یہ نہیں ملا تو نشوونما کے ہارمونز میں کمی واقع ہو گئی اور پھر جب ان بچوں کو نم برش سے سہلایا گیا جیسے ان کی ماں انھیں چاٹا کرتی تھی تو ان کی ہارمونز کی سطح بڑھ گئی اور نشوونما بھی تیز ہو گئی اس نوع کی تجربات سے علم ہوا کہ ٹچ تھراپی یعنی علاج بذریعہ لمس سے انسانی جسم صحتمند ہوتے ہیں اور وزن بڑھتا ہے نظام ہاضمہ متحرک اور فعال رہتا ہے انسولین جیسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں انسولین کی بلند سطح کے نتیجہ میں خوراک کا انجذاب بہتر ہوتا ہے اور بچے زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں جن نومولود اور شیرخوار بچوں کو مساج کیا جاتا ہے ان میں سٹریس کی سطح کم پائی گئی ہے سٹریس کے ہارمونز قوت مدافعت کے خلیات کو بڑے پیمانہ پر مار دیتا ہے۔

مشرق خصوصاً برصغیر میں صدیوں سے یہ روایت ہے کہ نومولود اور کمسن بچوں کی مالش کی جاتی ہے تقریباً تمام ہی علاقوں میں ماں، دایہ، نانی، دادی وغیرہ یہ کام کرتی ہیں اب صدیوں بعد سائنس نے اس کی افادیت کو تسلیم کیا ہے۔

انٹرنیشنل ایسوسی آف انیفنٹ مساج کی عہدیدار کہتی ہے کہ مجھے یہ جان کر حیرت نہیں ہوئی کہ دماغ پر ہونے والی تحقیق سے لمس کی طاقت ثابت ہوگی کیونکہ جو والدین مجھ سے مساج کی تربیت حاصل کرتے ہیں ان سے مجھے بچوں کے جس ردعمل کا علم ہوتا تھا وہی بطور ثبوت میرے لئے کافی ہے۔

اب دنیا بھر کے ہسپتالوں میں زیر علاج بچوں پر ٹچ تھراپی ضرور آزمائی جاتی ہے اور لمس کے ذریعے ان کا علاج ہوتا ہے مغرب میں والدین باقاعدگی کے ساتھ اپنے بچوں کا مساج کرنے لگے ہیں۔ روایتی معاشروں کی اس روایت کو سمجھنے میں سائنس نے سات 700 برس لگادیئے۔

(بحوالہ چائلڈ کیئر فار یونیورسل)

Scanned with CamScanner

حمل کے دوران ماں کی ذہنی حالت:
(Mental Condition of a Mother during Pregnancy)

انسانی دماغ کی صلاحیتوں کا تعین بچے کے پیدائش سے پہلے ہوجاتا ہے امریکی ڈاکٹروں کی تازہ ترین ریسرچ کے مطابق رحم مادر میں دماغ اس وقت بننا شروع ہوجاتا ہے جب حمل کو صرف دس ہفتے گزرے ہوں اس وقت دماغ کی تشکیل کے لئے جو نقشہ بنتا ہے وہ زندگی کے آخری دنوں تک سیکھنے کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے اس تحقیق سے یہ تاثر غلط ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی دماغ پیدائش کے بعد ایک ایسا گول پتھر ہوتا ہے جسے قدرت حالات اور تجربات کے ساتھ کوئی شکل دے دیتی ہے تجربہ کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ رحم مادر میں بچے کی تشکیل کے دوران جب حمل کے دس ہفتے بعد دماغ بننے کا عمل شروع ہوتا ہے تو ان دنوں ماں کی ذہنی حالت اور خوراک بہت اثر انداز ہوتی ہے کہ وہ کیا کھاتی ہے اور کس حد تک پریشان یا خوش و خرم رہتی ہے اس لئے اس پیریڈ میں ماؤں کو پریشانیوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنی خوراک کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ پیدائش کے بعد کے ابتدائی دس برس بھی دماغی صلاحیتوں کی نشوونما کے حوالے سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں' پیدائش کے بعد بچے کے ذہن میں کروڑوں نئے کنکشن تشکیل پاتے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کا استعمال ممکن بنایا جائے۔ دماغی ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانی ذہن کی نشوونما دس برس کی عمر میں اپنے عروج پر ہوتی ہے ۔ابتدائی برسوں میں اگر بچے کو تحریک دینے والا ماحول فراہم نہ کیا جائے تو بھی اس کی دماغی حالت متاثر ہوگی۔ محققین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ جو بچے پیدائش کے بعد ابتدائی برسوں میں اپنے والدین کی براہ راست پرورش سے محروم رہیں ان کے دماغ کی ترقی 20 سے 30 فیصد تک متاثر ہوتی ہے۔ زبان سیکھنے کا وقت پیدائش کے وقت سے لے کر 3 برس کی عمر تک کو ہوتا ہے ریاضی اور متعلق چار برس تک موسیقی تین سے دس برس تک۔ اگر آپ

بچے کو دوسری زبان سکھانا چاہتے ہیں تو بچے کو اس نئی زبان سے دس برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے متعارف کروا دینا چاہئے۔

(امریکن ویمن ہسٹری رپورٹ)

اسلام سن بلوغت کے بعد شادی کو لازم قرار دیتا ہے بلکہ اسے سنت اور بعض مواقع پر واجب قرار دیا لیکن یورپ کی ناکام شادیاں یورپین افراد کو شادی کے بغیر حرام کاری پر مجبور کر رہی ہیں۔

اسلام کتنا عظیم مذہب ہے کہ اس نے مسلمانوں کو شادی جیسے لازوال علاج کی طرف مائل اور راغب کیا۔

شادی شدہ لوگوں کا صحتمند ہونا:
(Sound health of Married people)

اگر آپ صحت مند رہنا چاہتے ہیں تو شادی کرلیں امریکی ڈاکٹروں کی تازہ ترین تحقیق کے مطابق کنواروں کے مقابلے میں شادی شدہ لوگ زیادہ صحت مند رہتے ہیں ریسرچ کے مطابق شادی شدہ لوگوں میں نشے کی طرف راغب ہونے کا کم رجحان ہے اور اپنی غذا کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں ان کا ساتھی دونوں معاملات میں اس کی مدد کرتا ہے باقاعدگی سے ورزش کرتے ہیں اس سلسلے میں 19 ہزار افراد پر ریسرچ کی گئی تو پتہ چلا کہ شادی شدہ افراد دمہ سے لے کر سر درد تک تقریباً" تمام بیماریوں کا کنواروں کے مقابلے کم شکار ہوتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ)

شادی شادمانی ہے تو عمر لمبی ہوگی:
(if Marriage is mettiment then life will be long)

برٹش میرج ون پلس ون نے یورپ اور امریکہ میں ریسرچ کے بعد اس

بات کا انکشاف کیا ہے کہ شادی شدہ لوگ زیادہ دیر تک زندہ رہتے ہیں اور ان کی صحت بھی اچھی ہوتی ہے اور ان پر ذہنی اور جسمانی بیماریاں بھی کم اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان میں ڈیپریشن بھی کم ہوتا ہے اور وہ مالی طور پر مستحکم ہوتے ہیں۔ برعکس ان لوگوں کے جو کنوارے، رنڈوے اور طلاق یافتہ ہوتے ہیں۔ اسی سلسلے میں یورپ اور امریکہ میں کی گئی حالیہ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی کی ناکامی متعدد جسمانی اور ذہنی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں فائنا ایم سی السٹر کا کہنا ہے کہ صرف برطانیہ میں 3,64,000 بالغ حضرات ہر سال طلاق سے متاثر ہوتے ہیں اور تقریباً 150,000 بچے جو کہ غیر شادی شدہ جوڑوں کے تعلقات کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں ازدواجی تعلقات میں اونچ نیچ کے سبب عملی زندگی میں اکثر و بیشتر ناکام رہتے ہیں۔

شادی مندرجہ ذیل حفاظتی اثرات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے نمبر1 خوشگوار ازدواجی زندگی روزمرہ کی پریشانیوں اور تفکرات کے درمیان ایک ڈھال کا کام دیتی ہے۔ نمبر2 شادی شدہ لوگوں کی صحت عموماً غیر شادی شدہ لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔ نمبر3 شادی بعض برائیوں مثلاً شراب نوشی ناجائز تعلقات سگریٹ نوشی وغیرہ سے بھی بچاتی ہے۔

ایم سی السٹر کا کہنا ہے کہ شراکت کی ناکامی جسمانی بیماریوں کے علاوہ ذہنی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بھی بنتی ہے۔ تحقیقی رپورٹ کے مطابق 1973ء میں برطانیہ کے ذہنی امراض کے ہسپتال میں تقریباً 1,00,000 افراد میں سے 257 شادی شدہ مرد ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہوئے جبکہ اس کے برعکس 663 غیر شادی شدہ، 752 رنڈوے اور 1,596 مطلقہ افراد ہسپتال میں علاج کی غرض سے داخل ہوئے جبکہ عورتوں میں 433 شادی شدہ 623 غیر شادی شدہ 620 رنڈوی اور 1,596 مطلقہ عورتیں علاج کی غرض سے داخل ہوئیں۔ تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ غیر شادی شدہ افراد میں دل کی بیماریوں کی وجہ سے شرح اموات شادی شدہ افراد کی نسبت بہت زیادہ ہے نیز غیر شادی شدہ افراد کینسر، خودکشی اور دیگر جان لیوا امراض میں شادی شدہ افراد کی نسبت زیادہ مبتلا

ہوتے ہیں رپورٹ مزید بتاتی ہے کہ طلاق سے بچوں کی نفسیات پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اکثریتی کیسوں میں ان کی شخصیت کا شیرازہ مکمل طور پر بکھر جاتا ہے۔ رپورٹ کے آخر میں فائنا ایم سے السٹر کہتی ہے کہ ہمیں شادی کی ناکامی کی وجوہات پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور روزمرہ ازدواجی مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کرنا ہی پائیدار ازدواجی زندگی کی علامت ہے؟

(برٹش میرج ون پلس)

فریج کے ذریعے بچوں کا قتل:۔

اسلامی زندگی بچوں کے قتل کے بالکل خلاف اور برعکس ہے لیکن جہالت نے بھوک اور افلاس کے ڈر سے نومولود بچوں کے مختلف انداز سے قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ نومولود بچے کو فریج میں رکھ کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسلامی رو سے حرام اور قتل ہے۔ اسلام کتنا پاکیزہ اور عظیم مذہب ہے۔

نومولود بچوں کا قتل: (Murder of Infant born baby)

دنیا میں آج بھی حوا کی بیٹیوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس میں سے سب سے بھیانک تصویر ہمیں بھارت میں ملتی ہے جہاں پر غریبی اور بھوک کے ڈر سے والدین اپنی بچیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ برطانوی جریدے "ٹائمز" کے مطابق بھارت کی دو ریاستوں تامل ناڈو اور بہار میں نومولود بچیوں کو افلاس اور جہیز کے خوف سے بے رحم طریقے سے قتل کیا جاتا ہے باپ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قریبی جنگل میں لے جا کر انہیں ایک زہریلے پودے کا رس پلا کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ کچھ باپ اپنی بچیوں کو ایسے تنگ برتنوں میں ڈال کر دور چھوڑ آتے ہیں کہ ان میں سانس گھٹنے سے بچیوں کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ جبکہ بچیوں کو دیوار کے ساتھ پٹخ کر بھی موت کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ تاہم غریب گھرانوں میں پیدا

ہونے والی پہلی لڑکی کو زندہ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ گھر کام کاج میں ماں کا ہاتھ بٹا سکے۔ برازیل میں بھی لڑکیوں کی حالت کچھ اسی طرح ہے اور وہاں لڑکیوں کو غربت کی وجہ سے جسم فروشی جیسے قابل نفرت پیشے کو اپناتا پڑتا ہے۔ غریبی کی وجہ سے یہ بچیاں چھوٹی عمر میں ہی گھروں سے بھاگ جاتی ہیں اور جرائم پیشہ افراد کے ساتھ مل کر چھوٹی موٹی وارداتیں کرتی ہیں اور بالغ ہونے پر یہی جرائم پیشہ افراد ان لڑکیوں کو جسم فروشی کے کام پر لگا دیتے ہیں اور اس کام کے لئے برازیل کا ایک شہر "ریسفے" بہت بدنام ہے جہاں ہزاروں قحبہ خانے ہیں۔ تاہم اب برازیل میں ان مصیبت زدہ لڑکیوں کی امداد کے لئے ایک ادارہ "کاسالاپا ساجم" بنا ہے جس کو ایک خاتون وکیل "ریتا ویسنکو نیلوس" نے بنایا ہے جس میں ان عورتوں اور ان کے بچوں کو رہائش فراہم کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں ان عورتوں کو فنی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ٹائمز)

مکمل اور سالم پھل کا استعمال

سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس

(Use of full and complete fruit Sunnah and Modern Science)

اسلام پوری دنیا میں غالب ہوا۔ اور مسلمان حجاز مقدس سے پورے عالم میں پہنچے۔ اس کی طاقت اور قوت مثال ہے۔ مرحب والئی خیبر کا یہ کہنا کہ میں اتنی اور اتنی ڈھیروں طاقت کی غذائیں ایک وقت میں کھاتا ہوں۔ اور اس کے مقابلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جواب کہ میں جو کی روٹی سے اپنا پیٹ بھرتا ہوں۔

جدید سائنس نے اسلامی غذاؤں کا غائر تجزیہ اور تحقیق کی ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اور آپؐ کے جانشین تمام ایسی غذائیں استعمال کرتے تھے جو اپنی فطری حالت اور کیفیت پر ہوتی تھیں۔ وہ پھل استعمال کرتے تو اس کو جوس یا کسی مصنوعی شکل (Product) میں نہیں۔ بلکہ ان کا پینا اصل اور فطری اور ان کا کھانا بھی فطرت کی پیکنگ میں تھا۔

لہٰذا آج سائنسی رجحانات، تحقیقات اور انکشافات اس بات کی کھلی صداقت کا بین ثبوت ہیں کہ غذاؤں کو ان کی اصلی اور حقیقی شکل میں استعمال کیا جائے اور اگر آپ ان کے اندر موجود وٹامن اور فوائد سے بھرپور استفادہ چاہتے ہیں تو کبھی بھی ان کو کسی مصنوعی، غیر فطری شکل میں قطعی استعمال نہ کیا جائے۔

آیئے سائنسی اور جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ریشہ، کتنی حقیقت، کتنا فسانہ:

(Fiber, Reality or Imagination)

ایک وقت تھا کہ مغربی ملکوں میں گھاس پھوس کی طرح بھوسی اور چھان کو بھی جانوروں کی غذا سمجھا جاتا تھا، لیکن اب ترقی یافتہ دنیا میں لوگ بڑے اہتمام

سے اسے حلق سے نیچے اتار رہے ہیں۔

یہ 1970ء کی بات ہے کہ جب ایک معالج' ڈاکٹر ڈینس برکت نے بتایا کہ دنیا کی جو قومیں زیادہ مقدار میں ریشہ کھاتی ہیں' سرطان قولون اور مقعد سے زیادہ محفوظ رہتی ہیں۔ اسی طرح ریشے کا استعمال انہیں آنتوں کے امراض' بواسیر ہیپاٹائٹس' ہرنیا' اپنڈی سائٹس' دوالی وریدوں (ویری کوزو ینز) پتے کی پتھری اور قلب کی تکالیف سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

مغربی دنیا میں یہی بات ڈاکٹر جان ہاروے کیلاگ نے 1920ء میں بڑے زور و شور سے کہی تھی بلکہ اس نام کی ریشے والی بہت سی ڈبہ بند غذائیں تیار ہونے لگی تھیں۔ یہ غذائیں آج بھی تیار ہو کر فروخت ہوتی ہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ریشہ دار غذاؤں کے استعمال سے امریکی اپنی آنتوں کی صحت ٹھیک رکھ سکتے ہیں۔

ریشہ کیا ہے؟ (What is Fibre)

تاریخ طب کھنگالیے تو اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم طبوں میں اسے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ جڑی بوٹیوں کے سفوف سے تیار ہونے والے معجون اور جوارش بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر تیار کئے جاتے تھے۔ معجون کی دوائیں جوارش کے مقابلے میں زیادہ باریک پیسی جاتی تھیں تو جوارش کی دوائیں ذرا موٹی ہوتی تھیں تاکہ یہ معدے سے جلد نکل کر آنتوں میں پہنچیں اور اپنے چوبی ریشے سے ان کا فعل تیز کریں۔ اصولی دوا سازی میں آج بھی یہ فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ گویا دور قدیم سے انسانی غذا میں ریشے کی اہمیت مسلمہ چلی آرہی تھی۔

غذائی ریشے سے مراد غذا کے وہ اجزاء ہیں جو انسانی نظام ہضم کے خامرات (انزائم) اور ہاضم رطوبات سے متاثر نہیں ہوتے یعنی گلتے گھلتے نہیں ہیں۔ یہ نباتاتی ریشے جو دراصل پودے کے خلیات کی دیواریں ہوتی ہیں' معدے اور آنتوں میں سے گزر کر بھی حل نہیں ہوتے۔ اب نباتاتی ریشے کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں:

1- وہ جو پانی میں گھل کر یا حل ہوسکتے ہیں۔ مثلاً" پھلوں کا گودا' پیکٹین' گوند وغیرہ۔

2- پانی میں حل نہ ہونے والے ریشے۔ مثلاً" خلوی ریشے (سیلولوس) چوبی مادہ (لگنین) اور نیم خلوی مادہ۔

غذائی ریشے کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دانتوں اور معدے سے لے کر بڑی آنت تک ہضم ہوئے بغیر گزر جاتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ بڑی آنت یا قولون میں پہنچنے کے بعد آنتوں کے بیکٹیریا کی وجہ سے اس میں سے نصف ریشے میں خمیر پیدا ہو کر گیس یا ریاح بنتی ہے۔

ریشے کی خصوصیات: (Qualities of Fibre)

ریشے کی چونکہ کئی قسمیں ہیں اس لئے ان میں سے ہر ایک کی خصوصیات بھی مختلف ہوتی ہیں' اس لئے کسی ایک قسم کے غذائی ریشے کے استعمال سے تمام فائدے حاصل نہیں ہوسکتے۔

ملین اثر: (Constipation)

یہ بات صدیوں کے تجربات سے ثابت ہے کہ ریشے میں قبض دور کرنے کی تاثیر ہوتی ہے۔ ریشے بڑی عمدگی سے آنتوں کی کارکردگی کو بہتر رکھتے ہیں۔ ریشے اپنے سے کئی گنا زیادہ پانی جذب کر کے بڑی آنت کو گیلے کپڑے کی طرح نرم اور گیلا رکھ کر اجابت کو سخت نہیں ہونے دیتے۔ ان سے فضلے کا حجم زیادہ اور نرم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ آسانی کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

ریشے کی وجہ سے غذا کے آنت سے گزرنے کی مدت بھی کم ہو جاتی ہے۔ قبض دور کرنے کے لئے دلیہ' بے چھنے آٹے کی روٹی' بھورے چاول' پھل اور پتے دار سبزیوں کے ریشے بہترین ہوتے ہیں۔

آنتوں کے عارضے: (Diseases of Intestines)

تجربے اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنتوں کے کئی عارضے

اور تکالیف ان پر پڑنے والے بوجھ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ آنتیں جب بار بار فضلہ خارج کرنے کی کوشش کرتی ہیں تو اس سے ان پر بڑا بار پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ان میں بل پڑ جاتے ہیں تو بواسیر کی شکایت بھی ہوجاتی ہے۔

غذائی ریشے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے بڑی آنت میں سرطان لاحق نہیں ہوتا' کیوں کہ ریشے کی وجہ سے فضلہ زیادہ عرصہ اس آنت میں رکتا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ زہریلے مواد اور رطوبات کو سمیٹ کر جلد خارج کر دیتا ہے۔

وزن پر اثر: (Effect on weight)

غذا میں ریشہ جتنا زیادہ ہوتا ہے اس میں حراروں کی تعداد بھی اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ خود ریشے میں حرارے نہیں ہوتے ہیں تو کئی ریشے دار غذاؤں میں حراروں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ ریشے سے پیٹ کے جلد بھرنے کا احساس بھی ہوتا ہے اور یہ پانی بھی زیادہ جذب کر کے خطہ ہضم سے جلد گزر جاتا ہے۔

غذائی ریشے کی وجہ سے چونکہ انھیں چبانے میں زیادہ وقت لگتا ہے' اس وجہ سے بھی کھانا کم کھایا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ دماغ پیٹ بھرجانے کا اشارہ جلد دے دیتا ہے۔

قلب کا مرض: (Heart Problem)

غذائی ریشے سے چونکہ خون میں کولیسٹرول کی سطح کم رہتی ہے' اس طرح قلب کے مرض کا خطرہ بھی کم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں ریشے کی قسم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کولیسٹرول کی سطح پر 90 فی صد سے زیادہ سلولوس والے ریشے کا کوئی اثر نہیں ہوتا' لیکن پانی میں حل پذیر ریشوں مثلاً" پھلوں میں پائے جانے والے ریشے پیکٹن' گوارگم (پھلوں میں پایا جانے والا ریشہ)' جئی اور گاجر کے ریشے سے کولیسٹرول کی سطح میں نمایاں کمی ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی طب میں گاجر اور اس کے مربے کا استعمال صدیوں سے قلب کے لئے ہورہا ہے۔

اس ریشے کی افادیت کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے استعمال سے کولیسٹرول

میں شامل صفراوی تیزابات کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

اس ریشے کی غذا میں موجودگی سے آنتوں میں کولیسٹرول جذب ہونے کی شرح کم اور اخراج کی شرح بڑھ جاتی ہے۔

ذیابیطس: (Diabetes)

ذیابیطس کے جو مریض اپنی غذا میں ریشہ زیادہ شامل کرتے ہیں انہیں انسولین کم مقدار میں لینی پڑتی ہے۔ گویا ریشے کی وجہ سے وہ خون میں شکر کی سطح کم رکھ کر اپنے مرض کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔

اس کی ایک یقینی وجہ یہ ہے کہ جب نشاستہ دار اشیاء ریشے کے ساتھ کھائی جاتی ہیں تو ان سے خون کی شکر کی سطح اتنی نہیں بڑھتی جتنی ریشے کے بغیر کھائی جانے والے کاربوہائڈریٹس (نشاستے دار) سے بڑھتی ہے۔

ریشے کے استعمال کے چند مسائل:
(Few Problems of Fibre use)

ریشے کی مقدار بڑھا دینے سے بھی چند مسائل پیش آتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم مسئلہ پیٹ میں ریاح گیس کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں' یہ مسئلہ بڑی آنت میں ریشے بیکٹیریا کے عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ خاص طور پر ریشے کی مقدار یکایک بڑھا دینے سے پیش آتا ہے' اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس کی مقدار میں رفتہ رفتہ اضافہ کیا جائے۔

ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ ریشے کی وجہ سے آنتیں بعض اہم غذائی اجزاء مثلاً" کیلشیم' جست' فولاد' میگنیزیم فاسفورس' تانبا اور حیاتین ب صحیح طور پر جذب نہیں کر پاتیں۔ ان اجزا کی قلت سے خاص طور پر نقص تغذیہ میں مبتلا افراد زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

ریشے کی مقدار: (Quantity of Fibre)

آنتوں کے فعل کو چست رکھنے کے لئے روزانہ 25 سے 50 گرام ریشے

کی مقدار بہت مناسب ہوتی ہے۔

اضافہ کیسے ؟ (How to Inerease)

ریشے سے فوائد حاصل کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ غذا میں چکنائی اور شکر کی مقدار کم کر کے ریشے دار غذاؤں کو ان کی جگہ دی جائے اور صرف مجبوری کی صورت میں بازار میں ملنے والا ریشہ جو اب مختلف ناموں سے فروخت ہو رہا ہے، استعمال کیا جائے۔ ریشہ دار غذاؤں سے ریشے کے علاوہ جسم کو کئی غذائی اجزا بھی مل جاتے ہیں۔

تازہ پھل اور کچی و پکی سبزیاں غذا میں شامل رکھ کر ریشے کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔ پھل مثلاً" سیب، امرود، چیکو وغیرہ چھیلے بغیر کھانے چاہئیں۔ اپنی غذا میں رفتہ رفتہ ریشے کی مقدار بڑھائیے اور صحت کی دولت میں اضافہ کرتے جائیے۔

(ہمدرد صحت)

پھلوں کا قابل تحلیل غذائی ریشہ مہلک بیماریوں کے خلاف مدافعت پیدا کرتا ہے:
(Desolveable Fibre of Fruit produce Immunity against fatal Diseases)

پھلوں کا تحلیل ہونے والا غذائی ریشہ جگر کی بیماریوں اور کینسر میں فائدہ پہنچانے اور بلڈ پریشر نارمل رکھنے کے ساتھ غذا سے پیدا ہونے والے زہریلے اثرات کو بھی زائل کرتا ہے اور بخار جیسی بیماریاں عموماً" لوگوں کو گھیرے رہتی ہیں جن کے خلاف جسم کو زیادہ قوت مدافعت کی ضرورت ہوتی ہے ایک جریدے کی رپورٹ کے مطابق سردیوں کے ہی موسم میں قدرت نے موسمی مالٹا، نارنگی، سنگترہ، کینو انار اور سیب ایسے پھل عطا کئے ہیں جن میں توانائی بحال کرنے والے اجزاء کے علاوہ وٹامن سی وافر مقدار میں ہوتا ہے جو جسم میں قوت مدافعت پیدا کرتا ہے

سردیوں کے ان پھلوں میں شکر اور وٹامنز تو ہوتے ہی ہیں ان میں فائبر (غذائی ریشہ) بھی وافر مقدار میں ہوتا ہے فائبر دو قسم کا ہوتا ہے ایک تحلیل ہونے والا جبکہ دوسرا تحلیل نہ ہونے والا تحلیل ہونے والا فائبر رس دار پھلوں میں موجود ہوتا ہے جو عام جسم کی ضرورت ہوتا ہے جبکہ ذیابیطس سے متاثر افراد کو رس دار پھلوں کے چھلکے کے اندر اتارنے کے بعد پایا جانے والا سفید ریشہ نہیں ہٹانا چاہئے اور اس ریشے سمیت کھانا چاہئے پھلوں کا یہ غذائی ریشہ پھلوں کی شکر کو جسم میں بہت آہستہ آہستہ جذب کرنے میں مدد دیتا ہے اس لئے جسم میں شکر کی مقدار یا تو بڑھتی نہیں یا بہت کم رفتار سے بڑھتی ہے پھلوں کا تحلیل ہونے والا فائبر بلڈ پریشر کو بھی کنٹرول کرنے میں مدد دیتا ہے اور وہ مضر اور زہریلی اشیاء جو ہم کھاتے ہیں انہیں زہریلے اثرات سے پاک کرتا ہے علاوہ ازیں یہ فائبر کینسر یا جگر کی بیماریوں کے ہائی لیڈز کو بھی جسم سے خارج کرتا ہے۔

(بحوالہ میڈیکل ٹائمز)

حاصل مطالعہ :۔

غذایات نبوی ﷺ میں کھجور سالم استعمال ہوئی۔ انجیر اصلی حالت میں استعمال ہوئی۔ بہی کے پھل کو چھیل کا استعمال نہیں کیا گیا۔ جو کو چھلکے کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ حب الرشاد کا بیج کوٹا نہیں گیا بلکہ سالم استعمال ہوا۔ اس طرح سناکی، معتر، قسط، کاسنی، کلونجی، کھنبی، لہسن، میتھی، منقیہ، بیر، پیاز، پیلو، چقندر، سنگترہ، سونٹھ، کدو، کھیرا یہ تمام وہ غذائیں ہیں جن میں غذائی ریشے پائے گئے۔ اور یہی چیز اس دور کے مسلمانوں کی صحت کا کامل راز ہے۔

مراقبہ - سنتِ نبویؐ اور جدید سائنس
(Meditation - Sunnah and Modern Science)

مراقبہ دراصل ارتکاز توجہ اور قوت خیال کا ایک جگہ مجتمع کرنا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اظہار سے قبل غار حرا میں کئی کئی دن تک مسلسل غور و فکر اور مراقبہ میں رہتے تھے۔

اسلام کا پورے عالم میں پھیلنا اسی مراقبہ کا نتیجہ ہے۔

- ایک ساعت کا غور فکر 60 یا 70 سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ (نزہتہ المجالس)
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی ذات کے بارے میں غورو فکر کیا اللہ نے ہدایت کے راستے کھول دیئے۔
- اللہ کی قدرتوں کو اور عجائبات کو سوچا کرو۔ اس کی مخلوق میں غور و فکر کرو' اس کی ذات کے بارے میں نہ سوچا کرو۔

اسلامی زندگی میں صوفیاء کرام نے حقیقت ذات اور سکون قلب کے حصول کے لئے مراقبہ کو جتنا استعمال کیا اور کر رہے ہیں شاید اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ سکون قلب کا ہو سکتا ہو۔

آج پورا عالم سکون کی تلاش میں ہے۔ دواؤں سے لے کر سامان آرائش و آسائش تک تمام چیزیں صرف سکون حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں لیکن افسوس کائنات کے بنانے والے نے ان چیزوں میں سکون نہیں رکھا۔ بلکہ سکون تو یاد الٰہی میں ہے وہ لوگ جنہوں نے یاد الٰہی کو دل میں بسایا یا پھر اولیاء کرامؒ کا مروجہ طریقہ یعنی مراقبے کو اختیار کیا وہ ہمیشہ سکون میں رہے اور رہیں گے۔

مراقبہ ہاؤس :(Meditation House)

یورپ مادی زندگی کے عروج کے بعد اب سکون کی تلاش میں روحانی زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے' اس ضمن میں یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں

میں مراقبہ ہالوں کا قیام ہے۔ جہاں پریشان لوگوں سے ڈالر اور پونڈ کے بدلے سکون کی تلاش میں کچھ قطرے آنسوؤں کے' چند جھونکے آہوں کے اور مختلف الفاظ تکرار کے لئے آنکھوں کو بند کرا کے' وجود کو ڈھیلا ڈھالا چھڑوا کے' اس بات کا حکم دیا جاتا ہے دنیا اور دنیا کی تمام فکروں کو بھول کر صرف ان مخصوص الفاظ کا تکرار کیا جائے۔ (مواعظ)

کیا نماز مراقبہ نہیں' خشوع خضوع مراقبہ نہیں' ذکر اللہ میں دھیان مراقبہ نہیں' مخلوق الہیہ پر غور مراقبہ نہیں' اسلام کی مکمل زندگی مراقبے اور سکون کا دوسرا نام ہے۔

یورپ اور یورپی زندگی مادی ترقیوں کے بحران سے بے سکونی کا تریاق چکھ چکی ہے۔ موجودہ سکون کے حصول کے لئے پھر سے وہ اسلامی طریقہ سکون کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

مراقبہ ذریعہ علاج :
(Meditation - Source of cure or Medical treatment)

مراقبے کو آپ مختصراً "یک سوئی" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

مراقبے کا لفظ سنتے ہی انسان کے ذہن میں مذہبی پیشواؤں کا خیال آجاتا ہے' لیکن موجودہ دور میں اس کا اطلاق بہت وسیع ہو چکا ہے اور اسے ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کو صحت مند رکھنے کے لئے کافی مفید پایا جارہا ہے۔ مراقبے کو آپ دماغ اور جسم کا رابطہ کہہ سکتے ہیں۔ جو لوگ بلڈ پریشر سے دوچار ہو چکے ہیں' مراقبہ کے ذریعہ سے اپنی بیماری کو دور کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ امریکہ میں لوگوں کو دوا استعمال کرانے سے پیشتر مراقبے کی طرف راغب کیا جاتا ہے' کیونکہ آج کل ادویہ سے علاج کافی مہنگا ہوتا جارہا ہے۔ مراقبے کے ذریعہ سے علاج کا رجحان خاص کر ترقی پذیر ممالک میں بھی بڑھنا چاہئے' لیکن اس کے برخلاف ترقی یافتہ ممالک اس میں آگے جارہے ہیں۔

مراقبہ اپنے آپ کو انتہائی باخبر رکھنے کی تربیت کو کہا جاتا ہے عام طور پر

جو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں ان میں کسی ایک چیز پر نظر کو کچھ عرصے کے لئے (مثلاً آدھ گھنٹہ) جمائے رکھنا اور کسی لفظ یا فقرے کو بار بار دہراتے رہنا شامل ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ آپ کی نبض سست ہوجائے گی، بلڈ پریشر کم ہوجائے گا، آپ اپنے آپ کو خوش گوار موڈ میں تناؤ کھچاؤ سے آزاد محسوس کریں گے اور ساتھ ہی آپ میں سکون گہرا احساس بیدار ہو گا جیسے کہ آپ نے ایک بہت ہی آرام دہ وقت گزارا ہو۔

مراقبہ کے فوائد: (Advantages of Meditation)

مراقبہ انسان میں ترو تازگی، ہلکا پھلکا پن اور توانائی سے بھرپور ہونے کا احساس پیدا کرتا ہے۔ کچھ حضرات تو مراقبہ کو اس حد تک لے جاتے اور دعواء کرتے ہیں کہ دنیا میں امن امان قائم رکھنے میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔ مراقبہ کے ماہرین حیران کن حد تک کامیابیوں سے ہم کنار ہوتے ہیں اور وہ چند لمحوں میں تناؤ اور کھچاؤ سے نجات، جوان و تندرست ہونے کے احساسات اور زیادہ دیر تک زندہ رہنے کے راستے پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

مراقبہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ پرسکون دماغ، انسان کی جسمانی اور جذباتی صحت کو مکمل طور پر قائم رکھتا ہے۔ ماہرین مراقبہ کے خیال میں مراقبے کے ساتھ چند دوسرے عوامل کو شامل کر کے اور زندگی بسر کرنے کے طریق کار کو قدرے بدل کر اپنے جسم کے عوارض، قوت باہ کی کمی، کھانے میں بے قاعدگی، پیشاب کے نظام میں انفیکشن، کولیسٹرول کی زیادتی، نشے کی علت، ذہنی دباؤ اور کینسر جیسے موذی امراض سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

امریکی ہسپتال کی تحقیق: (Research of American Hospital)

امریکہ کے ایک بہت بڑے ہسپتال میں تقریباً نو ہزار مریضوں کو جن میں لیڈیز سے لے کر اولاد سے محرومی کے عوارض تک کے مریض شامل تھے، جب مراقبے کے مراحل سے گزارا گیا تو مراقبے کے چھے روز کے پروگرام کو مکمل کرنے

کے بعد تقریباً 36 فیصد خواتین حاملہ ہو گئیں اور باقی مریضوں نے بھی کافی آرام محسوس کیا۔

جو لوگ برسوں مراقبے میں وقت گزار دیتے ہیں ان کے جسم میں ڈی ایچ ای اے (DHEA) ہارمون جو عمر کے ساتھ ساتھ جسم میں کم ہوتا جاتا ہے، عام آدمی کی نسبت بہت زیادہ پایا گیا۔ ایسے لوگ بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور دل کے امراض سے دور رہتے ہیں۔

نفسیاتی و ذہنی بیماریوں کا علاج: (Treatment of Psychological and Mental diseases)

ترقی یافتہ ممالک میں بہت سے معالج مریضوں کو مراقبے کی طرف راغب کرتے ہیں جس سے مریض آسانی سے درد و تکلیف پر قابو پالیتے ہیں اور زخم مندمل ہونے کی رفتار تیز تر ہوجاتی ہے۔

تندرستی قائم رکھنے کے لئے اچھے خون کی ضرورت ہوتی ہے جو آکسیجن اور دوسرے اجزائے نمو کو بیمار خلیوں تک پہنچاتا ہے۔ بیماری، زخم، خوف، پریشانی ذہنی دباؤ، غصہ وغیرہ میں خون کی نالیاں بند ہوجاتی ہیں اور عضلات میں کھچاؤ آجاتا ہے۔ مریض درد اور آرام کے چکر میں پھنس جاتا ہے جو اس کو اس خوف کی طرف لے جاتا ہے کہ وہ کبھی صحت مند نہیں ہوگا۔ مراقبے کا عمل اس درد اور بے چینی کے چکر کو ختم کر دیتا ہے اور مریض آرام محسوس کرتا ہے اور اس کی قوت مدافعت جسم کی مرمت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ دوسرے نفسیاتی عوارض میں بھی باقاعدگی سے مراقبہ کرنے سے انسان میں ذہنی شعور زیادہ بیدار ہوجاتا ہے اور جسمانی طاقت بھی بڑھتی ہے۔

مراقبہ آپ کے کام کرنے کے ارادے اور عمل کو بڑھا دیتا ہے۔ مکمل دماغی توجہ سے سال میں 10 دن کا مراقبہ جس کے دوران میں مراقبہ کرنے والا اپنی توجہ لمحہ بہ لمحہ جسمانی احساسات پر رکھتا ہے، اس کو ایک گھنٹہ بغیر ہلے بیٹھنا ہوتا ہے اور اس دوران جسمانی نقل و حرکت بالکل ختم ہوجاتی ہے۔ اس میں جسمانی

Scanned with CamScanner

احساسات کے پیدا ہونے اور ختم ہونے کے مشاہدے شامل ہیں۔

ماہرین کے تجربات:(Experiments of Experts)

ماہرین نے مراقبہ کو ذہنی دباؤ کے مریضوں پر آزمایا۔ ذہنی دباؤ کے مریض ہمیشہ اپنی منفی سوچ کی وجہ سے ذہنی دباؤ بڑھاتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے منفی طریق زندگی کو پس پشت ڈال کر کسی ایک چیز پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے تو وہ ضرور آرام محسوس کرے گا۔ اور یہی چیز اس کو تندرستی کی طرف لے جائے گی۔

ماہرین نے یہ تجربہ کیا ہے کہ مکمل توجہ سے مراقبہ کیا جائے تو بے چینی' شدید خوف کا احساس اور کھلی جگہ کا خوف جیسی علامات کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

مراقبے کی طاقت ذہنی دباؤ کے مریضوں کو ٹھیک کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ یہ طاقت بھی سائنسی اصولوں پر مبنی ہے۔ جب کبھی آپ کو ناگہانی تکلیف یا حادثہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ کا دماغ فورا" ایڈرینال گلینڈ کو ہارمون مہیا کرنے کا اشارہ دیتا ہے جس آپ کا دل بھاری پن محسوس کرتا ہے۔ بلڈ پریشر فورا" بڑھ جاتا ہے' سانس پھول جاتا ہے اور تیز ہوجاتا ہے' عضلات میں تناؤ آجاتا ہے' خون کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے اور آپ پسینے میں تر بتر ہو جاتے ہیں۔ دماغی آرام سے اعصاب کو آرام آتا ہے' جس سے انسان کے اندر جو جنگ ہو رہی ہوتی ہے اس کو روک دیتا ہے۔ اگر آپ مراقبے کے عادی ہو چکے ہیں تو اوپر والے بیان کردہ حالات میں اپنے آپ پر جلد قابو پائیں گے۔

یہ آسان عمل ہے:(It is an easy process)

مراقبہ نہ کوئی عجوبہ ہے اور نہ معالج کا نعم البدل ہے' کیونکہ یہ نہ تو جنسی بیماریوں کو ٹھیک کر سکتا ہے اور نہ بکھری شخصیت کو مجتمع کر سکتا ہے اور نہ آپ کے جسم کی خرابی کو ختم کر سکتا ہے۔ مراقبہ سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو فائدہ اٹھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ مراقبہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا اور آسان اور قابل عمل فعل ہے۔ اس میں کسی قسم کی دواؤں کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ اس

کے کوئی مابعد اثرات ہوتے ہیں۔ ہر شخص مراقبہ کر سکتا ہے۔

روزانہ بیس منٹ کا مراقبہ انسان کے لئے آسان اور بہتر ہوتا ہے تاکہ خیالات ایک مرکز پر مرکوز ہو سکیں اور مسائل کو حل کرنے کی قوت بھی عود کر آئے اور برے حالات میں بھی انسان پر سکون رہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی ذہنی دباؤ کا شکار ہوجائے اور ذہنی طور پر کوئی فیصلہ کرنے کے قابل نہ ہو تو مراقبہ کرنے سے ان دونوں حالتوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ مراقبے کا عمل آپ کے اندر خوشی کا احساس بیدار کرتا ہے۔ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی وجہ ہو' مثلاً" آپ کو ابھی اچھی نوکری مل جائے' آپ اپنی پسند اور خواہش کے مطابق کوئی چیز خرید لیں۔ جب خوشی بغیر کسی وجہ کے ہو تو اسے آپ خوشی سے بہتر کوئی نام دے سکتے ہیں۔ مثلاً" قناعت۔

روحانی رہنمائی کا ملنا:(Spiritual guidance)

جب آپ فطرت کے بالکل قریب ہوجاتے ہیں تو اس سے آپ کو ایک خاص خوشی ملتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی سکون بھی میسر آتا ہے اور روحانی طور پر رہنمائی ملتی ہے۔

مراقبہ کے طریقے:(Methods of Meditation)

مراقبہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں کا رواج عام ہے۔

باخبر ہو کر متوجہ ہونا:

یہ مراقبہ آپ کو یہ درس دیتا ہے کہ مختلف ذہنی دباؤ میں دماغ اور جسم کسطرح رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ انسان فرش یا کرسی پر سیدھا بیٹھ جائے اور سانس کے لینے اور خارج کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کرے اور اپنے جسم کا اور دماغ کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ جسمانی اور ذہنی تناؤ کس طرح درد پیدا کرتا ہے اور کس طرح خوف کے خیالات اور ناراضگی کا تصور انسان کو ناخوش کردیتا ہے۔ اس تجزیے سے انسان میں باخبری آتی ہے۔ آپ ہر ایک لمحے سے لطف اندوز ہوتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ زیادہ ہنسنے اور کم بولنے والے ہوجاتے ہیں اور جنسی عمل سے زیادہ لطف اندوز ہونے لگتے ہیں۔ یہی حال خواتین کا ہوتا ہے۔ اس مراقبے سے انسان پرسکون ہو کر جھگڑے لڑائی سے دور رہتا ہے اور ان کا جذباتی طور پر بھڑک اٹھنا ختم ہوجاتا ہے۔

چہل قدمی سے مراقبہ: (Meditation with walking)

آہستہ چلیں اور سیدھی لائن پر چہل قدمی کریں۔ اس لائن کی لمبائی تقریباً" 20 فٹ ہونی چاہئے اور آپ کی مکمل توجہ سانس لینے اور ان احساسات کی طرف ہونی چاہئے جو پاؤں اٹھانے پاؤں آگے بڑھانے اور پاؤں کو واپس زمین پر رکھنے سے پیدا ہورہے ہیں۔ خاموش رہیں۔ اس سے آپ کا بلڈ پریشر اور بے چینی کم ہو جائے گی۔

بہتر مراقبہ: (Better Meditation)

سارے دن کام کاج سے تھکاوٹ اور ذہنی دباؤ کو کم کرنے کے لئے ایک لفظ "اللہ اکبر" یا "یاقیوم" یا "اللہ رحم کر" کو بلند آواز سے یا پھر خاموشی سے تواتر سے پندرہ بیس منٹ پڑھئے۔ اس عمل کو دن میں کئی دفعہ کریں۔ انسانی جسم کے اندر کے تمام عمل ست ہوجائیں گے اور آپ تمام دن خوش گوار موڈ میں رہیں گے۔

تصوراتی مراقبہ: (Imaginary Meditation)

جسمانی تبدیلی لانے اور دماغ کو اس تبدیلی سے ہم آہنگ کرنے کے لئے عضلاتی تناؤ کو آرام دیں، وزن کم کریں۔ اس سے کینسر پھیلانے والے ٹشوز میں سکڑاؤ پیدا ہوگا۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ تصور کریں ایک سفید روشنی آپ کے سر سے پاؤں کی طرف رواں دواں ہے اور یہ احساس پیدا کریں کہ یہ سفید روشنی آپ کے جسم کے اندر ہر ٹھوس چیز کو پگھلا رہی ہے۔ دوسرے تصور سے آپ یہ خیال کریں کہ ذہنی دباؤ ایک مائع کی شکل کی کوئی چیز ہے جو آپ کی انگلیوں

اور آپ کے پاؤں کے تلوے سے خارج ہورہی ہے۔ سانس کو ایک صحت بخش عمل سمجھیں اور یہ یقین کریں کہ ہر سانس آپ کو تن درستی کی طرف لے جارہا ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ آپ کون سا مراقبہ کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مراقبہ چند دن کرنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے وہ فائدے نہیں ہو سکتے جو ہونے چاہئیں۔ آپ کو ایک نقطے پر اپنے تمام خیالات کو مرکوز کرنا ہوتا ہے اور اس میں تغیر و تبدل آتا رہتا ہے۔ دماغ کا کام یہ ہے کہ وہ آپ کے خیالات ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گھماتا ہے۔ دماغ کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کے لئے بعض لوگوں کو برسوں مراقبہ کرنا پڑتا ہے۔ مراقبہ زندگی کو پرسکون کرنے کا طریقہ ہے۔ اس کو ٹھیک طریقے سے سرانجام دینے کے لئے اس کو اچھی طرح سیکھنا ہوتا ہے۔ نماز مراقبے کی بہترین ابتدائی شکل ہے۔

مراقبہ کے نکات: (Points of Meditation)

1- فرش پر آرام سے بیٹھیں یا کرسی پر بیٹھ کر دونوں پاؤں فرش پر رکھیں اور کمر کو سیدھا رکھیں۔ جب تک کہ آپ کو حقیقی نیند نہ آجائے لیٹنا نہیں ہے۔ اس حالت میں ڈھیلے کپڑے زیب تن کرنے چاہئیں۔

2- آنکھیں بند کر کے کچھ گہرے سانس لیں اور ذہن کو باور کرائیں کہ یہ بیس منٹ آپ کے ہیں اور یہ آپ کا وقت ہے۔

3- جسم کو آرام کی حالت میں رکھیں اور ذہنی طور پر اپنے جسم کے تمام اعضا کا سروے کریں۔ خاص کر چھاتی، گردن اور چہرے کے عضلات پر توجہ دیں کہ تناؤ کسی جگہ موجود ہے۔ ہر سانس کے باہر نکلنے کے ساتھ یہ تصور کریں کہ عضلاتی کھنچاؤ کم ہوا ہے۔ اپنے جسم کو مخاطب کر کے کہیں کہ اے عضلات! واپس اپنی اصل حالت پر آجاؤ۔

4- چند لمحات کے لئے اپنی اس آواز پر توجہ دیں اور کرسی کا آپ کے جسم کے ساتھ لگنے کا احساس پیدا کریں یا پھر پاؤں کو فرش کا احساس دلائیں یا پھر جلد کو

Scanned with CamScanner

کپڑوں کے لمس کا احساس دلائیں۔

5- اپنے دماغ کو ایک نقطے پر مرکوز کریں۔ مراقبہ کے کسی بھی طریقہ، نمبر2 یا 3 کو اپنایا جاسکتا ہے۔ اس تسلسل کو کچھ عرصے کے لئے قائم رکھیں۔ سانسوں کو 10 تک گنیں۔ پھر ایک سے شروع کریں۔

6- ساکن بیٹھ جائیں اور کسی عضو کو حرکت نہ دیں۔ جب آپ میں کسی عضو کو حرکت دینے کی خواہش پیدا ہو، اپنے جسمانی احساسات کو محسوس کریں اور انتظار کریں کہ اس کی شدت ختم ہوجائے۔ اگر آپ تکلیف محسوس کررہے ہوں لور خیال کرتے ہوں کہ اگر آپ نے حرکت نہ کی تو آپ مرجائیں گے تو آہستہ سے حرکت کریں۔ اپنی توجہ دوبارہ ایک مرکز پر مرکوز کریں اور دوسرے خیالات کو ہٹا دیں۔ اپنے مرکز کو یاد رکھیں اور یہ دونوں مراقبے نمبر 1 لور نمبر2 سے کیے جاسکتے ہیں۔

7- غنودگی کا مقابلہ کریں، کمر کو سیدھا رکھیں لور اسے سہارے سے دور رکھیں۔ کمر کو ٹیڑھا کرنے سے باز رہیں لور نیند سے بھی اپنے آپ کو دور رکھیں۔

8- گھڑی کو بھی دیکھتے رہیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جو وقت آپ کو مراقبہ میں خرچ کرنا ہے، وہ پورا ہوا ہے یا نہیں۔ ہمیں اس کا اندازہ خود ہونے لگے گا۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوجائے گا۔

9- آہستہ سے اپنے جسم میں حرکت پیدا کریں۔ ابتدا میں پاؤں اور بازوؤں کو آہستہ سے حرکت دیں اور ان کو آہستہ سے پھیلا کر کھول لیں۔

لیں۔

4- مراقبہ کو جبر سے نہیں، خوشی سے کریں۔

5- ہلکی موسیقی، موم بتی کی روشنی، خوشبو مراقبہ میں معاون ہوتے ہیں۔

6- اگر بے آرامی قائم رہتی ہے تو ایسا مراقبہ کریں جس میں جسمانی نقل و حرکت بھی شامل ہو مثلاً" یوگا کی ورزشیں۔

7- مراقبہ ختم کرنے کی خواہش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اگر پندرہ بیس منٹ زیادہ محسوس ہوں تو پانچ منٹ سے شروع کریں۔

مراقبہ جاری رکھیں۔ کامیابی کے لئے اس کے مختلف طریقے آزمائیں۔ اگر مراقبہ کا استاد مل جائے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

(مقالات سائنس، ڈاکٹر خالد محمود)

انگھٹیوں کا دور

عزت مآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کچھ افراد اپنی طبیعت کے مطابق قوم کی اصلاح و فکر کے لئے کڑھن رکھتے تھے۔ بعض عجیب و غریب قسم کے رواج اس وقت زندگیوں میں رائج تھے۔ چونکہ بے راہ روی کا دور تھا۔ کوئی نصیحت پر عمل کرنا تو کجا، اس کو سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اس وقت میں انگھیٹی کی رسم چل رہی تھی۔ جو کوئی نصیحت کرتا اور سننے ولاا اس کو پسند نہ کرتا اور نصیحت کرنے والے کو انگھیٹی دکھا دیتا تو گویا یہ انگھیٹی کا دکھایا جانا اس کے لئے نہایت قابل شرم مقام ہوتا۔ اس بناء پر ایک آدمی جو کہ قوم کی خیر خواہی اور فلاح کا جذبہ رکھتا تھا اس رسم کے ڈر سے گھر کو چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ گھاس کھاتا، درختوں کے پتے کھاتا، اپنی عبادت میں مصروف رہتا۔ اللہ کی ذات کے عجائبات کو سوچتا۔ اسکی اس قربانی میں چند صفات اللہ نے پیدا فرما دیں۔ وہ پرندوں کو دیکھتا تو پرندے نیچے گر پڑتے پتھروں کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتا تو پتھر گرنے شروع ہوجاتے۔ غرض جس

Scanned with CamScanner

چیز کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتا تو اس کی توجہ سے وہ گھائل ہو جاتی۔ اس کی شہرت ہوتی گئی۔ مکہ والے اس کے پاس آنے لگے۔ اسی اثناء میں مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور کفار آپؐ کو تکلیف دینے لگ گئے اور آپؐ کو نعوذ باللہ ختم کرنے کا سوچنے لگے اور چونکہ آپؐ کے کلام کو ساحر کا کلام سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ آپؐ کے کلام کو توڑنے کے لئے بڑے سے بڑے ساحر کو لاتے مگر سب ناکام ہوئے تو سرداران مکہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے جو کملات کو اپنا چکا تھا۔ اس کو راضی کر کے یعنی منا کر واپس مکہ لانے کا سوچا (کیونکہ یہ ناراض ہو کر گیا تھا)۔

ان کو لانے کے لئے کفار نے اپنے نمائندے بھیجے۔ انہوں نے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا تو اس نے کہا کہ وہ کلام جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سناتے ہیں وہ یاد کر کے لائیں۔ میں مراقبہ میں بیٹھوں گا' آپ مجھے بار بار سنائیں گے۔ وجد میں آکر میں جو کہوں گا وہ میرا جواب ہوگا۔ چنانچہ یہ نمائندے واپس آئے اور سورۃ کوثر کو یاد کر کے لے گئے۔ اس کو سنایا۔ اس نے وجد میں آکر کہا کہ یہ کلام حق ہے۔ یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔ میں تو مایوس ہو کر سرزمین مکہ سے چلا آیا تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ ایسی ہستی پیدا ہوگی جو ایک خدا کی طرف بلائے گی۔ لہٰذا آدمی مسلمان ہونے کی نیت سے چل پڑا۔ سرداران مکہ اپنے اس منصوبے میں بھی ناکام ہو گئے۔ اس کو ہر طاقت و قوت مراقبہ کے عمل سے ملی۔

(احوال اسلام - کیوز جیکسن تھرڈ)

کیا دین عقل کا نام ہے یا نقل

جدید سائنس اور نفسیاتی تحقیقات

(Whether the Religion is Reason or immetation)

○ عقل انسانی ناقص' دین محمدی ﷺ کامل۔ انسان طبعاً" بہت کمزور اور ضعیف ہے۔ یہ بیک وقت تمام نظام ہائے زندگی کو فوراً" نہیں سمجھ پاتا۔ اگر یہ ایک شعبہ میں کمال رکھتا ہے تو زندگی کے دوسرے شعبے اس کے سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ہاں جب تک ان کو سمجھنے کے لئے کوشاں و سرگرداں نہ ہو۔

تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بے شمار لوگ اس دنیا میں ایسے آئے جنہوں نے دین کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کوشش کی۔ لیکن ان کی ناقص عقل و سمجھ نے ساتھ نہ دیا۔ تو انہوں نے دین کے بعض اہم ارکان سے انکار کر دیا۔ بعض لوگوں نے دین کی ظاہر حیثیت و حالت کو دیکھ کر دین کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی حقیقت دین سے دور رہے کیونکہ دین تو صرف اور صرف نقل محمدی ﷺ ہی کا نام ہے۔ میری نگاہیں مانیں یا نہ مانیں' عقل سمجھے یا نہ سمجھے' لوگ کہیں یا نہ کہیں' لیکن میں نے تو قرآن کی اس آیت کے مصداق "سن لیا اور مان لیا" یہ اور بات ہے سائنس نے اسلام پر تحقیق کا جو دروازہ کھولا ہے اس سے مقصود وہ بھٹکی ہوئی زندگی سے پھر سے اسلام میں آنا چاہتے ہیں اور اسلام میں آنا ان کی مجبوری ہے۔

زیر نظر حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کی ظاہری نظر دھوکہ کھا سکتی ہے اور اگر ہم دین کی نظر سے ماننا چاہتے بھی ہیں تو پھر آپؐ کی نظر نے جو کچھ دیکھا وہ حق ہے۔ باقی میری نظر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

واقعات

(Events)

ایک بحری لیفٹننٹ جولین فیکس اپنی کتاب "سمندری سفرنامہ" میں ایک

واقعہ درج کرتا ہے' (واضح رہے کہ درج ذیل واقعے میں عالم اور جاہل سب شامل تھے) مصنف لکھتا ہے۔

"پوش جہاز ایبل پول جہاز لیبر سر کی جو سخت طوفان کی وجہ سے گم ہوگیا تلاش کر رہا تھا' موسم خوشگوار تھا اور سورج چمک رہا تھا کہ اچانک ایک جھنڈی نظر آئی جو ایک غرق ہونے والی کشتی کی طرف اشارہ کر رہی تھی' جہاز پر جتنے بھی لوگ سوار تھے ان کو نظر آیا۔ ایک جہاز جو لوگوں سے بھرا ہوا ہے' وہ غرق ہو رہا ہے اور لوگ بچاؤ بچاؤ کا شور مچا رہے ہیں اگرچہ یہ سب کچھ خیال تھا' مگر کپتان نے یکدم ایک کشتی ان ناامیدوں کو بچانے کے لئے سمندر میں روانہ کر دی' جوں جوں قریب ہوتے گئے' لوگوں کی آوازیں اسی رفتار سے تیز سنائی جانے لگیں' مگر جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں درختوں کے سوا کچھ نہیں تھا' نہ جہاز غرق ہوا تھا نہ کسی فرد کا پتہ چلا' جیسے ہی اصل چیز ظاہر ہوئی' خیال غائب ہوگیا۔ اس واقعے سے اندازہ لگائیے کہ جماعت کس عجیب و غریب طریقے سے ایک خیالی صورت اپنے ذہن میں لاتی ہے اور واقعہ کے صحیح ہونے کے بارے میں اتنی شدت سے یقین کرنے لگی ہے کہ اس کے بارے میں شک شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی' جہاز میں سوار سارے لوگوں نے ایک خیالی صورت کو واقعہ سمجھ لیا' جماعت کی طرف سے چیزوں کی اصل حقیقت کو نہ سمجھنا' واقعات کو غیر مربوط خیالات کی شکل میں منتقل کرنا' اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جماعت زیادہ افراد پر مشتمل ہو۔ (یعنی دھوکہ کھانے کے لئے زیادہ لوگوں کی جماعت کا ہونا لازمی نہیں) مگر جب کچھ لوگ جماعت کی صورت اختیار کرتے ہیں' خواہ وہ کتنے ہی بڑے عالم اور دانشور کیوں نہ ہوں مگر جماعت کی صورت گری ہوتے ہی اس کے اندر وہی اوصاف پیدا ہوجاتے ہیں' جو عام افراد کی جماعت میں پیدا ہوتے ہیں' عالموں کی جماعت کا بھی ہر فرد عقل اور تمیز سے دور ہوجاتا ہے۔

موسیو ڈیوی کا واقعہ: (Event of Mosu-Divy)

اس حقیقت کے ثبوت کے لئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو' جو مشہور ماہر

نفسیات موسیوڈیوی کی طرف سے روزنامہ "علم النفسیات" میں شائع ہوا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ موسیوڈیوی یورپ کے سائنسدان ماہروں کو جس میں انگلستان کا مشہور عالم مسٹر ویلس بھی شامل تھا کو دعوت دی کہ وہ ایک جگہ جمع ہو کر اس کے حیرت انگیز طلسمی اعمال کا مشاہدہ کریں' جب سارے افراد جمع ہوئے تو موسیوڈیوی نے ان کے سامنے کچھ چیزیں پیش کیں اور ان کو اجازت دی کہ وہ ان چیزوں پر جہاں چاہیں مہر لگائیں اس کے بعد موسیو ڈیوی نے "ان کے سامنے وہ سارے طریقے استعمال کئے۔ جو فن استخدام ارواح اور فن تجسیم ارواح میں استعمال کئے جاتے ہیں' اس کے وہ عمل اتنے حیرت انگیز تھے کہ ان کو دیکھ کر ان سارے سائنسدانوں جو بڑے بڑے عالم بھی تھے موسیوڈیوی کو یہ سرٹیفیکٹ دیا کہ جو چیزیں ہمارے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ وہ انسانی صلاحیت و طاقت سے باہر ہیں اور ماورائی چیزیں ہیں جب موسیوڈیوی کہ یہ سرٹیفیکٹ ملا تو اس کے بعد اس نے سب کے سامنے اقرار کیا کہ یہ سارا جادو تھا' اس کا روحانی طاقت اور کشف وغیرہ سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا' اس واقعہ کے مرتب کا کہنا ہے کہ موسیوڈیوی کے حیرت انگیز مشاہدے سے جس بات پر حیرت ہوتی ہے وہ اس کی مہارت نہیں ہے بلکہ حیرت یہ ہے کہ بڑے بڑے عالموں نے اس کو سرٹیفیکٹ کیسے دیا۔

موسیولیبان اپنے موقف کے ثبوت میں تیسرا واقعہ بھی بیان کرتا ہے کہ پیرس شہر کے ایک مقام پر ایک لڑکے کی لاش ملی' اتفاق سے وہاں سے ایک لڑکے کا گزر ہوا' اس نے لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ لاش میرے کلاس فیلو دوست کی ہے' دوسرے دن اس لڑکے کی والدہ کو لایا گیا' وہ لاش کو دیکھ کر اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکی' اس کا کہنا تھا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے' جو بہت دنوں سے غائب تھا' عورت کا نام جاوئنڈ ریٹ تھا' اس کے بعد قریبی رشتہ دار کو اطلاع دی گئی' اس نے کہا کہ یہ لاش میرے بھتیجے فلیر کی ہے' اس کے بعد ججوں نے گواہیاں لیں' جس میں لڑکے کے استاد کی گواہی بھی شامل تھی' اسکول کے استاد نے اس کے کاندھے پر سونے کا تمغہ دیکھ کر کہا کہ یہ اس عورت کا بیٹا ہے' یہ تمغہ اسکول میں اسے ملا تھا' یہ ساری تحقیقات ہوگئی۔ تین ہفتوں کے بعد پتہ چلا کہ جس لڑکے کی

یہ لاش تھی، وہ پیرس کا نہیں تھا، بلکہ یہ لاش بورڈو شہر کے ایک لڑکے کی تھی، جس کو ایک کمپنی پیرس لائی تھی، چنانچہ کلاس فیلو، والدہ، عزیز، استاد سارے گواہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

دو لڑکیوں کا ڈوبنا: (Drowning of two Girls)

مصنف کتاب کو ترتیب دے رہا تھا کہ اخبارات میں نمایاں طور پر ایک خبر شائع ہوئی کہ دو لڑکیاں دریائے سین (فرانس کا دریا) میں ڈوب گئیں، ان کی لاشیں دریا سے نکال کر لوگوں کے سامنے رکھی گئیں، تو کچھ لوگوں نے گواہیاں دیں کہ یہ لاشیں فلاں صاحب کی لڑکیوں کی ہیں۔ یہ گواہیاں اتنی اہم تھیں کہ ججوں کو بھی یقین کرنا پڑا اور انہوں نے ان کو دفن کرنے کی اجازت دے دی، لوگ ان کے دفن کا انتظام کر رہے تھے کہ وہ لڑکیاں جن سے وفات شدہ لڑکیوں کی مشابہت کا شبہ تھا۔ جس کی بنا پر گواہوں نے گواہی دی تھی، "اتفاقاً" آگئیں معلوم ہوا کہ گواہوں کو گمان ہوا تھا، حالانکہ ان لڑکیوں کی زندہ لڑکیوں سے مشابہت برائے نام تھی۔

نظر کا فریب اور دھوکہ:

نظر کا فریب اور دھوکے کے بارے میں ڈاکٹر لیبان نے جو نقطہ بیان کیا ہے وہ بہت اہم ہے، انسانی سوسائٹی میں پیغمبروں اور صلحائے امت کے سوا دوسرے انسانوں کو بنیادی انسانی معاملات کے فہم کے سلسلے میں نظر کا دھوکہ ہوتا رہا ہے، نظر کے اس فریب نے انسانی سوسائٹی کو ہر دور میں غیر معمولی نقصان پہنچایا ہے۔ تاریخ میں اس دھوکے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انسانی تاریخ کا بڑا حصہ ذہین افراد کے فریب نظر سے عبارت رہا ہے، ہر دور میں پیغمبر اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ وہ افراد کو ان کے فریب نظر اور اس کے نتائج سے واقف کر کے صحیح راستہ دکھائیں موجودہ دور میں نظر کا یہ فریب سوشلزم اور سرمایہ داری نظام کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، سوشلزم کو کروڑوں انسانوں نے ستر سال تک انسانی مسائل کے واحد حل کی حیثیت سے دیکھا، مگر تجربے کے بعد

معلوم ہوا کہ سوشلزم سراسر نظر کا فریب تھا، انسانی مسائل کو حل کرنا تو دور کی بات ہے، یہ نظریہ تو زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں ہے یہی حالت سرمایہ داری نظام کی ہے، ساری مغربی دنیا سرمایہ داری نظام کو بہتر، موثر کامیاب اور ترقی یافتہ نظام کی حیثیت سے اختیار کر چکی ہے۔ مگر سرمایہ داری کے نظریئے نے دنیا میں جو معاشی بحران پیدا کیا ہے، وہ تاریخ کا سب سے بڑا بحران ہے، دنیا کی دولت کا 80 فیصد سے زیادہ حصہ چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگیا ہے۔ کروڑوں انسانوں کو بنیادی سہولتیں بھی حاصل نہیں ہیں، مگر سرمایہ دار ہیں کہ وہ پوری دنیا کی دولت کو اپنے گرد جمع کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں نیز ھل من مزید کا حرص ہے، جس نے ساری انسانی ذات کو عذاب میں مبتلا کردیا ہے، کوئی قانون ایسا نہیں ہے، جو انہیں سرمایہ پرستی اور دولت کے حرص سے بچا سکے۔ انشاء اللہ یہ نظام بھی جلد ہی اپنی تباہ کاریوں کی وجہ سے زمین بوس ہوگا۔

اسلام کا بنیادی اصول: (Basic Principle of Islam)

اسلام نے مسلمانوں کو افراد کے فریب نظر سے بچنے کے لئے ایک بنیادی اصول دیا ہے وہ اصول یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ اختیار کیا جائے اور وہ راستہ، جو مومنوں نے اختیار کیا ہے، یعنی رسول اور مومنوں کے اختیار کردہ راستے کے سوا اگر اپنے علم، ذہانت اور ہوشیاری سے زندگی کے بنیادی اور فیصلہ کن مسائل کے بارے میں راستہ اختیار کیا جائے گا یا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے گا تو وہ قابل قبول نہیں ہوگا، سورۃ النساء کی 15ویں آیت میں کہا گیا ہے کہ "جو کوئی اس کے بعد کہ اس کے اوپر راہ ہدایت کھل چکی ہے، رسول کی (راہ کی) مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے علاوہ دوسری راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو ایسا کرنے دیں گے بعد میں ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے" رسول اور مومنوں کا جو راستہ ہے وہ رواداری، محبت، تحمل، بردباری، ہمدردی، حکمت اور بصیرت کا راستہ ہے۔ (معاشرہ - جدیدیت اور اسلام)

اسلام میں جاسوسی کا تصور۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Concept of Spying in Islam Sunnah and Modern Science)

موساد، را، کے جی بی، سی آئی اے، انٹیلی جنٹ، سیکرٹ سروس اور شاہان مملکت کی خفیہ بے شمار جاسوسی تنظیمیں ادارے اور گروپ پورے عالم میں کام کر رہے ہیں۔

اولیات فاروقی اور سگمنڈ کا اعتراف

اسلام نظام حکومت اور فاروقی طرز حکومت میں جن شعبہ ہائے زندگی کو فروغ اور ترقی ملی ان میں عدالتوں کا نظام، جیلوں کا نظام، پولیس کا انتظام، چیک پوسٹوں کا نظام اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ انہیں میں جاسوسی کا نظام بھی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس وقت ترقی یافتہ خفیہ تنظیمیں اسی طرز پر ترقی کر کے عالم میں پھیل گئی ہیں۔

(سگمنڈ کے نظریات - اے - آر - عثمانی)

اسلام میں جاسوسی کا تصور: (Concept of spying in Islam)

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے یہ جملہ آپ نے بارہا سنا ہوگا مگر اس بارے میں آج تک امت مسلمہ کے قائدین کو جو یورپ سے متاثر ہی نہیں بلکہ یورپین نظام کے داعی ہیں اور اسلام کو ایک مذہبی حد تک یعنی عبادات تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔

حالانکہ اسلام وہ واحد دین ہے جس میں نظام حکومت سے لے کر انسان کی شخصیت اور زندگی تک کا نظام یعنی نظم و ضبط موجود ہے نظام حکومت میں سب سے اہم مسئلہ دفاعی نظام کا ہوتا ہے اس وقت دنیا میں جتنی بھی بڑی سلطنتیں ہیں ان کے دفاع کے مضبوط اور کمزور ہونے کا دارومدار جاسوسی کے نظام پر ہے۔

امریکہ ہو یا روس یا اسرائیل وہ اپنے جاسوسی کے نظام کو بہتر سے بہترین بنانے کے لئے اربوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں امریکہ کا ایک جاسوس طیارہ کھربوں ڈالر سے تیار ہوتا ہے وہ خفیہ ایجنسیاں فعال اور متحرک بنانے پر کروڑوں ڈالر خرچ کرتے ہیں اس وقت سی آئی اے یا موساد یا راء Raw کتنے جدید جاسوسی کے آلات کے ساتھ متحرک اور فعال ہیں۔ اس سے ہر باخبر اور باشعور انسان واقف ہے جس کی وجہ ان کے یہاں یعنی غیر مسلم کے یہاں جاسوسی کے نظام کی اہمیت تھی اور ہے حالانکہ اس نظام کو امت مسلمہ کو اپنانا چاہئے تھا اس لئے کہ ہمارے دین ملت اسلام کا یہ نظام جاسوسی ایک لازمی حصہ رہا ہے سرور کائنات ﷺ نے ہمیشہ جنگوں کے موقع پر اور مدینہ میں آنے جانے والے افراد پر کڑی نظر رکھنے کی تدبیر فرمائی ہے۔

غزوہ بدر: (Ghzwa Bader)

غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند لوگوں کے ساتھ بدر کے پانی کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ دشمن کی خبر معلوم کریں۔

ان حضرات نے وہاں پر قریش کے کچھ پانی پلانے والے دیکھے ان میں سے دو کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپؐ نے خود ان سے پوچھ گوچھ فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قریش کے بارے میں بتاؤ ان دونوں نے کہا خدا کی قسم وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو آپؐ کو نظر آرہا ہے آپؐ نے پوچھا ان کی تعداد کتنی ہے اس شخص نے کہا بڑی تعداد ہے آپؐ نے پھر پوچھا ان کی تعداد کس قدر ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز کتنے جانور ذبح کرتے ہیں ان دونوں نے کہا کسی دن نو جانور اور کسی دن میں دس جانور ذبح کرتے ہیں آپؐ اس وقت صحابہ کرام سے فرمایا دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے پھر آپؐ نے پوچھا ان میں سرداران قریش میں سے کون کون ہیں انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن

ربیعہ، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، ابو جہل، امیہ بن خلف اور خضر بن حارث اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ یہ مکہ ہے جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔

غزوہ حنین: (Ghzwa Hunain)

غزوہ حنین میں معرکہ شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو دشمن میں گھس کر ان کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا وہ دشمن کے لشکر میں داخل ہوگئے بالآخر مالک سردار طائف کی یہ گفتگو لے کر پہنچے مالک نے کہا بے شک محمد ﷺ اس سے پہلے ہماری طرح کی قوم سے نبرد آزما نہیں ہوا اور ایسے ایسے لوگوں سے اس کا آمنا سامنا ہوتا رہا ہے جنہیں جنگ لڑنے کی خبر تک نہیں اور وہ اجڈ گنوار تھے جن پر اس کو غلبہ حاصل ہو جاتا تھا۔

جب سحر ہو تو اپنے مویشی، عورتیں اور اولاد کو اپنے ساتھ لے کر صف بندی کر لو پھر حملہ تمہاری طرف سے ہوگا اور اپنی میانوں کو توڑ ڈالو کہ تمہارا مقابلہ بیس ہزار تلواروں سے ہوگا ایک ساتھ یکبارگی حملہ کرنا غلبہ اسی کا ہوتا ہے جو پہلے حملہ آور ہو یہ تمام گفتگو سن کر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام گفتگو سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا۔

آپ نے اس گفتگو کی روشنی میں جنگی حکمت عملی اختیار فرمائی۔

غزوہ احزاب: (Ghzwa Ahzab)

غزوہ الاحزاب میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حذیفہ نے اس خطرناک فریضہ کی انجام دہی کی اس مہم کی روداد کو یوں بیان فرمایا ہم خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کون ہے جو دشمن کی نقل و کت کی خبر لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں واپس آنے کی شرط تھی اور فرمایا کہ میں اللہ سے اس کے لئے اپنے ساتھ جنت میں ہونے کی

دعا کروں گا۔

یہ سن کر کوئی کھڑا نہیں ہوا چونکہ سردی شدت کی تھی۔ خوف بھی پھر بھوک بھی عروج پر تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی اور فرمایا۔ اے حذیفہؓ جاؤ دشمن کے لشکر میں گھس جاؤ اور ان کی خبر ہم کو پہنچاؤ مگر راستے میں کسی کو خبر نہ ہو حذیفہؓ فرماتے ہیں میں دشمن کے لشکر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے لشکری ان کے ساتھ وہ کچھ کر رہے ہیں کہ ان کی ہانڈی چولہے پر ٹھہرتی ہے نہ ان کی آگ جلتی ہے اور نہ ان کے خیمے قائم رہ سکتے تھے اس حال میں ابوسفیان نے اٹھ کر کہا۔

اے قوم قریش ہر شخص کو اپنے ساتھی کو دیکھ لینا چاہئے۔

حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نے فوراً" اپنے ساتھ کے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں پھر ابو سفیان نے کہا اے قوم قریش تم اپنے گھر میں نہیں ہو۔ ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے ہیں بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہمیں ان کی طرف سے سخت ناپسندیدگی موصول ہوئی لہٰذا کوچ کرو میں کوچ کر رہا ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا۔

اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ہوتا کہ بغیر کچھ واقعہ ہونے کے واپس آنا ہے تو میں اسے تیر مار کر قتل کر ڈالتا۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آکر تمام حالات آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے آپ ﷺ نے میرے لئے اپنی رفاقت کی دعا فرمائی۔

ان مذکورہ واقعات کو ضبط تحریر لانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بے شمار واقعات ایسے ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ جب تک ہم اسلام کے تمام شعبوں کو نہیں اپنائیں گے تو کامیابی کی منزل دور ہوتی چلی جائے گی یقیناً" ہمیں اسلام میں پورا پورا داخل ہونے کا حکم ہے ایک مومن کی شان بھی یہی ہے کہ نجی، شخصی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی دفاعی حکومتی نظاموں میں مکمل اسلام کی پیروی کریں۔ تو کامیابی یقیناً" ہماری منزل ہوگی۔

(اسلام میں جاسوسی کا تصور)

موجودہ کھیلوں کے نقصانات

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Disadvantages of present games- Sunnah and Modern Science)

اسلام صحت و تندرستی کے حصول کے لئے کھیلوں کو بھی ترجیح دیتا ہے۔ آپؐ نے ایسا خود کر کے دکھایا۔ آپؐ نے تیراکی کی دوڑ لگائی، گھڑ سواری کی۔ کشتی کھیلی تیر اندازی کی، باغات کی سیر کی۔ ان امور میں جہاں بے شمار اسلامی اور جہادی صفات وابستہ ہیں وہاں شرعی تفریح اور تندرستی مقصود بھی ہے۔

اسلام قید کا مذہب نہیں اور نہ ہی سختی کا مذہب ہے بلکہ اسلام پابندی کا مذہب ہے۔ امت جب بھی ان پابندیوں کو اپنے اوپر لاگو کر کے زندگی گزارے گی وہ خوشحال اور کامران اور ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے گی۔ لیکن آج ہم نے صحت و تندرستی، تفریح و تنعم کو حاصل کرنے کے لئے جس انداز کی کوشش اور کھیلوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا۔ کچھ یورپی فلاسفر کی زبان سے۔

ڈاکٹر ایڈمن کی وارننگ: (Warning of Dr. Edman)

میرے خیال میں جتنی عریانی اور فحاشی جم خانوں اور کلبوں نے پھیلائی موجودہ (Game System) (کھیلوں کا نظام) نے فحاشی حتیٰ کہ بعض لا علاج امراض کو پھیلانے کے لئے کھلاڑیوں نے بہت بڑا کام کیا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ (Game System) کھیلوں کا نظام سے پھیلنے والی تمام برائیوں کا قلع قمع کیا جائے تو اس کا واحد حل ایسے کھیلوں کو اختیار کیا جائے جو یا تو اندرون خانہ ہوں یا پھر ان کھیلوں میں کھلاڑیوں کے بدن ڈھکے ہوئے ہوں۔

(ماہنامہ رابطہ)

موجودہ کھیلوں میں شرکت اور اس کے نقصانات:

(Participation in the present games and its disadvantages)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اے علی! اپنی ران دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرو، اور کسی زندہ یا مردہ (کی) ران کی طرف نہ دیکھو۔ (مشکوۃ ص 296 - ابوداؤد، ابن ماجہ)

آج کل ہمارے ہاں جو کھیل مثلاً" فٹ بال، ہاکی، ٹیبل ٹینس وغیرہ وغیرہ متعارف و رائج ہیں، ان کھیلوں میں حصہ لینے والے مرد اور عورتیں مندرجہ بالا حدیث طیبہ کی کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں اور مفت میں دیکھنے والے لوگ بھی گناہ گار ہوتے ہیں۔

ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، اسی طرح کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی حصہ کو کسی کے سامنے یا کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا دونوں حرام ہیں۔

افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دین داری کے دعویدار اس مسئلے کو بھول جاتے ہیں۔ کھیل کے میدان، مختلف کھیلوں میں اور مقابلہ حسن میں عورتوں کے لباس .... وغیرہ؟

بہرحال اس قسم کے گیمز وغیرہ میں ستر کو ڈھانپنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ہم غضب الٰہی سے بچ سکیں۔

حضور اکرم ﷺ کی لعنت:

(Imprecation of Holy Prophet (PBUH)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا کام (یعنی بد نظری کرنے والے) پر اور جس کی طرف بد نظری کی جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بیہقی شریف)

Scanned with CamScanner

گویا اپنے ستر کو برہنہ کرنے والے اور ان کے برہنہ ستر کو دیکھنے والے تمام مرد اور عورتیں ملعون ہیں۔

موسیقی اور اس کے نقصانات:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "گانا" دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک روایت میں "گانے" کو شیطان کی آواز بھی کہا گیا ہے۔ (الحدیث)

موسیقی روح کی سزا: (Music, the spiritual retribution)

موسیقی شیطان کا ایک دلفریب اور لطیف جال ہے جس میں شیطان دنیائے انسانیت کو پھانس کر آسانی سے گمراہ کر دیتا ہے۔ بعض لوگوں کے ہاں موسیقی روح کی غذا ہے جیسا کہ تفصیلات آگے آرہی ہیں مگر ناچیز کے ہاں موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کی سزا ہے، جس طرح مداری ڈگڈگی بجا کر بندر کو نچاتا ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنا کر پیسے بٹورتا (اپنے مقاصد دنیوی) حاصل کرتا ہے بالکل اسی طرح شیطان بھی موسیقی کی ڈگڈگی بجا کر نہ صرف لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے بلکہ موسیقی کے تحت دنیائے انسانیت کو نچا کر (جیسا کہ بعض لوگوں کو موسیقی سنتے ہوئے گنگناتے ہوئے یا مزے میں سر مارتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے اور ناچ، ڈانس وغیرہ تو بالکل ہی عام ہے) یہ ثابت کرتا ہے کہ دیکھو!

وہ قوم جو خیر الامم اور اشرف المخلوقات ہے آج اسی قوم کو اسی امت کو میں نے اپنی ڈگڈگی پر نچا کر بیوقوف بنایا ہوا ہے۔

نفاق ایک ایسی برائی جس کا تعلق قلب (دل) سے ہے مندرجہ بالا حدیث طیبہ میں نفاق والے جملہ کا ایک مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ جو آدمی موسیقی میں ملوث ہو گا دینی اور دنیوی لحاظ سے اس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو گا، دوسرا مقصد اس جہالت کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دینی امور اور نیک کاموں سے دور ہوتا چلا جائے گا، اور ایک مقصد علماء حدیث نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اس کی موت نفاق پر واقع ہو گی۔ واللہ اعلم۔

کسی بھی بیماری کا خطرناک اور آخری درجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بیمار شخص بیماری کو بیماری ہی نہ سمجھے اسی طرح گناہ کا آخری اور مہلک درجہ یہ ہے کہ انسان گناہ تو کرے لیکن گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے بلکہ الٹا اس پر فخر کرے۔

ہمارے ہاں آج کل بعض اپ ٹو ڈیٹ اور جدت پسند طبقے موسیقی اور رقص و سرود کو گناہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ اسے فن لطیف، آرٹ، باعث تفریح، ثقافت اور روح کی غذا اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔

نافرمانیاں اور ان کے عذابات: (Disobediences and their misfortunes)

جبکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ محصول مملکت کو اپنی دولت بنا لیں گے اور امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھیں گے اور غیر دین کے لئے علم پڑھیں گے، اور آدمی اپنی بیوی کا تابعدار بن جائے گا اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا، اپنے دوست کو آرام پہنچائے گا اور اپنے باپ کا ستائے گا، اور لوگ مسجدوں میں شور مچائیں گے، اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہو گا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہو گا، اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کریں گے، اور گانے بجانے والیاں اور گانے بجانے کی چیزیں عام طور پر ظاہر ہوں گی، اور شراب پی جانے لگے گی، اور اس امت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے، اس حالت میں لوگ منتظر رہیں کہ ایک سرخ آندھی اٹھے گی، زلزلہ آئے گا، خسوف واقع ہو گا، صورتیں مسخ ہو جائیں گی، آسمان سے پتھر برسیں گے، اور ان کے علاوہ دیگر علامتیں بھی پے در پے ظاہر ہوں گی، جس طرح کسی ہار کا دھاگہ توڑ دیا جائے تو موتی لگاتار گرتے چلے جاتے ہیں۔ (پچاس تقریریں ص 146-147)

علامات کا وجود: (Existance of Ensign)

برادران اسلام!

اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان علامتوں میں سے کونسی

علامت ایسی ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جاتی۔

- ○ کیا حکمرانوں نے عوام کے محصولات کو ذاتی جاگیر نہیں سمجھ رکھا ہے؟
- ○ کیا والدین اور اقرباء کو ستایا نہیں جارہا؟
- ○ کیا قوم کے بدترین افراد کو لیڈر اور رہنما بنے ہوئے نہیں ہیں؟
- ○ کیا ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور سینما کے ذریعے گانے بجانے کو عام نہیں کیا جارہا ہے؟
- ○ کیا زکوۃ کو تاوان اور ٹیکس نہیں سمجھا جارہا ہے؟
- ○ کیا گھر گھر میں رقص و سرور کی محفلیں برپا نہیں کی جاری ہیں؟

علامات تو پوری ہو چکی ہیں، بس اب عذاب الٰہی کا انتظار کیجئے، بلکہ انتظار کیا معنی، عذابوں میں تو ہم مبتلا ہیں، بلاؤں اور آفتوں کا تو ہم شکار ہیں۔

- ○ کیا ظالم اور فاسق حکمران عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا بین الاقوامی تحقیر و تذلیل عذاب الٰہی نہیں ہے؟
- ○ کیا باہمی قتل و قتال اور نفاق و افتراق عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا عدم تحفظ اور خوف و ڈر عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا خون انسانیت کی ارزانی عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا دلوں کا اضطراب اور روحوں کی بے چینی عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا عزت و ناموس کی پامالی عذاب الٰہی نہیں؟
- ○ کیا یہ زلزلے، یہ دھماکے، یہ سیلاب یہ دہشت گردی، یہ ایکسیڈنٹ اور یہ جنگیں عذاب الٰہی نہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی:
(Sayings of Holy Prophtet (PBUH))

یہ سب بلائیں اور مصیبتیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، تاہم ہمیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی بلکہ ہم رات دن گانے بجانے اور لغو و لہب جیسے فضول کاموں میں لت پت ہیں۔ جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کبھی تو یوں ارشاد فرمایا ہے کہ گانے والوں کی نماز قبول نہیں، کبھی فرمایا کہ جو کسی گاتا گانے والے کا گانا سنے گا قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا، کبھی یہ فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ اس کے پاس گانے والی ہو اس کی نماز جنازہ مت پڑھو، کبھی فرمایا کہ گانا بجانا سننا معصیت ہے اس کے لئے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوزی کفر ہے؟

یورپ کی اندھی تقلید: (Blind Imitation of Europe)

افسوس ہے کہ مسلمان یورپ کی تقلید میں اندھا ہو کر گمراہیوں کی دلدل میں پھنستا جارہا ہے، یورپ سے اٹھنے والی ہر برائی کو یہاں آسمانی تحفہ سمجھ کر قبول کر لیا جاتا ہے۔ ہماری یورپ کی اندھی تقلید پر کسی شاعر نے کیا خوب ہی کہا ہے کہ:

حال دل میں چراغ انگریزی، سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی، ڈھال انگریزی، جسم کا ہر اک بال انگریزی
جسم ہندی میں جان انگریز، منہ کے اندر زبان انگریزی
چھل رہا ہے گلا تو چھل جائے، لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

وقت وقت کی بات ہے کبھی تو غیرت کا یہ عالم تھا کہ قیام پاکستان سے پہلے مساجد کے سامنے کوئی جلوس گاتے ہوئے اور ڈھول بجاتے ہوئے گزر جاتا تو اس پر مسلمان مشتعل ہوجاتے اور غیرت مند مسلمان خصوصاً نوجوان تو جان تک دینے سے گریز نہ کرتے، آج مساجد کے سائے میں فحش اور عریاں فلمیں چلتی ہیں مگر کسی نوجوان کی غیرت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔

پہلے گانے والوں کو میراثی، بھانڈ، کنجر اور ڈوم کہا جاتا تھا اور میراثیوں کو یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ معزز لوگوں کے ساتھ کسی چارپائی یا کرسی پر بیٹھیں بلکہ انہیں نیچے بیٹھنا پڑتا تھا۔ آج میراثیوں اور کنجریوں کو فنکار اور گلوکار کا نام دیا جاتا ہے اور ان کی ایسی آؤ بھگت کی جاتی ہے جو کسی بڑے سے بڑے عالم دین، محدث، ولی، بزرگ، مفسر بلکہ کسی وزیر کی بھی نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

موسیقی کے دینی نقصانات:
(Religious disadvantages of music)

ہمارے ملک پاکستان میں اگر ہندو کا کوئی مشہور میراثی اور کنجر آجاتا ہے تو پوری قوم نیچے سے لے کر اوپر تک دیدہ و دل فرش راہ کر دیتی ہے۔ بہت سے خوف خدا سے عاری لوگ بڑی ڈھٹائی سے کہتے پھرتے ہیں کہ جناب موسیقی روح کی غذا ہے، مگر ناچیز کہتا ہے کہ یہ کیسی غذا ہے؟

جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ملعون قرار دیا۔

جس سے نفاق اور قساوت پیدا ہوتی ہے۔

جس کی وجہ سے ذکر و تلاوت اور عبادت و اطاعت کی لذت ختم ہوجاتی ہے۔ نیز جو مسلمان خواتین کو بے حجاب اور بے حیاء بنا دیتی ہے۔ اس لئے راقم یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ سزا و عذاب ہے۔

یہ تو ایک نشہ ہے ہم غذا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر بالفرض موسیقی غذا ہے بھی سہی تو پھر جان لیجئے کہ شیطان اور شیطان کے چمچوں اور چیلوں اور شیطانی روح کی غذا ہے۔

- یہ قیصرو کسریٰ اور یہود و ہنود کی غذا ہے۔ مسلمانوں کی نہیں
- مسلمانوں کی روح کی غذا تو قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔
- مسلمانوں کی روح کی غذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت و توصیف ہے
- مسلمانوں کی روح کی غذا نماز اور ذکر و استغفار ہے۔

والدین کے اثرات: (Effect of parents)

وہ والدین جو گانے بجانے کا شوق رکھتے ہیں، جو ہر وقت عشقیہ غزلیں اور نغمے سنتے رہتے ہیں، انہیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی فحاشی اور بے حیائی کا اثر ان کی اولاد پر بھی پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ والدین جب نیک اور خدا ترس ہوں، عابد و زاہد، متقی، نمازی و پرہیز گار ہوں، حلال روزی کمانے والے ہوں، حرام سے

بچنے والے ہوں تو پھر اولاد محمد بن قاسمؒ جیسی ہوتی ہے، طارق بن زیادؒ جیسی ہوتی ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسی ہوتی ہے، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ جیسی ہوتی ہے، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسی ہوتی ہے، حضرت مفتی محمودؒ اور مولانا حق نواز جھنگویؒ جیسی ہوتی ہے۔

لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہو، یعنی والدین فاسق و فاجر ہوں، حرام کھانے والے ہوں، گانے بجانے کے رسیا ہوں تو پھر اولاد گلوکار اور فنکار بنتی ہے، چور ڈاکو بنتی ہے، پنولین اور ہٹلر بنتی ہے چینگیز خان اور ہلاکو خان بنتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

فتنہ خوشبو اور اس کا نقصان:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ مردوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو، جبکہ عورتوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔ (ترمذی شریف)

نبی اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو عورت عطر (خوشبو) لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے۔ (ترمذی شریف)

خوشبو بھی ان مقاصد میں سے ایک ہے جو ایک نفس شریر کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتی ہے۔ یہ خبر رسانی کا سب سے بڑا موثر، سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے، جس کو دوسرے لوگ تو شاید خفیف ہی سمجھتے ہوں مگر اسلامی حیاء اس قدر حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے، وہ ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے، کیونکہ اس کا حسن اور اس کی زینت پوشیدہ بھی رہے تو بھی کیا فائدہ اس کی عطریت تو فضا میں پھیل کر جذبات کو متحرک کر رہی ہے۔ چنانچہ ایسا کرنا گناہ ہے اور اس معاملہ میں

Scanned with CamScanner

شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔ آج کل خواتین جان بوجھ کر ایسے ایسے عطر' سینٹ اور ایسی ایسی خوشبوئیں استعمال کر کے بازاروں' مارکیٹوں' محافل میں یا راستوں پر سے آتی جاتی ہیں کہ ابھی کسی مارکیٹ میں کسی دکان میں یا کسی بھی مقام پر پہنچی نہیں مگر خوشبو پہلے ہی تشریف لانے کی خبر دے دیتی ہے اور کئی جگہوں پر تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ بعض خواتین علیحدہ ہی قسم کی ایسی منفرد خوشبوئیں استعمال کرتی ہیں کہ وہ ان کی موجودگی اور آنے جانے کی نہ صرف علامت بنی ہیں بلکہ آمدورفت کی بھرپور اطلاع بھی دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ صرف اور صرف اس لئے ہوتا ہے کہ آس پاس کے لوگ حسرت بھری نظروں سے ان کو دیکھ کر نہ صرف رشک کریں بلکہ داد بھی دیں کہ کوئی صاحبہ تشریف لئے جارہی ہیں۔ یقیناً" ایسی ہی عورتوں کے بارے میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے۔ اس حدیث طیبہ نے مذکورہ صفت خواتین کو بدکارہ ...... قرار دیا ہے۔

اس لئے اس قسم کی تحریکات سے بچنے اور بچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور خصوصاً" بدکاری سے بچ سکیں۔

(کھیل اور اسلامی تعلیمات)

تنگ لباس - سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Tight Dress - Sunnah and Modern Science)

عورتوں نے بال کٹوائے' مردوں نے بال بڑھوائے۔
آج کل کی ہے ایسی سلائی - لی انگڑائی ٹانکے ٹوٹ گئے۔

اسلام پردے' حیا اور وقار کا مذہب ہے۔ اس لئے اسلامی لباس کھلا ہوادار اور سفید ہوتا ہے۔ لیکن جب یہی لباس تنگ ہو تو اس کے نقصانات کیا ہوتے ہیں ملاحظہ کریں۔

تنگ لباس اور فزیالوجی
(Tight dress and Physiology)

تنگ لباس سے لوکل مسلز (Local Muscles) مردہ اور کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ باہر کے مسلز میں جیسے حرکت ہوتی ہے ایسے ہی اندرونی باریک باریک مسلز ہوتے ہیں اور ان میں حرکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ سوئی اگر جلد کے اندر چلی جائے تو وہ ان باریک باریک مسلز کی حرکت کی وجہ سے کہاں سے کہاں چلی جاتی ہے۔

تو جب تنگ لباس زیب تن کیا جاتا ہے تو ان باریک مسلز کو بہت نقصان پہنچتا ہے ان کی حرکات کم ہو جاتی ہیں۔ جس سے ذہنی دباؤ' اعصابی تناؤ اور کھچاؤ جیسے امرض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(بحوالہ جمعہ میگزین مشرق)

Scanned with CamScanner

نیت کے اثرات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Effects of Intension, Sunnah and Modern Science)

○ حضرت فقیہہؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن میسرۃؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اس کی خاموشی کو فکر اور اس کے کلام کو ذکر بنا دیتا ہوں گو وہ کلام نہ کرے۔

○ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کلام کرتا ہے جس میں لوگوں کی ناراضگی ہوتی ہے مگر اس کی نیت خیر ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں اس کی جانب سے عذر ڈال دیتے ہیں۔ جس سے وہ خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ اس کا مقصد تو خیر ہی تھا اور کبھی ایک آدمی کلام بہت عمدہ کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جس سے کہنے لگتے ہیں کہ اس شخص کو خیر مقصود نہیں ہے۔

اھل خیر کے چند کلمات:

(Few Statements of good people)

عون بن عبداللہ فرماتے ہیں اہل خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین (3) کلمات لکھ بھیجا کرتے ہیں۔

1- جو آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے ہیں۔

2- جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

3- جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرما دیتے ہیں۔

○ سہل بن سعدؓ ساعدی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے اچھا ہے اور اس کے عمل کا تعلق اس کی نیت سے ہی ہوتا ہے۔

○ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور نہ تمہارے اموال و احوال کو دیکھتے ہیں بلکہ وہ وہ تمہارے اعمال اور قلوب کو دیکھتے ہیں۔

○ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ سن لو دین تو اخلاص ہی کا نام ہے۔ عرض کیا گیا کس کے ساتھ؟ کس کے لئے۔ ارشاد ہوا۔ اللہ کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ۔

○ فقیہہؒ فرماتے ہیں کہ خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین رکھے اور لوگوں کو اسکی دعوت دے اور دل میں تمنا رکھے کہ تمام لوگ دیندار ہو جائیں۔

آپ ملاحظہ فرمائیں نیت صحیح نہ ہونے کے نقصانات پر مشتمل تحقیق۔

نیت' ریسٹورینٹ اور یورپی ماہرین

(Intension, Resturant and Europian Experts)

ڈاکٹر لیڈ بیٹر جو پیرا سائیکالوجی کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا تجزیہ ہے کہ ہوٹل کا کھانا کبھی بھی جسم اور صحت کے لئے شفا کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس میں ہوٹل والے کی نیت گاہک کی جیب سے زیادہ سے زیادہ رقم وصول کرنا ہوتی ہے۔

میرا سائنسی تجزیہ یہ کہتا ہے کہ اس کھانے میں قطعی شفا اور برکت نہیں ہو سکتی۔

(تصورات اسلام)

ایک نایاب روسی تحقیق
(A valuable Russian Research)

روسی ماہرین نے جسم انسانی میں تحقیق کی ہے اس بات کی کیا وجہ ہے کہ برصغیر میں ایک مخصوص اصطلاح عام ہے جسے دست شفا کہتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ سال ہاسال کی تحقیقات کے بعد ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جس معالج کی نیت درست ہو اس کے جسم سے ایسی غیر مرئی شعاعیں یا لہریں (Invisible Rays) نکلتی ہیں جو کہ مثبت (Positive) ہوتی ہیں اور یہی لہریں مریض کے لئے شفا کا ذریعہ بنتی ہیں اور اگر معالج کی نیت میں فرق ہے تو اس معالج کے جسم سے منفی (Negative) لہریں نکل کر مریض کے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں جو کہ بذات خود ایک مرض ہے۔

(بحوالہ خبر نامہ ہمدرد)

بچوں کی فطری پرورش یعنی مٹی میں پلنا
سنت نبوی اور جدید سائنس
(Natural Patronage of Children (Soil Patronage) Sunnah and Modern Science)

حضور پاک ﷺ کے دور مبارک میں بچے مٹی پر کھیلتے تھے، پلتے تھے تو تنو مند اور صحت مند ہوتے تھے۔ بہادر اور جری ہوتے تھے۔ فہم و فراست بصیرت اور خود اعتمادی کے حامل ہوتے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں وہ جوہر دکھائے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اگر تلوار ان کے گلے میں ڈالی جاتی تو وہ ان کے قد سے بڑی معلوم ہوتی حتی کہ چلتے ہوئے گھسٹتے معلوم ہوتی تھی۔

آج بھی جو بچے مٹی میں کھیلتے اور پلتے ہیں تنو مند، صحت مند، بہادر اور جری ہوتے ہیں اس ضمن میں جدید سائنس کیا کہتی ہے۔

ڈاکٹر ہنی من کے مشاہدات
(Observations of Dr. Honey Mun)

مٹی میں دافع تعفن یعنی (AntiSeptic) اثرات ہوتے ہیں۔ اس میں نوشادر، فلورائیڈ (Floride)، آیوڈین (Auyodin)، کیلشیم (Calcium) اور فاسفورس وغیرہ جیسے صحت اور تندرستی کو بڑھانے والے اجزاء ہوتے ہیں یہ وہ اجزاء ہیں جو جسم انسانی کی ضرورت ہیں اس لئے چھوٹے بچوں کو مٹی میں کھیلتے رہنا چاہئے اور اسی میں ان کے لئے صحت ہے۔

(دی ہسٹری آف ہنی من)

Scanned with CamScanner

ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کارڈی لیج لیئر، نماز سنت نبویؐ اور جدید سائنس

ریڑھ کی ہڈی کے درمیان ایک انتہائی اہم تہہ یعنی کارڈی لیج لیئر ہوتی ہے اگر وہ متحرک نہ ہو تو وہ بوسیدہ اور گھلتی رہتی ہے۔ جب کہ نماز میں وہ بہت زیادہ متحرک رہتی ہے۔

ہماری گردن کے مہروں میں درد ہوتا ہے۔ کارڈی لیج کم ہوسکتی ہے اعصاب پر درد ہوتا ہے۔ اس کے لئے ورزش بتاتے ہیں۔ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر مخالف جانب دباؤ ڈالیں یا گردن میں کالر ڈالیں۔ لیکن نماز کے سلام اور سجدہ میں یہ ورزش ہو جاتی ہے۔

نماز ریڑھ کی ہڈی کے امراض میں مفید ہے:

ایک مصری سرجن نے انکشاف کیا ہے کہ وہ 40 مریضوں پر تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی کی بیماری میں مبتلا افراد کے لئے نماز کی حرکات بہت مفید ہیں۔ مصری سرجن جو ایک یونیورسٹی کے پروفیسر بھی ہیں۔ اپنے زیر علاج آپریشن شدہ مریضوں کو اس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ وہ آپریشن کے بعد ایک ہفتے تک دن میں پانچ مرتبہ نماز ضرور ادا کریں۔ الجزائر کی خبر رساں ایجنسی نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ایک امریکی دانشور نے اپنی کتاب میں جو "ریڑھ کی ہڈی کی بیماریاں" کے نام سے چھپ چکی ہے۔ مصری سرجن کی باتوں کی تائید کی ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کی شکایات رکھنے والے مریضوں کو دن میں پانچ بار نماز قائم کرنا چاہئے۔

لائٹ ورزش نماز سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Light Exercise Prayer Sunnah and Modern Science)

میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ لائٹ ورزش کریں ایسی ورزش جو مسلسل ہو۔ یہ عمر میں مفید ورزش ہو۔ سال سے کم عمر آدمی سخت ورزش کر سکتا ہے۔ اس سے اوپر سخت ورزش نہ کرے۔ اور نماز سے بہتر کوئی ہلکی ورزش اور نہیں ہو سکتی۔

نماز بہترین ڈسپلن:

(Prayer, the best discipline)

اس وقت پوری دنیا میں ادب آداب، انتظام و انصرام اور ڈسپلن کھانے کے لئے مختلف قانون، ضوابط اور کورس کروائے جارہے ہیں۔

ماؤسکی کا تجزیہ:

(Analysis of Mouseky)

لیکن ماؤسکی کے تجربات میں یہ بات واضح ہے کہ میں نے نماز سے بڑھ کر ڈسپلن سکھانے والا کوئی عمل نہیں دیکھا۔ نماز میں ایک ہی امام کے پیچھے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام کے اشاروں پر جسم کو مختلف انداز میں جھکا دیا جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر ڈسپلن سکھانے والی کوئی چیز شاید ہی ہو۔

(بحوالہ اسلام مستشرقین کی نظر میں)

ایک منیجر کا اعتراف
(Admission of an English Manager)

ملی وفد بریسٹن سے گلاسکو / اور ایڈنبرا کے لئے روانہ ہوا بخش فیملی کے علاوہ جناب اقبال ڈھال نے مستقل ایک گاڑی وفد کے ساتھ کر دی جو ہمارے برطانیہ میں قیام کے دوران مع اس کے ڈرائیور موسیٰ بھائی ہمارے پاس رہی۔ موسیٰ بھائی جو سعودی ریال بنانے والی' برطانوی فیکٹری میں کام کرتے ہیں عابد و زاہد اور متقی مسلمان اور دعوت کے کام سے ایک عرصہ سے منسلک ہیں۔ علماء و دعاۃ کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ خود اپنا قصہ بتا رہے تھے کہ فیکٹری کے انگریز منیجر نے ان کی تعیناتی کے موقع پر جب ان سے کام کی تفصیلات طے کیں۔ تو آخر میں ان سے پوچھا کہ موسیٰ صاحب آپ نے نماز کے اوقات کی مجھ سے بات نہیں کی؟ تو میں نے کہا اللہ کے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہم مخلوق سے پوچھنے کے محتاج نہیں ہیں تو وہ انگریز منیجر جو ہم نمازیوں کی محنت اور دیانت داری سے واقف تھا اس نے مجھے مکلف بنایا کہ اب اس فیکٹری میں جو نیا مزدور رکھا جائے وہ نمازی ہی ہو؟ نبی کریم ﷺ کا سچا فرمان ہے کہ جس شخص نے نماز کو ضائع کیا وہ دیگر ذمہ داریوں کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا۔ گویا خدا کے اس فریضہ کی ادائیگی سے ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا شعور پیدا ہو گا۔ یہ فلسفہ ہمارے ان مادہ پرست مسلم بھائیوں کی سمجھ میں نہ آیا جو نماز کے اوقات میں اپنے مزدوروں اور کام کرنے والوں کو چھٹی دینا بوجھ سمجھتے ہیں۔

مسکراہٹ' ہنسی اور جدید سائنس

مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس کے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔

حضور اقدس ﷺ جب کسی سے ملتے تو آپؐ کے چہرہ انور پر مسکراہٹ ہوتی۔

بعض مواقع پر آپؐ سے ہنسنا بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق (شرعی حدود میں) کر لیا کرتے تھے۔

جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ہنسی بھی ایک دوا ہے:- (Laughter is also a remedy)

اپنے آپ کو خوش نصیب تصور فرمایئے ہنسی "مذاق" نہیں بلکہ ایک سنجیدہ فعل اور اہم دوا ہے۔ اس کی حقیقت و اہمیت کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر طویل عرصے سے یہ قیاس کرتے چلے آئے ہیں کہ ہنسی جسم کے علاوہ دماغ کی بھی اچھی دوا ہے۔

فارسٹ بوراڈ نے لکھا:- (Forest Bowrad Wrote)

1942ء ہی میں' فاسٹ بوراڈ نے لکھا تھا کہ ہنسی دوران خون میں مدد دیتی ہے۔ شکم کے عضلات کی مالش کرتی ہے' اشتہام کو چمکاتی اور بلند فشار خون کو پست کرتی ہے۔ رجائیت (خوش امیدی) اور خود اعتمادی کو ابھارتی اور خوف اور قنوطیت (یاس پروردی) کو پسپا کر دیتی ہے۔

لیکن جب سے نارمن کزنس نے جو طویل عرصے تک "سیٹرڈے ریویو" کے ایڈیٹر رہے ہیں ہنسنے اور حیاتین ج کے استعمال سے اپنے آپ کو ایک مہلک بیماری سے نجات دلائی ہے تو ہنسنے کی شفا بخشی کی طاقت سے ان کی دلچسپی اور بڑھ

گئی۔

اگرچہ بہت سے مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ آپ بے اختیار ہنس پڑتے ہیں لیکن ہر ہنسی میں یہ خاصہ نہیں ہوتا یہ بات ڈاکٹر ہنری اولسن نے کہی ہے۔

میری لینڈ کے ماہر نفسیات
(Psychiatrists of MarryLand)

میری لینڈ کے ماہر نفسیات ڈاکٹر اولسن کہتے ہیں کہ علاج کی غرض سے مزاح و مذاق کو دل آزار ہونے کے بجائے دل آسا اور روح پرور ہونا چاہئے۔ طنزو تعریض کا ہنسی مذاق دوسروں کی قیمت پر اپنے آپ کو پھلانا خودبینی و خود آرائی ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ آپ کیوں ہنستے ہیں یہ بات اتنی ہی اہم ہے جتنی یہ بات کہ کیسے ہنستے ہیں۔"

"تمسخر اور چیز ہے اور علاجی ہنسی دیگر شے ہے۔ اس کی تشریح میں ڈاکٹر اولسن کہتے ہیں کہ ہنسی مذاق کے تین درجات یا اقسام ہیں۔ طنز ان میں سے ایک ہے' یہ تخریب پر مبنی ہوتا ہے۔ دوسری قسم ہے ذومعنی لفظ کے مزاحیہ استعمال سے لطیفہ پیدا کرنا یا ایسے الفاظ کا استعمال جو تلفظ میں یکساں ہوں' لیکن معنی میں مختلف (ضلع جگت) اس میں مثبت خاصیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک تیسری قسم ہے عام مسخرگی یعنی الٹی بات کی تحسین یعنی وہ بات جو کسی مسلمہ خیال کے خلاف ہو یا ایسی بات جو بظاہر مہمل معلوم ہوتی ہو لیکن دراصل صحیح ہو یا وہ بات جو زندگی کے مہملات کی تحسین پر مبنی ہو۔ جو اس قسم کا مسخو ہو اس میں لچک اور سمائی ہوتی ہے اور وہ ایسے اقدام کی صلاحیت رکھتا ہے جس کو زندگی مسترد کرتی ہے۔ ڈاکٹر اولسن کہتے ہیں۔

"میں اس تیسری قسم کے مذاق کو پسند کرتا ہوں۔"

مسٹر ریمنڈ مسٹر موڈی۔ (Mr. Ramond Mody)

یہی رائے ریمنڈ موڈی کی ہے جو کتاب "ہنسی پر ہنسی" (Laugh After laugh) کے مصنف ہیں۔

مسٹر موڈی کہتے ہیں کہ عام مذاق کا شعور رکھنے والا شخص دنیا میں اپنے آپ اور دوسروں کو فاصلے سے دیکھتا ہے۔ ایسے شخص میں زندگی کو تمسخر کے ساتھ دیکھنے کی ایسی صلاحیت ہوتی ہے جس سے نہ اس کی اپنی محبت یا عزت مجروح ہو نہ عام انسانیت کی۔

زندگی کو بڑی اہمیت نہ دو
(Not to give so importance to life)

بیمار افراد خاص طور پر وہ لوگ جو پستی طبع کے شکار ہوتے ہیں اس حالت پر بہت زیادہ فکر مند ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اولسن کہتے ہیں۔ "اکثر لوگوں کو مسائل درپیش ہوتے رہتے ہیں' لیکن ایک شخص کے ادراک و احساس سے ان کی مدت طویل یا مختصر ہوتی ہے۔ ہر شخص کو منفی یا مثبت احساسات سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے تو پھر مثبت پر کیوں نہ توجہ مرکوز کی جائے؟ یہ بات آپ کے انتخاب پر موقوف ہے۔

اگر آپ ہوش مند و خوش فہم ہیں تو مثبت کا انتخاب کریں گے کیوں کہ اگر منفی جذبات جیسے خوف' نفرت' اور غصہ جسم کی مرض کے خلاف قدرتی مدافعتوں کو کمزور کر سکتے ہیں تو مثبت جذبات کا اثر اس کے برعکس ہونا چاہئے۔

ٹھیک یہی بات ہے جو اب ڈاکٹروں پر منکشف ہوتی جارہی ہے۔ اگرچہ ہنسی کی کیمیا پر عیاری (Controlled) تجربات بہت شاذ و نادر کئے گئے ہیں لیکن اتنا ضرور دریافت ہوا ہے کہ یہ نظریہ کہ خوش مذاقی اچھی صحت کو پروان چڑھاتی ہے' درست ہے۔

Scanned with CamScanner

نارمن کزنس :- (Norman Crince)

نارمن کزنس کے معالجوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہنسی اس کی صحت پر واضح قابل پیمائش اثرات مرتب کر رہی ہے، ارساب یعنی رسوبات یا تلچھٹ کے تہ نشین ہونے کی شرح کی پیمائش کی۔ یہ پیمائش ہنسی سے ٹھیک پہلے اور ہنسی کے کئی گھنٹے بعد بھی کی گئی۔ یہ امتحانی پیمائش جسم کے التہاب کی نشان دہی کرتی ہیں جو کزنس کی بیماری کی ایک بڑی خصوصیت تھی۔ کزنس کہتا ہے ہر مرتبہ کم از کم ارساب پانچ ڈگری کم ہو جاتا تھا۔ یہ کمی معقول حد تک نہیں ہوتی تھی رک بھی جاتی تھی، لیکن افزائش پذیر تھی۔

دوسرے ڈاکٹروں نے سائنسی طور پر ثابت کیا ہے کہ ہنسی سانس کی رفتار کو تیز کرتی اور خون میں بخارات دخانیہ (کاربن ڈائی آکسائڈ) کی مقدار کو کم کرتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر دواؤں کے نسخے کے ساتھ یا دواؤں کے بغیر ہنسی کو تجویز کرنے لگے ہیں، کیوں کہ ہنسی صحت کو واپس لانے میں بہت موثر ہے۔

ڈاکٹر موڈی کہتے ہیں کہ بہت سی ایسی نمایاں مثالیں موجود ہیں جن میں مسخروں نے ذہنی ضعف اور مالیخولیا کے مریضوں کی حالت کو جن میں بعض نے چپ سادھ لی تھی درست کر دیا۔ خاموش مریض بات چیت کرنے لگے۔

انھوں نے یہ رپورٹ بھی دی ہے کہ ان کے ایک دوست طبیب نے ایسے مریض کو شفایاب کر دیا جس کے سر میں دباؤ کے سبب سے درد رہتا تھا۔

ڈاکٹر بریسلر :- (Dr. Bresler)

ڈاکٹر بریسلر جو کیلی فورنیا یونیورسٹی میں درد شکن مرکز کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں وہ ہمیشہ اپنے مریضوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے خون میں ظرافت

کی مقدار کتنی ہے؟

وہ کہتے ہیں، کہ میں سمجھتا ہوں کہ "خوناب ظرافت" کی مقدار کی پیمائش کولیسٹرول کی آب خون (سیرم) میں روایتی طب کی پیمائش کی مانند صحت کی ایک اہم مقیاس (پیمانہ) ہے۔ روایتی طبیب بھی مریض میں خوش طبعی و مسرت کی مقدار پر ہمیشہ اپنی توجہ کو مرکوز کرتے ہیں۔

جو لوگ مزمن اوجاع (دردوں) میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ایسے کام نہیں کرتے جن سے وہ پہلے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ درد ان کے ان کاموں میں مانع ہے۔ ڈاکٹر بریسلر کہتے ہیں کہ بات کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ ان کا درد زیادہ دن تک قائم رہتا ہے، کیوں کہ وہ خوش طبعی اور ظرافت کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔

ذیابیطس جیسے مزمن امراض کے مریضوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے، بشرطیکہ انھوں نے ہنسی مذاق کو اپنے علاج جزو قرار نہ دیا ہو۔ بہت سے بالغوں میں ذیابیطس کے آغاز کا موثر علاج ورزش، مناسب غذا اور دباؤ پر کنٹرول ہے۔ ڈاکٹر بریسلر کہتے ہیں کہ ہنسی ایک اچھی ورزش ہے اور دباؤ کو بھی دفع کرتی ہے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ عام زکام بھی جلد تر پیچھا چھوڑ دیتا ہے اگر دوا کے ساتھ ہنسی مذاق کو بھی تجویز کر دیا جائے۔

بہت سے لوگوں کو جب زکام دبوچ لیتا ہے تو وہ بستر پکڑ کر پڑے رہتے ہیں ایسی صورت میں میرا مشورہ یہ ہوتا ہے کہ گھر جاؤ اور کوئی ایسا کام کرو جس سے تم بہت لطف اندوز ہوتے ہو۔ خواہ وہ کوئی سا مشغلہ ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بیماری میں اپنے وقت کو ہنسی خوشی کے کاموں میں صرف کیا جائے تو بیماری شاید رخصت ہو جائے گی۔

یہ ایک ایسی دوا ہے جس کو آپ مزے لے کر پی سکتے ہیں، لیکن اگر آپ کھیل اور تفریح کے کاموں میں حصہ لینے کے بجائے بیماری کی باول ناخواستہ ہی سہی پذیرائی کریں گے اور اس کا مذاق اڑانے کے بجائے اس کو اپنا مہمان بنالیں گے تو وہ سر پر چڑھ جائے گی اور آپ کا ناک میں دم کر دے گی۔

دو ماہرین ذیابیطس کا یہی مشورہ ہے لیکن ان کی یہ نصیحت صرف ذیابیطس کے مریضوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ گر ہر شخص کے لئے کار آمد ہے۔

آپ اس گر کو ہر مرض میں استعمال کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر لولسن کہتے ہیں کہ خواہ آپ کو اسہال (دستوں) کی شکایت ہو، لیکن اگر آپ نے تن درست، امید پرور اور خندہ پیشانی سے رہنے کا تہیہ کر لیا ہے تو آپ ہر مرض سے شفا کے لئے اس سے مدد لے سکتے ہیں۔

مزید برآں ہر انسان میں جبلی طور پر ظرافت کا شعور پایا جاتا ہے اور ہم سب میں پیدائشی طور پر ہنسنے کی استعداد پائی جاتی ہے۔

بعض لوگ طبعی طور پر ظرافت سے بے گانہ ہوتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت سنگین مواقع پر بھی ظرافت کا کوئی پہلو نکال لیتے ہیں۔

ڈاکٹر برمین اور ڈاکٹر ٹوکے
(Dr. Berman and Dr. Tokey)

ڈاکٹر برمین اور ڈاکٹر ٹوکے کہتے ہیں کہ منفی مزاج لوگوں سے گریز کیجئے اور مثبت ذہن کے لوگوں کی ہم نشینی اختیار کیجئے ایسے لوگوں کی جو آپ کو خوش و خرم رکھیں اور ہنساتے رہیں اور افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را، کے مصداق نہ ہوں۔

اس پر ڈاکٹر برمین یہ اضافہ کرتے ہیں کہ خشک مزاج افراد دوسروں کو نچوڑ کر خالی اور کھوکھلا کرتے رہتے ہیں اور خوش باش لوگ بلند حوصلہ بھی ہوتے ہیں وہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھاتے اور سہارا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر اولسن اس کو ڈھالنا (Modelling) یعنی صورت گری کہتے ہیں۔ یہ ظرافت کے مثبت شعور کے نشوونمو کا تیز ترین طریقہ ہے۔ ظرافت سکھانے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے اس کو آپ خوش مزاج لوگوں میں نشست برخاست ہی سے سیکھ سکتے ہیں۔ ظرافت میں خود اپنی خیر خواہی مضمر ہوتی ہے۔

ظرافت کے لئے کسی خاص وقت اور خاص موقع کی تلاش کی ضرورت

نہیں۔ باشعور لوگ ہر وقت اور ہر موقع پر اس سے کام لے سکتے ہیں اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، ظرافت استہزا نہیں ہے اس کو دانائی اور سلیقے سے استعمال کرنا چاہئے۔

حاصل مطالعہ:۔

مذکورہ مضمون میں محقق نے ہنسی کو کسی طنز و مزاح سے بالا تر رکھا ہے اس طرح زور زور سے ہنسنا اور قہقہہ لگانا صحت کے لئے سخت مضر ہے لہٰذا مسکراہٹ اور ہنسی ہی صحت کے لئے مفید ہے۔ مسکراہٹ اور ہنسی ہی صحت کے لئے مفید ہے۔

(جے آر نرائن ۔ مسکراہٹ اور معاشرہ)

بری عورت سے پناہ مانگو
سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Seeking Protection from acquitted woman
Sunnah and Modern Science)

○ آپ ﷺ کی تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک نیک عورت ہے۔ اس لئے کہ اگر عورت نیک نہ ہو تو اس سے حضور اقدس ﷺ نے پناہ مانگی

"اے اللہ! میں اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کردے اور اس اولاد سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وبال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین"۔

اس لئے جب اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے تلاش کرو تو ایسی عورت تلاش کرو جس میں دین ہو۔ صلاح ہو۔ نیکی ہو۔ اگر خدا نہ کرے نیکی نہیں ہے تو وہ پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو صالح بیوی کی نعمت میسر آئی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کرے۔ اس کی ناقدری نہ کرے۔ اور اس کی قدر یہی ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بحوالہ اصلاح خطبات جلد نمبر2)

اپنی بے سینٹ کا اعتراف
(Confession of Anni Saint)

ھادی عالم ﷺ نے عورتوں کی تخصیص اور تقسیم کا ایک بہترین نظام مرتب کیا ہے۔ مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے کیونکہ عورت بدمزاج اور بد اخلاق ہو۔ ایسی غیر پاکیزہ عورت گھر کے نظام کو کیا پلٹے گی' وہ تو اپنے مزاج کو نہیں پلٹ سکتی۔

حسن اخلاق کی علامت نہیں۔ اخلاق چہرے میں نہیں کردار میں ہوتا ہے

اس لئے عورتوں کے انتخاب میں بہت احتیاط اور توجہ برتنی چاہئے کیونکہ میری تحقیق مسلسل اس بات کی علامت ہے عورت اخلاق و کردار کے لحاظ سے اگر درست ہے تو یہ گھر میں سکون کی علامت ورنہ ڈیپریشن کا وجود۔

(حوالہ - دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمد ﷺ)

بیویوں کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Rights of Wives - Sunnah and Modern Science)

○ حضرت معاویہ بن حیدة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یارسول! ہم لوگوں کی بیویاں کا ہم پر کیا حق ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور یہ کہ چہرے پر نہ مارو اور برا بھلا مت کہو۔ تقبیح کے معنی ہیں کوسنے دینا۔ برا بھلا کہنا اور اس سے دل آزاری کی باتیں کرنا اور اس کو مت چھوڑ مگر گھر ہی میں۔

(بحوالہ اصلاح خطبات جلد نمبر2

○ بیوی کے شوہر پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے شوہر کے بیوی پر ہیں۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے۔ (البقرہ 228)

○ اگر شوہر کی کئی بیویاں ہوں تو اسے چاہیے کہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے' اگر یکساں سلوک نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی بیوی پر قناعت کرے۔ (النساء 4)

○ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے ساتھ اچھی طرح رہے' بد سلوکی نہ کرے۔ (ترمذی' منہاج المسلمین)

○ شوہر کو چاہئے کہ بیوی سے بغض نہ رکھے' اگر اس کی ایک بات ناپسندیدہ ہو گی تو دوسری پسندیدہ ہو گی۔ (صحیح مسلم' منہاج المسلمین)

○ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کا مہر بخوشی ادا کرے۔ (النساء 4)

Scanned with CamScanner

○ شوہر اگر بیوی کو طلاق دینا چاہے تو جو مال اس نے بیوی کو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لے۔ (النساء 20)

○ اگر بیوی اطاعت کرے تو شوہر کو اس پر زیادتی کرنے کا بہانہ تلاش نہیں کرنا چاہئے۔ (النساء 34)

○ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی ہر قسم کی نگرانی کرے۔ (بخاری ' منہاج المسلمین)

○ شوہر کو چاہئے کہ جب خود کھائے تو بیوی کو بھی کھلائے' جب خود پہنے تو بیوی کو بھی پہنائے۔ (احمد - ابوداؤد - ابن ماجہ - منہاج المسلمین)

○ اگر بیوی سرکشی کرے یا ایسے آدمی کو بلا کر بچھونے پر بٹھائے جس کا بٹھانا شوہر کو ناگوار ہو یا بے حیائی کی بات کرے تو شوہر کو چاہئے کہ پہلے اسے اچھی طرح نصیحت کرے' اگر وہ نہ مانے تو اس کے ساتھ سونا ترک کر دے۔ اگر پھر بھی نہ مانے تو اس کو سزا دے لیکن چہرہ کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس طرح سزا دے کہ چوٹ نہ آئے اگر اس کو چھوڑے تو گھر ہی میں اسے چھوڑ رکھے' گھر سے نہ نکالے' اسے برا بھلا نہ کہے اور نہ بے ضرورت مارے۔ (النساء 34) (احمد - ابوداؤد و النسائی - مسلم - ترمذی - منہاج المسلمین)

○ بیوہ سے نکاح کرنے کے بعد کنواری سے نکاح کرے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کے پاس سات دن رہے پھر مساویانہ تقسیم کرے' اگر کنواری سے نکاح کرنے کے بعد بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے پھر مساویانہ تقسیم کرے۔ (بخاری - مسلم - منہاج المسلمین)

عورت پر اسلام کے احسانات
غیر مسلم مورخین اور دانشوروں
کا اعتراف حقیقت

(Admission of Non-Muslim, Historian and Intellectuals)

عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز و محور اور باغ انسانی کی زینت ہے اس لئے اسلام نے اسے باوقار طریقے سے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کئے جن کی وہ مستحق تھی۔ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا' دیگر اقوام و تہذیبوں کے برعکس اسے اپنا ذاتی مال و ملکیت رکھنے کا حق دیا شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا۔ نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی' وراثت میں اس کو اس کا حصہ دلایا اسے معاشرے کی قابل احترام ہستی قرار دیا اور اس کے تمام جائز قانونی' معاشی و معاشرتی حقوق کی نشاندہی کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ!

ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی شے نہیں سمجھتے تھے (یعنی معاشرہ میں اس کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں تھی) مگر جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا خصوصی تذکرہ کیا تو پھر احساس ہوا کہ ہم پر عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارا ان پر حق ہے۔ (بخاری کتاب اللباس)

قرآن و حدیث لور اسلامی تعلیمات سے قطع نظر ہم غیر مسلم مورخین اور دانشوروں کی آراء کو پیش کریں گے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی در حقیقت حقوق نسواں کا علمبردار' حقیقی ضامن' نجات دہندہ اور محسن ہے۔

اب ان نام نہاد آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے علمبرداروں اور مغرب پرست حلقوں لور دین اسلام کے نکتہ چینوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ خود

Scanned with CamScanner

مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم فلسفیوں، مورخوں، مفکروں، ادیبوں، راہبان کلیسا، غیر مسلم ارباب فکر و نظر، دانایان فرنگ اور دانشوران عالم نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے دین اسلام کو "علمبردار حقوق نسواں" اور نجات دہندہ قرار دیا ہے۔

معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان "اسلام کا اثر مشرقی عورتوں کی حالت پر" کے عنوان کے تحت رقمطراز ہے!

"اسلام نے مسلمان عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا انہیں ذلت کی بجائے عزت و رفعت سے سرفراز کیا اور کم و بیش ہر میدان میں ترقی سے ہمکنار کیا۔ چنانچہ قرآن کا قانون وراثت و حقوق نسواں یورپ کے قانون وراثت و حقوق نسواں کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور زیادہ وسیع اور فطرت نسواں سے زیادہ قریب ہے"۔

موصوف مزید لکھتے ہیں!

عورتوں کی حالت پر اسلام کے اثر کو دریافت کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہم معلوم کریں کہ قبل از اسلام ان کی کیا حالت تھی؟ جو برتاؤ قبل از اسلام عورتوں کے ساتھ ہوتا تھا اس کا پتہ ہمیں قرآن کے بعض احکام و نواہی سے ملتا ہے۔ مثلاً" ارشاد ربانی ہے!

"اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ، مگر جو پہلے ہو چکا، یہ بے حیائی ہے اور کام غضب کا اور برا چلن ہے، حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی، اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو کہ جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔ اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورت النساء آیت 23،22، ترجمہ حضرت شیخ الہند علامہ محمود الحسن قدس اللہ سرہ)

ان احکام و نواہی سے معلوم ہوا کہ جن اقوام نے ان احکام پر عمل کیا ان کا کردار کتنا بلند اور اخلاق کیسا پاکیزہ رہا ہے۔

موصوف مزید رقمطراز ہیں!

اگر ہم معلوم کرنا چاہیں کہ اسلام نے عورتوں پر کیا اثر ڈالا تو ہمیں تمدن اسلامی کے زمانہ میں ان کی حالت کو دیکھنا چاہئے، اقوال مورخین سے جن کو ہم اب نقل کریں گے معلوم ہو گا کہ تمدن اسلام میں عورتوں کو بالکل وہی مرتبہ دیا گیا تھا جو انہیں بہت مدتوں بعد یورپ میں حاصل ہونے والا تھا۔ یعنی بعد اس کے کہ اندلس کے عربوں کا سپاہیانہ برتاؤ یورپ میں جاری ہوا ہم دیکھ چکے ہیں کہ اہل یورپ میں سپاہیانہ اخلاق جس کا ایک بڑا جزو عورتوں کا برتاؤ تھا عربوں سے آیا، اور وہ مذہب عیسائی نہ تھا جیسا کہ عموماً" سمجھا جاتا تھا، بلکہ اسلام تھا جس نے عورتوں کو اس وقت کی گری ہوئی حالت سے ترقی دی، دیکھئے۔ (تمدن عرب صفحہ 275،274،273)

اس بحث کے بعد کہ اسلام نے عورتوں کو علوم و ادب میں نہایت بلند مرتبہ پر فائز کیا رقمطراز ہیں!

پس ہم نے ثابت کر دیا کہ ہمارا قول بالکل صحیح ہے کہ اسلام نے عورتوں کے درجہ کو گھٹانے کے بجائے بڑھایا ہے، یہ رائے ہم نے ہی پہلے ظاہر نہیں کی ہے بلکہ ہم سے پہلے "موسیو کو سان دی پر سواں" کا بھی یہی قول تھا اور حال ہی میں "موسیو مارتھا لیمی سینٹ ہیلر" نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اسلام نے عورتوں کی حالت کی بہت اصلاح کی ہے اور یہی مذہب ہے جس نے ایسا کیا بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب اور اقوام میں جو عربوں سے پہلے تھیں عورتوں کی حالت بہت ہی ابتر تھی۔

ڈاکٹر گستاؤلی بان اپنے اس قول کی تائید کے لئے بر سبیل اختصار لکھتے ہیں!

یونانی عموماً" عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جن کا مصرف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا اگر کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اس عورت کو مار ڈالتے تھے۔

موصوف مزید رقمطراز ہیں!

زمانہ قدیم کے کل مقننوں نے عورتوں کے ساتھ ایسی ہی سختی کی ہے۔ ہندوؤں کا قانون کہتا ہے! تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان میں کوئی اس قدر خراب نہیں ہے جتنی عورت۔ کتاب مقدس بھی اس سے کچھ کم سخت نہیں اس میں بھی لکھا ہے کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے، عہد نامہ قدیم کے باب "واعظ" میں لکھا ہے جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے کو عورت سے بچائے گا ہزار آدمیوں میں میں نے ایک خدا کا پیارا دیکھا ہے لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں پائی کہ جو خدا کی پیاری ہوتی۔ (تمدن عرب 376)

ممتاز یورپی مصنف پروفیسر "ڈی۔ ایس۔ مارگولیوتھ Margoliouth D.S. جو اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ دشمنی، بہتان تراشی، اعتراضات اور الزامات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اس نے پیغمبر اسلامؐ کی سیرت طیبہ میں جو کتاب (Life of Mohammad PBUH) کے نام سے تصنیف کی اس میں من گھڑت اعتراضات کا ایک طوفان بپا ہے۔ بااین ہمہ نیش زنی ایک موقعہ پر حقیقت کا اعتراف اس طرح کیا ہے۔

دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور ہندومت میں بھی یہ تصور تک نہ کیا جاسکتا تھا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور صاحب جائداد ہو سکتی ہے۔ یہ مذاہب عورت کو اس کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے کہ وہ مرد کی طرح معاشی اعتبار سے خوشحال ہو سکے۔ عورت کی حقیقی حیثیت ان مذاہب اور ثقافتوں اور معاشروں میں ایک باندی کی سی تھی، جو مرد کے رحم و کرم پر اپنی زندگی بسر کرتی تھی۔ محمدؐ نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری دی، اور اسے خود اعتمادی سے جینے کا حق دیا۔

ممتاز اسکالر مانسیو ریفل کا بیان
(Statement of eminent Schlor Mansuriffle)

اگر ہم پیغمبر اسلامؐ کے زمانے کی طرف رجوع کریں تو معلوم ہو گا کہ عورتوں کے لئے جو مفید احکام پیغمبر اسلامؐ نے صادر کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ عورتوں پر آپؐ کے بہت احسانات ہیں۔ قرآن میں عورتوں کے حقوق کے متعلق بہت سی مہتم بالشان آیات ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ بیان ہے کہ عورتوں سے کس قسم کے تمتعات ناجائز ہیں۔ بعض میں یہ تفصیل ہے کہ کس حشمت و وقار کے ساتھ ان سے معاملہ کرنا چاہئے۔ (مقالات شبلی جلد اول 164)

اسلام حقوق نسواں کا مثالی علمبردار
(Islam an Ideal Standard bearer for rights of Woman)

ای ڈرمنگھم لکھتا ہے!

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمدؐ کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی تھی۔ اس سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہو سکا تھا جو محمدؐ کی تعلیمات سے انہیں حاصل ہوا، جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دے دی گئیں، لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔ دیکھئے

(The life of Mohammad 1930)

ای بلائیڈن کا بیان ہے!

سچا اور اصلی اسلام جو محمدؐ لے کر آئے اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے۔ دیکھئے

Scanned with CamScanner

(Christianity Islam and the Negro race, 1969)

ڈبلیو ڈبلیو کیش لکھتا ہے!

اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دیئے اور انہیں طلاق کا حق دیا' ملاحظہ ہو۔

(The expansion of Islam,1928)

ڈبلیو لائٹر رقمطراز ہے!

عورت کو جو تکریم اور عزت محمدؐ نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اسے کبھی نہ دے سکے تھے۔ دیکھئے

(Mohammadanism in religious systems of the world)

پروفیسر راما کرشنا راؤ نے چند سال قبل محسن انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب تصنیف کی۔ اسلام اور جدید تہذیب کا مطالعہ کرنے کے بعد پروفیسر موصوف اپنی کتاب "اسلام کے پیغمبر محمدؐ" (the Prophet of islam Muhmmad) میں لکھتے ہیں!

اسلام کی یہ جمہوری روح ہے جس نے عورت کو مردوں کی غلامی سے نجات دلائی۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان موروثی طور پر گناہوں سے پاک ہوتا ہے مرد اور عورت ایک ہی خمیر سے پیدا ہوئے ہیں ان میں ایک ہی روح ہے' ان میں ذہنی' روحانی اور اخلاقی صلاحیتیں مساوی ہوتی ہیں۔

موصوف مزید لکھتے ہیں!

عربوں کی ایک مضبوط روایت تھی کہ وہ وارث ہو سکتا ہے جو برچھے سے کھیل سکے اور تلوار استعمال کر سکے۔ لیکن اسلام کمزور جنس کا دفاع کرتا ہے اور عورت کو ماں باپ کے ورثہ میں سے حصہ دیتا ہے' اسلام نے صدیوں قبل ہی عورت کو جائداد رکھنے کا حق دیا' لیکن 13 صدیاں گزرنے کے بعد 1881ء میں انگلستان نے جو جمہوریت کا بانی سمجھا جاتا ہے اسلام کے اس اصول کو اپنایا اور ایک قانون بنایا جسے "شادی شدہ عورت کا قانون" کا نام دیا گیا ہے۔

لیکن صدیوں قبل پیغمبر اسلامؐ نے اعلان کیا تھا کہ خواتین مردوں کی جڑواں نصف حصہ ہیں' خواتین کے حقوق مقدس ہیں اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عورتیں اپنے تسلیم شدہ حقوق سے محروم نہ رہنے پائیں۔ دیکھئے (اسلام کے پیغمبر محمدؐ۔ مولفہ پروفیسر کرشنا راؤ)

مسز اینی بیسنٹ اسلام میں عورت کی حیثیت' مقام اور حقوق پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں!

یاد رکھئے اسلام کا قانون موجودہ زمانہ تک جب کہ اس کے اجزاء پر انگلینڈ میں بھی عملدرآمد شروع ہو گیا ہے سب سے زیادہ منصفانہ قانون ہے۔ اس قانون میں جہاں تک جائداد کا تعلق ہے یا طلاق کے معاملات طے کرنا ہے یہ مغربی قوانین سے بہت سبقت لے جا چکا ہے۔ اسلامی قانون کے تحت عورتوں کے عام حقوق کو وسیع تر کر دیا گیا ہے بہ نسبت ان قوانین کے جنہیں آج ہم قانون خیال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (The life and teaching of Mohmmad)

مشہور غیر مسلم سیرت نگار آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے اسلام میں عورت اور جدید تہذیب اور مذاہب میں اس کی حیثیت اور مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے!

اس طرح ان قوانین نے عرب میں عورت کی وقعت و عزت اس وقت کے مغربی ممالک کے مقابلہ میں زیادہ بلند کر دی۔ درحقیقت آج بھی ایک مسلمان مرد کو اپنی بیوی کی جائداد پر اتنے حقوق نہیں ہیں جتنے اکثر یورپین ممالک میں شوہر کو ہیں۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عورت کو اپنی ملکیت کے حقوق میں شوہر سے قطعی آزاد اور خود مختار بنا دیا تھا۔

باڈلے مزید لکھتا ہے!

جب کوئی شخص ان احکام کو اور اسی قبیل کے بہت سے احکام کو پڑھتا ہے جو حضرت محمدؐ نے اپنی زندگی میں وضع کئے تو اس ضمن میں آپؐ کو بدنام کرنے والوں کی بے انصافیوں پر حیران رہ جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ عورت کے متعلق اسلام کی تعلیمات کی دل کھول کر بدگوئی کر کے اور مسلمان عورت کو

Scanned with CamScanner

دنیا کی دوسری عورتوں کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

(356 ص The Messenger)

دختر کشی کا خاتمہ اور عورت کے حقوق کی ضمانت
(End of killing daughters and security of woman rights)

مشہور ہندو ادیب اور سیر نگار سوامی لکشمن پر شاد "عرب کا چاند" میں اسلام سے قبل عورت کی معاشی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے!

انسان کی بہیمیت کی صفات اپنے اصلی رنگ میں نمایاں ہو گئی تھی، عورتوں کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔۔۔ پانچ پانچ سات سات سال کی نو عمر پھول سی بچیوں کو کھلا پلا کر اور خوبصورت کپڑے پہنا کر باہر لے جا کر کسی گڑھے میں دھکیل کر پیوند زمین کر دینا ان کے ظلم و ستم کا ادنی سا کرشمہ تھا۔

(عرب کا چاند ص 36 و 37)

آئرینا میڈ مکس رقمطراز ہے!

محمد ﷺ نے تین چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا' نماز' روزہ' خوشبو اور عورت۔ عورت آپؐ کے لئے قابل احترام تھی' اس معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے محمدؐ نے وہاں عورت کو جینے کا حق دیا۔ دیکھئے۔

(Women in Islam 1930)

ریونڈ جی ایم راڈویل انتہائی متعصب عیسائی ہے
مگر اس حقیقت کے اعتراف سے باز نہیں رہ سکا کہ!

قرآنی تعلیم سے سیدھے سادے خانہ بدوش ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی

نے ان پر سحر کر دیا ہو۔۔ بت پرستی کو مٹا دینا' جنوں اور دوسرے مادی شرک کی جگہ اللہ کی عبادت کو قائم کرنا' لولاد کشی کو ختم کرنا' توہمات کو دور کرنا' بیویوں کی تعداد کو گھٹا کر ایک حد مقرر کرنا وغیرہ وہ چیزیں ہیں جو عربوں کے لئے بلاشبہ برکت اور نزول حق تھیں' گو عیسائی ذوق اسے تسلیم نہ کرے۔ (فاران ستمبر 1976ء)

حقوق نسواں کے سلسلہ میں اسلام کا شاندار کارنامہ
(Great work of Islam is case of woman right)

"دی ریلیجین ہسٹری آف دا ورلڈ" کا مصنف جے ایم رابرٹس لکھتا ہے!

اسلام کی آمد بہت سے پہلوؤں سے انقلابی تھی مثال کے طور پر ____

اس نے عورتوں کو جائداد پر قانونی حق دیا جو یورپ کے اکثر ملکوں کی عورتوں کو انیسویں صدی عیسوی تک بھی حاصل نہ ہو سکا تھا' حتی کہ غلام بھی حق رکھتے تھے۔ اور اہل ایمان کی جماعت کے اندر نہ ذات پات تھی اور نہ پیدائشی درجات' اس انقلاب کی جڑیں ایک ایسے مذہب میں جمی ہوئی تھیں جو کہ یہودیوں کی مانند صرف دوسری زندگی سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ سب کچھ اپنے اندر سمیٹا ہوا تھا۔ دیکھئے

(The religion history of the world newyork 1984, p 334)

میرے کرابائٹس نے جو (مصر کی مخلوط ٹریبونل کا سابق امریکی جج تھا) اپنے ایک مقالہ میں جس کا عنوان ہے "محمدؐ نے عورت کے لئے کیا کیا؟"

یہ اعتراف کیا ہے کہ حقوق نسواں کے سلسلہ میں محمدؐ کا شاندار کارنامہ وہ حق ملکیت ہے جو انہوں نے اپنی امت کی عورتوں کو عطا کیا' قانونی درجہ عورت کا بالکل وہی ہے جو اس کے شوہر کا ہے۔

جہاں تک ایک مسلمان بیوی کے حق ملکیت کا تعلق ہے اس کو وہی آزادی حاصل ہے جو کسی پرندے کو پرواز کی حاصل ہوتی ہے اسلامی قانون اس کی اجازت دیتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی رائے کے بغیر اپنے مال و متاع کو دستور

Scanned with CamScanner

کے مطابق جس طرح چاہے صرف کرے۔

(بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد سوم ص 115)

دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر راجندر سچر نے نئی دہلی کی ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ 1956ء میں ہندو کوڈبل بننے سے قبل ہندو عورتوں کا جائداد میں کوئی حصہ نہ تھا' حالانکہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حقوق چودہ سو سال پہلے دے چکا تھا۔ بحوالہ

(The statesman, Delhi, April 26, 1986)

ایچ سٹپ رقمطراز ہے!

صدیوں پر محیط ایک طویل عرصہ ہے جس میں مغرب کی عورت کو اپنے باپ دادا کی جائداد میں سے کوئی حصہ نہ مل سکتا تھا وہ اس کی قانونی حقدار نہیں سمجھی جاتی تھی اور اب بھی یورپ کے بہت سے ممالک ہیں جہاں بیٹی کو قانونی طور پر مرنے والے باپ کے ورثہ سے حصہ نہیں ملتا ہاں اگر باپ وصیت میں اس کے لئے کچھ چھوڑ جائے تو وہ وارثوں میں شامل ہو سکتی ہے۔ محمدؐ نے عورت کو قانونی سطح پر یہ مرتبہ بخشا کہ وہ اپنے والد کی جائداد میں حصہ دار ہے۔

ایس اسکاٹ لکھتا ہے!

محمدؐ ہی واحد قانون عطا کرنے والے ہیں جنہوں نے دنیا میں پہلی بار طبقہ نسواں کے لئے قوانین وضع کئے اور ان کے حقوق کا تحفظ فراہم کیا۔ عورت کو اس سے پہلے مردوں کے پدری سماج نے بے آسرا اور بے سہارا بنا دیا تھا معاشی اعتبار سے اس معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ محمدؐ نے ایسے قوانین بنائے اور نافذ کئے کہ تعداد ازدواج کو محدود کر دیا اور عورت کو وراثت کا حقدار قرار دیا۔ بحوالہ

(اردو ڈائجسٹ رحمت للعالمین جلد نمبر دوم مئی ص)

مسٹر پیٹر کریپٹس کا بیان ہے!

محمدؐ نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ

کی تھی اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی جس کی بدولت وہ مال کی وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کے قابل ہے۔ اور برقعہ پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہیں جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیمی یافتہ آزاد عیسائی عورت کو بھی حاصل نہیں۔

(فاران سیرت نمبر جنوری ۶)

جان بیگٹ (جنرل گلپ پاشا) ایک طویل مدت تک عرب ممالک میں قیام پذیر رہے اس کے بعد انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب (The life and times of Mohammad) تصنیف کی' وہ اس میں لکھتے ہیں!

مالی طور پر حضورؐ نے عورتوں کی مدد اس طرح کی کہ وہ میراث کے ایک مقرر کردہ حصہ کی مالک ٹھہرائی گئی۔ اپنے ماں باپ کی جائداد کے وارثوں میں عورت کو شامل کیا گیا' اسلام سے قبل صرف بیٹے ماں باپ کی جائداد کے وارث ہوتے تھے۔

حضور ﷺ نے نومولود لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم کو بالکل ختم کر دیا' بیٹوں کو باپ کی بیویوں سے شادی کرنے سے منع فرمایا۔

نکاح اور طلاق کے قوانین
(Laws of Nikah and Divorce)

مشہور یورپی دانشور ہملٹن لکھتا ہے!

اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں انہوں نے عورتوں کو ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو ان کو تکلیف پہنچائے اور ان کی شہرت پر دھبہ لگائے۔

موصوف مزید لکھتے ہیں!

اسلام میں پردہ کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ وہ

عین حیا و غیرت اور وقار کے تقاضہ کے مطابق ہے۔ دیکھئے

(اسلام اور عربی تمدن ص 98)

اسلامی معاشرہ میں عورت پر پابندی کی نوعیت
(Nature of restriction on woman in Islamic Society)

سر جان بیگٹ اسلامی معاشرہ میں عورتوں پر پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے!

عورتوں پر آپؐ نے جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ محض اخلاقی نوعیت کی ہیں ان میں حقارت، سختی، یا بے رحمی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا اس کے برخلاف آپؐ نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی وکالت کی ہے۔

(محمد رسول اللہ ص 331، 332)

ایک اور موقعہ پر جان بیگٹ لکھتے ہیں!

واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔

(محمد رسول اللہؐ ص 415)

وہ مزید لکھتے ہیں!

مختصر یہ کہ اسلام نے زندگی کی تشکیل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نظریاتی حد فاصل کھینچی ہے زندگی کے مختلف شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے ان دونوں کے درمیان فرق محسوس کیا۔ یہ صحیح ہے کہ عورتیں اپنی جسمانی، طبعی کمزوریوں کے باعث ہمیشہ مردوں کا آلہ کار بنتی رہیں۔ مرد نے عورت کا استحصال خوب کیا ہے۔ مغربی دنیا نے مسلم معاشرت میں عورت کے مقام کو سمجھنے

میں غلطی کی ہے اور اس کے مقام کو توڑ مروڑ کے پیش کیا جاتا ہے۔ دیکھئے

(محمد رسول اللہؐ ترجمہ The life and times of Mohammad ص 416)

اسلامی معاشرہ میں عورتوں پر پابندی کے مفید اثرات
(Beneficial effects of restriction on woman in Islamic Society)

ہیلن جو ایک امریکی صحافی خاتون ہے امریکہ کے بیشتر اخبارات اور رسائل و جرائد میں اس کے مضامین مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں یہ امریکی صحافی خاتون عرب ممالک میں گئی وہ اسلامی معاشرہ میں عورت کے حجاب اور اس کے پاکیزہ مقام سے بے حد متاثر ہوئی۔ اس نے وہاں کے عوام کے سامنے اس وقت اپنے جو تاثرات پیش کئے وہ حسب ذیل ہیں!

عرب عوام کی سوسائٹی ایک صحتمند سوسائٹی ہے اس کے معاشرتی اور سماجی اصول اتنے مناسب اور معقول ہیں کہ اسے ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کو قبول کر لینا چاہئے۔ یہ بات امریکہ اور دیگر یورپین سوسائٹیوں میں مفقود ہے وہاں مرد و زن کے میل جول کی آزادانہ عام اجازت ہے، عورت پر کوئی پابندی نہیں اسی بنا پر والدین کا احترام ختم ہو گیا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ تمام اخلاقی قدریں ناپید ہو گئی ہیں۔ ہر قسم کی بے حیائی عام ہے۔ مہذب تمدن کی آڑ میں معاشرہ ایک زبردست ہیجان اور انتشار کا شکار ہے۔

اے عرب مسلمان قوم!

تمہارے یہاں عورت پر ایک حد تک پابندی ہے احترام والدین ضروری ہے اور معاشرتی قوانین اتنی بہترین بنیادوں پر وضع کئے گئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اخلاقی قدریں نشوونما پائیں گی، صالح معاشرہ وجود میں آئے گا، ہر صنف کو اس کا لازمی حق اور صحیح احترام ملے گا۔

اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت کرتی ہوں کہ اپنے مذہبی و معاشرتی قوانین

کو گلے لگائے رکھو، اسی پر عمل کرو، پردہ کو نہ صرف باقی رکھو بلکہ اس کو اور رواج دو، عورت کی بے جا آزادی پر پابندی برقرار رکھو۔ مرد و زن کا بے جا اختلاط جو امریکہ اور یورپ سے چلا ہے اپنے معاشرہ کو اس سے پاک رکھو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر اسے چھوڑ کر یورپ کی اندھی تقلید میں اسلامی معاشرتی قوانین ختم کرو گے اور عورت کو من مانی کی آزادی دو گے تو اخلاقی اور روحانی قدریں پامال ہو جائیں گی اور تمہارا معاشرہ بھی اسی طرح انحطاط و انتشار سے دوچار ہو گا جیسا کہ مغربی دنیا کا حال ہے۔ (عورت، ماں، بہن بیوی، بیٹی / افتخار زیدی مجلس نشریات اسلام کراچی)

توہم پرست خواتین کے بچوں میں جدوجہد کا حوصلہ نہیں رہتا

اسلام نے توہم پرستی سے منع فرمایا ہے۔ خواتین کی اکثریت توہم پرستی کا شکار ہوتی ہے مسائل حل کروانے کے لئے منتوں مرادوں کا سہارا لیتی ہیں۔ "ساؤ" کی رپورٹ

خواتین کی توہم پرستی ان کے بچوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے بڑے ہو کر ان کی شخصیت نفسیاتی اور بعض اوقات جسمانی لحاظ سے بھی مسائل کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ بات سوشل اینڈ آرگنائزیشن "ساؤ" کی ایک سروے رپورٹ میں سامنے آئی ہے تنظیم کی خواتین ونگ کی صدر غزالہ سجاد کے مطابق اس سروے میں "ساؤ" نے سینکڑوں خواتین سے رابطہ کیا جن میں پانچ خواتین ڈاکٹرز اور اٹھارہ پوسٹ گریجویٹ تھیں جبکہ باقی تمام خواتین کی کم از کم تعلیم میٹرک تھی سروے کے مطابق 98 فیصد خواتین توہم پرستی کا شکار ہوتی ہیں۔ خواتین کی اکثریت نے اس وہم کا اظہار کیا کہ جمعرات کو کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح کام ختم ہونے میں نہیں آتا۔ چارپائی الٹی نہیں رکھنی چاہئے بس وقت چھینک آرہی ہو تو سمجھ لیں کوئی یاد کر رہا ہے۔ ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر کسی

گھر میں بلیاں روئیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس گھر کا کوئی فرد فوت ہونے والا ہے انہوں نے بتایا کہ ان کی ماں کے فوت ہونے سے پندرہ روز پہلے سے لے کر آخری روز تک بلیاں گھر کی منڈیر پر روتی تھیں۔ ایک سرکاری دفتر میں اٹھارہ گریڈ کی ایک خاتون نے بتایا کہ کسی کام پر جاتے ہوئے گھر واپس نہیں آنا چاہئے کیونکہ اس طرح جس کام کے لئے جا رہے ہوتے ہیں وہ کام نہیں ہوتا۔ متعدد خواتین پیروں فقیروں کے چکر میں پڑی ہوتی ہیں یا یہ خواتین ان پیروں کی معتقد ہیں جن کے معتقد ان کے گھروں کے مرد ہیں۔ یہ خواتین تمام مسائل کا حل نکالنے کے لئے مختلف منتوں مرادوں کا سہارا لیتی ہیں۔ ان خواتین کی توہم پرستی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کی اولاد بھی مختلف توہمات کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ غیر مرئی قوتوں کی مدد کے محتاج سے بن جاتے ہیں۔ سروے سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آئی ہے کہ ایسی خواتین کے بچے بھی اپنی ہر ناکامی کو کسی نہ کسی توہم سے تعبیر کر دیتے ہیں اور یوں وہ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی بجائے اپنے آپ کو غیر مرئی قوتوں کے چنگل میں بے بس سمجھتے ہیں۔ ایسے بچوں میں جدوجہد کی قوت خاصی حد تک کمزور ہو جاتی ہے۔ غزالہ سجاد نے کہا کہ اگر خواتین یہ چاہتی ہیں کہ ان کے بچے معاشرے میں مردانہ وار جدوجہد کریں تو وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے توہمات سے آزاد کروائیں۔

خاتمہ بحث
(End of discussion)

اسلام عورت کو تمام تر معاشی، معاشرتی اور دیگر انسانی حقوق عطا کرتا ہے۔ اسلام نے عورت کو پست سے بلند و بالا کیا، اور اس کے تمام جائز حقوق کی یقینی اور محکم ضمانت فراہم کی، قرآن کریم میں تلقین کی گئی کہ عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے گزر کرو۔ محسن انسانیت ﷺ نے عورت کو کائنات کی بہترین متاع قرار دیا اور عورت کی دنیا پر چھائے ہوئے مہیب بادل کا خاتمہ کر کے عورت کی

شام غم کو صبح عید سے بدل دیا۔ آپؐ نے مردوں کو عورتوں سے مہر ومحبت اور موانست و مودت کا درس دیا' مرد و زن کے لئے حصول تعلیم کو لازمی عمل قرار دے کر عورت کو جہالت کے قعرمذلت سے نکال کر علم و دانش کے نور سے روشنی فراہم کی۔

اسلام کی ارفع و اعلیٰ تعلیمات سے قعرمذلت میں گری ہوئی مظلوم و مقہور عورت بام رفعت کی بلندیوں پر سرفراز ہوئی' عورت کے قدموں تلے جنت اور اولاد کے لئے اس کی اطاعت کو وصیت خدا وندی کا درجہ ملا' اسلام کا سورج عورت کے لئے حیات جاودانی کی نوید لے کر طلوع ہوا۔

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں نوع بشریت پر واضح کر دیا کہ عورت کو مرد پر ایسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے کہ مرد کو عورت پر حاصل ہیں' ان تمام تعلیمات و ارشادات کے باوجود اگر اسلامی معاشرہ کا کوئی فرد' افراد' قوم' قبیلہ' یا خاندان عورت کو اس کے جائز حقوق سے روکتا ہے' اسلامی تعلیمات اور شریعت مقدسہ کی دی ہوئی آزادی کو سلب کرتا ہے اس کے حقوق غصب کرتا ہے عورت کا استحصال کرتا ہے اسے اس کے جائز حقوق سے محروم کرتا ہے تو یہ اس ایک فرد' افراد' قبیلہ یا خاندان کا اپنا خود ساختہ ذاتی و انفرادی عمل ہے۔ ان کے اعمال بد کے لئے اسلامی تعلیمات کو ہدف تنقید بنانا صرف درست ہی نہیں بلکہ صریح بددیانتی اور حقائق کی تکذیب ہے۔

آج اگر خود ساختہ رسومات' خاندانی و علاقائی غیر شرعی و غیر اسلامی رسومات کو اسلامی تعلیمات کا نام دیا جاتا ہے تو یہ صریحہ اسلامی تعلیمات کی مخالفت اور تلبیس ہے۔

(تجلیات سیرت)

گھر کا جھاڑو اور صفائی۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Sweep in the home and cleanliness - Sunnah and Modern Science)

○ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے خود جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔

اسلامی تعلیمات اس بات کا درس دیتی ہیں کہ عورت اپنے گھر کے کام کاج و صفائی کو خود انجام دے اور آپؐ نے ایسی عورت کو پسند بھی فرمایا ہے۔

○ جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں جھاڑو دیتی ہے، ایسا ہے گویا کہ وہ خانہ کعبہ میں جھاڑو دے رہی ہے۔ (انیس الواعظین)

جدید سائنس گھر کے جھاڑو کے بارے میں کیا کہتی ہے آیئے زیر نظر مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

کندھوں' بازوؤں اور ہاتھوں کے درد کے لئے فرش تھراپی کیجئے:

(Do floor theropy to kill the pain in shoulders, Arms and Hands)

یہ علاج دیگر تھراپیز اور ادویہ سے بہتر ہے۔ 90 فیصد مریض 15 دن میں ٹھیک ہوجاتے ہیں۔

اگر آپ ہاتھوں' بازوؤں اور کندھوں کے درد میں مبتلا ہیں تو سب دوائیں چھوڑ کر اپنے گھر کے فرش کی رگڑ رگڑ کر صفائی کریں۔ آپ کا درد حیرت انگیز طور پر دنوں میں رفع ہوجائے گا۔ یہ علاج ادویہ اور دیگر جسمانی ورزشوں اور مشقتوں سے زیادہ مفید ہے۔ بل یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ کلینیکل پروفیسر ڈاکٹر ایچ کرک واشٹن کے مطابق یہ علاج وہ گزشتہ 15 برس سے کر رہے ہیں جس میں 15 دن تک فرش کی رگڑ رگڑ کی صفائی کرنے والے 90 فیصد مریض صحت یاب ہوئے۔ (ہیومن اینڈ سائنس)

موت کے سائنسی انکشافات
سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس

(Scientific Exposition of death - Sunnah and Modern Science)

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ دنیا میں جتنے انسان بستے ہیں ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ ان میں کچھ ایسے ملیں گے جو کہ اللہ کو اس کے رسول ؐ کو نہیں مانتے ہونگے۔ بعض ایسے ملیں جو کہ آخرت کی زندگی کو تسلیم نہیں کریں گے لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ وہ مرے گا نہیں۔ اس حقیقت کو کڑوی گولی کی طرح برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اسلام نے موت کے بارے میں بہت کچھ تعلیمات سے انسانیت کو منور کیا ہے اور موت کی حالتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اس کی تکالیف کے بارے میں بھی بتایا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا بنیادی درس یہی ہے کہ مسلمان اپنی موت اور آخرت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے تمام شعبوں کے اعمال کو ادا کریں۔ اور بار بار موت کا تذکرہ آپس میں کثرت سے کرتے رہیں۔

عالم نزع میں کیا ہوتا ہے' اس کے بعد کیا ہوگا۔ آخرت میں کیا ہوگا۔ اس کے بارے میں بتادیا ہے۔ جدید سائنس اس کے بارے میں کیا کہتی ہے آیئے زیر نظر مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرتے وقت کیا محسوس ہوتا ہے؟
(What are the feelings at the time of death)

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت کیا ہے؟ روح کیا ہے؟ مرتے وقت انسان پر کیا گزرتی ہے؟ اور مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اس وقت ترقی یافتہ

ممالک کے سائنسدان ماہر ڈاکٹر اور دیگر ریسرچ کرنے والے موت پر تحقیقات کر رہے ہیں انہوں نے ہزاروں قریب المرگ لوگوں کے واقعات قلمبند کئے۔ 1957ء میں بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر ریمنڈ موڈی کی کتاب لائف آفٹر لائف (حیات بعد موت) شائع ہوئی عوام اور ڈاکٹروں نے اس کتاب کے موضوع کو بے حد سراہا اس کتاب میں سب سے حیرت زدہ بات جسم کے بغیر وجود کے احساس کا بیان ہے کیونکہ آج کی دنیا میں بہت سے مادہ پرست لوگوں کے نزدیک مادی جسم کے بغیر وجود کا تصور ناممکن ہے۔

دوسری عجیب بات اس کتاب میں یہ ہے کہ تمام مرنے والوں نے ایک نہایت ہی بڑی تیز روشنی کو مختلف طریقوں سے بیان کیا مگر اس روشنی کی حرارت تمازت اور شفقت کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے سے معذوری کا اظہار کیا البتہ اتنا ضرور بتایا کہ وہ روشن وجود بڑی آسانی سے ان پر محیط ہوگیا۔

تھامس ایڈیسن کے انتقال کا واقعہ:
(Event of death of thomis Adisen)

اسی ضمن میں مشہور سائنسدان تھامس ایڈیسن 1847ء تا 1931 کے انتقال کا واقعہ قابل ذکر ہے بعض لوگوں کا دعویٰ تھا کہ وہ خدا کو ماننے والا تھا وہ جب مرنے لگا تو اس کی بیوی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اب ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ سویا ہوا ہے اس کا دل غیر معمولی طور پر دھڑک رہا تھا کمرے میں مکمل طور پر خاموشی طاری تھی اچانک ایڈیسن کسی کی مدد کے بغیر اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کئی سیکنڈ تک سامنے کی دیوار کو گھورتا رہا پھر اپنی بیوی کی طرف مڑ کر کہا کہ "وہاں کتنا خوبصورت منظر ہے" اس نے کیا دیکھا یہ ایڈیسن نے نہیں بتایا اور کوئی شخص بھی نہیں بتا سکتا۔

ایک اور واقعہ ہنری وارڈ بیچر کا ہے جو اپنے زمانے کا مشہور خطیب تھا وہ لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتا تھا اور بڑے درد ناک لہجے میں حیات بعد

Scanned with CamScanner

موت کے حالت بیان کیا کرتا تھا جب ہنری خود مرنے لگا تو اس نے طبیب کو اپنے قریب بلا کر کرخت آواز میں سرگوشی کی ڈاکٹر دوسری دنیا کا راز تو اب کھلا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ کیا لیکن اس کے الفاظ میں پراسراریت اور بڑھ گئی۔

آسٹریلین تحقیقات: (Australian Researches)

ستمبر 1978ء میں آسٹریلیا کے ایک چھوٹے سے شہر النسبرگ میں دنیا بھر کے ایک ہزار چوٹی کے ماہر نفسیات علمائے دین سائنسدان ڈاکٹر جمع ہوئے اور حیات بعد الموت کے موضوع پر ایک ہفتے تک بحث و مباحثہ جاری رہے موضوع گفتگو یہ تھا کہ نزع کے عالم میں انسان جن مناظر سے یکایک دوچار ہوتا ہے ان کی اصلیت کیا ہے ظاہری موت کے بعد جن لوگوں کو طبی امداد سے زندہ کر لیا گیا تھا ڈاکٹروں نے ان کے بیانات کو تفصیل سے قلم بند کیا ان سب کے بیانات میں حیرت انگیز مشابہت پائی جاتی ہے ان سب کو مرنے کے بعد (حالانکہ مرنے کا وقفہ بہت قلیل تھا) یکساں تجربات سے گزرنا پڑا اس کانفرنس کے بعد اس کے ترجمان نے اعلان کیا کہ ان تحقیقات کے نتیجے میں ڈاکٹروں علمائے دین اور سائندسانوں کو یقین ہوگیا ہے کہ زندگی کا خاتمہ قبر پر ہی نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے انہوں نے مزید کہا کہ اب سب شرکاء ان تحقیقات سے مطمئن ہیں انہیں اب تک موت کے بعد زندگی کا تصور ڈھکوسلا نظر آتا تھا۔

ڈاکٹر کارلس اوسز نے اس قسم کے ایک ہزار معاملات کی چھان بین کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر موت کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور ڈاکٹروں نے ان کی طبی موت کی تصدیق کر دی تھی مگر بعد میں ان کی تن مردہ میں جان دوڑ گئی سوال کیا گیا کہ "موت کی حالت طاری ہونے کے بعد انہوں نے کیا دیکھا؟ اور کیا محسوس کیا؟" سب کا بیان یہ تھا کہ موت کے بعد انہوں نے نجات مطلق کی دلنواز اور فرحت انگیز کیفیت محسوس کی اس عالم میں اپنے مرحوم عزیزوں سے ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے کہا کہ "ہم تمہارے لئے سعادتوں کے مژدے اور بشارتوں کے وعدے لائے ہیں" بعض نفسیات دانوں کا خیال ہے کہ نزع میں مختلف افراد کو جو

مناظر نظر آتے ہیں وہ در حقیقت ان کے مذہبی عقائد اور سماجی روایات کا عکس ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں بھارت اور امریکہ کے ان افراد سے انٹرویو لئے گئے جو مر کر جی اٹھے تھے یہ لوگ مختلف عقائد اور سماجی ماحول سے تعلق رکھتے تھے تاہم حیرت یہ ہے کہ اپنے دم آخر ان سب نے ایک ہی قسم کی کیفیت محسوس کی ان سب نے ایک تیز چمکدار روشنی دیکھی اور پھر خود کو مسرت و شادمانی دریا میں غرق پایا بہت سے مرنے والوں نے اپنے مرحوم رشتہ داروں سے ملاقات کی۔

یورپ اور امریکہ ماہر نفسیات اور علماء کے نظریات: (The Theories of European & American psychologist and scholars)

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ روحانیت تو الگ ہم طبیعیات میں بھی ان چیزوں پر یقین کرنے پر مجبور ہیں جو نظر نہیں آتیں مثلاً" اٹیم کیا ہے کسی نے اٹیم کو ان آنکھوں سے دیکھا ہے البتہ مجموعی اور مربوط شہادتوں سے اٹیم کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے چند سائنسدانوں نے ان واقعات کی توجیح اس طرح کی ہے کہ نزع کے عالم میں بیمار کو جو خواب آور دوائیں دی جاتی ہیں ان کے سبب یہ صورت حال پیش آتی ہے کچھ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ جانکنی کے عالم میں دماغ میں آکسیجن کا قحط پڑ جاتا ہے اور یہ عجائبات پیش آتے ہیں یہ ہے یورپ اور امریکہ کے سائنسدان ماہر نفسیات اور علماء کے نظریات کا خلاصہ!

بہر حال تحقیقات اور کوشش کے باوجود بھی دنیا کا کوئی سائنسدان ماہر نفسیات محقق کلی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہے کہ آخر موت کیا ہے؟ نزع کا عالم کیسا ہوتا ہے؟ یہ تو ایک سربستہ راز ہے جس سے وہی واقف ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا آنخضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "روح خدا کا امر ہے"؟

موت ایک حقیقت (ارنلڈ جون)

مولانا یوسف لدھیانویؒ کی تحریر:

(Description of Mollana Muhammad Yousuf Ludhianvi)

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنے ایک مضمون میں حیات بعد الموت کے بارے میں لکھا کہ موت کے بعد انسان ایک دوسرے جہان میں پہنچ جاتا ہے جس کو عالم برزخ کہتے ہیں وہاں کے پورے حالات کا سمجھنا ممکن نہیں اس لئے نہ تو تمام کیفیات بتائی گئی ہیں اور نہ انسان ان کے معلوم کرنے کا مکلف ہے البتہ جتنا ہم سمجھ سکتے تھے عبرت کے لئے ان سب کو بیان کر دیا ہے حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ "ایک میت پہچانتی ہے کہ کون اسے غسل دیتا ہے کون اسے اٹھاتا ہے کون اسے کفن پہناتا ہے اور کون اسے قبر میں اتارتا ہے دفنانے کے بعد روح اپنا وقت آسمان پر گزارتی ہے یا قبر میں یا دونوں جگہ؟ اس کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں مگر تمام نصوص کو جمع کرنے سے جو بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ نیک ارواح کا اصل مستقر علیین ہے (مگر اس کے درجات بھی مختلف ہیں) بدارواح کا اصل ٹھکانہ سجین ہے اور ہر روح کا ایک خاص تعلق اس کے جسم سے کر دیا جاتا ہے خواہ جسم قبر میں دفن ہو یا دریا میں غرق ہو جلادیا گیا ہو یا کسی درندے کے پیٹ میں الغرض جسم کے اعضاء جہاں جہاں ہوں گے روح کا ایک خاص تعلق ان سے قائم رہے گا اور اسی خاص تعلق کا نام عالم برزخ ہے (برزخ کے معنی پردہ کے ہیں)۔

روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں یہ تو بیان کیا جاچکا ہے کہ کفار و فجار کی روحیں سجین کی جیل میں مقید ہوتی ہیں ان کے کہیں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نیک ارواح کے بارے میں کوئی ٹھوس ضابطہ بیان نہیں فرمایا گیا اس لئے اس سلسلہ میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے اصل بات یہ ہے کہ روح اپنے تصرفات کے لئے جسم کی محتاج ہے جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں اسی طرح روح بھی جسم کے بغیر تصرفات نہیں کرسکتی یہ تو ظاہر ہے کہ موت کے بعد اس ناسوتی جسم کے تصرفات

ختم کر دیئے جاتے ہیں اس لئے مرنے کے بعد روح اگر کوئی تصرف کر سکتی ہے تو مثالی جسم دیئے جانے کا ثبوت ملتا ہے خلاصہ یہ کہ جن ارواح کو مرنے کے بعد مثالی جسم عطا کیا جاتا ہے وہ اگر باذن اللہ کہیں آتی جاتی ہیں تو اس کی نفی نہیں کی جاسکتی مثلاً" شب معراج میں انبیاء کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں ہونا شہداء کا جنت میں کھانا پینا اور سیر کرنا اس کے علاوہ صالحین کے بہت سے واقعات اس قسم کے موجود ہیں لیکن جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے اس کے لئے کوئی ضابطہ متعین کرنا مشکل ہے۔

دو صحابہؓ کا واقعہ : (Incident of Two Sahaba)

عراق کے شاہ فیصل اول کے زمانے میں بغداد میں دو صحابہ کرامؓ کا تاریخی واقعہ بھی ایمان کو تازہ کرنے والا اور نہایت حیرت انگیز ہے بیسویں صدی عیسوی میں سینکڑوں لوگوں نے ان دو اصحابہ کرامؓ کی جسمانی زیارت کی جن کی قبریں پر نور پانی رسنے کی وجہ سے جب کھولی گئیں تو ان کے اجسام مطہر موجود تھے اور ان کے چہروں پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں دفنائے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہوئے ہیں حالانکہ وہ تیرہ یا چودہ صدیاں پہلے دفن کئے گئے تھے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں ایک غیر معمولی چمک تھی وہاں پر موجود اشخاص میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان سے آنکھیں ملاسکے ایک جرمن ماہر چشم تو یہ منظر دیکھ کر ہی مسلمان ہوگیا بعد ازاں اور بھی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کا ایمان تازہ ہوگیا۔

مسلمانوں کے دفاتر مسجدیں ہی تھیں
سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Offices of Muslim were Mosques - Sunnah and Modern Science)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعلان نبوت کے بعد جیسے جیسے آپؐ محنت دین فرماتے گئے مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلا کام مسجد نبویؐ کی تعمیر کا ہوا تاکہ سارے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا جاسکے۔ جہاں پر ان کی روحانی ضروریات کے ساتھ تمام دینی و دنیاوی معاملات بھی ادا ہوں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی مکمل اسلامی زندگی تھی۔

جیسے ہی فتوحات کا دروازہ کھلا اور علاقے و قومیں اسلام میں داخل ہوئیں تو ان کے معاملات کو بھی مسجد میں ہی بیٹھ کر چلایا گیا۔ اس کے لئے علیحدہ دفاتر نہیں بنائے گئے۔

مسجد کا ماحول پاکیزہ ہوتا ہے۔ کھلا ہوتا ہے۔ اللہ کے گھر میں عاجزی اور مسکنت پیدا ہوتی ہے اس کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مسجد میں ہر فرد طہارت و نفاست کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جہاں طہارت و نفاست ہو وہاں نجاست نہیں ہوتی۔

کھلا ماحول اور سکون ہونے کی بنا پر ذہنی و جسمانی بیماریاں جنم نہیں لیتی۔ گھٹن، تنگی، تازہ ہوا کی کمی جیسے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس ماحول میں پلنے والا آدمی تنومند اور تندرست رہتا ہے اس کی ذہنی و جسمانی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

مسجد کا ماحول خود احتسابی ماحول ہے غریب سے غریب اور چھوٹی حیثیت تک کے لوگ آسانی سے حکام تک پہنچ سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام امور مملکت مسجد ہی میں ادا کئے۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ نے بھی تمام امور خلافت مسجد ہی میں ادا کئے۔ جبکہ حضرت عمرؓ کے دور مبارک مسلمانوں کی سلطنت افریقہ اور ایشیا تک پھیل گئی تھی۔ لیکن پھر بھی تمام امور مساجد ہی میں نمٹائے گئے اس کے لئے علیحدہ جگہ کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

جدید ترقی یافتہ دور میں ان امور کو چلانے کے لئے دفاتر بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی دفاتر بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں دور نبویؐ کے ذریعے نمونہ دیا گیا ہے۔ جو کہ ہمیں ہر قسم کے مسائل چاہے وہ جسمانی ہوں یا معاشی یا نفسیاتی سے بچاتا ہے۔ مسجد یا مسجد والے ماحول کے اندر حاکم یا افسر اپنے آپ کو اللہ کے حضور جوابدہ سمجھتا ہے۔ جبکہ موجودہ دفاتر میں اس کی حیثیت خادم سے حاکم کی ہے۔ جو کہ بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہے۔ جن جسمانی مسائل کے علاوہ نفسیاتی اور معاشرتی مسائل بھی ہیں۔ زیر نظر مضمون میں جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دفتر امراض کے گڑھ : (Offices, Hole of Diseases)

وہ افراد جو کسی دفتر میں ملازمت کرتے ہیں، خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے دفتر خوب صورت، آرام دہ اور بالا نشین ہوں۔ خاص طور پر جن لوگوں کے ذاتی دفتر ہیں، وہ اپنے دفتر کی آرائش و زیبائش کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

بلاشبہ دفتر کی سجاوٹ اور آرائش و زیبائش سے پورے ادارے کی صلاحیت و کارکردگی کا پتا چلتا ہے، لیکن آپ کے دفتر کی یہی آرائش و زیبائش آپ کو اور آپ کے دفتر کے دیگر کارکنوں کے بہت سے امراض میں مبتلا کر سکتی ہے۔ لہٰذا اپنے دفتر کو ضرور سنواریئے بنایئے، لیکن اپنی صحت سے دشمنی مت کیجئے۔

امراض کی وجہ : (Reason of diseases)

دفاتر میں بچھے قالین، دروازے، کھڑکیاں، برقی آلات، ایرکنڈیشنر وغیرہ کئی ایسے کیمیائی مرکبات کا مجموعہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کئی امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ دفاتر کا رخ، ان میں ہوا اور دھوپ کے گزرنے کا راستہ وغیرہ ایسے عوامل ہیں،

جو دفتر کو "امراض کا گڑھ" بنا دیتے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت نے اس کے لئے "کثیر الکیمیائی علامت مرض" (Multiple Chemical Syndrome) یا ایم سی ایس (M C S) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

امراض کا پیدا ہونا: (Production of diseases)

دفاتر میں موجود اشیا کی تیاری میں ایسے بے شمار کیمیکل استعمال کیے جاتے ہیں جو ہر ایک آدمی کو متاثر نہیں کرتے، مگر کسی نہ کسی کے لئے سخت نقصان رساں ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے کیمیائی مرکبات کے منفی اثرات ظاہر ہونے کی صورت میں درد سر، سستی، جسم پر سرخ دھبے (Rashes)، بے ہوشی، سانس کی تنگی، خر خراہٹ، چھینکیں، متلی، آنکھوں میں جلن، نکسیر، آنکھوں، حلق اور جلد کی خارش جیسی علامات نمودار ہوتی ہیں۔ نیز ان کی وجہ سے نمونیا، پھیپھڑوں کا شدید انفیکشن بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ اعصابی اور دفاعی نظام بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایم سی ایس زندگی کے لئے ایک بڑا خطرہ ہیں۔

یہ خطرات فرنیچر اور دروازوں کی درزیں بند کرنے والے مسالے سے لے کر فرش پر قالین بچھنے کے عمل تک موجود رہتے ہیں۔ خاص طور پر اگر نیا رنگ کرایا گیا ہو یا فرنیچر پر نئی پالش کرائی ہو تو ایسی صورت میں رنگ و روغن اور گلو وغیرہ سے زیادہ تیز گیس خارج ہوتی ہیں زیادہ تیز گیس زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔

رنگ و روغن اور اشیاء چپکانے والے ربر گوند میں ڈی کین (De cane)، انڈی کین (Undecane)، ٹولین (Toluene) اور زائلین (Xylene) جیسے خطرناک مرکبات شامل ہوتے ہیں۔

جو لوگ تعمیرات کے شعبے سے وابستہ ہیں، ان میں ابتدائی دو مرکبات کے باعث سستی اور توجہ میں کمی نوٹ کی گئی ہے۔

ٹولین سے جلد اور نظام تنفس میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ اس سے جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔

اعصابی نظام پر دباؤ: (Pressure on Nervous system)

اگر کسی فضا میں زائلین کی کافی مقدار موجود ہو تو وہاں موجود انسانوں کے مرکزی اعصابی نظام پر دباؤ پڑتا ہے جس کے نتیجے میں انسانوں کے مرکزی اعصابی نظام پر دباؤ پڑتا ہے جس کے نتیجے میں درد سر ہوتا ہے، چھینکیں آنے لگتی ہیں، متلی کا احساس ہوتا ہے اور آنکھوں، ناک گلے اور جلد میں سوزش ہونے لگتی ہے۔

کیڑے مار دواؤں کا اسپرے کرنے سے آنکھوں اور ناک سے پانی بہ سکتا ہے اور گلے میں خراش ہو سکتی ہے۔ تمام کیڑے مار دوائیں، ایرکلینز اور فضا کو معطر کرنے والے پھوار (ایئر اسپرے) فضا کو زہریلا کر دیتے ہیں۔

عمارتی سامان، عمارتی روغن، لکڑی کی بنی اشیاء مثلاً" پلائی ووڈ، فوم اور قالین، ان تمام چیزوں میں فارمل ڈیہائڈ (Formal dehyde) شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر آپ ایسی جگہ پر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہیں تو آپ کی آنکھوں سے پانی جاری ہو سکتا ہے، آنکھوں، ناک اور گلے میں خارش ہو سکتی ہے۔ نیز کھانسی، سانس میں تنگی، جلدی خارش، برونکائٹس اور دمہ کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔

دروازوں اور کھڑکیوں کے پردوں پر فضا میں موجود گرد کے ذرات آکر جم جاتے ہیں اور پھر یہ ذرات واپس ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔

جراثیم کی پرورش: (Nourishment of germs)

دفتروں میں جو قالین فرش پر بچھے ہوئے ہیں باہر سے آنے والے حضرات گندے سنے ہوئے جوتے ان پر رکھتے ہیں۔ یوں باہر کی گندگی دفتر کے قالین پر جم جاتی ہے۔ اس کے بعد یہی گندگی، الرجی، دمہ اور دیگر امراض کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور پر دق و سل کے جراثیم (جو کسی ایسڈ یا اسپرٹ سے بھی ہلاک نہیں ہوتے) ایک سال تک زندہ رہ کر اپنی افزائش کرتے ہیں۔ یہ جراثیم انسانی زندگی کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں۔

اشیاء کو چپکانے والا ربر گوند (Adhesive)، وارنش، روشنائی اور رنگوں میں ٹرائی کلورو ایتھین (Trichloroethylene) ہوتا ہے جو الرجی اور حلق

میں سوزش پیدا کر سکتا ہے۔

برائن سے بنے ہوئے مصنوعی فائبر روشنائی اور ربڑ کے استعمال سے غنودگی، بدحواسی، تکان، نفسیاتی خرابیوں، کی خون حتیٰ کہ سرطان خون تک کا امکان ہوتا ہے۔

اگر چھوٹی سی جگہ میں بہت سارے لوگ کام کریں (جیسا کہ ہمارے ہاں عموماً" ہوتا ہے) تو تازہ ہوا کم ہوجاتی ہے۔ ہر شخص کو اپنی کارکردگی کے بہترین اظہار کے 20 کیوبک فٹ جگہ درکار ہے۔

دفتری مشین: (Office Machine)

دفتری مشینیں بھی صحت کے لئے سخت خطرہ ثابت ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ فوٹو اسٹیٹ مشینوں میں سے 'اوزون خارج ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اس مشین کے قریب رہنے والے شخص کی آنکھوں اور گلے میں جلن ہوسکتی ہے، نکسیر جاری ہوسکتی ہے اور کنٹیکٹ لینز پہننے والے کی آنکھوں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ بلو پرنٹ کاپی کی مشین سے امونیا اور ایسیٹک ایسڈ کے بخارات خارج ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھوں، ناک اور گلے میں جلن ہو سکتی ہے۔

دفتر کی عمارت کے کونے کھدروں میں پرندے جو گھونسلے بنالیتے ہیں، وہ بھی جراثیم سے بھرے ہوتے ہیں۔

ایئر کنڈیشنر کے اثرات: (Effects of Air-Conditioners)

جس کمرے میں ایئر کنڈیشنر لگا ہوتا ہے، وہاں کی ہوا بار بار استعمال ہو کر اسی کمرے میں موجود رہتی ہے۔ یہ ہوا، دھویں اور جراثیم سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس کمرے میں اگر سگرٹ پی جائے تو اس کا 90 فی صد حصہ کمرے ہی میں موجود رہ کر فضا کو آلودہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کمرے میں موجود افراد نظام تنفس کی الرجی اور غنودگی کا شکار ہوسکتے ہیں۔

اسبطوس کی بنی چھتوں کے نیچے کام کرنے والے افراد پھیپھڑوں کی ایک خطرناک بیماری سمیت اسبطوس (Asbestosis) کا شکار ہوسکتے ہیں۔

اگر دیواروں پر وال پیپر لگا ہوا ہو تو دیواروں پر پھپھوند لگ سکتی ہے۔ خاص طور پر اگر کمرے میں ایئرکنڈیشنڈ بھی لگا ہو تو پھپھوندی کے امکانات میں اضافہ ہوجاتا ہے اس پھپھوندی کی وجہ سے ایسے جراثیم کمرے کی فضا میں شامل رہتے ہیں جو ناک کے راستے جسم میں داخل ہو کر مزمن نزلہ پیدا کرسکتے ہیں۔

کبوتروں کے پنجروں میں بھی ایسے جراثیم پرورش پاتے ہیں جو پھیپھڑوں کے مسائل پیدا کرسکتے ہیں۔

کیا آپ ان سے متاثر ہیں؟ (Are you inspire with them)

"کثیر الکیمیائی علامات مرض" (ایم سی ایس) کا آغاز دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ اول تو یہ کہ آپ کے گرد بہت ہی قلیل مقدار میں فضا میں کیمیائی اجزا موجود ہوں جو آپ کے جسم پر اثر انداز ہو کر آپ کو بیمار کرسکتے ہیں۔ یا پھر آپ کے قریب بڑی مقدار میں کیمیائی اجزا کا استعمال ہورہا ہو اور آپ ان کی بو سے متاثر ہو کر کسی تکلیف کا شکار ہوجائیں۔ چنانچہ کسی کیمیکل کی تھوڑی سی مقدار بھی اپنے مضر اثرات مرتب کرتی ہے۔ مثال کے طور پر مصفا، پرفیوم، کاغذ پر کوٹنگ وغیرہ۔

یونیورسٹی آف میری لینڈ کے ٹوکسی کولوجی ڈپارٹمنٹ کے مطابق اس وقت ستر ہزار سے زائد کیمیائی مرکبات تجارتی پیمانے پر زیر استعمال ہیں۔ ان میں سے صرف چند سو کو مناسب طور پر سائنسی بنیادوں پر جانچا گیا ہے۔ نیز ہر سال ایک ہزار سے زائد نئے کیمیکل متعارف کرائے جاتے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کو جانچا بھی نہیں جاتا کہ یہ انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں یا نہیں۔

خطرات کو کس طرح کم کیا جائے:
(How dangers are reduced)

اس کے لئے ماہرین چند تدابیر تجویز کرتے ہیں:

☆ اپنے دفتر کو تمباکو نوشی سے بالکل پاک کیجئے۔

☆ باقاعدگی کے ساتھ ایروبک ورزش، بہترین دفاع ہے۔ ورزش کے ذریعہ سے آپ شرح استحالہ (Metabolic Rate) بڑھا کر اپنے جسم میں زہریلے

ملاوں کے اثرات کے خلاف زیادہ قوت مدافعت پیدا کرسکتے ہیں۔

☆ اپنے دفتر یا کمرے کے ایر کنڈیشنر کو چیک کر لیجئے کہ آیا اس میں سے تازہ ہوا اند آرہی ہے اور استعمال شدہ ہوا باہر جاری ہے یا نہیں۔

☆ نئی تحقیق یہ ہے کہ ایر کنڈیشنر کا استعمال اسی صورت میں کیا جائے جب یہ انتہائی ضروری ہو۔ اس کے بجائے کمرے یا دفتر میں سورج کی روشنی اور ہوا کے گزر کا اہتمام کیا جائے۔

☆ دفتر کے فرش کو صاف ستھرا رکھیے۔

☆ فوٹو اسٹیٹ، پرنٹر وغیرہ مشینوں کو ایسی جگہ پر رکھیے کہ جہاں سے ہوا باآسانی گزرتی رہے۔

☆ پودوں کے ذریعہ سے فضا کو صاف رکھیے۔ گملوں کے پودے کمروں کی فضا کو صاف کرتے رہتے ہیں۔

☆ دیواریں، قالین اور پردے باقاعدگی سے صاف کیجئے۔

☆ ہر دروازے کے پاس پائے دان رکھیے تاکہ کمرے میں آنے سے پہلے اس پر جوتے صاف کر لئے جائیں۔ ان پائے دانوں کی باقاعدگی سے صفائی کیجئے۔

کمپیوٹر کے خطرات: (Dangers of Computer)

ٹائپ رائٹر کے مقابلے میں کمپیوٹر کے "کی بورڈ" (Keyboard) پر کافی تیزی سے کام کیا جاتا ہے، اس لئے کمپیوٹر پر کام کرنے والے افراد سی ٹی ایس (C T S = Carpal Tunnel Syndrone) کا خاص طور پر شکار ہوجاتے ہیں۔ سی ٹی ایس کی شکایت دراصل ہتھیلی اور انگلیوں کو کنٹرول کرنے والی ایک نس (Tendon) پر بہت زیادہ دباؤ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ نس کلائی میں سے ایک تنگ راستے سے ہوتی ہوئی گزرتی ہے۔ بہت عرصے تک ہاتھ اور انگلیوں سے کام کرنے یا ہاتھ کے بہت زیادہ مڑے رہنے کی وجہ سے یہ نس متورم ہوجاتی ہے، اس میں خراش ہونے لگتی ہے اور کلائی کی درمیانی رگ کو دباتی ہے۔ اس شکایت کی شدت سے ہاتھ بالکل بے کار ہوسکتا ہے۔ تاہم کچھ افراد کا اپریشن کر کے اس

تکلیف کو دور کر دیا جاتا ہے، لیکن یہ لوگ دوبارہ کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔

یونیورسٹی آف وسکونسن میں کیے گئے ایک مطالعے کے مطابق کلائی میں درد اور سختی کا پیدا ہوجانا سی ٹی ایس کی ابتدائی علامات میں سے ہے۔

ذہنی دباؤ: (Mental Pressure)

امریکی نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار اکوپیشنل سیفٹی اینڈ ہیلتھ کے مطابق ذہنی دباؤ، عضلات میں تناؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ عضلاتی تناؤ سخت کام کرنے والے عضلات اور نسوں میں خون کے بہاؤ کو کم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان عضلات اور نسوں میں آکسیجن کی کمی ہوجاتی ہے، یہ متورم ہوجاتے ہیں۔ آخر کار ان جگہوں کی بافتیں سخت اور لمبی ہو جاتی ہیں اور بعد میں یہ کیفیت بھی سی ٹی ایس کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

لیکن کمپیوٹر پر کام کرنے والوں کے لئے صرف عضلات یا نسوں کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ پانچ گھنٹے تک روزانہ بغیر کسی وقفے کے کمپیوٹر اسکرین کے سامنے بیٹھ کر کام کرتے ہیں، ان کو آنکھوں سے پانی جاری ہونے، دھندلاپن، تھکن، چڑچڑاپن، درد سر اور درد کمر جیسی شکایات بھی ہوجاتی ہیں۔

کمپیوٹر سے صحیح خطرات کو کیسے کم کیا جائے؟

☆ کمپیوٹر کے سامنے آرام دہ طریقے سے بیٹھیے۔ آپ کی آنکھیں کمپیوٹر اسکرین سے 2فٹ دور ہونی چاہئیں اور اسکرین آپ کی نظروں کے سامنے معمولی سی نیچے ہو۔ اس اسکرین کا زاویہ صفر سے 20 درجے ہونا چاہیے۔

☆ کی بورڈ پر اپنی کلائیوں کو بالکل سیدھا رکھیے۔ بازو فرش کے متوازی ہونے چاہئیں

☆ ایسی کرسی استعمال کیجئے جس کی اونچائی اور پشت کو اپنی مرضی کے مطابق ایڈجسٹ کیا جاسکے۔ اس کرسی کو اتنی سطح پر رکھیے کہ آپ کی بازوؤں اور کلائیوں کا زاویہ درست رہے۔ آپ کے پاؤں فرش سے لگے ہوئے ہوں۔

☆ کام کرتے وقت مت جھکیے۔ اس حالت میں جسمانی تناؤ میں اضافہ ہوجاتا

ہے۔

☆ ایک دن میں پانچ گھنٹے کی بورڈ پر کام کیجئے۔

☆ اگر ممکن ہو تو ہر 2 گھنٹے بعد 15 منٹ کے لئے وقفہ کیجئے۔

☆ اسکرین کی روشنی کی شدت کو کم کرنے کے لئے مناسب چشمہ استعمال کیجئے اور مناسب روشنی کا انتظام کیجئے۔

☆ امریکن فزیکل تھراپی ایسوسی ایشن نے ہاتھوں کے لئے ذیل کی آسان ورزشیں تجویز کی ہیں۔

○ اپنا ہاتھ میز پر رکھیے۔ اپنی انگلیوں کو بند کیجئے اور پھر اسے اپنی جانب آہستہ سے کھینچئے۔ اس حالت میں پانچ سیکنڈ رہئے۔

○ ہتھیلی کو میز پر بچھا دیجئے جیسا کہ "پش اپ" ورزش کے دوران ہتھیلی کو رکھتے ہیں۔ بازو کے عضلات اور کلائی کو کھینچنے کے لئے ہتھیلی کو آگے کی طرف دھکیلے۔ یہ معاملہ دوسرے ہاتھ کے ساتھ بھی کیجئے۔

○ کلائی اور بازو میں قوت کے لئے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو اتنا اوپر لے جائیے کہ کہنی مڑی رہے۔ ایک ڈھیلا مکا بنائیے۔ کلائی کو سیدھا رکھیے۔ اس کے بعد اس بازو کو اس طرح گھمائیے جیسے وزن بردار اپنے ہاتھ کو گھماتا ہے۔ اپنے ہاتھ کو پانچ سیکنڈ تک اس حالت میں رکھیے۔ ہتھیلی کو نیچے لائیے۔ اب یہی عمل دوسرے ہاتھ کے ساتھ بھی کیجئے۔

○ اپنے بازو کو باہر کی طرف اس طرح رکھیے کہ ہتھیلی نیچے کی جانب رہے۔ مٹھی بند کیجئے اور پھر اپنی انگلیاں کھول لیجئے۔ ہر ہاتھ کے ساتھ اس عمل کو پانچ مرتبہ دہرائیے۔

یاد رکھیے! آپ کا جسم کوئی ایسی میکانکی مشین نہیں ہے جس کو بغیر آرام پہنچائے جتنی دیر چاہے، چلا لو۔ لہٰذا اپنے جسم سے بہتر کام لینے کے لئے اس کے آرام کا خیال رکھئے۔

(بحوالہ ہیلتھ' اینڈ نیوٹریشن)

خیر خواہی کے جذبے اور خیال کی اسلامی اور سائنسی طاقت سنت نبویؐ اور جدید سائنس

جذبے اور خیالات بہت طاقت رکھتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مظاہرہ میدان بدر میں چشم فلک نے دیکھا۔ اللہ کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جان کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ' اس خیال پر' اس امید پر' کہ اللہ ان سے خوش ہوگا۔ دنیا میں بھی عزت اور راحت دے گا' آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ اور اللہ اپنے مہمان خانہ یعنی جنت والی نعمتوں سے بھرپور زندگی عطا فرمائے گا۔

صحابہؓ اپنے ہر عمل میں چاہے وہ خوشی ہو یا رنج والا اس جذبے اور خیال کو مدنظر رکھتے تھے۔ انسانیت حیران رہ جاتی ہے اس نوجوان صحابی کے فعل پر جو اپنے کٹے ہوئے بازو سے سارا دن تلوار چلاتا رہا(اندر سے بازو کٹ گیا تھا۔ کھال کی وجہ سے لٹکا ہوا تھا۔)

اور جب اس کو لڑنے میں رکاوٹ محسوس ہوئی تو اس کو پیر کے نیچے دے کر کھینچا اور بازو کو علیحدہ کر کے ایک طرف پھینک دیا۔ تاریخ انسانی نے کبھی بھی ایسے جذبات اور پر امید انسان نہ دیکھے ہونگے۔

موت ہو یا حیات وہ خوش تھے۔ ان کی روح بھی خوش تھی۔ اور چونکہ انسانی جسم میں روح کو افضلیت حاصل ہے۔ اگر روح خوش اور مطمئن ہے تو جسم بھی ٹھیک ہوگا۔ اگر روح کمزور ہے تو جسم بھی کمزور ہوگا۔

آپؐ برابر صحابہ کرامؓ کے جذبات اور خیالات کو بناتے رہتے تھے۔ ان جذبوں امیدوں اور خیالات نے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں لفظ ناکامی یا پریشانی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔

Scanned with CamScanner

حسن ظن :-

اسلام انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا درس دیتا ہے۔ اسلام اصول اور قوانین احترام، ادب اور اچھے گمان کی تشریح ہیں۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کے عمل سے اچھا گمان لیتے تھے۔ ان کی تمام زندگی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے کسی قول و فعل سے دوسرا صحابی بدگمانی محسوس نہیں کرتا تھا۔

پر امن معاشرے کی روایات میں اولیں چیز حسن ظن ہے۔ حضرت ابوذرؓ کو حضور اقدس ﷺ نے نعمت فرمائی اے ابوذرؓ حسن ظن سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں۔ اس لئے حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ کی زندگی حسن ظن سے بھرپور ہے۔ زیر نظر مضمون میں جدید سائنسی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔ جذبات انسانی زندگی میں کس طرح اہم کردار ادا کرتے ہیں اس کا سائنسی پہلو اور تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جذبے اور خیال کی طاقت :
(Strength of Passion and Imagination)

روحانی لہریں جسم پر کس طرح حکومت کرتی ہیں؟
کیا جذباتی کیفیات کسی صحت مند کو بیمار اور بیمار کو شفایاب کر سکتی ہیں؟
کیا خیال کی طاقت کو جسمانی امراض دور کرنے کے لئے ڈاکٹری نسخے میں شامل کیا جاسکتا ہے؟

یہ مشکل سوالات ہیں لیکن زمانہ قدیم سے انسانی ذہن ان کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ذہن ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے جسم انسانی پر روح کے اثرات سے کبھی انکار نہیں کیا، البتہ انہیں قبول کرنے کی صورتیں مختلف رہی ہیں۔ جادو۔ تعویز گنڈے۔ ٹونے ٹوٹکے، ہپناٹزم اور مغرب میں فیتھ ہیلرز ان سب کی بنیاد اعتقاد اور خیال کی قوت کو امراض کے خلاف استعمال کرنے پر ہے برصغیر میں ذہنی قوت سے علاج کی روایت پانچ

ہزار سال پرانی ہے ویدک لٹریچر میں جسم کو شعور کا مادی اظہار قرار دیا گیا ہے۔

دراصل روح اور جسم کو انسان ہمیشہ سے ایک وحدت ہی سمجھتا تھا۔ عہد قدیم میں بیماری کے بارے میں تصور یہ تھا کہ آسمانی قوتیں ناراض ہوجاتی ہیں تو آدمی کی روح اور جسم کو کوئی نہ کوئی روگ لگ جاتا ہے۔ طب یونانی نے مزاج اور خلطوں میں عدم توازن کو بیماری کا سبب قرار دے کر جسم و روح کے ایک دوسرے پر اثرات کے نظریے کو آگے بڑھایا، لیکن اس اکائی میں، دوئی، اس وقت پیدا ہوئی جب تقریباً" تین سو سال قبل ایک فرانسیسی فلسفی رینی ڈیکارٹ نے ذہن اور جسم کو دو علیحدہ چیزیں قرار دے کر ان علیحدہ علیحدہ سلوک کرنے کا نظریہ پیش کیا۔ یہی نظریہ ایلوپیتھی یعنی موجودہ انگریزی طریقہ علاج کی بنیاد بنا۔ اس کے فائدے تو ظاہر ہیں۔ لیکن اس نے ذہن اور جسم کے رشتے کو بہت پراسرار بنا دیا۔

ڈاکٹر ہانمن کا نظریہ : (Theory of Dr. Hanmin)

تقریباً" ایک سو سال قبل معروف جرمن ڈاکٹر ہانمن نے میڈیکل سائنس میں ایک چونکا دینے والا نظریہ پیش کیا۔ اس نہ مختلف ادویات کی قلیل مقدار کو ایک خاص طریقے سے اتنا لطیف بنایا کہ ان کے مادی اثرات معدوم ہو گئے اور جزو موثرہ ایک غیر مرئی توانائی (روح) میں تبدیل ہوگیا۔ جب یہ ادویات صحت مند انسانوں کو دی گئیں تو ان میں ان ادویات سے متعلق کچھ متعین علامات پیدا ہوگئیں۔ ڈاکٹر ہانمن نے ان تجربات کی مدد سے بتایا کہ انسان بیمار صرف اس وقت ہوتا ہے جب بیماری کے لطیف ترین اثرات اس کی قوت حیات (روح) کو متاثر کر دیتے ہیں۔ پھر یہ بیمار روح اپنی بیماری کا اظہار جسمانی علامات کی شکل میں کرتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق جسمانی نظام ایک دائرے کی طرح ہے جس کا مرکز قوت حیات یا روح ہے۔ بیماری ہمیشہ دائرے کے مرکز روح سے شروع ہوتی ہے اور دائرے کے بیرونی کنارے جسم تک پہنچتی ہے۔ ڈاکٹر ہانمن نے روح کو حاکم اعلیٰ قرار دیا جو جسم پر پوری طرح حاوی ہے۔

Scanned with CamScanner

ایلوپیتھک ڈاکٹروں کا مشاہدہ:
(Observations of Alopathic Doctors)

پھر ایلوپیتھک ڈاکٹروں کے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ لاعلاج مریضوں کو اگر صرف سادہ ملک آف شوگر کی پڑیاں دی جائیں تو بھی ان میں سے بہت سے صرف اس خیال سے تندرست ہوجاتے ہیں کہ انہیں دوا دی گئی ہے۔ اس طرح ذہن اور روح کی طاقت نے ایک دوسرے انداز سے اپنے آپ کو تسلیم کرانا شروع کیا اور اب یہ صورتحال تیزی سے تبدیل ہورہی ہے۔

امریکی طبی نظام: (American Medical System)

یہ خیال امریکہ کے طبی نظام میں اب ایک حقیقت بنتا جارہا ہے اور اس موضوع پر تحقیق ہورہی ہے کہ جب ہم مایوسی، پژمردگی یا غصے کا شکار ہوتے ہیں تو کیا بیماریاں ہم پر جلد قابو پالیتی ہیں؟ یا جب ہم پر امید خوش اور پر اعتماد ہوتے ہیں تو بیماریوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں؟

جسم پر ذہن کے اثرات کی تحقیق نے ایک بالکل نئی سائنس کو جنم دیا ہے۔ جس کا نام سائیکو نیورو امیونولوجی (Immvnology) رکھا گیا ہے۔ اس نئی سائنس نے ایسے سوشل سائنسدانوں اور بنیادی سائنسدانوں کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا ہے جو پہلے ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کرتے تھے۔ تحقیق کا طریقہ یہ ہے کہ صحت مند رضاکاروں میں فلو کا وائرس داخل کیا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے کس رضاکار کی ذہنی کیفیت کیا تھی اور اس سے بیماری قبول یا رد کرنے پر کیا اثر اور وہ کتنے دن میں ٹھیک ہوا۔

نازک اور حساس آلات سے معلوم ہوا کہ ذہن و جسم میں حیرت انگیز حد تک ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہماری ذہنی کیفیت جسم کے غدودوں، خلیات اور اعضاء پر انتہائی پیچیدہ اور گہرے اثرات چھوڑتی ہے۔ اس سے ہماری قوت حیات پر مثبت یا منفی اثر پڑتا ہے۔

جذبات اور جسم: (Emotions and Body)

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جن لوگوں کا مخلص اور دلنواز رفیق زندگی بچھڑ جاتا ہے ان کا مدافعتی نظام صدمے کی وجہ سے کمزور ہوجاتا ہے۔ تنہا لوگوں کا بھی یہی معاملہ ہے۔ احساس تنہائی انہیں بیمار کر دیتا ہے۔ وسیع پیمانے پر سروے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواتین اور مردوں میں جن کے رشتے دار یا قریبی دوست نہیں ہیں شرح اموات تین گنا زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ احساس تحفظ سے محروم ہوتے ہیں جو ایک خالص ذہنی کیفیت ہے۔

مشی گن یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ صرف تنہائی، زندگی کے لئے اتنا ہی خطرہ پیدا کرتی ہے جتنا سگریٹ نوشی۔

رشتے داروں سے علیحدہ نرسنگ ہوم میں زیر علاج مریض جنہیں اپنی زندگی پر کنٹرول کا احساس نہیں ہوتا، شفا سے مایوس کینسر کے مریض، ناخوشگوار ازدواجی تعلقات کے شکار لوگوں کی زندگی بھی کثرت سے سگریٹ نوشی کرنے والوں کی طرح شدید خطرے میں ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں انہی حالات میں مثبت ذہنی کیفیت رکھنے والے طویل زندگی پاتے ہیں اور جلد صحت یاب ہوتے ہیں۔

گزشتہ دس سالہ دور کو پنسلوانیا یونیورسٹی کے ماہر نفسیات مارٹن سیلگمین نے مہلک مایوسی سے نجات کا دور قرار دیا اور کہا ہے کہ اس عرصے میں جسم اور ذہن کے آپس میں عمل اور ردعمل کی کیفیات کو سائنٹفک انداز میں ثابت کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی گئیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی وسیع پیمانے پر ذہن کے جسم پر اثرات سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔

طویل عرصے تک مریضوں کی تیمارداری کرنے والے رشتے داروں پر دباؤ کے ثمرات کا جائزہ لینے والے اوہائیو یونیورسٹی کالج آف میڈیسن کے ماہر نفسیات جینائس کیکٹ گلیزر کا کہنا ہے۔

"ہمیں ذہن اور جسم میں توقع سے کہیں زیادہ مضبوط رشتوں کے شواہد ملے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جسم کے تمام خلیات کی بھی آنکھیں ہیں اور

وہ خوشی اور غم امید اور مایوسی کی کیفیات کا براہ راست ادراک رکھتے ہیں انہیں دیکھ سکتے ہیں اور ان سے اثر قبول کرتے ہیں۔"

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا سان ڈیگو کے ایک سائنسدان کیرن بلوچ نے 1970ء کی دہائی میں دریافت کیا تھا کہ مدافعتی نظام اور دماغ کے درمیان باقاعدہ اعصابی راستے موجود ہیں۔ سائنس دان بالاخر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ دونوں ایک پیچیدہ دو طرفہ نظام کے اسرار بھی واضح نہیں تاہم پی این آئی سائنسدانوں کے خیال میں مدافعتی نظام بالکل ایسے کام کرتا ہے جیسے اس کا اپنا ایک علیحدہ اور آزاد دماغ موجود ہو اور یہی وہ کیفیت ہے جسے قوت حیات یا روح کا نام دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر کینڈلیس پرٹ نے جو امریکی نیشنل انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کی ایک ممتاز محقق ہیں ذہن و جسم کے تعلق کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عام لوگوں کی طرح پہلے میں بھی سمجھتی تھی کہ ذہن' دماغ میں اور دماغ سر میں ہوتا ہے اور یہ کہ یہی ہمارے شعور و ادراک کا مرکز ہے۔ لیکن اب طویل تحقیق اور واضح شواہد سے میں قائل ہوگئی ہوں کہ ادراک اور احساس کے ذرائع پورے جسم میں پھیلے ہوئے ہیں اور بعض اوقات یہ تمیز کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ کون کس پر حاوی ہے۔ اس تحقیق سے انسانی رویے اور انسان کی اپنی نوعیت یعنی' ہم کیا ہیں' کے بارے میں کئی دلچسپ اور نئے سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ذہن اور جسم جن کو تین سو سال پہلے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا سائنسدان اب پھر انہیں یکجا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں کئی ڈرامائی انکشافات ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قوت حیات کے زیر اثر مدافعتی نظام اور اعصابی نظام میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے سے مل کر کام کرتے ہیں۔ اسے ثابت کرنے کے لئے چوہوں کو سکرین کا شربت پلایا گیا اور ساتھ ہی ایک ایسی دوا کا انجکشن لگایا گیا جس سے متلی ہوتی تھی اور جسم کا مدافعتی نظام کمزور پڑجاتا تھا۔ صرف ایک مرتبہ یہ انجکشن لگانے سے چوہوں کے نظام نے اسے سکرین کے ذائقے کے ساتھ منسلک کردیا۔ اس کے بعد جب بھی سکرین کا شربت پلایا گیا تو بغیر انجکشن لگائے چوہوں کا مدافعتی نظام خود بخود کمزور پڑ گیا' متلی

بھی ہوگئی اور وہ بیمار ہونے شروع ہوگئے اس سے ذہن اور جسم کے گہرے تعلق کا ناقابل تردید ثبوت فراہم ہوا۔ اب سائنسدان پوری یکسوئی سے ان پراسرار راستوں اور واسطوں کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں جو ذہن اور مدافعتی نظام کو باہم مربوط رکھتے ہیں۔

مدافعتی نظام:(Repulsive System)

مدافعتی نظام بذات خود ایک حیرت انگیز تخلیقی کارنامہ ہے۔ یہ پیچیدگی میں دماغ سے کم نہیں اور اسے سمجھنا بھی اتنا ہی مشکل ہے۔ بنیادی طور پر یہ خون کے مختلف النوع سفید خلیات کا مجموعہ ہے۔ یہ سفید خلیات تھائمس غدود تلی' ہڈی کے گودے اور لمفاوی گلٹیوں میں اپنا ٹھکانہ رکھتے ہیں اور دوران خون میں ہونے والی خفیف ترین کیمیاوی تبدیلیوں پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ یہ سفید خلیات مدافعتی محاذ کے اگلے مورچوں پر لڑنے والے سپاہی بھی ہوتے ہیں۔ ہمیشہ چاق و چوبند رہتے ہیں اور اینٹی باڈیز پیدا کر کے جسم میں داخل ہونے والے حملہ آوروں کو فوری طور پر ختم کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات یہ نظام اتنا حساس ہوجاتا ہے کہ بے ضرر مداخلت کے خلاف بھی شدید رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ جسے ہم الرجی کے نام سے پہچانتے ہیں۔

ایک قسم کے سفید خلیات جسم میں ہونے والی توڑ پھوڑ کی مرمت کے کام پر مامور ہیں۔ انہیں میکرو فیجس (PHAGES) کہا جاتا ہے۔ ایک اور قسم کے سفید خلیات نیچرل کلرز ہیں جنہیں مختصر طور پر این کیز NK کہا جاتا ہے۔ یہ وائرس اور ٹیومرز کے خلاف لڑائی کرتے ہیں تحقیق سے معلوم ہوا کہ این کیز جذباتی کیفیات کا براہ راست اثر قبول کرتے ہیں۔ عورتوں میں سینے کے سرطان پر ایک طویل تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس مرض کے پیچھے این کیز کی معمول سے کم اور مضمحل کارکردگی ایک بڑی وجہ تھی۔

ٹیس برگ انسٹیٹیوٹ کی محقق خاتون لیوی نے معلوم کیا کہ نفسیاتی عوامل دیکھ بھال اور تناؤ کے مقابلے میں مریض کا رویہ این کیز کی کارکردگی پر اتنا اثر

Scanned with CamScanner

مرتب کرتے ہیں کہ ان مفید ترین خلیات کی قوت کار نصف یا دگنی ہو سکتی ہے۔

پنسلوانیا کے محقق سیلگمین نے خود طاری کردہ احساس بے بسی پر تحقیق کی اور ثابت کیا کہ جو لوگ عادتاً" قنوطی ہوتے ہیں ہر بات کا تاریک پہلو دیکھتے ہیں مایوس رہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اپنے آپ کو بے بس سمجھنے اور سمجھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ زندگی کو تبدیل کرنے کی خواہش سے عاری ہوتے ہیں ان کے جسموں میں ناسازگار حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے اور جب ان میں نامساعد حالات سے مقابلہ کرنے کا جذبہ بیدار ہوا تو اس کے ساتھ ہی ان کا جسم بیماریوں کے خلاف مدافعت کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

بطور ثبوت سیلگمین نے خود طاری کردہ بے بسی کی تھیوری پر ایک تجربہ کیا۔ اس نے کچھ چوہوں کو ہلکے برقی جھٹکے لگائے ان میں سے کچھ چوہوں کو موقع دیا گیا کہ وہ ان جھٹکوں کی زد سے نکل کر بھاگ سکتے تھے۔ جو چوہے فرار نہیں ہوسکتے تھے جلد ہی ان میں اپنی حالت سے ایک بے حسی اور بیزاری کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ جب انہیں فرار ہونے کا راستہ دیا گیا تو بھی انہوں نے اس کی پروا نہ کی اور اسے نظرانداز کر دیا۔

چھٹی حس کی نئی توجیہہ:
(New reasoning of Sixth Sense)

موجودہ فزیالوجیکل نقشوں میں کچھ علاقے اب تک خالی نظر آتے ہیں۔ مرکزی اعصابی نظام دماغ کی صدارت میں شاخ در شاخ پورے جسم میں پھیلا ہوا ہے اور اس سے نکلنے والے کیمیاوی مادے جسم کے ہر فعل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگرچہ مدافعتی نظام نازک ریشوں کی مدد سے سانس دوران خون وغیرہ کو کنٹرول کرنے والے مرکزی اعصابی نظام سے بندھا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود یہ دماغ کے اثر سے آزاد کام کرتا محسوس ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ اگر مدافعتی نظام دماغ کے بغیر ہی سارا کام کر سکتا ہے تو پھر دماغ کی ضرورت کیسے ہے۔

ستر کی دہائی میں سین ڈیگو کے کیرین بلوچ نے اس معمے کو حل کرنے کی

کوشش کی۔ اس نے چوہوں کے تھائمس گلینڈ میں ایک رنگین مادہ انجیکٹ کیا جس نے نیورونز کو رنگین مادے کے سفر کی نگرانی کر کے بلوچ نے ثابت کیا کہ مرکزی اعصابی نظام اور مدافعتی نظام میں دو طرفہ رابطہ موجود ہے۔

تقریباً" اسی زمانے میں البابا برمنگھم کے جے ایڈون بلیلوک نے دریافت کیا کہ مدافعتی نظام کے خلیات بھی پیپٹائڈ (PEPTIDE) ہارمونز پیدا کرسکتے ہیں جو پہلے خیال تھا کہ صرف دماغ ہی میں پائے جاتے ہیں اور نیورو پیپٹائڈز کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد ثابت ہوا کہ مدافعتی خلیات تقریباً وہ تمام ہارمونز پیدا کرلیتے ہیں جو دماغ پیدا کرتا ہے۔ بلیلوک کی تحقیق میں اہم ترین دریافت یہ ہوئی کہ جسم احساس کے ایک ایسے نظام سے بھی اثر قبول کرتا ہے جو روایتی حواس خمسہ یعنی ذائقے' لامسہ' شامہ' سماعت اور بصارت کے علاوہ ہے اور اس کا نام ہے مدافعتی نظام۔ درحقیقت پورے جسم میں پھیلا ہوا یہ جال دار نظام وائرس اور بیکٹیریا کے خلاف ایک اندرونی حس ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر یہی نظام ہے جو دماغ کو دیگر حسیات کی طرح جسم کو درپیش خطرات سے خبردار کرتا ہے اس کا رابطہ بیرونی ماحول سے قائم رہتا ہے۔ بلیلوک کی رائے میں دماغ اور مدافعتی نظام میں کئی باتیں مشترک ہیں' مثلاً" سفید خلیات بھی دماغ کی طرح نیورو پیپٹائڈز کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ دونوں ان ہارمونز سے یکساں اثر قبول کرتے ہیں۔ چاہے انکا مخرج کوئی بھی ہو۔

بوتل میں جذبات: (Emotions in Bottle)

معلوم یہ ہوا کہ دماغ اور خودکار مدافعتی نظام دونوں اپنے دائرے میں تجربات کے مطابق پیغامات مسلسل ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں۔ تحقیقات مظہر ہیں کہ دیرینہ ذہنی دباؤ کے کلاہ گردہ کے غدود کو کارٹیو کو سٹرائیڈ ہارمون خون میں زیادہ مقدار میں پمپ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے یہ کیمیاوی پیغام ہر مدافعتی نظام کا کام روک دیتے ہیں۔ تنہائی بے بسی افسردگی ان سب کا یہی اثر ہوتا ہے اور انسان جلد

Scanned with CamScanner

بیماری قبول کرلیتا ہے۔ یعنی ذہنی کیفیت عملاً" انسان کو جسمانی طور پر بیمار کر دینے کا سبب بن جاتی ہے۔

دوسری جانب جارج واشنگٹن یونیورسٹی میڈیکل سینٹر کے ایک بائیو کیمسٹ اور تھائمس گلینڈ پر تحقیق کے بانی ابلن گولڈ سٹین نے معلوم کیا ہے کہ مدافعتی نظام کے کچھ مادے جیسے لیملوکینز اپنے ضمنی اثرات کی صورت میں ڈیپریشن پیدا کر دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدافعتی نظام کے خالص مادی ذرائع اپنے اثرات سے دماغ کو متاثر کرتے ہیں یعنی مدافعتی مولیکولز دماغ سے جڑے ہوئے ہیں۔

باہمی اثر پزیری کا یہ دو طرفہ عمل یہیں ختم نہیں ہو جاتا گولڈ سٹین کا کہنا ہے۔ اگر یہ مولیکولز واقعی دماغ کے استحالے (METABOLISED) اور فزیالوجی پر اثر انداز ہوتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ یہ رویے پر بھی اثر انداز ہوتے ہوں۔ تو پھر رویہ کیا ہے؟ اگر جسم میں پیدا ہونے والے کیمیائی مادے ذہنی کیفیت پر اثر انداز ہوسکتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے جذبات کو مادے میں تبدیل کر لیا اور اب انہیں بوتل میں مقید بھی کیا جاسکتا ہے۔

دماغ ایک پیچیدہ آئی سی: (Mind - A complicated I-C)

دماغ اور مدافعتی نظام کے حقائق جوں جوں سامنے آرہے ہیں ان سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ ہم ایک مزید پراسرار دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔ ایک حیرت انگیز مربوط جال نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جسم اور ذہن اس طرح ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں کہ انہیں علیحدہ کرنا' دو قرار دینا مشکل نظر آتا ہے۔ تین سو سالہ اس تصور کو جھٹلایا جا چکا ہے کہ ذہن اور جسم کا علاج الگ الگ ہونا چاہئے۔ اب یہ طے ہے کہ ایک کی کیفیت دوسری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تاہم ابھی واضح نہیں کہ ان دریافتوں کے علاج معالجے کے معاملات پر کیا حتمی اثرات مرتب ہوں گے۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ مدافعتی نظام کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر کے ہر قسم کی بیماریوں کا علاج محض ذہن کی قوت سے کیا جاسکے

گا۔ یہاں تک کہ بافتوں کی ٹوٹ پھوٹ کی رفتار کو بھی جذبات پر کنٹرول کے ذریعے بڑھایا جاسکے گا۔

نئے تجربات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مدافعتی نظام کے خلیات کی نقل و حرکت نیورو پیپٹائڈز کی تابع ہوتی ہے' جبکہ یہ نیورو پیپٹائڈز جذبات کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ پیپٹائڈز ہی ہیں جو ماہرین کے خیال میں ہر بیماری کے انسداد کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں پرٹ کا کہنا ہے۔

"ایک دن آئے گا کہ لوگ ہر بیماری کا علاج اپنے ذہن ہی میں لئے پھر رہے ہوں گے کیونکہ یہ ذہن ہی ہے جو جسم پر حکومت کرتا ہے اور اسے بیمار یا صحت یاب کرتا ہے واقعی "جسم ذہن کے مادی اظہار کا نام ہے"۔

جسم و ذہن کا شفاخانہ: (Clinic of Mind and Body)

ذہن کی طاقت کے جسم پر اثر انداز ہونے کا اصول ثابت ہونے کے بعد امریکہ میں تیزی سے مائنڈ اینڈ باڈی کلینکس قائم ہونے شروع ہوگئے ہیں ان کا نعرہ ہے کہ مثبت اور منتخب خیالات آپ کو صحت یاب کر سکتے ہیں یہ معالجین درد سر سے لے کر کینسر تک کے علاج کا دعویٰ کر رہے ہیں بیشتر معالجین کے خیال میں یہ تحقیق اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ تاہم اس پر سب متفق ہیں کہ مستقبل میں اچھے امکانات موجود ہیں ایک معروف ڈاکٹر نے سرجری اور پنسلین کے بعد ذہن کے جسم پر شفا بخش اثرات کی تحقیق کو دنیائے طب کی تیسری بڑی دریافت قرار دیا ہے۔

خیال کی قوت سے علاج کے معاملے میں سب سے زیادہ اتفاق رائے بے خوابی السر' درد شقیقہ ہائی بلڈ پریشر اور نفسیاتی امراض کے علاج کے سلسلے میں ہے۔

پر امید ارتکاز توجہ: (Hopeful Concentrated attention)

انگلینڈ کے ڈاکٹر ہربرٹ بنیسن نے خیال کی قوت سے علاج کا اصول یہ بتایا کہ "ڈٹ جاؤ یا بھاگ جاؤ" وہ مریض کو پرسکون ماحول میں بٹھا کر دس یا بیس منٹ تک ایک شفا بخش فقرے پر توجہ مرکوز کرنے کو کہتا ہے۔ چند دن کے بعد

مریضوں کے غصے میں کمی آجاتی ہے ڈپریشن ختم ہوجاتا ہے وہ نہ تو مشتعل ہوتے ہیں نہ پریشان ہوتے ہیں۔ اس کے ہائی بلڈ پریشر پروگرام میں سکون بخش فقروں کے علاوہ ادویات کے استعمال کی بھی اجازت ہے معلوم ہوا کہ سکون بخش فقروں سے فیصد مریضوں میں یا تو خون کا دباؤ کم ہوجاتا ہے یا دواؤں کی ضرورت کم ہوجاتی ہے۔

دافع درد ارتکاز توجہ :
(Pain removing Concentrated attention)

مائنڈ اینڈ باڈی تھراپی دافع درد کے طور پر بھی بڑی کامیاب مانی جاتی ہے ہپناٹزم کے ذریعے درد کا احساس یکسر ختم کردینے کی مثالیں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسے سرجری کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ معالج کے زیر اثر مریض تصور کرلیتا ہے کہ تکلیف دہ حصے کو سن کردیا گیا ہے۔ اور آپریشن مکمل ہوجاتا ہے یا مریض سے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر کے نشتر کے بارے میں یوں سوچے جیسے اس کے جلد پر پنسل سے لائن کھینچی جارہی ہے اور تکلیف کا احساس تک نہیں ہونے پاتا۔

خود سے نفرت کے منفی اثرات :
(Negative effects of Self disgise)

مشاہدے میں آیا ہے کہ خود سے نفرت کا رجحان رکھنے والے ایڈز کے مریض تیزی سے اپنی حالت خراب کرلیتے ہیں جبکہ اپنی ذات سے محبت کرنے والے اور زندگی کا جذبہ رکھنے والے مریضوں میں مرض کے بڑھنے کی رفتار کم ہوتی ہے۔

ایک 38 سالہ مریضہ کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک مہرہ پچک گیا وہ طبی لحاظ سے لاعلاج قرار دے دی گئی لیکن مائنڈ اینڈ باڈی کلینک میں اس نے اپنے جسم کو مختلف طریقے سے حرکت دینا سیکھایا اور پر امید رویے نے بالاخر اسے شفایاب کر دیا۔

ناجائز استعمال کا خطرہ : (Danger of Improper use)

ماہرین پریشان ہیں کہ ان تحقیقات سے لالچی' بدنیت اور کم علم لوگ ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے جو ذہن کی قوت سے شفا دینے کا ڈراما رچاتے ہیں ایسے لوگوں کی طرف سے کچھ بے سروپا کتابیں بھی بازار میں آچکی ہیں اس لیئے ان سے احتیاط لازم ہے۔

پی این آئی کے سائنسدان بار بار تنبیہہ کرتے ہیں کہ ذہن اور جذبات کے جسم پر اثرات ابھی تک زیر مشاہدہ میں ان کی کوئی حتمی شکل فی الحال متعین نہیں کی جاسکتی مثلاً" ایک ٹیومر کی وجہ ابھی جسمانی ہی سمجھی جاتی ہے ہم دراصل اس بات پر تحقیق کر رہے ہیں کہ کیا رویہ یا مرکزی نظام اعصاب ان ٹیومرز کے علاج کی رفتار پر مثبت یا منفی طریق پر اثرانداز ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو بلا شبہ ہمیں اس سے ہر ممکن مدد لینی چاہیے بہرحال یہ بات ہر..... محقق کے نزدیک مسلم ہے کہ علاج کے عمل میں مثبت رویہ بلا شبہ اچھے نتائج پیدا کرتا ہے لیکن وہ ابھی اسے ادویات کا بدل قرار نہیں دیتے ایک مددگار علاج کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

ذہنی علامات کی اہمیت : (Importance of Mental sign)

ذہن و جسم' ربط کی اس تحقیق نے ایک انقلاب برپا کردیا ہے۔ پہلے ذہنی علامات کو صرف ہومیو پیتھک ڈاکٹرز ہی اہمیت دیا کرتے تھے۔ لیکن اب ایلو پیتھک ڈاکٹروں نے بھی ہر قسم کے مریضوں کی ذہنی علامات کیس ہسٹری میں تحریر کرنی شروع کردی ہیں۔ انہیں یقین ہوگیا ہے کہ اب جسم اور ذہن کو پھر ایک اکائی تسلیم کرلیا جائے گا۔

اس تمام تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ اچھی اور تعمیری سوچ جسم کے تمام عوارض پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے اور دواؤں کے اثرات کو تیز تر کرتی ہے جس سے مریض جلد صحت یاب ہوجاتا ہے اس کے برعکس مریضانہ سوچ رکھنے والے لوگ اپنے صحت مند جسم کو بھی مضمحل کرلیتے ہیں۔

(پروفیسر تھوڈ کے نظریات)

Scanned with CamScanner

حاصل مطالعہ:-

مومن تمام شعبہ ہائے زندگی میں مثبت خیالات کا مجسمہ ہوتا ہے ان میں مریض کی عیادت کی ہمدردی، دوسروں کو نفع رسانی، کسی کے نقصان کا خیال کرنا، قدم قدم پر لوگوں کے جذبات کی قدردانی اسلامی زندگی کا حصہ ہے۔ بدگمانی سے بچنا اچھا گمان رکھنا کسی کی تحقیر نہ کرنا اور نہ ہی اس کی حقارت کا خیال کرنا وغیرہ وہ جذبات اور خیالات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو عالم کا رہبر اور فاتح بنا دیا تھا آج ان جذبات اور خیالات کی پھر ضرورت ہے۔

آخر ہماری نیندیں اچاٹ کیوں ہوئیں سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

(Why we are unable to sleep - Sunnah and Modern Science)

نیندیں اڑ گئیں ہیں۔ خواب آور گولیوں کے اثر ختم ہوگئے ہیں۔ دن کو سکون نہیں، رات کو نیند نہیں۔ سکون کے لئے سامان تعیش استعمال کیا پھر بھی سکون نہیں۔ زیادہ پیسہ کمایا، سکون نہیں، حسن اور روپ نگر کی دیوؤں سے رشتہ اور ناطہ جوڑا پھر بھی سکون نہیں۔

آخر نیند کیوں نہیں آتی؟ سکون کیوں نہیں ملتا؟ اس کے اسباب ڈاکٹر سمتھ نے کچھ یوں بیان کئے ہیں۔

نیند کیوں نہیں آتی؟
(Why sleep is disturbed?)

کیا آپ بھی ان ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد میں سے ایک ہیں جو اپنی راتیں کروٹیں دل بدل کر گذار دیتے ہیں؟ کہ آپ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو نیند کی تلاش میں ہر رات "بھیڑوں کی گنتی" کرتے ہیں؟ کیا آپ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو صبح صبح اپنی سرخ آنکھیں لے کر دفتروں کو جاتے ہیں؟ اگر آپ کا شمار ان تمام میں سے کسی ایک میں بھی ہوتا ہے تو یہ مضمون صرف آپ کے لئے ہے۔

نظام قدرت: (System of Nature)

قدرت نے ہر کام کے لئے ایک قانون بنایا ہے۔ زندگی کا توازن برقرار رکھنے کے لئے ہر چیز کے دو رخ بنائے ہیں، زمین ہے تو آسمان بنایا، چاند ہے تو سورج پہلے سے موجود، سردی ہے تو گرمی بھی آتی ہے، پھولوں، پودوں پر بہار بھی

آتی ہے اور پت جھڑ کا موسم بھی آہی جاتا ہے' مرد ہے تو عورت بھی پیدا کی' نیکی ہے تو بدی کی قوتیں بھی سرگرم عمل ہیں' غرض ہر چیز کے دو رخ ہیں' دروازے ہیں جن کی مدد سے توازن قائم رہتا ہے' چنانچہ رات کے بعد دن آتا ہے اور دن بھر کام کرنے کے بعد رات آرام کی غرض سے میسر ہوتی ہے' اگر کسی کے اس نظام زندگی میں کوئی خلل پڑ جائے تو اس کی زندگی بے آرامی' اور بے چینی سے گذرتی ہے۔ دن بھر کام کے بعد رات کو نیند نہ آئے اور بے خوابی کی کیفیت طاری رہے تو انسان تھکن' پریشانی' کمزوری' اور فکروں میں گھر جاتا ہے اور اس کی تمام تر سوچیں آرام دہ نیند کی طرف مبذول ہوجاتی ہیں' نیند کا نہ آنا اپنے ساتھ پریشانیوں کو دعوت دیتا ہے اور اس کی کئی وجہ ہو سکتی ہیں۔

نیند کی کمی کا نقصان : (Loss of Lack of sleep)

ماہرین کبھی بھی اس بات پر متفق نہیں رہے کہ نیند کا نہ آنا صرف چند ایک ایک خاص باتوں کی وجہ سے ہے بلکہ تقریباً" ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ وجوہات بیان کیں ماہرین کبھی ان وجوہات پر متفق نہیں ہوسکے البتہ وہ اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ یہ بذات خود کوئی بیماری نہیں ہے۔ بلکہ بعض دوسری بیماریوں کے باعث پیدا ہوجاتی ہے۔ اس طرح نیند کی کمی سے بھی کئی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

طبی سائنس اور نفسیاتی علاج کی ترقی :

طبی سائنس اور نفسیاتی علاج دونوں نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ چند ایک کو چھوڑ کر کوئی بھی مرض ناقابل علاج نہیں رہا۔ بے خوابی بھی کوئی ایسا لاعلاج مسئلہ نہیں چونکہ اس کا تعلق کافی حد تک ذہنی سکون و آرام یا بالواسطہ انسانی نفسیات سے ہے اس لئے اس کا علاج ایک لمبا اور صبر آزما عمل ہے۔ مریض پر انفرادی توجہ دینی پڑتی ہے دماغی چھان بین کی جاتی ہے اور بے شمار وجوہات میں کسی ایک کا پتہ چلانے کے لئے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لینا پڑتا ہے۔

بے خوابی کی درجہ بندی : (Ranking of sleeplessness)

ماہرین نے بے خوابی کی بھی درجہ بندی کی ہوئی ہے بے خوابی نہایت ہی معمولی نوعیت کی بھی ہوسکتی ہے۔ جبکہ بے خوابی مزمن قسم کی بھی ہوسکتی ہے۔ اگر آپ کا گھر ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب ہے تو آپ کی بے خوابی ایک معمولی نوعیت کی ہے' اسی طرح اگر آپ کا اپنے کسی ساتھی سے کوئی جھگڑا ہے یا آپ کے باس نے آپ کو سخت سست کہا ہے تو آپ کا رات بھر جاگنا دراصل بے خوابی نہیں بلکہ بے سکونی ہے۔

اہمیت کی حامل بے خوابی وہ ہوتی ہے جب لوگ کئی ہفتے اس مرض کا شکار رہتے ہیں۔ یہ بے خوابی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ آپ جسمانی طور صحت مند نہیں ہوتے کسی بیماری میں مبتلا ہوجاتے ہیں یا آپ کا اپنی بیوی یا شوہر سے جھگڑا ہوا ہوتا ہے۔ مستقل بے روزگار رہنا' اور ایک اور وجہ جو کہ اکثر طالبعلموں کو لاحق ہوتی ہے وہ امتحان کا خوف بھی ہوسکتی ہے۔ ماہرین کی رائے میں یہ قسم کچھ ایسی خطرناک نہیں کہ زیادہ فکر کی جائے' حقیقت یہ ہے کہ ایسی بے خوابی جو کہ آپ کو مہینوں یا شاید سالوں پرسکون نیند سے محروم رکھے' دراصل بے خوابی کی انتہا ہے اور یہ وہ نکتہ ہے جو طبی' نفسیاتی و سائنسی ماہرین کے لئے درد سر بنا ہوا ہے۔

آپ کو کتنی نیند کی ضرورت ہے؟

ماہرین کی تحقیق : (Research of Experts)

برسوں کے تجربے اور مشاہدے کے بعد ماہرین نے پرسکون نیند اور آرام دہ دن گذارنے کے لئے تقریباً" ہر عمر کے فرد کے لئے روزانہ اوسط نیند کی ضرورت معلوم کی ہے۔ مندرجہ ذیل چارٹ ان کی کوششوں کو آپ کے سامنے لائے گا۔

اب آپ کا فرض ہے کہ اپنی عمر کے مطابق اپنی ضرورت دیکھیں اور پوری کوشش کریں کہ آپ اس پر عمل کرسکیں۔ چارٹ یہ ہے۔

آپ کی عمر	نیند کی ضرورت (گھنٹوں میں)
دس سال سے کم	9 سے 12 گھنٹے
دس سے بیس سال	7 تا 8 گھنٹے
بیس سے تیس سال	6 تا 7 گھنٹے
تیس سال کے بعد	6 سے 6.5 گھنٹے

نیند نہ آنے کی اہم وجوہات:
(Reason of disturbance of sleep)

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ماہرین کی رائے میں نیند نہ آنے کی وجوہات بے شمار ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح ہر چیز کی کوئی نہ کوئی جڑ ہوتی ہے کوئی نہ کوئی ذریعہ ہوتا ہے جہاں سے بے شمار چیزیں نکلتی ہیں اسی طرح نیند نہ آنے کی کئی ایک وجوہات کسی ایک بڑی وجہ کی مختلف شاخیں ہوتی ہیں ماہرین مندرجہ ذیل اسباب کو نیند نہ آنے کی اہم وجوہات قرار دیتے ہیں۔

جسمانی تھکن: (Physical Exhaustion)

یہ عام وجہ ہے کہ ایسا شخص بہت زیادہ جسمانی تھکن کا شکار ہو' عمدہ نیند بلکہ بعض اوقات نیند سے ہی محروم رہتا ہے سونے اور جاگنے کا عمل ذہن کے زیر اثر ہے' جب انسانی جسم بہت زیادہ تھکن محسوس کرتا ہے تو دماغ اعصابی نظام کے ذریعے اس تکلیف کو محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے' جس کا نتیجہ آپ کی بے خوابی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اگر آپ کے جسم کے کسی حصے میں درد ہو رہا ہو تو آپ کا ذہن اپنی تمام تر توجہ اس طرف کر لیتا ہے۔ اس طرح نیند کوسوں دور چلی جاتی ہے۔ سانس کی تکلیف' یا ٹانگوں میں بہت زیادہ درد نیند کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے۔

خواب آور ادویات: (Trunculizer)

"خواب آور ادویات عمدہ نیند کی دشمن ہیں۔" یہ جملہ آپ کو چونکا دے

گا کیونکہ ان ادویات کا مطلب اور مقصد ہی نیند حاصل کرنا ہے کوئی بھی شخص جس کو نیند کی کمی کی شکایت نہ ہو ان ادویات کو استعمال نہیں کرتا۔

ڈاکٹر اسمتھ کا تجزیہ: (Analysis of Dr. Smith)

(ڈاکٹر اسمتھ مارٹن جو کہ امریکی ادارہ برائے نفسیات کے ڈائریکٹر ہیں' اس بارے میں کہتے ہیں:

"جب تک آپ نیند کے لئے خواب آور ادویات کا استعمال کریں گے آپ نیند کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے رہیں گے۔"

ڈاکٹر اسمتھ کا یہ بیان ایک نہایت ہی جامع' مفصل اور مثالی بیان ہے' اور اس سے خواب آور ادویات کے مہلک اثرات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ تقریباً" ہر ڈاکٹر یا ماہر کا خیال ہے کہ خواب آور ادویات ڈاکٹر کی ہدایت کے بغیر کبھی بھی استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ خواب آور ادویات کے برے اثرات کو سمجھنے کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ ایک طرف تو یہ انسان کے اعصابی نظام کو نہایت تیزی سے متاثر کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف یہ آپ کی نیند کی ضروریات کو بڑھاتے رہتے ہیں' جبکہ دوسری بات آجکل کے تیز اور مقابلہ والے زمانے میں ناممکن ہے' یا تو آپ سو لیں یا دنیا کا مقابلہ کر لیں۔

منشیات کا استعمال: (Use of Dragsddiction)

منشیات کا استعمال جس تیزی سے بڑھ رہا ہے اور خاص کر پچھلے ایک عشرے سے یہ اپنی تمام پچھلی حدوں کو توڑ رہا ہے منشیات میں تمباکو نوشی سے لے کر شراب' کوکین' حشیش' مینڈرکس اور ہیروئن' تمام چیزیں شامل ہیں۔ یہی غلط خیال جو کہ لوگوں کے دماغوں میں بس گیا وہ یہ ہے کہ تمباکو منشیات کے زیر اثر نہیں آتا یہ ایک غلط خیال ہے اور یہ صرف اس کا نتیجہ ہے کہ آج تمباکو سے زیادہ کسی اور نشہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمباکو ایک مہلک نشہ ہے اور "میٹھے زہر کا کام کرتا ہے"۔

تمباکو کئی چیزوں کا مرکب ہے سب سے اہم نکوٹین ہے جس کے بارے

Scanned with CamScanner

میں آپ سب یقیناً" بہت اچھی طرح سن چکے ہوں گے۔ نکوٹین کو اگر کم سے کم الفاظ میں بیان کرنا ہو تو ماہرین اسکو "زہر" کہتے ہیں۔ سگریٹ نوشی اعصابی نظام پر شدید اثر ڈالتی ہے اور رفتہ رفتہ بے خوابی کی طرف لے جاتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شدید طلب اچھی بھلی نیند کو خراب کر دیتی ہے۔ یہ بات صرف سگریٹ پر ہی کیوں لاگو ہو' حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا ہر نشہ آپ کے دماغی معمولات کو متاثر کرتا ہے اور آپ کے دماغ کو منفی رخ پر لے جاتا ہے۔

رات کو دیر سے سونا: (Late night sleeping)

قدرت نے زندگی گزارنے کے لئے طریقے بنائے ہیں جو عین انسانی فطرت کے مطابق ہیں دن کام کے لئے اور رات آرام کے لئے بنائی ہے۔ یہی سب سے بہترین اصول زندگی ہے۔ اکثر دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں' اور صبح جلد سے جلد اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں' ایسے لوگ غیر مطمئن اور مضمحل زندگی گزارتے ہیں۔ "ہم ماشاء اللہ مسلمان ہیں اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہر قول ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " رات کو جلدی سو جاؤ اور صبح جلدی اٹھو یہی بہترین معمول زندگی ہے۔" حقیقت بھی یہی ہے۔

آپ کی غذا: (Your's Nutrition)

آپ کسی عشائیے میں گئے' کھانا آپ کے مزاج کے عین مطابق تھا' خوب جی بھر کر اور پیٹ بھر کر کھایا' نہ ادھر دیکھا نہ ادھر' نہ ہی پانی پینے کا خیال آیا اور نہ ہی پلیٹ کو ہاتھ سے چھوڑنے کا' کھانا کھا کر گھر آئے لیٹنے کی کوشش کی' نیند نہیں آئی' کوئی گولی چوسی' کچھ افاقہ ہوا۔ اگلے دن رات کا کھانا گھر پر کھایا' کھانا کچھ حسب منشا نہ تھا زیادہ نہ کھایا گیا۔ تھوڑا سا کھا کر رات کو سونے چلے گئے' اب پیٹ دہائی دے رہا ہے اور آپ ہیں کہ سونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔

بہت زیادہ کیفین (ایک مادہ جو کہ چائے اور کافی میں پایا جاتا ہے) کا حد

سے زیادہ استعمال بھی نیند بھگانے کا موجب بنتا ہے' بہتر نیند کے لئے غذا میں احتیاط اعتدال سے کام لیجئے۔

متفرق وجوہات: (Miscellaneous Reasons)

آپ کے سونے کے کمرے میں روشنی کا گذر یا حد سے زیادہ اندھیرا' بہت زیادہ شور و غل' کمرے کا بہت زیادہ گرم یا ٹھنڈا ہوتا' یہ تمام چیزیں متفرقات میں شامل ہیں' بہتر ہے کہ آپ معتدل درجہ حرارت پر ایک پرسکون خواب گاہ کا انتخاب کریں اور بھرپور نیند سے استفادہ کریں۔

بہتر نیند کا حصول کیسے ممکن ہے:
(How better sleep may achieved)

نیند نہ آنے کا مسئلہ کوئی جدید دور کا مسئلہ نہیں ہے۔ صدیوں سے انسان اس کا شکار ہے۔ اطباء' حکماء اور ڈاکٹروں نے پرسکون نیند کا حصول ممکن بنانے کے لئے جو طریقے وضع کئے وہ تمام طریقے ہم نیچے درج کر رہے ہیں' یقیناً" ان میں سے کوئی ایک آپ کے لئے بھی ہے۔

1- رات کے کھانے میں زیادہ ثقیل غذا سے پرہیز کریں۔ چکناہٹ کم سے کم کھائیں' اس طرح آپ پر بوجھ کم پڑے گا اور آپ کا دماغ موثر طریقے سے آرام کر سکے گا۔

2- سونے کے اوقات کا ایک باقاعدہ معمول بنالیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ جب آپ اس میں کامیاب ہو جائیں تو دن میں سونے سے گریز کریں کیونکہ اس طرح آپ کی نیند خراب ہو جائے گی اور معمول میں فرق آجائے گا۔

3- شام کے اوقات میں ہلکی پھلکی ورزش یا رات کو کھانے کے بعد چھوٹی سی سیر کو اپنی زندگی کا جزو لازم بنالیں۔ آپ چست و توانا رہیں گے۔

4- نشہ آور ادویات کا استعمال بالکل نہ کریں ایسا فوری ممکن نہ ہو تو کم سے کم شام ہونے کے بعد بالکل استعمال نہ کریں۔

Scanned with CamScanner

5- اگر ممکن ہو تو سونے سے قبل گرم پانی سے غسل کریں۔ نہانے کے بعد ہلکے پھلکے کپڑے پہن کر سو جائیں۔

6- اپنے کمرے کے درجہ حرارت، روشنی کی کمی بیشی اور شور و غل کا خیال رکھیں کوشش کر کے ایک پرسکون خواب گاہ بنائیں۔

7- بستر پر لیٹ کر کسی دلچسپ مگر غیر ہیجانی کتاب کا مطالعہ اس وقت تک کریں جب تک غنودگی محسوس نہ ہو۔

(سائنس اور انسان)

حاصل مطالعہ:-

اسلامی تعلیمات اور مذکورہ ایک یورپی محقق کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نشہ حرام ہے یورپی محقق نے منع کیا۔ رات کو جلدی سونا سنت نبوی ﷺ ہے۔ یورپی محقق نے اسی پر اصرار کیا۔ کم کھانا سنت نبوی ﷺ ہے یورپی محقق نے زیادہ کھانے سے منع کیا ہے۔ صبح نماز کے لئے اٹھنا اور مسجد میں نماز کے لئے جانا پھر احادیث کی رو سے آپ ﷺ کبھی کبھی باغات کی سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس عمل کو محقق نے صحت کا ضامن اور مفید تریاق بتلایا ہے۔

ذخیرہ اندوزی - سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

(Black Marketing - Sunnah and Modern Science)

اقتصادی امور میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ:

(Report of World Health Orginization in Economics)

"اشیائے خورد و نوش کا استعمال مارکیٹوں میں اس قدر میسر ہو کہ اس کا ملنا کسی وقت بھی مشکل نہ ہو۔ گاہک کی صورت حال چونکہ ضرورت مند کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی ضروریات کا خیال کرنا تاجرانہ زندگی کا اصول ہے۔ اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کا قانون بر وقت عمل میں رہے۔ اور وہ لوگ جو اس جرم میں مبتلا ہیں۔ ان کے خلاف سخت کاروائی کا اجراء ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ریاست کے عوام بہتر زندگی گزار سکیں۔"

(ورلڈ ہیلتھ رپورٹ۔ اکتوبر 1988ء)

مندرجہ بالا رپورٹ یورپی تحقیق اور مشاہدات کا ہے مندرجہ ذیل اسلامی اصول ملاحظہ فرمائیں۔

طعام اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی:

(Food and black marketing of Medicines)

طعام اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی اسلام کے بنیادی عقائد کی ضد ہے! ثبوت حاضر ہے! ذخیرہ اندوزی کے لئے عربی زبان میں احتکار کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی کھانے پینے کی چیزوں کی فروختگی کی اس لئے روک دینا ہے کہ قیمت بڑھنے پر فروخت کی جائیں۔ بعض فقہاء اس میں روز مرہ کی عام استعمال کی چیزوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو بعض شقی القلب تاجر بھاری تعداد میں خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور فروخت بند کر دیتے ہیں تاکہ بعد میں اس کو بیچ کر زیادہ نفع کمایا جا سکے۔

ضروری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی زیادہ منافع کی خاطر جس سے عوام کو

Scanned with CamScanner

تکلیف ہو گناہ کبیرہ ہے۔ مکہ میں ذخیرہ اندوزی کو الحاد کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔
(الموسوعہ انفقیہ 2 : 90 مطبوعہ کویت)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ جو کوئی مسلمانوں کے طعام کی ذخیرہ اندوزی کرے گا۔ (محولہ بالاص 93) بعض لوگوں نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ کس طرح ذخیرہ اندوزوں کو اس دنیا میں کوڑھ یا دوسرے تکلیف دہ امراض اور حالات کا عذاب دیا گیا۔

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ کہ اگر ذخیرہ اندوزی سے عوام کو تکلیف پہنچے تو حکومت ان کا ذخیرہ بالجبر فروخت کر سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ کا کہنا ہے کہ ایسے مجرموں کو جسمانی سزا بھی حاکم وقت دے سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ عوام پر ظلم کے مرتکب ہوتے ہیں (محولہ بالاص 95)

دراصل یہ مسئلہ عوام سے اور مصلحت سے متعلق ہے اور سیاست شرعیہ کے ذیل میں آتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے حالات کے مطابق مختلف طریقے موقع کے مطابق استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اس جرم کی شفاعت حالات کے مطابق کم یا زیادہ بھی ہوسکتی ہے مگر کوئی مسلمان کیسے یہ برداشت کر سکتا ہے کہ وہ زبان رسالت سے لعنت کا مستحق ہو۔ حدیث شریف میں تجارت کی تعریف کی گئی مگر تاجروں کی برائی بھی ہمیں ایک حدیث میں ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ صرف وہی جو شرعی طریق سے ہٹ کر تجارت کرے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ تاجر لالچ کی وجہ سے جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی بھی کرتے ہیں اور حد سے زیادہ نفع کمانے کے لئے مختلف حیلے بہانے اور بعض دفعہ فراڈ بھی کرتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں کہا گیا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر انسان آخرت پر نظر رکھے تو وہ کم از کم ایسے گناہوں سے تو با آسانی باز رہ سکتا ہے جس میں عوام کو تکلیف پہنچتی ہو۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں شہید ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوائے قرض یا ان گناہوں کے جس کے ذریعے کسی

دوسرے انسان کو تکلیف پہنچی ہو یعنی حقوق العباد خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ یہ الگ بات ہے کہ قیامت کے دن وہ شخص جس کو تکلیف پہنچی ہو وہ جو اس کو معاف کر دے یا خدا تعالیٰ اس شخص سے کہے کہ اس کا حق معاف کر دو تو میں جنت میں تم کو فلاں فلاں چیز مزید عطاء کروں گا۔

پورے معاشرے کی تکلیف:
(Inconvenience for whole society)

اب غور طلب ایک دوسری بات یہ بھی ہے عام حقوق العباد میں عام طور سے صرف ایک یا چند اشخاص کو تکلیف پہنچتی ہے مگر ذخیرہ اندوزی سے ایک نہیں بلکہ پورے شہر یا پورے ملک و قوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس جرم سے لاکھوں یا کروڑوں لوگوں کو اذیت پہنچ سکتی ہے۔ ان میں معصوم بچے، بوڑھے اور بیمار بھی ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح سے اگر کوئی تاجر دواؤں کا ذخیرہ کرے اس لالچ میں کہ یہ مہنگی ہوں گی اور میں زیادہ نفع کماؤں گا تو اب سوچئے کہ مریضوں پر یہ ظلم ہوگا یا نہیں پھر مریضوں کی اکثریت غریبوں کی ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہم لوگوں کو رزق غریبوں ضعیفوں کی نمازوں اور دعاؤں کی وجہ سے دیتے ہیں۔ یعنی ان کی خاطر امیروں کو بھی رزق ملتا ہے۔

قرآن کی سورۃ احزاب آیت نمبر 58 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

جو لوگ مومن مردوں یا مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے یا تکلیف پہنچاتے ہیں جبکہ انہوں نے کوئی قصور نہ کیا ہو تو ایسے لوگ اپنے سر بہتان لیتے ہیں اور ظاہر گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث بھی نوٹ فرمالیں۔

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آگیا۔ آپؐ نے اس کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تم نے لوگوں کو اذیت پہنچائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک تو تم دیر سے آئے، دوسرے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر ان کو اذیت پہنچاتے ہو۔

اب غور فرمایئے کہ اگر ذخیرہ اندوزی سے کسی بھوکے کو کھانا ملنا مشکل ہو یا کھانے میں دیر ہوجائے تو اسے کتنی تکلیف ہوگی۔ اسی طرح اگر مریض کو ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے دوا نہ ملے یا اتنی مہنگی ملے کہ وہ خرید نہ سکے یا اس کو لوگوں کی منت سماجت کر کے قرض لینا پڑے تو ایسے مظلوموں کو کتنی تکلیف ہوگی۔ یقیناً" یہ تکلیف اس سے بہت زیادہ ہوگی جو مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص سے آگے جانے والے اور گردن پھلانگنے سے ہوتی ہے۔ جب محض گردن پھلانگنے کی معمولی سی تکلیف دینے پر اتنی سخت وعید ہے تو طعام اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی کر کے لوگوں کو تکلیف پہنچانے پر اس دنیا اور آخرت میں کتنی سزا ہوگی؟ اسی وجہ سے حدیث مذکورہ بالا میں کہا گیا کہ کوڑھ جیسی تکلیف دہ بیماری میں ذخیرہ اندوزی کے جرم پر مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

جرم: (Offence)

پھر یہ ایسا جرم ہے کہ اس کی اطلاع دوسرے ملکوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ بعض دفعہ باہر سے طعام کی اشیاء امپورٹ کرنی پڑتی ہیں اس سے زرمبادلہ ضائع ہوتا ہے اور اسلام کی بدنامی بھی ہوتی ہے کہ پاکستان کے تاجر کس قدر لالچی ہیں کہ دولت کی خاطر عوام کو تکلیف دیتے ہیں۔ ہمارے مسلمان یہ تو کہتے ہیں کہ ہم رحمتہ للعالمین کی امت میں ہیں، نعتوں میں آپ کے نبیؐ رحمت ہونے کا خوب بیان کرتے اور گاگا کر پڑھتے ہیں مگر عملاً" عوام کو اذیت پہنچا کر اسلام اور نبی ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ ناظرین خود غور فرمائیں کہ کتنا بڑا جرم ہے جو یہ تاجر دولت کی لالچ میں کرتے ہیں۔

نفع: (Profit)

سلف کے تاجر صرف 5 یا دس فیصد نفع لیتے تھے پندرہ فیصد سے زیادہ نفع لینے کو برا جانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے اتنی دولت کمانے کا کیا راز ہے اور آپ اتنے کامیاب تاجر کیسے بنے؟ آپؓ نے جواب دیا میں نے ہمیشہ معمولی نفع پر اپنا مال بیچ دیا مزید فرمایا کہ میں نے

ایک ہزار اونٹ قیمت خرید پر بیچ دیئے اور ایک ہزار رسیاں جو ان کے گلے میں تھیں وہ میرا نفع تھیں۔ سلف کے بہت سے تاجر علماء اور صلحاء کی خدمت کے لئے تجارت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ میں تجارت کرتا ہوں تاکہ فلاں فلاں علماء کی خدمت کرسکوں اور ان کو کمانے سے فارغ کردوں۔

مسلمان کی تعریف: (Definition of Muslim)

مسلمان کی تعریف تو قرآن میں یہی ہے کہ یہ لوگ خود تکلیف میں رہ کر ضرورت مند ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنا کھانا کھلا دیتے ہیں۔ ایک آیت میں یہ ہے کہ وہ خدا کی محبت میں دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں پھر بھلا مسلمان سے یہ کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کرے۔ ایسے لوگوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

قرآن میں ایک جگہ خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمہارے نبیؐ پر بھی وہ وقت شدید ہوتا ہے۔ مزید وہ رسول ﷺ تم کو ایماندار اور نیک بنانے کے بہت حریص ہے۔ وہ مومنوں پر بہت ہی مہربان اور رحیم ہے۔ (28:9)

حکایت سعدیؒ: (Tale of Saadi)

شیخ سعدیؒ نے حکایت لکھی ہے کہ ایک درویش نے حج کا سفر کیا اور ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا جاتا تھا اس اس کو غرور پیدا ہوا، ہاتف غیب نے آواز دی کہ ایک دل کو خوش کرنا ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

بہ احسانے آسودہ کردن دِلے
بہ از الف رکعت بہر منزلے

یاد رہے کہ علماء اور صوفیاء کا قول ہے کہ نفلی حج کی بجائے غریب مسکین کو صدقہ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔ ذخیرہ اندوز نفع سے سنگ مرمر کی مسجد بناتے ہیں مگر اقبال کہتا ہے۔

میں ناخوش و بیزار ہوں، مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو
(اسلامی نظام معیشت)

اسلام کے اصول حکمرانی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Ruling Principles of Islam - Sunnah and Modern Science)

ڈیل کارنیگی، مارڈن، چیولاگ، فرائیڈ، ایس۔ کیو۔لاس، کیلس۔ ہومر، روز ویلٹ، کینیڈی، ابراہیم لنکن، وغیرہ تمام سربراھان نے (واضح رہے کہ ان میں سے کوئی سربراہ مملکت ہے اور کچھ سربراہ ادب ہیں) اپنی زندگی کے ساتھ بہترین مثالیں چھوڑی ہیں۔ ان تمام مثالوں میں انسانوں کی فلاح، بہبود، کامیابی، اکرام، عفو و درگزر، رحم، مروت، محبت، الفت، مودت، مرجعیت شامل ہے۔

☆ صدر روز ویلٹ بہت زیادہ ہمدرد اور جفاکش تھا۔

○ ابراہیم لنکن غربت سے صدارت تک پہنچا۔ اس لئے غریبوں۔ ملازموں اور مزدوروں سے محبت کرتا تھا۔

کینیڈی تمام زندگی انصاف، اور حقوق انسانیت کا درس دیتا رہا۔ فیصلے کرتا رہا اور ان اصولوں کی جنگ لڑتا رہا۔

نکلسن کوزن، لوگوں کے گھروں میں جا کر کام کرتا اور ان کی مدد اور یاوری کرتا۔

کیا ان تمام بڑے لوگوں نے مثالی زندگی گزار کر کوئی بہت احسان کیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تمام اسلامی سربراھان مملکت کا دور ایک سنہری اور کامیاب دور تھا۔ اور ان لوگوں کا طریق کار دراصل اسلامی اصولوں کی پاسداری تھی یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ کامیاب اور کامگار ہوئے۔

حضرت عمر کا شہد مانگنا

(Asking of Hazrat Umer for honey)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو بیماری میں معالج نے شہد تجویز کیا آپ نے مسجد میں جا کر عوام سے بیت المال سے تھوڑا سا شہد لینے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دی تو پھر آپ نے شہد بطور دوا لے کر استعمال کیا۔ شبلی لکھتے ہیں کہ ایک رخ یہ ہے کہ روم و شام پر فوجیں بھیج رہے ہیں حضرت خالدؓ و امیر معاویہؓ سے باز پرس ہے دوسرا رخ یہ ہے کہ بدن پر بارہ پیوند کا کرتہ ہے سر پر پھٹا ہوا عمامہ ہے پاؤں میں پھٹی جوتیاں ہیں پھر اس حالت میں یا تو کاندھے پر مشک لئے جا رہے ہیں کہ بیوہ عورتوں کے گھر پانی بھرنا ہے یا مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر لیٹے ہیں اس لئے کہ کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور نیند کی جھپکی سی آگئی ہے (الفاروق: 273)

مسلمانوں نے ایران روم و شام کے فتح کئے لیکن کوئی مسلمان گورنر کسریٰ یا کسی دوسرے بادشاہ کے محل میں قیام پذیر نہیں ہوا بلکہ کچے مکانوں میں رہائش اختیار کی گورنروں کو دربان رکھنے کی اجازت نہ تھی نہ گھر کے سامنے ڈیوڑھی بنانے کی اجازت تھی۔ کہ عوام کو آنے جانے میں رکاوٹ نہ ہو حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو کوفہ کے گورنر تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے ان کا مکان بازار میں تھا شور کی وجہ سے انہوں نے گھر میں دروازہ یا ڈیوڑھی بنا دی تاکہ بند کر کے شور سے بچا جا سکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر اس کے دروازے کو جلوا دیا کہ اس دروازے سے لوگوں کو ملنے میں رکاوٹ ہو سکتی ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک شاعر کو ہزار سکے انعام میں دیدیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ انعام بیت المال سے دیا تو خیانت ہے اور اپنی جیب سے دیا تو اسراف ہے دونوں غلط ہیں ان کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا حالانکہ زبان رسالت سے سیف خداوندی کا خطاب مل چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عاملوں کو تنخواہ بھی دیتے تھے کہ رشوت خیانت سے محفوظ رہیں مگر ان کو سادہ زندگی گزارنے پر مجبور کرتے تھے۔ تعیناتی

Scanned with CamScanner

کے وقت ان سے عہد لیا جاتا کہ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائیں گے باریک کپڑا نہیں پہنے گے قیمتی گھوڑے پر سوار نہ ہوں گے کسی گورنر کی شکایت ملتی تو آدھا مال ضبط کر لیتے (دیکھئے طبری الفاروق)

فاتح مصر کے بیٹے کو سزا:
(Punishment to son of conqueror)

عمرو بن العاص گورنر و فاتح مصر کے بیٹے نے ایک غیر مسلم نوجوان کو اس لئے کوڑے مارے کہ وہ دوڑ میں ان سے آگے نکل گیا اور ان کو شرمندگی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باپ بیٹے دنوں کو مصر طلب کیا اور غیر مسلم کو حکم دیا کہ گورنر کے بیٹے کو کوڑے مار اور اپنا بدلہ لو جب وہ قصاص جی بھر کر لے چکا تو کہا کہ گورنر مصر کے بھی کوڑے مارو لیکن غیر مسلم نے کہا ان کا کوئی قصور نہیں ان کو کیوں ماروں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کو بھی کوڑا مارتا تو ہم میں سے کوئی تم کو نہ روکتا اس کے بعد گورنر مصر کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام سمجھ لیا ہے ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا جواب میں حضرت عمرو بن العاص نے کہا مجھے اس واقعہ کا علم نہیں تھا اور نہ یہ شخص میرے پاس آیا (محمد شمیر ارسلان: القضاء القضاء 185)

گورنر کا تکیہ: (Pillow of Governor)

حضرت عمر بن العاص گورنر مصر کا طریقہ تھا کہ جب وہ اپنی بیٹھک میں بیٹھتے تو تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے ایک صحابی جن کا نام عرفتہ" تھا انہوں نے ان سے کہا کہ ہمارے سامنے تکیہ لگا کر نہ بیٹھا کرو آئندہ اگر تم ہمارے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیج دوں گا لیکن گورنر صاحب نے اس بات پر توجہ نہ کی اور تکیہ لگا کر بیٹھے حضرت عرفتہ نے خلیفہ کو شکایت لکھ بھیجی وہاں سے حکم نامہ آگیا کہ لوگوں کی موجودگی میں تکیہ لگا کر مت بیٹھو ہاں جب اپنے گھر کے اندر جاؤ تو جیسے چاہے بیٹھو۔ (ابن حجر: المطالب العالیتہ :217:2)

ابراہیم نجعی کے بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا تھا پھر آپ نے دیکھا کہ ایک شخص عورتوں کے ساتھ کھڑا نماز پڑھ رہا ہے آپ نے اسے درہ مارا وہ بولا کہ اگر میں نے جائز کام کیا تو آپ نے مجھ پر ظلم کیا اگر غلط کیا تو آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی۔ آپ نے

پوچھا کہ کیا تو میرے ہدایات دینے کے موقع پر موجود نہ تھا اس نے نفی میں جواب دیا تو آپؓ نے درہ ڈال دیا اور کہا کہ اپنا قصاص لے لو اس نے کہا کہ آج نہیں لیتا آپؓ نے فرمایا کہ پھر معاف کردو اس نے کہ کہ نہیں معاف کرتا اگلے روز ملاقات ہوئی تو اس نے دیکھا کہ خلیفہ کا رنگ بدلا ہوا ہے اس پر اس نے کہا کہ آپؓ نے میری بات کا بہت اثر لیا خلیفہؓ نے کہا کہ ہاں' اس پر اس نے کہا کہ میں نے آپ کو معاف کیا (الماوردی' حاکم السلطانیہ 249)

حضور اکرم ﷺ کا بے مثال طرز عمل اور اسلاف کے کارنامے:

(Unique way of practice of Holy Prophet (PBUH) and great work of forefathers.)

خود حضور علیہ الصلوۃ نے وفات سے پہلے اپنے کو عوام کے سامنے قصاص کے لئے پیش کیا تھا اس وجہ سے شاہ مراد نے قاضی کے سامنے اپنا ہاتھ قصاص میں کٹوانے کے لئے پیش کیا بقول ابن بطوطہ سلطان محمد تغلق کو ایک لڑکے نے قاضی کے فیصلہ کے مطابق قصاص میں اکیس چھڑیاں ماریں حتی کہ اس کی کلاہ بھی گر پڑی بعض وزراء کے منہ سے اگر غصہ میں کسی کے لئے گدھے کا لفظ نکل گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی قصاص میں تم گدھا کہو عبدالملک جیسے کے دور میں رشوت لینا ممکن نہ تھا (البیان والتبیین 203:3)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد بھی محلہ کی لڑکیوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے سودا لا دیا کرتے تھے مجاہدین کی بیویوں کے خط لکھ دیا کرتے تھے ابو مسلم خولانیؒ جب امیر معاویہ کے ہاں گئے تو ان کو اسلام علیکم اے خدمت گار کہہ کر سلام کیا (تفسیر المنار 215:5)

خلیفہ مامون نے رات کو خود صراحی لا کر اپنے ہاتھ سے قاضی کو پانی پلایا رات کو خادم سو جاتے تو خلیفہ خود اٹھ کر چراغ درست کرتا تھا (المامون 23) خلیفہ ہارون نے نابینا عالم کے ہاتھ خود دھلوائے خلیفہ معتصم نے خود ایک بوڑھے لکڑ ہارے کے گرے ہوئے گدھے کو اٹھا کر کھڑا کیا اور لکڑیاں لادنے میں مدد دی گدھا

کیچڑ میں پھسل گیا تھا خلیفہ کے کپڑے بھی خراب ہوگئے اس کو ہزار اشرفی بھی دی ایک اچھوت عورت کا بچہ مست ہاتھی کے سامنے آگیا عوام سب ڈر کر چھپ گئے تھے بابر بادشاہ نے بالکونی سے چھلانگ لگائی اور بچے کو اٹھا کر بھاگ کر اس کی جان بچائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ جتنی تنخواہ میں نے آج تک لی ہے وہ سب میرے ترکے میں سے بیت المال میں واپس جمع کرادی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرض دار فوت ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی تنخواہ نہ لی ناصر الدین محمود' اورنگزیب' نورالدین زنگی وغیرہ نے کبھی بیت المال سے ایک حبہ نہیں لیا سلطان صلاح الدین سنت کی پیروی میں قلعہ کی دیوار کے لئے خود اینٹیں ڈھو ڈھو کر لاتا جب فوت ہوئے تو ترکے میں کفن کے پیسے بھی نہ نکلے قرض لے کر کفن خریدا گیا (شہاب الدین: الروضتین 213 طبع بیروت)

(اسلام کا نظام عدل)

خاوند کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Rights of Husband- Sunnah and Modern Science)

☆ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت ہے' اس کے بیوی پر بہت سے حقوق ہیں۔ (البقرہ - القرآن 228)

☆ شوہر بیوی پر حکمران ہے۔ (النساء)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اطاعت کرے۔ (النساء - 34)

☆ اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو بیوی کو چاہئے کہ انکار نہ کرے اگرچہ وہ چولہے کے پاس بیٹھی پکا رہی ہو۔ (ترمذی وحسنہ 1,358)

☆ اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو بیوی کو چاہئے کہ بغیر اس کی اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو خفا نہ کرے' شوہر کو خفا کرنے والی بیوی کی نماز اس کے سر سے اوپر نہیں جاتی۔ (طبرانی' فتح الباری' منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔ (بخاری' کتاب النکاح' منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے گھر میں سے بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو کچھ نہ دے البتہ روز مرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کو بطور تحفہ بھیجے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ابوداؤد' منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ اپنے مال کو بھی بغیر شوہر کے مشورہ کے خرچ نہ کرے۔ (احمد' منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگرانی کرے۔ (بخاری' منہاج المسلمین)

☆ اگر شوہر اتنا خرچ نہ دے جو گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو تو بیوی کو شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اس کے مال میں سے اتنا لے لے جو معروف کے مطابق اس کے گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔ (بخاری' مسلم' منہاج

المسلمین)

اس ضمن میں جدید دور کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جدید سائنسی تحقیق یا یورپی تجزیہ:

Scientific Research orEuropean Analysis) (Modern

زمانہ ایسا بدلا کہ لوگوں نے سارے ادب آداب بالائے طاق رکھ دیے۔ یہ بات کسی ایک ملک یا علاقے کی نہیں بلکہ بد اخلاقی کی ہوا شمال و جنوب اور مشرق و مغرب ہر طرف چل رہی ہے۔ اب تو لوگوں کو شکریہ کا لفظ کہنے میں بھی تامل ہوتا ہے کجا یہ کہ وہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرنے کے لئے معذرت خواہی کے چند الفاظ استعمال کرلیں۔ آپ ہی بتائیے کہ ادب آداب اور تمیز تہذیب کو اب کہاں تلاش کیا جائے؟

آپ نے یقیناً" محسوس کیا ہوگا کہ صبر و تحمل میں بھی کمی آتی جارہی ہے۔ کام کا دباؤ' گھریلو اختلافات' بزرگوں اور بچوں کے مزاج اور انداز فکر میں تفاوت' ان سب نے مل کر انسان کو تحمل اور بردباری سے دور کردیا ہے۔ ذرا سا اختلاف ہوا اور شروع ہوگیا جھگڑا اور گالم گلوچ۔ کیسے کیسے نیک لوگ تحمل کا دامن لمحہ بھر میں ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔

لیکن آپ نے کبھی غور کیا کہ آپ کا غصہ اور برہمی دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو یا نہ ہو' خود آپ کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے اور خود آپ کے دل دماغ پر اس کے کتنے برے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کیفیت دراصل تھکن سے پیدا ہوتی ہے۔ تھکن ایک حد تک تو ہمارے کام کاج اور روز مرہ کے معمول کا نتیجہ ہوتی ہے' لیکن جب یہ بہت زیادہ بڑھنے لگے تو پھر ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ قدرت نے ہمارے جسم میں تھکن کو بہ آسانی برداشت کرنے کی جو حد رکھی ہے' ضروری ہے کہ ہم خود اس کا اندازہ لگائیں اور پھر اس حد کے اندر رہنے کی کوشش کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ انتہائی تھکن کی

Scanned with CamScanner

صورت میں ہمارے اعصابی خلیوں کے مرکزے پچاس فی صد سکڑ جاتے ہیں۔

زندگی کا ڈھنگ بدل رہا ہے بلکہ بدل چکا ہے۔ جن گھروں کی عورتیں ملازمت یا کام کرتی ہیں' وہاں اکثر کاموں میں دیر ہوجاتی ہے۔ بعض کاموں کو موخر کرنا پڑتا ہے۔ مصروفیت کی وجہ سے لوگوں کو ملنے جلنے اور تقریبات میں شرکت کرنے کے مواقع بھی کم ملتے ہیں لہذا ذہنی تفریح بھی کم ہوتی جارہی ہے۔ نتیجہ' غصہ اور عدم تحمل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر یہ کیفیت رفتہ رفتہ فساد ہضم' نیند کی کمی اور کمر کے درد جیسی بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور بعض اوقات ان کی وجوہ بھی کافی دیر سے معلوم ہوپاتی ہیں۔ ماہرین کے خیال میں مطب میں آنے والے تقریباً" ستر فی صد مریض ایسے ہوتے ہیں جن کی بیماری کی بنیاد تھکن اور دباؤ ہوتا ہے جسے برداشت کرنا ان کے لئے مشکل ہوجاتا ہے۔

تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے تو دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے اور توانائی ضائع ہوتی ہے۔ اعصاب میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور کچھ ایسی تھکن پیدا ہوجاتی ہے جو کام کاج سے پیدا ہونے والی عام تھکن سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ اس کے بعد جھنجلاہٹ اور غصے کا مرحلہ آتا ہے اور آپ کو بتاتی ہے کہ یہ غصہ ہمارے لئے کس قدر نقصان دہ ہے؟ ابھی کچھ دن ہوئے نیویارک ٹائمز نیوز سروس نے ایک رپورٹ شائع کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ غصے کی عادت اور کڑھنا ہمارے جسم کے لئے اسی قدر نقصان دہ ہے جتنی تمباکو نوشی' مثلاً یا انتہائی چکنائی والی غذا۔ بلکہ اکثر تو یہ عادت ان دوسری باتوں سے بھی زیادہ خطرناک بن جاتی ہے اور موت کو جلد ہمارے قریب لے آتی ہے۔ ایک ماہر نے عورتوں کے ایک گروپ پر اٹھارہ سال تک تجربہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جو عورتیں غم و غصہ کو یا دوسروں کے خلاف جذبات کو دل میں بسائے رہیں' ان کی موت کی شرح ان عورتوں سے تین گنا زیادہ رہی جو اس عادت سے بچی رہیں۔ اس ماہر کا خیال ہے کہ عورتوں میں تمباکو نوشی سے بھی موت اتنی قریب نہیں آتی جتنی کہ مسلسل غصہ سے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برہمی اور غصے کی کیفیت میں رونا آجاتا ہے۔ اگر آپ کو محسوس ہو کہ رونا آرہا ہے تو اسے مت روکیے۔ دل کا بخار نکل جانا یقیناً" اچھا

ہے۔ اس سے کھنچاؤ کم ہوجاتا ہے اور دل ہلکا ہوجاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہمارے آنسو ایک طرح کا حفاظتی والو ہیں جو خود بخود کھل کر فاضل بھاپ کو برتن سے باہر نکال دیتا ہے۔

صبر و تحمل :(Patience)

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ وہ یہ کہ ہم دنیا کو تو نہیں بدل سکتے' لیکن خود اپنے آپ کو یقیناً" بدل سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں صبر و تحمل کی عادت ڈالنا ہوگی' کیونکہ جس انسان میں یہ خصوصیت ہوتی ہے' اس میں خود اعتمادی بھی پائی جاتی ہے اور ایسا انسان دوسروں کی خامیوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ آپ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ادھر ہم نے تحمل سے کنارا کیا اور ادھر سکون سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

سکون کی بات آئی تو یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی سکون ہمیں قدرت کے حسن سے حاصل ہوتا ہے' لیکن مشکل یہ ہے کہ آج کا انسان قدرت کا سہارا لینے سے کتراتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنے کام اور ملازمت سے غیر مطمئن ہوتے ہیں اور اکثر یہ بے اطمینانی انہیں حالات سے لاتعلق بنا دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک خوش گوار ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھول' پودے' درخت اور خوب صورت مناظر اس خوش گوار ماحول کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ذمہ داری :(Responsibility)

یہ بات بھی ہے کہ اگر ذمہ داری سے فرائض انجام دیئے جائیں تو دل مطمئن ہوجاتا ہے۔ دفتر یا کام کی جگہ میں اگر کبھی بے اطمینانی کی فضا پیدا ہوجائے تو اسے اپنے اوپر طاری کرلینے کے بجائے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سے مسائل وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود حل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگے تو ان الفاظ کا سہارا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جو زندگی

Scanned with CamScanner

روشن پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں مثلاً" مہربانی' محبت' امید' سکون' خوش خلقی وغیرہ وغیرہ اور پھر اپنے آپ کو یہ باور کرایئے کہ دنیا میں کوئی طاقت اطمینان اور تحمل کو آپ سے نہیں چھین سکتی۔

جسم اور ذہن کا تعلق:
(Relation between mind and body)

ہمارے جسم اور ذہن میں جو تعلق ہے' اس میں ایک توازن قائم رکھنے کے لئے سکون لازمی ہے۔ لہٰذا اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر ہمیں یہ چاہئے کہ کبھی کسی باغ میں ٹہل لیں' کبھی تیرنے کے لئے جائیں' کبھی یار دوستوں سے ہنسی مذاق کر لیں اور کبھی کوئی مزاحیہ کتاب پڑھ کر ہنس لیں۔ اور کچھ نہیں تو کھلی ہوا میں کچھ دیر لمبے لمبے سانس لے کر ہی جسم اور دماغ کو سکون پہنچالیں۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ اپنی خامیوں یا ناکامیوں سے دل برداشتہ ہونے کی بجائے ہمیں ان پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یعنی گرنے کے بعد ہر بار ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔

خوشگوار زندگی کے لئے جیون ساتھی پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے:
(For a pleasent life, give more attention to your partner)

خوشگوار اور کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنے جیون ساتھی پر خصوصی توجہ دی جائے۔ پامیلا چرچل ہیریمین کی داستان حیات کے حوالے سے ایک کتاب میں اس پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو یہ احساس دلائے کہ وہ خصوصی صلاحیتیں رکھتی ہے تو ازدواجی اور گھریلو زندگی پر بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پامیلا کا کہنا ہے کہ کسی کی توجہ حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس پر بھرپور توجہ دی جائے۔ اس حوالے سے پامیلا کا کہنا ہے کہ امیر لوگ محبت کے میدان میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

(ہیور ہسٹری آف دی پامیلا چرچل)

لو میرج - سنت نبوی اور جدید سائنس
(Love Marriage - Sunnah and Modern Science)

اسلامی تعلیمات میں لو میرج یعنی (Love before Marriage) کا تصور نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں۔

ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے۔ اس کے ساتھ باتیں کرنا منع ہے۔ جہاں دو یہ بیٹھے ہونگے (یعنی تنہائی میں) اس وقت شیطان جذبات اور خیالات کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ شادی سے پہلے ہی محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے۔ اور توقعات جو وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی۔ شادی سے پہلے اپنی چھوٹی غلطیوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں (صرف شادی کے لئے) مگر بعد میں ان غلطیوں کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر یہ شادیاں ناکام ہوجاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں بڑوں کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتی اس لئے وہ ناکام نہیں ہوتیں۔

جدید سائنس نے اس اسلامی اصول زندگی کے بارے میں کیا تحقیقات کی ہیں۔ آیئے زیر نظر مضمون میں غور فرمائیں۔

اسلام نے (Love before Marriage) کی اجازت نہیں دی (Love after marriage) کی اجازت دی ہے۔ لو میرج کو بنیاد بنائیں گے تو یہ بنیاد کمزور ہوگی۔ آپ اس کا حشر مغربی معاشرے میں دیکھ رہے ہیں اور لو آفٹر میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی تلاش کرلی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کرلیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہیے۔ وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر و ثواب ملے گا۔ میرے آقا نے اپنے ایک ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلا دیے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر

Scanned with CamScanner

مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

محبت کی شادیاں - ناکام شادیاں:

(Love Marrieages - Failed Marriages)

محبت کی شادیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے یہ بات سوشل لیڈ آرگنائزیشن (سلو) شعبہ خواتین کی جانب سے کیئے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔ تنظیم کی جانب سے "ارینج میرج" اور "لو میرج" کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارینج میرج کی صورت میں ناکامی کا تناسب صرف اٹھائیس فیصد ہوتا ہے اور ناکامی کی صورت میں فریقین کسی نہ کسی شکل میں زندگی کے جبر سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور ساری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہتے ہیں۔ طلاق کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے ارینج میرج کی شکل میں طلاق کا تناسب اعشاریہ سات فیصد (0.7) جبکہ محبت کی شادیوں میں طلاق کا تناسب چھ فیصد ہے اور محبت کی اسی فیصد شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلافات کی صورت میں ان جوڑوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اہل خانہ کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوجائے تو خاندان والے عموماً سردمہری کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے حالات کے دباؤ کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے کو مشکلات کا باعث سمجھتے ہیں ایک دوسرے پر طعنہ زنی بھی کی جاتی ہے محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہر کرتا تھا اور ان دعووں میں پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسم کھاتا تھا۔ تو لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور خواتین گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر پہلے

والا رویہ برقرار رکھنے میں ناکام ہوجاتی ہیں۔ ناقدری کا احساس بھی جھگڑے کی بنیاد بن جاتا ہے جبکہ ارینج میرج کی صورت میں فریقین کسی بھی قسم کی توقعات نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں لو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے "فرینک" ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں برابر کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بن جاتا ہے ارینج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے جبکہ لو میرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہوپاتے شادی سے پہلے کی انڈرسٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہوجاتی ہے کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں مگر ارینج میرج کی شکل میں بھی گھر والوں کو لڑکے اور لڑکی کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہئے لڑکی اور لڑکے کی تعلیم اور حیثیت میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھر والوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتہ طے کرنا چاہئے۔

(ارینج اینڈ لو میرج گائیڈ - لوری میری)

اذان - سنت نبوی ؐ اور جدید سائنس

(Aazan - Sunnah and Modern Science)

اذان نماز کی منادی ہے اس بات کی آواز کہ ساری مخلوق اور تمام چیزیں چھوٹی لیکن (اللہ سب سے بڑا ہے)

اس آواز کے اندر اتنا سحر اور کبریائی ہے کہ غیر مسلم اس آواز کو سن کر دہل جاتے ہیں۔

حاجی محمد رفیق صاحب بندہ کے صاحب الفت و صاحب اکرام احباب میں سے ہیں ایک دفعہ فرمانے لگے میں سیاحت کے دوران نیپال کے سفر میں تھا وہاں ایک مندر کے قریب نماز کا وقت ہوگیا۔ ہم دوستوں نے اذان دی تو ہمیں مندر کے پجاری نے اطلاع دی آپ نے یہ کیا آواز دی ہے۔ اس کے آواز کے اثرات کیوجہ سے مندر میں تمام بت گر گئے ہیں۔

حاجی صاحب فرمانے لگے' اسی سفر کے دوران ایک اور جگہ پر ہم نے اذان دی۔ تو غیر مسلم اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس آواز کے اندر عجیب کبریائی اور کشش ہے اور عظمت پائی جاتی ہے۔

نیل آرم سٹرانگ جب چاند کے سفر پر گیا تو اس نے اذان سنی۔ ایک دفعہ مصر کی ایک جامعہ میں بیٹھا تھا کہ اس نے اذان کی آواز سنی تو کہا کہ یہ آواز تو میں نے چاند پر سنی تھی۔

اذان نے میری دنیا بدل دی: (Aazan Changed my life)

کینیڈا کے پاپ سٹار لونگ براؤن نے گذشتہ دنوں جدہ میں اسلام قبول کر لیا اب ان کا اسلامی نام محمد براؤن رکھا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ پاپ سٹار جو کینیڈا میں عالمی شہرت یافتہ ڈانسر اور گلوکار مائیکل جیکسن کے بھائی جمی جیکسن کے ساتھ اپنے شو منعقد کیا کرتا تھا' جمی جیکسن کے ساتھ اپنے شو منعقد کیا کرتا تھا' جمی جیکسن کے اسلام قبول کرنے کے بعد لفظ اسلام سے پہلی دفعہ

مانوس ہوا' براؤن جس کی پیدائش اور پرورش خالص کیتھولک گھرانے میں ہوئی اپنے دوست جمی جیکسن کے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد سعودی عرب سے آئی ہوئی کتابوں کے مطالعہ کی جانب راغب ہوا' نیز جمی جیکسن کی زندگی میں اسلام کے بعد آنے والی یک لخت تبدیلی نے اس کو سوچنے پر مجبور کردیا' وہ بتاتے ہیں کہ اسلام کے موضوع پر کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی حقانیت مجھ پر واضح ہوتی چلی گئی' ورنہ اس سے قبل اسلام کو میں ایک دہشت گرد اور از کار رفتہ دین سمجھتا تھا' مگر کتابوں کے مطالعہ نے مجھ پر ایک نئی دنیا روشن کردی' اسلام کا پیغام میرے دل کو چھونے لگا جس نے میرے اندر مزید اسلام کی معلومات حاصل کرنے کا داعیہ پیدا کردیا' اتفاق سے میں اپنی والدہ کے پاس نیو یارک گیا' جہاں میری قیام گاہ کے قریب ہی پانچ وقت بلند آواز اذان کہی جاتی تھی' چنانچہ ہر اذان کی آواز میرے دل کی دنیا میں ہل چل مچانے لگی' اس کے بعد جذبہ شوق کی رفتار مجھے مصر اور سعودی عرب لے گئی' جہاں میں نے نہایت قریب سے مسلم معاشرے اور ماحول کا مطالعہ کرنے کے بعد بالآخر میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

(وہ جن کا رہبر قرآن ہے)

Scanned with CamScanner

خوشی - سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

(Happiness - Sunnah and Modern Science)

○ جب کوئی خوشی پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور سجدہ شکر کرے۔ (ابو داؤد - ترمذی - منہاج المسلمین)

خوشی کے موقع پر اترا نہ جائے بلکہ اسے اللہ کا فضل سمجھے (القصص - القرآن)

○ جب اپنے کو خوش کردینے والی چیز دیکھے تو کہے

ماشآء اللہ لا قوۃ الا باللہ

ترجمہ :- جو اللہ چاہے وہی ملتا ہے کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے (الکھف - القرآن)

○ دوسرے کی خوشی پر اسے مبارک باد دے - (بخاری، منہاج المسلمین)

خوشی کے بارے میں جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

خوشی اور اس کی کیمیائی تراکیب:

(Happiness and its Chemical composition)

انسانی جسم میں مختلف کیفیات میں ایڈرینالین (Adrenaline) نار ایڈرینالین (Noradrenaline) اور کارٹی سول (Cortisol) جیسے کیمیائی مرکبات پیدا ہوتے ہیں جو تیزاب کی طرح انسانی جسم کو کھا جاتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ شدید ذہنی دباؤ اور تناؤ بھی موجود ہو اور ساتھ ہی ناراضگی کے آثار (Anger) اور ڈیپریشن (Depression) بھی موجود ہو تو یہ تمام چیزیں مل کر انسان کو ختم کردیتی ہیں۔

انسان میں مثبت سوچ، تجسس اور خوشی جیسے عوامل زندگی کو نہ صرف خوشگوار بناسکتے ہیں بلکہ قد لمبا کرنے میں بھی معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

ہنسنا: (Laughing)

ہنسی انسان کے ذہنی دباؤ کے بد اثرات کو ختم کرتی ہے۔ سائنسی تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جو لوگ زیادہ ذہنی یا اعصابی دباؤ کو قبول نہیں کرتے تھے اور ہر بات کو آسانی سے لیتے تھے ان میں سے صرف 2 فیصد لوگ 50 سال کی عمر سے پہلے مرگئے جبکہ زیادہ ذہنی دباؤ کے شکار لوگ تقریباً 15 فیصد 50 سال کی عمر سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

خوشی صحتمندی کی علامت ہے۔ جب انسان کا جسم خوشی محسوس کرتا ہے تو انسانی جسم کے اندر اینڈورفین پیدا ہوتی ہے۔ جسے انسانی دماغ سارے جسم کو مہیا کرتا ہے اور اس کیمیائی مرکب کی خصوصیات افیون سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ مرکب انسان کے جذبات کو اونچا رکھتا ہے اور ساتھ درد کے احساسات کو ختم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کیمیائی مرکب جس کو اوکسی ٹوسین (Oxytocin) کہتے ہیں۔ یہ ہارمون پیچوٹری گلینڈ پیدا کرتا ہے اور یہ انسانی جسم میں مطمئن اور ذہنی زرخیزی کے احساسات پیدا کرتا ہے۔

غم: (Grief)

غم کو سائنس داں خوشی کی ضد مانتے ہیں۔ اس نظریہ سے خوشی کو صحت مندی کی علامت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہیجان یا بے چینی کو ختم کرتی ہے اور انسان میں اچھی اور صحت مند عادات یعنی سبزیوں کا زیادہ استعمال، شراب اور سگریٹ سے پرہیز اور یومیہ آٹھ گھنٹے نیند پورا کرنے کی طرف راغب کرتی ہے۔

یہ تصور کرلینا کہ خوشی صرف ذہنی تناؤ کی غیر موجودگی کا نام ہے ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہم ذہنی پختگی، صحت مندی اور نہایت شاندار ماحول کو خوشی سے منسوب کرسکتے ہیں جو انسان کو قدرتی طور پر نصیب ہوتی ہے۔ خوشی نہایت پر لطف جذبات کا ایک مجموعہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم خوشی کو کسی آلہ سے لیبارٹری میں ناپ نہیں سکتے۔ عام زندگی میں آپ کسی بھی انسان کو بڑی آسانی سے ناراض کرسکتے ہیں اور اس کو

ذہنی دباؤ سے دوچار کرسکتے ہیں لیکن اگر آپ کسی کو خوشی دینا چاہیں تو وہ بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

خوشی:

خوشی کا ایک جزو ہنسی ہے اور یہ خوشی کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ جب آپ ہنس رہے ہیں تو آپ کے پیٹ، گردن اور کندھوں کے عضلات میں کھنچاؤ اور اتار کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن اور بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ سانس کا عمل ہوا کا باہر نکلنا اور اندر کھینچنا دونوں کافی گہرے ہوجاتے ہیں۔ جب ہنسی ختم ہوتی ہے۔ تو آپ کا بلڈ پریشر اور نبض کی رفتار صحت مندی کے دائرہ کے قریب آجاتی ہے اور یہ ہنسی سے پہلے کی رفتار سے زیادہ بہتر اور صحت مندی ظاہر کرتی ہے۔ ایک گھنٹہ کی ہنسی 10 منٹ کی کشتی رانی کے برابر ہے۔

ہنسی بے آرامی پر قابو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ ہنسی مصنوعی نہیں ہونی چاہیے۔ جیسا کہ کیمیائی مرکبات سے "ہنسی کا مرض" لگ جاتا ہے۔

روحانی خوشی:

مزاحیہ (لیکن یہ شرعی حدود میں ہوں) پروگرام انسان میں قوت برداشت بڑھاتے ہیں۔ کیونکہ ان پروگراموں میں ہنسی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ خوشی کا اندازہ یا اس کی کیفیات کا مشاہدہ کرنے کے لئے زندگی میں چند واقعات ایسے آتے ہیں جن سے آپ خوشی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک طالب علم کے امتحان میں اس کی امید سے زیادہ نمبر آجاتے ہیں تو اس وقت کی کیفیات خوشی کو ظاہر کریں گی یا اچانک آپ کا نمبر بانڈ نکل آتا ہے۔

یہاں پر روحانی خوشی کا ذکر اگر نہ کیا جائے تو شاید خوشی کی تعریف پوری نہ ہوگی۔

غریبوں اور مسکینوں کی امداد کر کے انسان روحانی خوشی حاصل کرسکتا ہے۔

قناعت انسان کو خوشی کے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔

(ماڈرن کے نفسیاتی تجربات)

مزاح نبویؐ۔ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Humour of Holy prophet (MPBH) Sunnah and Modern Science)

حضور اقدس ﷺ کے پاس کبھی کبھی گاؤں سے ایک صاحب آیا کرتے تھے اور ان کا نام زاہر تھا اور بالکل سیاہ فام اور دیہاتی تھے اور روپے پیسے کے اعتبار سے کم حیثیت تھے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی کوئی حیثیت اور کوئی وقعت نہیں تھی۔

لیکن آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ بازار سے گذر رہے تھے تو دیکھا کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں کھڑے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ بازار میں ایک دیہاتی، سیاہ فام، کم حیثیت، کم رتبہ والا شخص کھڑا ہو تو اس کی طرف کون دھیان کرے گا اور لباس بھی پھٹا پرانا ہو اس کی طرف کوئی التفات بھی نہ کرے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ جب اس بازار سے گزرے تو سارے بازار والوں کو چھوڑ کر حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تشریف لے گئے اور پیچھے سے کوئی بھر کر اس کی آنکھیں بند کرلیں جیسے کہ ایک دوست دوسرے دوست کی مذاق میں پیچھے سے آنکھیں بند کرلیتا ہے جب آپؐ نے آنکھیں بند کرلیں تو حضرت زاہرؓ نے اپنے آپ کو چھڑانے لگے کہ معلوم نہیں کس نے آکر پکڑ لیا اور پھر آپؐ اس طرح آواز لگائی جس طرح سامان بیچنے والا آواز لگاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

من	بشتری	ابعد؟
غلام	کون خریدے	گا؟

اب تک تو حضرت زاہرؓ کو معلوم نہیں تھا کہ مجھے کس نے پکڑ لیا ہے اسی لئے چھڑانے کی کوشش میں رہے تھے۔ لیکن جب یہ الفاظ سنے تو فوراً" پہچان گئے کہ حضور اقدس ﷺ ہیں۔ اور اب اپنے آپ کو چھڑانے کی بجائے اپنی کمر کو زیادہ سے زیادہ حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل کرنے لگے۔

یا رسولؐ! اگر آپؐ مجھے غلام بنا کر بیچیں گے تو میری قیمت بہت کم لگے گی۔ اس لئے کہ میری حیثیت تو معمولی ہے۔

سبحان اللہ ! نبی کریم ﷺ نے جواب میں کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا: "اے زاہرؓ لوگ تمھاری قیمت کچھ لگائیں یا نہ لگائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمھاری قیمت کم نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ ہے۔ اب دیکھئے کہ سارے بازار میں، بڑے بڑے تاجر بیٹھے تجارت کر رہے ہونگے اور وہ روپے پیسے والے ہونگے لیکن حضور نبی کریم ﷺ سارے بازار والوں کو چھوڑ کر ان کا دل رکھنے اور بشارت سنانے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح بے تکلف دوست کے ساتھ انسان پیش آتا ہے اور ساری عمر حضور اقدس ﷺ یہ دعا فرماتے رہے کہ

"اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین"

(ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء ان فقراء یدخلون الجنتہ قبل اغنیا ئھم)

اے اللہ ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھیے مسکینی کی حالت میں مجھے موت دیجئے اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرمایئے۔

(اصلاحی خطبات جلد نمبر 2)

کرسمس کا انجام - سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Result of Christmas - Sunnah and Modren Science)

مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو اس میں طوفان برپا ہوتا ہے اس ایک دن میں اتنی شراب پی لی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پی جاتی۔ اس ایک دن میں اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنے حادثات نہیں ہوتے، اسی ایک دن میں عورتوں کی عصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش کے نام پر ہو رہا ہے۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات جلد نمبر 2)

اسلام تہواروں اور میلوں کا مذہب نہیں۔ کیونکہ اسلامی اصول زندگی میں ایک خاص نظریہ کو دخل ہے۔ اس نظریہ کا نام اخلاص ہے اور بظاہر ہے کہ ان میلوں اور تہواروں میں اخلاص کا بچاؤ اور تکمیل نہیں ہو سکتی لہٰذا ایسے تہواروں کے لئے نہ تو اسلامی زندگی میں گنجائش ہے نہ ہی عیسائی زندگی میں۔

(اسلام مائی چوائس - الفریڈ گیلام)

Scanned with CamScanner

عنبر۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس
(Aunber - Sunnah and Modern Science)

عجیب بات ہے کہ بعض نباتاتی یا غیر نباتاتی اشیا جو زمانہ قدیم میں عام طور سے دستیاب تھیں، لیکن ان کی اصلیت کے بارے میں تفصیلات کا علم بہت کم تھا، وہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی معمہ بنی ہوئی ہیں اور ان کی سائنسی پہچان سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ ایسی ہی ایک شے عنبر ہے جس کی بابت پرانی طبی کتابوں میں متضاد باتیں لکھی گئی ہیں۔ کچھ میں اس کو ایک نباتاتی شے بتایا گیا ہے تو کچھ میں غیر نباتاتی چیز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ قدیم تاریخی، طبی اور دینی کتابوں میں عنبر کا ذکر تو کثرت سے موجود ہے، لیکن اس کی پہچان کی نسبت تذکرے بہت ہی کم ہیں۔ اور جو تذکرے ہیں بھی تو ان میں تضاد ملتا ہے، اسی لئے موجودہ زمانے کی انگریزی، اردو، فارسی اور عربی لغات میں عنبر کے معنی اور مفہوم ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سے قبل کہ عنبر کی اصلیت پر روشنی ڈالی جائے، مناسب ہوگا کہ ان دینی حوالوں کا جائزہ لیا جائے جن میں اس کا ذکر آیا ہے۔ سنن نسائی کی ایک حدیث میں حضرت سعد بن علی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو لگاتے تھے؟ انھوں نے کہا، ہاں مردانہ خوشبو "مشک و عنبر"

صحیح مسلم بخاری شریف میں ایک لفظ عنبر کا استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ کچھ علمائے کرام نے عنبر سے کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مثلاً "کتاب الصیام میں حضرت حمید سے روایت کردہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی حریر و دیبا یعنی ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم اور کسی بھی مشک و عنبر کی خوشبو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر نہ تھی۔

صحیح بخاری شریف میں کتاب المغازی اور کتاب الذبائح کی تین احادیث میں (جو مکررات ہیں) عنبر کو مچھلی بتایا گیا ہے۔ کتاب المغازی کے باب 533 (حدیث 1489) میں ارشاد ہوا ہے کہ عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں جابر بن

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سو سوار روانہ فرمائے اور ہمارا امیر ابو عبیدہؓ کو مقرر فرمایا گیا۔ ہمیں قافلہ قریش کی گھات میں روانہ فرمایا گیا تھا۔ ہم نصف ماہ تک ساحل سمندر پر پڑے رہے اور ہمیں سخت بھوک کا سامنا ہوا۔ یہاں تک کہ ہم پتے کھا کر وقت گزارنے لگے۔ اسی لئے ہمارے لشکر کا نام "پتوں والی فوج" پڑ گیا۔ پس سمندر نے ہمارے لئے ایک مچھلی باہر پھینک دی جس کو "عنبر" کہا جاتا ہے۔ ہم پندرہ روز تک اسی میں سے کھاتے رہے اور اسی کی چربی ملتے رہے یہاں تک کہ ہمارے جسم پہلی حالت پر آگئے۔ پس حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی ایک پسلی کھڑی کروائی اور اس کے نیچے سے ایک سوار نکل گیا۔

انگریزی، اردو اور فارسی کی مشہور لغات میں عنبر (انگریزی) کو ایک خوشبودار شے بتایا گیا ہے جس کی پہچان مختلف انداز سے بیان کی گئی ہے، لیکن عربی کی مستند عفت المنجد میں عنبر کو خوشبودار شے کے علاوہ ایک قسم کی مچھلی بھی کہا گیا ہے۔ المنجد اور کتاب المغازی کی مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں بہتر ہوگا کہ پہلے عنبر بمعنی مچھلی کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے بعد اس کے خوشبودار شے ہونے کی اصلیت بیان کی جائے۔

عنبر مچھلی :(Aunber Fish)

عنبر مچھلی اصل میں وہیل مچھلی کی ایک قسم ہے جو منطقہ حارہ کے سمندروں میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔ یہ انگریزی میں اسپرم وہیل کہلاتی ہے۔ وہیل مچھلی کی ایک درجن سے زیادہ قسمیں دنیا کے سمندروں میں پائی جاتی ہیں۔ 1903ء میں بحر اوقیانوس میں ایک وہیل مچھلی پکڑی گئی تھی جس کی لمبائی ایک سو گیارہ فٹ ناپی گئی تھی اور جس کا وزن نوے ٹن تھا۔ عرب کے ساحلی سمندروں میں پائی جانے والی نر اسپرم وہیل کی اوسط لمبائی ستر فٹ ہوتی ہے۔ دنیا بھر کی وہیل کی ساری قسموں میں صرف عنبر (اسپرم وہیل) ہی ایک مچھلی ہے جس کی حلق اتنی کشادہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی اس کے راستے مچھلی کے پیٹ میں بہ آسانی داخل

کیا جاسکتا ہے۔ یہ سائنٹیفک حقیقت مختلف تجربات سے ثابت کی جاچکی ہے۔ غالباً" یہی وہ مچھلی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں سورہ الصفت کی آیت نمبر 139 تا 146 میں کیا گیا ہے۔ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے پریشان ہو کر ایک کشتی پر سوار ہو کر سفر اختیار کیا اور کشتی والوں نے اپنی مصلحتوں کی خاطر ان کو سمندر میں دھکیل دیا تو ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اور بعد میں کسی ساحل پر جا کر اگل دیا۔

عنبر مچھلی کا وزن: (Weight of Aunber Fish)

عنبر مچھلی کا اوسط وزن ساٹھ ٹن ہوتا ہے جس کا نصف تقریباً" 30 ہزار کلو گوشت کی شکل میں ہوتا ہے باقی پسلیوں' خون وغیرہ کے طور پر گویا گوشت کے اعتبار سے ایک عنبر مچھلی تین ہزار اوسط وزن کے بکروں کے برابر کہی جاسکتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کے تین سو سواروں نے پندرہ دن تک ایک ہی مچھلی کا گوشت خوب سیر ہو کر کھایا۔ اگر ایک سوار (سپاہی) کی دن بھر کی زیادہ سے زیادہ خوراک چار پاؤنڈ (2 کلو) گوشت تسلیم کر لی جائے تو بھی تین سو لوگوں نے پندرہ دن میں صرف 9 ہزار کلو گوشت بھون کر کھایا ہوگا جو ایک نسبتاً" چھوٹی عنبر مچھلی میں بہ آسانی دستیاب ہو ہوگا۔ یا اگر بڑی عنبر ہوگی تو باقی گوشت بچ رہا ہوگا۔

سائنسی مشاہدہ: (Scientific Observation)

یہاں اس سائنسی مشاہدے کا ذکر بھی مناسب ہے کہ وہیل مچھلیاں جب اپنی جماعت یا زیادتی عمر سے اکتا جاتی ہیں' اکثر سمندر کے کنارے زمین پر جا پڑتی ہیں اور وہیں دم توڑ دیتی ہیں۔ کبھی کبھی تو کئی مچھلیاں ایک ساتھ اس طرح خود کشی کر لیتی ہیں۔ وہیل کی یہ خصلت بخاری شریف کی حدیث سے صاف ظاہر ہوتی ہے' کیوں کہ بغیر کسی کوشش اور مہم کے حضرت عبیدہ کی فوج کو یہ مچھلی خود بخود میسر ہوگئی تو یقیناً" وہ خود کشی کی غرض سے ساحل سمندر سے آن لگی ہوگی۔ (لیکن خود کشی ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد تھی)۔

جہاں تک حدیث میں روایت ہے کہ عنبر کی پسلیوں کی اونچائی اتنی تھی کہ اس کے نیچے سے ایک سوار گزر گیا تو اس کا اندازہ ہر وہ شخص لگا سکتا ہے جس نے یورپ کے مختلف عجائب گھروں میں وہیل کا ڈھانچا دیکھا ہو یا پھر اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی مچھلی کی تقریباً" ساٹھ فٹ لمبی پسلیاں کیسی ہوں گی جن کا وزن تقریباً" آٹھ ٹن یعنی لگ بھگ 9 ہزار کلو ہو۔

وہیل مچھلی کا تاریخی حوالہ:
(Historical referance of Whale Fish)

وہیل کو عام طور سے مچھلی کہتے ہیں' کیوں کہ یہ سمندر ہی میں پائی جاتی ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا اصل مچھلیوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت وہیل کا شمار دودھ دینے والے جانوروں میں ہوتا ہے جن کو ممالیہ (Mammal) کہا جاتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ کئی لاکھ سال قبل وہیل زمین پر بستی تھیں' لیکن بعد میں اپنے بڑھتے ہوئے وزن اور جسامت کی بنا پر سمندر میں تیرتے رہنا ان کو زیادہ آسان معلوم ہوا اور وہ سمندر ہی میں رہنے لگیں لیکن ممالیہ ہونے کی بنا پر ان کو ناک سے سانس اب بھی لینا پڑتی ہے جس کے لئے وہ ہر بیس سے 50 منٹ بعد سمندر کی سطح پر آتی ہیں۔

فارسی کی بعض اہم لغات میں عنبر کے معنی "کہربا" کے دیئے گئے ہیں یعنی ایک ایسی شے جو گھاس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ عربی لغات میں مچھلی کے علاوہ عنبر (عربی میں عمبر بھی لکھتے ہیں) قرآن البحر میں بھی کہا گیا ہے' جس کے معنی سمندر کے سینگ یا سمندر کی زلف کے ہیں۔ اسے مصباح الروم بھی بتایا گیا ہے یعنی روم کا چراغ۔ عنبر کا ایک عربی نام "القطربون" بھی بتایا گیا ہے۔ عربی' فارسی اور اردو کی لغات میں عنبر کو ایک ایسی خوشبو کہا گیا ہے جس کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے انگریزی کی ڈکشنریاں عنبر کو سنہری رنگ کا ایک سخت مادہ بتاتی ہیں۔ عنبر کا یہی مفہوم بائبل کی کتاب اسکائیل کی تین آیات سے بھی ظاہر ہوتا ہے جہاں سنہری رنگ کا ذکر ہے۔

Scanned with CamScanner

عنبر کی اقسام: (Kinds of Aunber)

سائنسی اعتبار سے عنبر کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک کا ذریعہ نباتات ہیں اور دوسری کا بعض مچھلیاں۔ خاص طور سے اسپرم وہیل مچھلی جس کا ذکر عنبر کے نام سے بخاری شریف میں کیا گیا ہے۔

نباتات سے حاصل کردہ عنبر اصل میں وہ گوند ہے جو بالٹک سمندر کے جنوبی ساحلوں میں معدنی شے کے طور پر دستیاب ہوتا ہے۔ یہ چیڑ کی ذات کے پودے سے نکلا ہوا تارپین تھا جو لاکھوں سال قبل زمین پر جمع ہوگیا اور معدنی گوند کی شکل اختیار کر کے سخت ہوگیا۔ اس کا پتہ حضرت عیسیٰؑ کے دور سے بہت پہلے ہی مصر کے لوگوں نے لگا لیا تھا۔ سولھویں صدی کے بعد اس کے ذخائر بڑے پیمانے پر دریافت کیے گئے۔ یہ عنبر یورپ میں بہت مقبول ہوا۔ یہ خوشبودار بھی تھا اور سخت اور سنہرا ہونے کی بنا پر مختلف مصنوعات کے بنانے میں کام آتا تھا۔ یورپ کے رؤسا اس کا سگار بنواتے تھے۔ عورتیں اس سے بنا زیور پہنتی تھیں۔ یوں تو یہ عنبر آج بھی میسر ہے، لیکن اس کے ذخائر تقریباً ختم ہوچکے ہیں۔ یورپ کے بازاروں میں آج کل ایک کلو عنبر کی قیمت تقریباً دس ہزار ڈالر بتائی جاتی ہے۔

معدنی عنبر میں کسی چیز کو کھینچنے کی طاقت ہوتی ہے۔ رگڑ سے اس میں کرنٹ سا پیدا ہوجاتا ہے، اسی لیئے غالباً فارسی کے بعد مستند لغات میں عنبر کے معنی کہربا کے دیئے گئے ہیں۔ پرانے اعتقاد کی رو سے عنبر سے بنا ہوا تعویذ محبوب کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور رغبت پیدا کرنے کے لئے بڑا کار آمد ہے۔

عنبر کی دوسری قسم وہ ہے جو اسپرم وہیل کے جسم سے پیدا ہوتی ہے۔ ان مچھلیوں کی آنتوں میں اس قسم کا زخم پیدا ہوجاتا ہے اور ان میں مواد اکٹھا ہونے لگتا ہے۔ یہ مواد جب بڑھتا ہے اور زخم پھوٹتا ہے تو پورا مادہ مچھلی کے منہ سے باہر آکر سمندر کے پانی سے مل کر جم جاتا ہے یہ مادہ سمندر میں تیرنے لگتا ہے اور اس میں خوشبو پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور موم کے مانند سخت ہوتا ہے جس میں 80 فی صد کولیسٹرول پایا جاتا ہے۔ سیاہ ہونے کی بنا پر اسے

انگریزی میں Grisamberg کہتے ہیں، کیوں کہ انگریزی اور فرانسیسی میں Gris کے معنی بھور اور کالی رنگت کے ہیں۔

یہ بتانا تو مشکل ہے کہ مصر، عرب اور روم میں سنہرا عنبر پہلے دریافت ہوا یا سیاہ عنبر، لیکن ایک بات یقینی ہے کہ سیاہ عنبر کی تیاری میں مصر اور عرب کے لوگ بڑی مہارت رکھتے تھے۔ سنہرے عنبر کی تجارت مصر، یونان اور روم میں بڑے پیمانے پر ہوئی تھی جب کہ سیاہ عنبر کے مراکز ایران، مصر اور عراق ہوا کرتے تھے۔ فی زمانہ معدنی ذخائر کے ختم ہونے اور عنبر مچھلی کی تعداد بری طرح گھٹنے کی بنا پر دونوں اقسام کے عنبر کی تجارت تقریباً ختم ہوگئی ہے اور اس کی جگہ بناوٹی (آرٹیفشل) عنبر نے لے لی ہے یا بعض خوشبو دار لکڑیوں کے کوئلوں کو بھی عنبر کا نام دے کر ان کی تجارت کی جاتی ہے۔

انگریزی، اردو اور فارسی ادب میں عنبر کا لفظ ادیبوں اور شاعروں کے لئے دل فریبی کا باعث رہا ہے، حالانکہ انگریزی میں یہ دل فریبی عنبر کی خوشبو اور سنہرے پن کی بنا پر ہے جب کہ اردو اور فارسی میں خوشبو اور سیاہی کی وجہ سے ہے۔ عنبریں، عنبر آگیں، عنبربار، عنبر آلود، عنبر پوش، عنبرداں اور گیسو عنبر وغیرہ نہ جانے کتنی تشبیہات ہیں جو اردو اور فارسی ادب کا حصہ ہیں۔ گیسو عنبر تو نہ جانے کتنے اردو شاعروں کا موضوع سخن رہا ہے، لیکن غالباً ان شعرا نے اس سے مراد خوشبو دار سیاہ زلفوں سے لیے ہیں۔

(ہمدرد، دھلی)

جونکیں لگوانا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

○ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جونکیں لگواتے ہوئے دیکھا۔ (طب نبویؐ)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپؐ کو حکم ہوا کہ "جونکیں لگانا ضروری جانو اے محمدؐ" (جامعہ ترمذی)

○ حدیث طاؤس جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جونکیں لگوائیں اور حجام کو اس کی اجرت دی۔ (صحیحین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے اپنی گردن کے پہلوی اور گردن کے زیریں حصہ پر جونکیں لگوایا کرتے تھے۔ (ترمذی۔ شمائل)

○ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کولہے پر جونک لگوایا اس لئے کہ کولہا مودرح کھا گیا تھا۔ (ابوداؤد)

جدید ترقی یافتہ دور نے سرور کائنات ﷺ کے عمل مبارک پر کیا تحقیق کی اور کیا پایا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تو جونکیں ہیں

برسوں پرانی بات ہے' حیدر آباد شہر (دکن) کے مغرب میں 15'14 میل پر واقع تالاب' عثمان ساگر میں رات کے وقت سرچ لائٹ کی روشنی میں بندوق سے مچھلیوں کے شکار کے لئے ایک بزرگ شکاری آئے۔ میں نے ان جیسے سلیقے قرینے کے شکاری کم ہی دیکھے۔ کیوں نہ ہوتے' وہ جنوبی ہند کی چھوٹی سی مسلم ریاست' ارکاٹ' کے حکمران خانہ ان "نوااب جاہی" کے چشم و چراغ جو تھے۔ کوئی دو

گھنٹوں تک بہت سی مچھلیاں ڈھیر کر کے وہ پایاب پانی سے نکل آئے اور سب کے ساتھ قیام گاہ پہنچے تو پیٹرومیکس کی روشنی میں' میں نے ان کی پنڈلیوں سے ربڑ کے کوئی دو انچ سائز کے ٹکڑے سے چمٹے دیکھ کر انھیں بتایا تو انھوں نے بھی دیکھا اور بولے: "یہ تو جونکیں ہیں!"

انھوں نے قریب کھڑے ایک صاحب سے جلتی ہوئی سگریٹ لی اور انھیں ایک ایک کر کے چھوا تو وہ گر گئیں اور جہاں جہاں سے خون رس رہا تھا' وہاں سگریٹ ہی کا گل اچھی طرح لگا کر جونکیں باہر پھینک دیں۔

اس رات اردو کے اس محاورے "جونک کی طرح چمٹنا" کا مفہوم سمجھ آیا۔ منت سماجت سے نہ سمجھنے اور سمجھانے بجھانے سے متاثر نہ ہونے والے ضدی اور سنگ دل شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پتھر کے جونک لگ سکتی ہے' اس شخص کے نہیں۔ اسی طرح ایک اور اصطلاح "جونکیں لگوانا" بھی عام تھی۔ فرہنگ آصفہ کے مطابق جونک پانی کا وہ کیڑا ہے جو فاسد خون نکالنے کے واسطے آدمی کے جسم پر لگاتے ہیں۔

جونک کو عربی میں حلق' فارسی میں دیوچہ' سندھی میں جور اور انگریزی میں لیچ کہتے ہیں۔ طب کی کتابوں کے مطابق یوں تو اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں' لیکن ہماری طب میں سب سے اعلا متوسط لمبائی کی جونک ہوتی ہے یعنی جو آرام کی حالت میں دو انچ کے قریب لمبی ہوتی ہے۔ یہ آبی کیڑا بند پانی مثلاً تالابوں اور جھیلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ متوسط جونک کے پیٹ کی رنگت سبز مائل سیاہی ہوتی ہے اور اس کا زیریں حصہ سرخ ہوتا ہے۔ اس کو "رائے جونک" کہتے ہیں۔ اسے بطور علاج اندرونی اور بیرونی ورموں پر خون چوسنے کے لئے لگاتے ہیں۔ جونکیں لگانے سے ورم اور درد میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسے کھایا نہیں جاتا۔

جونکیں لگانے کا سلسلہ ہمارے ہاں متروک ہو چکا ہے' لیکن مغرب کے اہل علم جنھیں خوب سے خوب تر کی تلاش نچلا نہیں بیٹھنے دیتی ہے' ترقی کی معراج پر پہنچنے کے باوجود بالخصوص بے شمار امراض کے معاملے میں خود کو بے بس و مجبور پا کر اس طب اور دانش قدیم کی طرف لوٹ رہے ہیں جسے انھوں نے "غیر سائنسی"

Scanned with CamScanner

کی مہر لگا کر مسترد کردیا تھا۔ ان کا یہ انداز عاقلانہ نہیں تھا۔ علم دروازے بند کرنے کا نہیں، کھولنے کا تقاضا کرتا ہے۔ تیز و تند دواؤں اور شعاعوں سے علاج اور نشتر کا کام لینے کے باوجود جدید طب اور معالج جس کے بارے میں یہ تصور قائم کر لیا گیا تھا کہ وہ امراض پر اس صدی کے خاتمے تک مکمل فتح حاصل کر لے گا، امراض کی جوابی یلغار سے دو چار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جن قدیم علاجی طریقوں کی تحقیق و تجدید کی کاوشیں ہو رہی ہیں ان میں جونکیں بھی شامل ہیں۔

650 اقسام:

جونکوں کی دنیا بھر میں 650 اقسام ہوتی ہیں جو نصف سے 18 انچ تک لمبی ہوتی ہیں۔ ان کی تمام اقسام خون نہیں چوستیں۔ یہ حلقے دار کیڑے اپنی جلد سے سانس لیتے ہیں اور ان کے دو قلب ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ پیٹ بھر لینے کے بعد یہ مہینوں کچھ نہیں کھاتیں۔ ان میں سے بعض کے جسم کے آخری سرے میں ماصہ یعنی چوسنے والا حصہ ہوتا ہے۔

شکل و صورت اور خون چوسنے کی وجہ سے انھیں پسند نہیں کیا جاتا، لیکن اس کے باوجود اب طب جدید ان کا خیر مقدم کر رہی ہے، کیوں کہ گزشتہ چند برسوں سے اس کی ایک خاص قسم جو طبی مقاصد ہی کے لئے استعمال ہوتی تھی، اب پھر آپریشن کے مریضوں کی صحت یابی کے لئے مقبول ہوتی جارہی ہے۔ اب تک آپریشن کے لئے ہزاروں مریضوں جن کے زخم کسی طرح نہ بھرتے تھے، ان کی وجہ سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔

300 دانت:

خون چوسنے والی جونک کے منہ میں 300 نہایت باریک دانت ہوتے ہیں جو الٹے انگریزی لفظ وائی (Y) کے انداز میں لگے ہوتے ہیں۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ چمٹتے ہی اپنی شکار کے جسم میں سن کرنے والا مادہ داخل کر

دیتی ہے۔ چنانچہ اس کے چمٹنے کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہوتا، یہاں تک کہ یہ پھول کر خود الگ ہوجاتی ہے۔

جونک صرف سن کرنے والا مادہ ہی شکار کے جسم میں داخل نہیں کرتی بلکہ وہ خون چوسنے کے ساتھ ساتھ اپنے شکار کے جسم میں خون کے جمنے کی صلاحیت ختم کرنے والا (مانع انجماد) مادہ بھی داخل کرتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جونک اگر 20 سے 30 منٹ تک بھی چمٹی رہی تو اس کے الگ ہونے کے بعد وہاں سے خون گھنٹوں بہتا رہتا ہے۔ چنانچہ خراب اور زہریلے خون کے زخم سے اخراج کے لئے جونکیں لگائی جاتی ہیں۔ ان کے الگ ہونے کے بعد بھی جریان خون جاری رہتا ہے اور اس طرح خراب خون اور زہریلے مادے کے اخراج سے زخم کے مندمل ہونے کی راہ ہموار ہوجاتی ہے۔

کان ایک ایسا عضو ہے جس کی خون کی رگیں بہت باریک اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ ان میں موجود خراب خون اور زہریلے مادوں کے اخراج کے لئے برصغیر میں بھی جونکیں لگائی جاتی تھیں۔ یہ طریقہ چین اور مشرق بعید کے دیگر ملکوں میں اب رائج ہے۔ ویت نام کی جنگ میں شریک ایک امریکی ڈاکٹر نے مقامی معالجین سے یہ طریقہ سیکھ کر اس کئی زخمی امریکی فوجیوں کا علاج کیا تھا۔

امریکا لوٹ کر وہ ایک ہسپتال ملازم ہوگیا۔ ایک روز وہاں پانچ سال کا ایک ایسا بچہ لایا گیا جس کا کان کتے نے کاٹ لیا تھا۔ سرجنوں نے بارہ گھنٹوں کے آپریشن کے بعد یہ کان جوڑ دیا، لیکن تین دن کے بعد زخم بگڑ کر سیاہ اور بینگنی ہوگیا۔ گویا جسم کے اس حصے میں خون کی گردش بند ہوگئی تھی۔

ویت نام میں یہ تجربہ حاصل کرنے والے ڈاکٹر نے اس بچے کا علاج جونکوں سے کیا۔ اس نے چھے دنوں تک ایک ایک کر کے 12 جونکیں اس بچے کے کان سے لگائیں جو خون چوس چوس کر کپا ہو کر ٹپکتی رہیں۔ چھٹے روز اس بچے کے زخم میں خون کی روانی بحال ہوگئی اور اگلے دن اس کی رنگت لوٹ آئی۔

انگلیاں بچ گئیں:

برسٹل کی بندرگاہ میں رسے کے الجھنے سے ایک ملاح کے ہاتھ کی انگلیاں

Scanned with CamScanner

بری طرح الجھ کر کٹ گئیں۔ سرجنوں نے اعلان کیا کہ وہ ان میں سے صرف دو انگلیاں ہی دوبارہ جوڑ سکتے ہیں۔ مریض نے یہی غنیمت جانا۔ سرجنوں نے آٹھ گھنٹوں کے انتہائی نازک خردبینی جراحت (مائکرو سرجری) کے بعد یہ انگلیاں ٹانک دیں۔ مریض بہت خوش تھا لیکن گھنٹوں بعد ہی زخم میں خون کی گردش رک گئی۔ اس کا علاج بھی جونکوں سے کیا گیا جنھوں نے زخم میں جمع فاضل فاسد خون چوس کر دوران خون بحال کر دیا۔

جونکیں برطانیہ میں:

ان دونوں مریضوں کے علاج کے لئے استعمال ہونے والی جونکیں برطانیہ کے "جونک گھر" سے آئی تھیں۔ یہ جونک گھر ڈاکٹر رائے سائر نے جنوبی ویلز کے ایک گاؤں "ہینڈی" میں قائم کر رکھا ہے۔ ان کا یہ جونک گھر جو "بایو فارم" کہلاتا ہے ہر مہینے 5000 یہ جونکیں جو HRUDO MEDICNALS کہلاتی ہیں، دنیا بھر کے ہسپتالوں اور معالجین کو فراہم کرتا ہے۔ انھیں بچپن ہی سے ان خون چوسنے والے کیڑوں سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ انھوں نے ان کے بارے میں کتابیں پڑھیں تو اندازہ ہوا کہ انھیں ورم کے امراض میں صدیوں سے کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے۔ علم الحیوانات میں ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد انھوں نے جونکوں کے بارے میں تین جلدیں دس سال سے زیادہ عرصے کی محنت کے بعد مرتب کیں۔ ان کی یہ کاوش اس وقت جونکوں کے بارے میں دنیا کی سب سے مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ ان کے جونک گھر میں اس وقت مختلف قسم کی 80 ہزار جونکیں شیشے کے حوضوں میں پل رہی ہیں۔ وہ انھیں گائے کا خون آنتوں میں بھر کر پلاتے ہیں۔

19 ویں صدی کے ایک اطالوی مہم جو نے دریائے امیزون کے دہانے پر بہت بڑے سائز کی جونک کا کھوج لگایا تھا۔ ڈاکٹر سائر 1977ء میں اس کی تلاش میں فرانسیسی گویانا جا پہنچے اور چھ ہفتوں کی سخت محنت اور تلاش کے بعد اس کے علاوہ مزید 30 قسم کی جونکوں کا کھوج لگا لیا۔

انھوں نے اپنے جونک گھر میں جنوبی امریکا کے دلدلی علاقوں کے ماحول پیدا

کر کے ان جونکوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچا دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ان جونکوں کے لعاب میں ایک ایسے خمیری مادے (انزائم) کا کھوج لگایا ہے جو خون کے تھکے فوری طور پر گھلا دیتا ہے۔

اب یہ مادہ جو "ہیمنٹن" (Hementin) کہلاتا ہے، جینیاتی طور پر بڑے پیمانے پر تیار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، کیوں کہ اس ذریعہ سے قلب اور شریانوں میں رکاوٹ کا بہ آسانی علاج ہو سکتا ہے۔

ان کے جونک گھر میں جونکوں سے جو کیمیائی مادے حاصل کیے جا چکے ہیں، ان کی سالانہ قیمت آٹھ لاکھ ڈالر سے زیادہ ہو چکی ہے اور اب تک جونکوں سے دس اہم دوائیں تیار ہو چکی ہیں جن کا استعمال بڑھتا ہی جارہا ہے۔ ڈاکٹر سائر کے مطابق یہ دوائیں آئندہ چند برسوں میں قلب و شرائن کی تکالیف کے علاوہ گٹھیا اور موتیا کے لئے بھی استعمال ہونے لگیں گی۔

ہمارے بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ اطبائے وقت سخت اور خطرناک ورم وغیرہ کے لئے جونکیں لگوایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ گلی کوچوں میں جونکیں اور پچھنے لگانے والے بھی پھیری لگا کر آواز لگایا کرتے تھے۔ "بادی گٹھیا کا علاج کروالو، جونکیں پچھنے لگوالو۔"

منھی دو منھی آنا، ایک آدھ پرانا جوڑا اور دو چار آنے لے کر درد اور ورم کا فوری علاج کرنے والے یہ لوگ اب نظر نہیں آتے۔

سوچئے، تیسری دنیا کے ملکوں میں یک مضر اور خون چوسنے والے طفیلی کیڑے کی حیثیت سے قابل نفرت قرار دینے والی جونکیں آج مغرب کے عیش پرورده انسانوں کی خوش حالی کے امراض کے لئے شفا کا پیغام بن گئی ہیں۔ ڈاکٹر سائر کے مطابق "جونکیں گوناگوں دواؤں کی زندہ فارمیسی ہیں۔"

(جنرل آف میڈیکل)

Scanned with CamScanner

حدیث نبویؐ میں جسم انسانی کی تشریح (فزیالوجی)

مشاہدات و تجربات

(The Illustration of Hadees Nabvi in Human Physic)

درج ذیل حدیث میں میڈیکل کے وہ اصول اور تحقیق بیان کی گئی ہے جو سالہا سال کی محنت کے بعد اخذ کئے گئے ہیں۔

درج ذیل اصول حدیث غور سے پڑھ کر اور سمجھ کر آپ بھی اخذ کر سکتے ہیں۔

القلب ملک ولد جنود فانا اصلح الملک صلحت جنوده وانا ضاالملک فسدت جنوده والاننان قمع والعینان مسلحة واللسان ترجمان والیدان جناحان والدجلان برید والکبد رحمة والطحال ضحک والکلیتان مکروه الرئة نفس (بیہقی فی شعب الایمان) (کنزالعمال جلد اول صفحہ 241-24) عن ابی ھریرۃ

ترجمہ :- دل بادشاہ ہے اور اس کا لشکر فوج ہے جب وہ ٹھیک اور درست ہوتا ہے تو اس کا لشکر بھی درست رہتا ہے اور جب بادشاہ بگڑ جائے تو اس کا لشکر سپہ بھی بگڑ جاتا ہے اور دونوں کان کیف ہیں اور آنکھیں چوکیدار ہیں اور زبان ترجمان ہے اور ہاتھ پیر ہیں اور پاؤں ڈاکیہ ہیں اور جگر رحمت ہے اور تلی ہنسنا تبسم ہے اور گردے سینچنے والے ہیں اور پھیپھڑے سانس ہیں۔

شہد کا استعمال :- (Use of Honey)

شہد کا استعمال سنت ہے۔ اس کے استعمال کے بعد زمانے کو کیا ملا صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز جناب عبدالرحمن صاحب نے بتایا کہ میرے کندھے میں شدید درد ہوا اور بازو مکمل اوپر نہیں اٹھتا تھا۔ فزیو تھراپی - ایلوپیتھی کا علاج مکمل

کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے شہد استعمال کرنے کو کہا جب شہد کا مستقل استعمال شروع کیا۔ تو فائدہ محسوس ہوا حتیٰ کہ مکمل افاقہ ہوگیا۔

معراج رسولؐ :-

(Acceeding of the Holy Prophet (PBUH))

حضور اقدس ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اس ضمن میں مشہور مستشرق جوزف الیگزینڈر نے یہ الفاظ کہے۔

"ماہر نفسیات سے کسی کافر نے معراج رسولؐ کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ معراج میں برق سواری استعمال ہوئی تھی اور برق کے معنی روشنی اور بجلی کے ہیں۔ تمہارا فیکس کس طرح کام کرتا ہے۔ ٹی وی۔ ڈش کی لہریں کس طرح پر ہزاروں میل دور سے بالکل ویسی شکل لاتی ہیں۔ فیکس مشین چند سیکنڈوں میں پیغام کو ایک جگہ سے ہزاروں میل دوسری جگہ بالکل ویسے ہی پہنچا دیتی ہے۔ اس میں بھی روشنی اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ٹی وی اور ڈش کا کام ہے۔ یہ مشین تو ایک ہی دنیا میں کام کرتی ہیں۔ آپؐ کی برق سب سے اعلیٰ تھی۔ چنانچہ آپؐ کا معراج کا واقعہ حق و سچ ہے۔"

(مشاہدات)

رکوع نے مجھے صحت دلائی :-

(Rakoo gave me relief)

نماز میں رکوع کتنی اہمیت کا حامل ہے اس ضمن میں یہ شخصی تجربہ پڑھیں۔

ایک آزمودہ تجربہ

مجھے معدہ کی مسلسل تکلیف رہتی تھی۔ اکثر ناف ٹلی رہتی تھی۔ (جسے دھرن بھی کہتے ہیں) میں نے بالکل سنت کے مطابق درست درست رکوع کرنا شروع کیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے۔ جتنا رکوع کرتا گیا مرض کم ہوتی گئی۔ الحمدللہ مرض کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ (راوی لیاقت علی شاہ صاحب)

Scanned with CamScanner

اسلامی نماز کے عظیم الشان فوائد کا اعتراف
مشاہدات و تجربات

(Gracious admittance of Islamic Prayer Observations & Experiments)

نماز دین کا ستون ہے۔ (الحدیث) اس ضمن میں دانایان فرنگ اور یورپی اسکالر کیا کہتے ہیں۔

مصر کے مشہور جریدہ المؤید (قاہرہ) میں **"الفضیلة الصلوة"** کے عنوان سے ایک فاضلانہ مضمون شائع ہوا ہے جس میں فاضل مضمون نگار نے کافی مطالعہ و عرق ریز جستجو کے بعد نماز کی فضیلت میں مغربی فلاسفروں کے اقوال جمع کئے ہیں اور دکھایا ہے کہ اسلام کے رکن اعظم نماز کے متعلق ان کے کیا خیالات ہیں اور وہ اس مقدس عبادت کو کن کن روحانی و مادی کمالات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔

المؤید کے فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

یورپ جس کو اپنی تہذیب و تمدن کے عروج پر ناز ہے مذہبی نقطہ نظر سے الحاد زندقہ کا عظیم الشان مرکز ہے۔ آج ہم دنیا میں جس قدر الحاد پرستی دیکھ رہے ہیں یورپ اس کا اولیں سرچشمہ ہے لیکن قدرت کی اعجاز آفرینیاں دیکھو کہ اس الحاد آباد یورپ میں ایسی صداقت شعار ہستیاں بھی موجود ہیں جو اپنی کامل طاقت کے ساتھ حق و صداقت کی حمایت میں مشغول ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ موجودہ آزاد خیالی کے سیلاب کو جلد از جلد ختم کر دینے کے لئے مضطرب و بیقرار ہیں۔ ہماری مراد ان علماء مغرب سے ہے جو باوجود کافی آزاد خیال ہونے کے مذہب کی ضرورت و عظمت کے قائل ہیں اور جن کا مسلک خود پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے۔ ان ہی راست باز روحوں میں سے بعض نے اسلامی نماز کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں ہم موجودہ حالات میں جبکہ الحاد بلکہ کئی آندھیاں چل رہے ہیں اور ایمان کی شمع جھلملا رہی ہے۔ ان خیالات کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں۔

نماز اور یورینڈ لیبان:۔ (Prayer and Urend Laban)

معزز فلاسفر بورن لیبان فضائل نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا ہے تو ثابت ہوا کہ آخر الذکر طرز عبادت افضل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں خدا کی حمد و ثنا اور تقدیس و تمجید ہے۔ نیز دعا اور عاجزانہ التجا ہے اور اس میں انکساری و فروتنی کا عجیب مظاہرہ ہے۔ میں التزاماً" یوم جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا۔ میں نے جب خطیب کے پرجوش خطبہ صفوف کی ترتیب اور رکوع و سجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابل بیان ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادت کا پر کیف نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے۔"

(دی لکچر آف ا۔یلچر: صفحہ 46)

سینٹ ہیلر کا قول:۔ (Saint Heler's Saying)

روما کا مشہور پادری سینٹ ہیلر اپنی کتاب دعا (دی پرے) میں لکھتا ہے کہ:۔

"میں نے جہاں جہاں اسلامی ممالک کا سفر کیا وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور دیکھا اس سلسلہ میں اسلامی نماز پر بھی غور کرنے کا موقع ملا۔ میرے نزدیک یہ ایک افضل ترین عبادت ہے جب ایک خدا کا پجاری اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتا ہے۔ تو روح وجد میں آجاتی ہے اس وقت وہ یقیناً" اپنے مذہب سے قریب تر ہو جاتا ہے اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ اس کے حضور میں سربسجود نظر آتا ہے۔ اس کا آخری نتیجہ روح کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے۔ مزید برآں اس عبادت میں ورزشی پہلو بھی نمایاں ہیں جس کا تعلق جسم کی تقویت سے ہے۔ میں نے دیکھا کہ نماز گذار ست، کاہل نہیں ہوتے صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے۔"

Scanned with CamScanner

پادری جیمس مولر کا بیان :- (Father James's Statement)

مذہبی رہنما جیمس مولر تحریر فرماتے ہیں :-

"تعصب سے کام لینا آسان ہے لیکن سچ بولنا دشوار ہے میں اس وقت دشوار منزل ہی کو اختیار کرتا ہوں۔ میں نے بارہا اپنے محمدی احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں۔ تیرہ صدیاں گذرنے کے بعد بھی اپنے پیغمبر (صلعم) کے اطاعت گذار ہیں اور ان کی ہر شے کو محبوب رکھتے ہیں۔ مسیحی دنیا کے لئے اس محبت میں ایک خاص سبب ہے۔

اسلامی آبادی کا ایک بیشتر حصہ آج بھی ایک اہم عبادت کا پابند ہے جس کا نام نماز ہے۔ محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی اور بے حیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے۔ بظاہر یہ عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اکثر نمازی بھی برائی کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ یعنی ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری کرتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہوجاتا ہے اور واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے"۔

مسٹر کنگ کا خیال :- (Mr. King's Idiology)

مسٹر سی - ایم - کنگ رقمطراز ہیں :-

انسان فطرۃً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیاوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہوجاتا ہے تو اس کا اصلاح نفس کا خیال نہیں رہتا اور بعض تفریحوں میں لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد سے غافل ہوجاتا ہے ان حالات میں جب اس بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حال میں اس اہم فرض کو ادا کریں تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے جب ایک سچے عقیدے کا آدمی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص و محبت کے ساتھ اپنے خالق کو یاد کرتا ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس

بیان کر کے اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس قادر و قدوس سے استعانت طلب کرتا ہے تو اس کی روح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہوجاتا ہے۔ میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے اثر و اقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور کم حیثیت آدمی ان سے بات کرنے کی بھی جرات نہیں کرسکتے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی بے تابانہ مسجد میں داخل ہوجاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے ساتھ فریضہ نماز ادا کرتا ہے اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بے شک اس عبادت میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے اور اس میں مساوات کی شان نظر آتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسولؐ نے عجیب انداز سے امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا۔ اور مناسب طور پر غرور و نخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔ (ترجمہ در خلافت)

(جریدہ الموید بحوالہ حقانیت اسلام)

وضو کے دوران بخارات کا نکلنا۔ ایک تجزیہ

پروفیسر نذیر احمد بھٹی صاحب فرمانے لگے کہ یورپ کے سفر میں مجھے ایک خاتون ملی تو اس نے دوران گفتگو بتایا کہ میں نے تحقیق کی ہے کہ وضو کے دوران ایک خاص قسم کے بخارات جسم انسانی سے نکلتے ہیں۔

یہی محقق خاتون کہنے لگیں میں نے مسلمانوں کو دیکھ کر سجدہ کرنا شروع کردیا اور جب میں سجدہ میں سر رکھتی ہوں تو مجھے وہ ملتا ہے جو میں بیان نہیں کرسکتی۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ایک واقعہ:۔

(An Incident of Imam-e-Azam Abu Haneefa)

ایک دفعہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک چلتے پانی میں وضو کر رہے تھے آپؒ فوراً اٹھ گئے اور جس طرف سے پانی آرہا تھا اس طرف چلنا شروع کردیا تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ اس پانی میں ایسا شخص نہا رہا ہے کہ اس نے زنا کیا ہے۔

(حیات امام اعظمؒ)

تحریک پاکستان کے لیڈر سر محمد شفیع کا واقعہ
مشاہدات و تجربات۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

ہاتھ سے کھانا سنت نبویؐ ہے۔ جدید سائنس نے چھری کانٹے دیئے لیکن حقائق ہیں۔

سر محمد شفیع ہندوستان کے ایک بہت بڑے مدرسے میں امداد دینے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ مدرسہ کے مہتمم نے چندہ لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ کھانے کا وقت قریب تھا۔ تو مہتمم نے کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ کھانے کے دوران سر محمد شفیع نے چھری کانٹے (Cuttleries) استعمال کئے۔ انہوں نے مہتمم مدرسہ سے پوچھا کہ آپ ہاتھ استعمال کیوں کر رہے ہیں تو مہتمم صاحب نے فرمایا اس کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ مثلاً"

چمچ پر اعتبار نہیں اور ہاتھ پر اعتبار ہے اس لئے کہ چمچ یہ نہیں بتا سکتا کہ

کھانا گرم یا ٹھنڈا۔ ہاتھ کے استعمال سے مطلوبہ مقدار انسان استعمال کر سکتا ہے جبکہ چمچ سے ایسا ممکن نہیں۔

ہاتھ سے محسوس ہوجاتا ہے کہ کھانا باسی ہے یا تازہ کھانا سخت ہے یا نرم۔ الغرض کیا یہ کھانے کے قابل بھی ہے؟

تین سو پچاس گرجوں کا پادری۔ مشاہدات و تجربات:

(The Monk of 350 Churches - Observation & Experiments)

ملک محمد انور صاحب فرمانے لگے ہم چند دوست فلپائن کی سیاحت میں تھے ایک جگہ نماز کا وقت آیا ہم تمام وضو کرنے بیٹھ گئے ایک عیسائی دیکھتا رہا پھر کہنے لگا کیا تم تمام پاگل ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگا دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں پاگل لوگوں کے علاج کے لئے ان جگہوں پر پانی لگایا جاتا ہے جہاں جہاں تم پانی لگا رہے ہو۔

مزید فرمانے لگے کہ ہم ایک بڑے بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے ہم احباب نے ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا ساتھ ہی کمرے میں ایک بہت بڑا عیسائیوں کا پادری بھی رہ رہا تھا 50 گھنٹے کا طویل سفر تھا وہ پادری جس کے ماتحت 350 گرجے تھے ہمیں نماز پڑھتا' قرآن شریف اور مختلف مسلمانوں والے اعمال دیکھتا رہا کہنے لگا کہ مسلمانوں کے تین عمل مجھے بہت متاثر کرتے ہیں

(1) جماعت کی نماز جس میں ڈسپلن کی انتہا ہے جو ایک آدمی (یعنی امام) کرتا ہے بالکل وہی عمل کسی وضاحت کے پوچھے بغیر سینکڑوں بلکہ حج میں لاکھوں لوگ کرتے ہیں۔

(2) مل کر کھانا تناول کرنا۔

(3) مسلمانوں کا سائنسی لباس (یعنی موجودہ اسلامی لباس سائنس کی تحقیق کے مطابق سو فیصد درست ہے) لہٰذا میں ان اعمال کو دیکھتا رہتا ہوں آج عملی طور پر میں نے کئی بار ان اعمال کو دیکھا ہے۔ میں بہت متاثر ہوں لہٰذا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آخر کار وہ مسلمان ہوگیا۔

چھینک آئے تو چھینک دیں

(Must Sneeg, If it Occurs)

نیویارک میڈکو' چھینک جیسے ہی آئے اسے فوراً" لے لینا چاہیئے ورنہ نظام انہضام بری طرح بگڑ جاتا ہے۔ چھینک کے مضمرات پر ریسرچ کرنے والے ادارے نیویارک میڈکو کی رپورٹ ہے کہ اگر انسان چھینک کو زبردستی دبائے تو نہ صرف قوت مدافعت میں کمی ہوتی ہے۔ بلکہ انسان کا پیٹ خراب ہوجاتا ہے۔

اسلام نے چھینک کو پسند کیا ہے اور چھینک کو روکنے سے منع فرمایا ہے۔

زمین پر بیٹھنا سنت ہے - جدید انکشافات:

حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زمین پر بیٹھنا' سونا پسند فرماتے تھے اور آپؐ کی زندگی کے شب و روز زمین پر گذرے۔

لمبے قد کا راز: (The Secrete of tall Body)

ایک صاحب فن نے اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ ہم تمام عمر زمین پر سوتے رہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے زمین پر سونے سے قد دراز' صحت خوشنما اور چہرے پر خون چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔

"صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے"

جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

زمین پر بیٹھنے سے موٹاپا نہیں آتا:

امریکی ماہرین جمالیات کا کہنا ہے کہ زمین پر بیٹھنے سے خواتین کو نہ صرف بہت سی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ بلکہ موٹاپا بھی نہیں آتا' بالخصوص گھٹنوں کو کہنیوں میں دبا کر ٹھوڑی کلائیوں پر رکھنے سے پیٹ کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

(میڈیکل سروے)

جدید طبی تحقیق نے دل سے محبت کا تعلق ثابت کر دیا:

اسلام دلی محبت اور الفت کا سبق دیتا ہے۔ والدین کو محبت کی نظر دیکھنا حج اور عمرے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

امریکہ کی میڈیکل ایسوسی ایشن کی رپورٹ میں جدید طبی تحقیق کے حوالے سے انکشاف کیا گیا ہے کہ دل اور محبت کے درمیان واضح تعلق موجود ہے دل کے مریضوں میں مرنے والے ایسے افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جن کا کوئی رفیق حیات یا دوست نہیں ہوتا۔ دل کے مریض تنہا افراد ہیں۔ ان مریضوں کے مقابلے میں مرنے والوں کی تعداد پانچ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ جن کی کسی سے جذباتی وابستگی ہو۔ انہیں حیات یا کسی ہمدم سے محروم دل کے مریض دوسرے مریضوں سے پانچ برس قبل ہی مرجاتے ہیں۔ دل کے مریضوں میں غریب مریضوں کی نسبت امیر مریض کم تعداد میں موت کا شکار ہوتے ہیں۔ وائس آف امریکہ کے مطابق دل کے تیرہ سو مریضوں کا تقریباً" پانچ برس تک مسلسل جائزہ لینے کے جدید تحقیقی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ جدید طبی تحقیق کے بعد دل کے نوجوان مریضوں کو یہ مشورہ بھی دیا گیا ہے اگر وہ زیادہ عرصہ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو شادی میں تاخیر نہ کریں۔

(ماڈرن کے نفسیاتی تجربات)

ختنہ کے فوائد۔ مشاہدات و تجربات

(Advantages of Circumcision Observations and Experiments)

امریکہ کے مشہور ترین طبی میگزین کے مارچ و مئی 1990ء کے شمارہ میں ختنہ سے متعلق مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ 61 سے 85 فیصد امریکی بچوں کا ولادت کے بعد ختنہ کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ امریکہ میں یہودی بہت معمولی تعداد میں ہیں اور یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ معلوم ہوا کہ عیسائی یہ کام سرانجام دیتے ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟ جبکہ عیسائی ختنہ نہیں کراتے اور یورپین عیسائیت ختنہ کی سخت ترین دشمن رہی ہے۔ امریکہ میں بچوں کے مشہور ترین ماہرین ڈاکٹر باقاعدہ ہر بچہ کے ختنہ پر زور دیتے ہیں اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے رحمت دو عالم ﷺ کی بتائی ہوئی فطری عادات میں سے ایک عادت ختنہ کے راز ہائے سربستہ کا انکشاف کیا۔ ختنہ کے موضوع پر جدید طبی مجلّات میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ امریکہ نیز دنیا کے مشہور ترین میگزین میں گزشتہ چند سالوں میں سینکڑوں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

ختنہ گزشتہ ادیان میں:۔

(Circumcision in Pre-past religions)

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے (80)اسی سال کی عمر میں کلہاڑی سے ختنہ کیا۔ علامہ ابن القیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ اولا" حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا۔ بعد ازاں ختنہ کا سلسلہ رسولوں اور ان کے پیروکاروں میں مسلسل جاری رہا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا۔ نصاریٰ اس بات کے انکاری نہیں بلکہ اس طرح اقرار کرتے ہیں جس طرح خنزیر کی حرمت کا۔ ..

یہودی خاص طور پر ختنہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ سفر تکوین میں ہے "یاد رکھنا یہ میرے اور تمہارے اور تمہارے بعد تمہاری نسل کے درمیان عہد ہے کہ ہر لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔"

عیسائیت میں بھی ختنہ شروع میں تھا لیکن عیسائیوں نے اپنے پیغمبر کی اصل تعلیمات کو مسخ کر ڈالا اور ان سے روگردانی کی۔ انجیل برنباس میں بھی ختنہ کا ذکر ملتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا "میں سچ بات بتاتا ہوں کہ کتا ختنہ نہ ہوئے آدمی سے کہیں بہتر ہے۔"

ختنہ اسلام میں:۔ (Circumcision in Islam)

ختنہ سے متعلق بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں ختنہ کرنا' زیر ناف کے بال کاٹنا' مونچھیں پست رکھنا' ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال اکھاڑنا۔" امام احمد نے شداد بن اوس سے مرفوعاً" روایت کیا ہے کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے۔

ختنہ سے متعلق امریکی ماہرین امراض اطفال کی رائے:۔

(American experts opinion in childern diseases about Circumcision)

پروفیسر وائس ویل جو کہ واشنگٹن کے فوجی ہاسپٹل میں شعبہ امراض اطفال کے صدر ہیں مجلہ امریکن فیملی فزیشن (American Family Physician) کے مارچ 1990ء کے شمارہ میں رقمطراز ہیں 1975ء میں میں بھی ختنہ کا سخت ترین دشمن تھا اور ختنہ کا تناسب کم کرنے کے لئے اس وقت جو کوششیں کی جارہی تھیں ان میں بھی شریک تھا لیکن سن اسی کی دہائی کے اوائل میں کئے گئے سروے سے پتہ چلا کہ غیر مختون بچوں کے اندر پیشاب کی نالی کی سوزش کا مرض نسبتاً" زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کرنا میری تجویز نہ تھی الا یہ کہ بوقت ضرورت اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

لیکن جب اس موضوع پر مزید تحقیق کی گئی اور انتہائی باریک بینی سے اس کا مطالعہ کیا گیا تو نتیجہ برعکس نکلا اور ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کئے جانے کا حامی بننا پڑا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ امریکن اکیڈمی برائے طب اطفال نے 1989ء میں جو رپورٹ شائع کی وہ 1970ء کی شائع کردہ رپورٹ کے بالکل برعکس تھی چنانچہ ختنہ کے عمل کی مخالفت سے رجوع کر لیا گیا اور بچوں کے ختنہ کے فوائد کی پر زور تائید کی گئی۔ دور حاضر کی طبی تجربات کے بعد گویا بھونچال آگیا لوگوں کو اپنی رائیں بدلنی پڑیں پالیسیاں بالکل برعکس ہوگئیں اور جو لوگ ختنہ کے جتنے زیادہ مخالف و دشمن تھے وہ اتنے ہی زیادہ حامی و ہمنوا بن گئے اور ایک بار پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ گردش ایام فطرت انسانی کو بدلنے سے قاصر ہے۔ (**فطرة اللّٰه التی فطر الناس علیها**۔ اللہ کی بنائی ہوئی سرشت لازم پکڑو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (آیت)

اور پروفیسر موصوف نے بایں الفاظ اپنی بات پوری کی اور 8 مارچ 1988ء کو کیلی فورنیا کی طبی آرگنائزیشن کے ممبران نے بیک آواز یہ رائے پاس کی کہ بچہ کا ختنہ صحت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ پھر میں نے ختنہ کی طویل مخالفت سے رجوع کر لیا۔ نیز کیلی فورنیا کی طبی آرگنائزیشن کی قرارداد کا خیر مقدم کیا۔

ختنہ اور جنسی اعضاء کی نظافت:

1990ء کے میگزین "نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن (New England Jouranal of Medicine) کے اندر ڈاکٹر شیون تحریر کرتے ہیں "بلاشبہ بچے کا ختنہ عمر بھر کے لئے جنسی اعضاء کی نظافت کا کام آسان کر دیتا ہے۔ اس طرح بچپنے میں قلفہ (عضو تناسل کے سرے پر بڑھی ہوئی جلد) کے نیچے بیماری کے جراثیم جمع نہیں ہوپاتے۔" ڈاکٹر موصوف کا شمار دنیا کے مشہور ترین ماہرین امراض اطفال میں ہوتا ہے عضو خاص کے کینسر کے پیش نظر جنسی اعضاء کی صفائی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ پوشیدہ اعضاء کی صفائی ستھرائی خاطر خواہ یقیناً" مشکل مسئلہ ہے اور یہ مشکل دنیا کے پسماندہ ممالک ہی میں نہیں بلکہ امریکہ جیسے بڑے

اور چھوٹے چھوٹے ترقی یافتہ ممالک میں بھی جنسی اعضاء کی نظافت کا معاملہ غیر اطمینان بخش ہے۔ برطانیہ کے غیر مختون اسکول بچوں کے ایک سروے سے پتہ چلا کہ ان میں 70 فیصد کی جنسی اعضاء کی صفائی کی حالت بہت خراب تھی۔ ڈنمارک کے اندر ایک اور جائزے سے پتہ چلا کہ چھ سال کے غیر مختون بچوں میں 63 فیصد کا قلفہ گندگی کی وجہ سے چپکا ہوا تھا۔"

یہ بیان ختنہ کے اسرار و رموز کی تحقیق کرنے والی بہت بڑی کمیٹی کے صدر کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس بیماری کا علاج روز اول ہی بتا دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمادی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **فاقم وجهک للدین حنیفا فطرة اللّٰه التی فطر الناس علیها** (روم : 30) آپ یکسو ہو کر اس دین پر قائم رہیے اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا اسے لازم پکڑیے۔

ختنہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش:
(Cirumcision and Infection of the Ureter)

1989ء کے تازہ ترین سروے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ مختون بچوں کی بہ نسبت غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش کا 39 گنا زیادہ احتمال ہے۔ چار کروڑ بچے اور بچیوں کا جائزہ لیا گیا تو پروفیسر وائس ویل کے بیان کے مطابق غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش بہت زیادہ پائی گئی۔ اسی طرح اسکالرز کی ایک ٹیم کے اندازے کے مطابق اگر امریکہ میں ختنہ کا عمل جاری نہ ہوا ہوتا تو وہاں بیس ہزار لوگوں کی حویضہ اور گردے کی سوزش سے حالت ابتر ہوتی۔ برطانیہ کے لانسٹ نامی مشہور میگزین کے 1989ء کے شمارے میں شائع مضمون بتاتا ہے کہ "اگر بچوں کا ختنہ شروع میں کردیا جائے تو پیشاب کی نالی سوزش 90 فیصد کم کی جاسکتی ہے۔"

ختنہ اور قضیب کینسر:
(Circumcision and Panic Cancer)

برطانیہ کے (B.M.J) بی ایم جے نامی طبی میگزین نے 1977ء میں اس مرض سے متعلق ایک مضمون شائع کیا جس کا بیان ہے کہ قضیب (عضو خاص) کا کینسر یہودیوں میں شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور اسلامی ممالک جہاں بچپنے میں ہی ختنہ کر دیا جاتا ہے کا بھی یہی حال ہے۔ قضیب کا کینسر دنیا کے بیشتر ممالک کے لئے پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے۔ خاص طور پر چین، یوگانڈا اور پوتو ریکو میں 12 سے 22 فیصد مردوں کو یہ بیماری لاحق ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فور کینسر کے میگزین میں چھپی ایک رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قضیب کا کینسر جنسی میل جول سے منتقل ہوتا ہے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جنسی بے راہ روی سے یہ کینسر پیدا ہوتا ہے۔

امریکی میگزین برائے امراض اطفال نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "غیر مختون شخص قضیب کے کینسر کا کسی بھی وقت شکار ہو سکتا ہے۔ اس کا سدباب اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ نومولود ہی کا ختنہ کر دیا جائے۔

کیا اسلام کی حقانیت کے لئے یہی کافی نہیں کہ جس خطرہ کی طرف ماہرین طب آج اشارہ کر رہے ہیں اسلام نے روز اول ہی اس کا سدباب کر دیا تھا۔

ختنہ اور جنسی امراض:
(Circumcision & Genetic diseases)

میگزین نو انگلینڈ جرنل فور میڈیسن کی 1990ء کی اشاعت میں ہے کہ " دوسری جنگ عظیم اور کوریا و ویتنام کی جنگوں کے دوران امریکی فوج کے اندر حشفہ (عضو تناسل کی سپاری) کی سوزش اور جنسی امراض سے بچاؤ میں ختنہ کے عمل نے اہم رول ادا کیا۔"

آسٹریلیا کے ایک تازہ ترین سروے سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مختون حضرات میں چار قسم کے جنسی امراض عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ (1) آلہ تناسب پر

چھالے (Gental Herpes) (2) Candidiasis (3) سوزاک Gonorrmea (4) آتشک Syphills

ختنہ اور ایڈز کا مرض: (Circumcision Aids disease)

1989ء میں شائع ہونے والے امریکن سائنس میگزین کے ایک مقالہ کا عنوان ہے "ختنہ ایڈز کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔" یہ مقالہ امریکہ اور افریقہ میں لئے گئے تین جائزوں پر مشتمل ہے اس میں خاص طور سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ بیشتر غیر مختون حضرات ہی اس وبا کا شکار ہوتے ہیں۔

کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ جو لوگ خداوندی معصیت میں سرپٹ دوڑے چلے جارہے ہیں وہی مذہب اسلام کی اس خصلت (ختنہ) کا اس عذاب الٰہی (ایڈز) سے نجات حاصل کرنے کے لئے سہارا ڈھونڈ رہے ہیں۔ پھر بھی یہ گمان ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ ختنہ کا عمل کلی طور پر اس مرض سے نجات کا ضامن ہے۔ اگرچہ غیر مختون کے مقابلہ میں مختون کے لئے کم خطرہ ہے لیکن مختون و غیر مختون دونوں ہی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔ جدید تحقیقات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا ہر ہر پہلو انسانی کی اخروی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیوی مفادات کا بھی ضامن ہے اور جن لوگوں نے بھی قانون فطرت سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی ہے وہی خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہے ہیں۔

(ویکلی میڈیکل سروے امریکہ)

Scanned with CamScanner

عمل جراحی اور اسلامی تعلیمات - مشاہدات و تجربات

(Surgery and Islamic Teachings Obsevations and Experiments)

صحت کو قائم رکھنے اور بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر دور میں حکیموں، ڈاکٹروں اور طبیبوں نے مختلف طریقے اپنائے ہیں۔ ان میں عمل جراحی سب سے اہم ہے پچھلے دو سو سال میں عمل جراحی کے بارے میں میڈیکل سائنس نے بہت ترقی کی ہے۔ آپریشن سے اب کروڑوں انسانوں کی جان بچائی جاتی ہے اور نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے ہیں۔ ہر آپریشن کا بنیادی اصول زخموں کو جراثیم سے بچانا اور مریض کو صاف ستھرا ماحول مہیا کرنا ہے۔ جس میں مریض کے زخم خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

سو سال پہلے تک یورپ کے سرجنوں کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا چنانچہ بے شمار مریض کامیاب آپریشن کے باوجود زخم خراب ہونے سے مرجایا کرتے تھے۔ لیکن جب سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ صاف ستھرے ماحول میں مریض کو رکھنے، آپریشن کرنے اور زخموں کو جراثیم سے بچانے سے آپریشن کے نتائج بہت حوصلہ افزا ہوتے ہیں۔ سرجن ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ صفائی کا اعلیٰ ترین معیار قائم رکھا جائے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے صفائی کا جو معیار قائم کیا تھا اسی کو بنیاد بنا کر مغرب کے سائنس دان عمل جراحی سے اس قدر اچھے نتائج اخذ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔

آیئے اس معیار کا تجزیہ کرتے ہیں۔

پہلا اصول: (First Principle)

سرجری کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ سرجن کا خود صاف ستھرا ہونا ہوتا ہے۔ اسلام نے مسلمان کی ذاتی جسمانی صفائی کے بارے میں بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ گندے شخص کی نماز ہی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مسلمان کا پاک و

صاف رہنا نہایت ضروری ہے۔ نہانا صاف ہونے کا بنیادی اصول ہے۔ اور اس کے بارے میں احادیث میں متعدد احکامات ملتے ہیں۔

دوسرا اصول: (Second Principle)

سرجری کا دوسرا اصول صاف کپڑے پہننا ہے۔ گندے کپڑوں کے ساتھ تو سرجن آپریشن تو کیا آپریشن تھیٹر کے اندر بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ صاف کپڑے پہننا بھی نماز کی بنیادی شرط ہے۔ آپریشن تھیٹر میں عموماً سفید کپڑے پہنے جاتے ہیں تاکہ اگر معمولی سی بھی کہیں گندگی ہو تو فوراً نظر آجائے۔

احادیث کا حوالہ: (Reference of Hadees)

احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی سفید لباس سب سے زیادہ پسند تھا۔ اور اس کی وجہ آپ کی اعلیٰ نفاست پسندی تھی۔ آپریشن کے دوران سر کے بالوں اور منہ کو ٹوپی اور ماسک سے ڈھانپ لیا جاتا ہے اس کا مقصد زخموں کو سانس کے ذریعے نکلنے والے جراثیم اور بالوں سے بچانا مقصود ہوتا ہے۔ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کھانے کی اشیاء میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی اصول کو سرجری میں ماسک کی صورت میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ منہ اور ناک کے جراثیم زخم کے اندر نہ چلے جائیں اور نماز کے دوران ہم اپنا سر بھی ٹوپی سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ مسجد کو اسلامی معاشرے میں جو اہمیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مسجد کا مقصد اسلامی معاشرے میں تقویٰ اور پاکیزگی کو فروغ دینا ہے۔ یہ ایک ایسا مرکز ہے جس سے انسان ذہنی اور جسمانی طور پر صاف ستھرا ہو کر نکلتا ہے۔

قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔

"جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہ اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کی پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں (سورۃ توبہ 108)> چنانچہ مسجد کا مقام اسلامی معاشرے میں صاف ترین جگہ کے لئے ہم

Scanned with CamScanner

دیکھتے ہیں کہ مغرب نے صفائی کے بارے میں کئی اصول ہم سے لے کر اپنے معاشرے میں استعمال کئے ہیں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے جوتیوں کا مسجد کے باہر چھوڑنا ضروری ہے تاکہ جوتیوں کے ساتھ گندگی اندر نہ جاسکے۔ مزید یہ کہ نماز پڑھتے وقت بھی جوتے اتار کر علیحدہ رکھ دیئے جاتے ہیں تاکہ انسان اللہ کے حضور بالکل پاک و صاف جسم کے ساتھ حاضر ہو۔ یہ اصول آپریشن تھیٹر میں کارفرما ہے۔ عام جوتیوں کے ساتھ تھیٹر میں داخل ہونا قطعاً" ممنوع ہے۔ آپریشن کرنے سے پہلے سرجن اپنے دونوں ہاتھ اور بازو کہنیوں تک کئی منٹ تک دھوتا رہتا ہے۔ کبھی صابن کے ساتھ اور کبھی کسی جراثیم کش محلول کے ساتھ۔ اس کا مقصد ہاتھوں اور بازوؤں کو جراثیم سے بالکل پاک صاف رکھنا ہے۔ اسی دوران پانی کا بہاؤ ہمیشہ ہاتھوں سے کہنیوں کی طرف ہوتا ہے۔ وضو نماز کا بنیادی رکن ہے۔ وضو میں ہاتھوں اور کہنیوں کو دھونا فرض ہے اور پانی کا بہاؤ بھی ہاتھوں سے کہنیوں کی طرف ہی ہوتا ہے۔ اسی بہاؤ کا مقصد یہ ہے کہ کہنیوں کا میل کچیل ہاتھوں پر نہ آئے وضو میں ہر عمل تین بار دہرایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمل کا مقصد ہر ممکن گندگی کو دھونا ہے۔ ہاتھوں کو پاک و صاف رکھنے کا بہترین اصول یہ ہے کہ انہیں دھونے کے بعد کسی کپڑے سے خشک نہ کیا جائے اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ طریقہ کار تھا۔ یہی اصول سرجری میں اپنایا جاتا ہے۔ آپریشن کے بعد مریض کے جلد از جلد ٹھیک ہونے کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کا زخم خراب نہیں ہوتا اس میں پیپ نہیں پڑتی۔

احادیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل ہوا ہے جس میں زخموں کو صاف پانی سے دھونے کا ذکر ہے اور انہیں صاف کپڑے سے پٹی کرنے کا ذکر ہے۔

شہد: (Honey)

شہد اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت اعلیٰ اور خوش ذائقہ خوراک ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا

ہے۔ جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے یقیناً" اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔(النمل 69) سائنس دانوں نے شہد کے متعلق تحقیق کی ہے کہ یہ زخموں کے لئے نہایت کار آمد ہے۔ اسی سے جراثیم مرجاتے ہیں۔ جن میں ٹائیفائیڈ، پیچش، ہیضہ اور انفلوئنزا کے جراثیم شامل ہیں۔ آپریشن سے قبل مریض کو 6 سے 8 گھنٹے تک خالی پیٹ رکھا جاتا ہے تاکہ بے ہوش کرنے سے پہلے مریض کا معدہ خالی ہو کیونکہ بے ہوشی کے دوران اس بات کا امکان ہے۔ اگر معدہ میں خوراک ہوگی وہ الٹی کے ساتھ سانس کی نالی میں جاسکتی ہے۔ جس سے سانس بند ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح آپریشن کے بعد بھی مریض کو کم از کم 6 سے 8 گھنٹے اور بعض حالتوں میں 12 سے 24 گھنٹے تک کھانے سے منع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مریض کم از کم 14 سے 16 گھنٹے تک بھوکا رہتا ہے۔ اس بات کی تربیت مسلمان کو روزے کے عمل سے دی جاتی ہے۔ آج کی میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ روزے سے انسانی جسم میں کوئی اثر نہیں پڑتا اور آپریشن کے عمل سے بھی گزر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ شہد کئی دوسرے جراثیم Pseudomonas اور Sheptococci کے خلاف بھی کار آمد ہے۔ جانوروں پر تجربات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے۔ کہ اگر زخموں کو روزانہ دوبار ابلتے ہوئے صاف شہد سے صاف کیا جائے تو زخم جلد بھر جاتے ہیں۔ سرطان جیسے موذی مرض میں بھی شہد مفید ثابت ہوتا ہے۔

(روزنامہ جنگ میڈیکل رپورٹ)

تیمارداری اور خدمت میں شفا

(Teachin Sicle - A cure of diseases)

زیر نظر تحقیق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کی وضاحت کرتی ہے۔ آپ مریض کو تسلی دیتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔

عقیدے کی طاقت دراصل نفسیاتی صحت کا خزانہ ہے جو نفسیات اس

سرچشمہ سے محروم ہو وہ "بیماریوں" کے سوا کسی اور انجام سے دوچار نہیں ہو سکتی‘ یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ وقت کے ماہرین نے نفسیاتی یا اعصابی عوارض کا کھوج لگانے میں تو کمل درجے کی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر ان نودریافت بیماریوں کا صحیح علاج تجویز کرنے میں وہ سخت ناکام ہوئے ہیں۔

عیسائی عالم کے الفاظ :
(The Words of a Christian Misronia)

ایک عیسائی عالم کے الفاظ ہیں :۔
"نفسیاتی علاج کے ماہرین PSYCWIATRISTS صرف اس تالے کی باریک تفصیلات بتانے میں اپنی کوشش صرف کررہے ہیں جو ہمارے اوپر صحت کے دروازے بند کرنے والا ہے"

جدید معاشرہ بیک وقت دو متضاد عمل کررہا ہے۔ ایک طرف وہ مادی ساز و سامان فراہم کرنے میں پوری قوت صرف کر رہا ہے۔ دوسری طرف مذہب کو ترک کرکے وہ حالات پیدا کر رہا ہے جس سے زندگی طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوجائے۔ وہ ایک طرف دوا کھلا رہا ہے اور دوسرے جانب زہر کا انجکشن دے رہا ہے۔

امریکی ڈاکٹر کا اقتباس :
(An Entract of An American Doctor)

یہاں میں ایک امریکی ڈاکٹر ارنسٹ اڈولف Paul Ernes Adolph کا ایک اقتباس نقل کروں گا جو اس کے سلسلے میں ایک دلچسپ شہادت فراہم کرتا ہے۔

"جن دنوں میں میڈیکل اسکول میں زیر تعلیم تھا‘ میں ان تبدیلیوں سے آگاہ ہوا جو زخم ہوجانے کی صورت میں جسم کے اخلاط Body Tissues میں رونما ہوتی ہیں۔ خورد بین کے ذریعہ نسیجوں (Tissues) کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ نسیجوں پر مختلف موافق اثرات کے واقع ہونے سے

زخم کا اطمینان بخش اندمال ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد جب تعلیم ختم کر کے میں عملاً" ڈاکٹری کے پیشے میں داخل ہوا تو مجھے اپنے اوپر بڑا اعتماد تھا کہ میں زخم اور اس کے اندمال کے طریقوں کو اس حد تک جانتا ہوں کہ میں یقینی طور پر موافق نتیجہ پیدا کر سکتا ہوں جب کہ میں اس کے ضروری طبی وسائل مہیا کر کے اس کو استعمال میں لاؤں۔ لیکن جلد ہی میری اس خود اعتمادی کو صدمہ پہنچا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں نے اپنے میڈیکل سائنس میں ایک ایسے عنصر کو نظر انداز کر دیا تھا جو سب سے زیادہ اہم ہے۔ یعنی خدا

ایک 70 سالہ مریضہ کی کہانی :
(Story of a 70 years old Patient)

ہسپتال میں جن مریضوں کی نگرانی میرے سپرد کی گئی ان میں ایک ستر سال کی بوڑھی عورت تھی۔ جس کا کولھا زخمی ہوگیا تھا۔ ایکسرے تصاویر کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس کے نسیجیں (TISSUES) بڑی تیزی سے ٹھیک ہورہی ہیں۔ میں نے اس سرعت کے ساتھ شفایابی پر اس کو مبارکباد پیش کی۔ انچارج سرجن نے مجھے ہدایت کی کہ اس خاتون کو 24 گھنٹے میں رخصت کر دیا جائے۔ کیونکہ اب وہ کسی سہارے کے بغیر چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی ہے۔

اتوار کا دن تھا۔ اس کی بیٹی ہفتہ وار ملاقات کے معمول کے مطابق اسے دیکھنے آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ چونکہ اس کی ماں اب صحت یاب ہے‘ اس لئے وہ کل آکر اسے اسپتال سے گھر لے جائے لڑکی اس کے جواب میں کچھ نہ بولی اور سیدھی اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ اس نے اپنی ماں کو بتایا کہ اس نے اپنے شوہر سے اس کے بارے میں مشورہ کیا ہے اور یہ طے ہوا ہے کہ وہ اس کو اپنے گھر نہ لے جاسکیں گے۔ اس کے لئے زیادہ بہتر انتظام کی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی دارالضعفاء (Old Peoples Home) میں پہنچا دیا جائے۔

چند گھنٹوں کے بعد جب میں اس بڑھیا کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ بڑی تیزی کے ساتھ اس پر جسمانی انحطاط طاری ہورہا ہے چوبیس گھنٹے کے اندر ہی

Scanned with CamScanner

وہ مرگئی۔ کولھے کے زخم کی وجہ سے نہیں بلکہ دل کے صدمے کی وجہ سے :-

Not of her Broken hip, but of a broken heart.

ہم نے ہر قسم کی ممکن طبی امداد اسے پہنچائی۔ مگر وہ جاں بر نہ ہو سکی۔ اس کے کولھے کی ٹوٹی ہوئی ہڈی تو بالکل درست ہوچکی تھی۔ مگر اس کے ٹوٹے ہوئے دل کا کوئی علاج نہ تھا۔ وٹامن، معدنیات اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اپنی جگہ لانے کے لئے سارے ذرائع استعمال کرنے کے باوجود وہ صحت یاب نہیں ہوئی۔ یقینی طور پر اس کی ہڈیاں جڑ چکی تھیں اور وہ ایک مضبوط کولھے کی مالک ہوچکی تھی۔ مگر وہ بچ نہ سکی۔ کیوں۔ اس لئے کہ اس کی صحت کے لئے اہم ترین عنصر جو درکار تھا وہ وٹامن نہیں تھا۔ نہ معدنیات تھے اور نہ ہڈیوں کا جڑنا تھا، یہ صرف امنگ (Hope) تھی اور جب زندگی کی امنگ ختم ہوگئی تو صحت بھی رخصت ہوگئی۔

اس واقعہ نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ مجھے یہ شدید احساس تھا کہ اس بوڑھی خاتون کے ساتھ ہرگز یہ حادثہ پیش نہ آتا اگر یہ خاتون خدائی امید (God of Hope) سے آشنا ہوتی جس پر ایک عیسائی کی حیثیت سے میں اعتقاد رکھتا ہوں۔" The Evidence of God PP. 212-14

اس مثال سے اندازہ ہوتا ہے کہ جدید ترقی یافتہ دنیا کس قسم کے تضاد سے دوچار ہے ایک طرف سارے علوم کو اس نہج پر ترقی دے رہی ہے جس سے خدا کا وجود حرف غلط ثابت ہوجائے، تعلیم و تربیت کے پورے نظام کو اس ڈھنگ سے چلایا جارہا ہے جس سے خدا اور مذہب کے احساسات دلوں سے رخصت ہوجائیں۔ اس طرح روح اصل — اصل انسان —— کو موت کے خطرے میں مبتلا کر کے اس کے جسم —— مادی وجود —— کو ترقی دینے کی سعی کی جارہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ عین اس وقت جب کہ بہترین ماہرین اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے میں کامیابی حاصل کرچکے ہوتے ہیں۔ عقیدے کی اندرونی طاقت کی محرومی کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور بظاہر جسمانی صحت کے باوجود وہ موت کے آغوش میں چلا جاتا ہے۔

یہ وہ تضاد ہے۔ جس نے آج پوری انسانیت کو تباہ کر رکھا ہے۔ خوش پوش جسم حقیقی سکون سے محروم ہیں، عالی شان عمارتیں اجڑے ہوئے دلوں کا مسکن ہیں، جگمگاتے ہوئے شہر جرائم اور مصائب کا مرکز ہیں، شاندار حکومتیں اندرونی سازش اور بے اعتمادی کا شکار ہیں، بڑے بڑے منصوبے کردار کی خامی کی وجہ سے ناکام ہورہے ہیں ..... غرض مادی ترقیات کے باوجود زندگی بالکل اجڑ گئی ہے۔ اور یہ سب نتیجہ ہے **صرف ایک چیز** کا ...... انسان نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا، اس نے اس سرچشمہ سے اپنے آپ کو محروم کرلیا جو اس کے خالق و مالک نے اس کے لئے مہیا کیا تھا۔

(فیلڈ ان پیرا سائیکالوجی)

Scanned with CamScanner

لپ اسٹک کا نقصان

(Disadvantages of Lip - Stick)

لپ سٹک ہونٹوں کا قدرتی حسن چھین لیتی ہے:

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہوجاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتا ہے۔ اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق نو عمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہونٹوں کے ٹشوز مستقل طور پر مرجاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق لپ سٹک بھی ہونٹوں کی قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ سٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہئے ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔ لہٰذا خواتین کے لئے لپ سٹک مضر ہے۔

(بیوٹی رپورٹ - و یکلی سن)

اس لئے اسلام نے زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔

شادی کے بغیر عورت کا کوئی مستقبل نہیں:

(No Future for a women without marriage)

مغرب کی آزاد زندگی سے تنگ آکر ماہرین مغرب آخر کار اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔

برطانوی مصنفہ جلی کوپر جو ہلکے پھلکے اور تصوراتی موضوعات پر لکھی جانے والی اپنی کتابوں کی وجہ سے بہت مشہور ہیں والدہ کے انتقال کے بعد وہ سنجیدگی سے حقیقی زندگی کے بارے میں ناول لکھنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ 60 سالہ جلی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی پہلی کتابوں سے محبت کرتی ہیں اور لوگوں نے بھی انہیں بڑا پسند کیا لیکن حقیقت میں وہ ناکام ثابت ہوئیں کیونکہ وہ زیادہ تر خوشی کے بارے میں تھیں تمام کتابیں پراسرار چیزوں سے بھری ہوئی تھیں اس کے علاوہ یہ کتابیں پیسہ بنانے کے لئے لکھی گئیں۔ جلی کوپر کا کہنا ہے کہ وہ اپنے شوہر لیو سے بہت محبت کرتی ہیں کیونکہ شادی کے بغیر عورت کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ جلی گھر کے باغیچہ کے پاس ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر لکھتی ہیں جنون کی حد تک کتے اور بلیاں پالنے کا شوق ہے انہوں نے اپنے گھر کے باغیچہ میں مرنے والے جانوروں کی قبریں بنائی ہوئی ہیں جلی کے مطابق شہرت حاصل کرنا خطرناک ہوتا ہے کیونکہ جب آپ ایک بار آسمان کا ستارہ بن جاتے ہیں تو واپسی کی طرف سفر شروع ہوجاتا ہے۔

لیو سے مائی گارڈ (مستملی میڈیکل سروے)

تحائف دینا سنت ہے

(Gift Giving - A Sunnah)

تحائف کے ضمن میں جدید نفسیات نے بے شمار تحقیقات کیں ہیں ان تمام تحقیقات کا نچوڑ یہی ہے کہ معاشرہ اور انسان محبت سے رہنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر رچرڈ کی کتاب Gane-Gift گین گفٹ کا مطالعہ ضروری ہے۔

تحائف جذبات کے اظہار کا خوبصورت ذریعہ ہیں خوشی کے مواقع پر تحائف کی ترسیل ایک رسم ہی نہیں بلکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس طرح کسی کو اچھے نام سے پکارنا یا خلوص سے بڑھ کر ملنا محبت کو ظاہر کرتا ہے،

Scanned with CamScanner

اسی طرح محبت اور خلوص کے اظہار اور باہمی تعلقات کے استحکام کے لئے ہدیہ ایک موثر چیز ہے۔ مالی ہدیئے بھی ایک دل کو دوسرے دل سے مربوط کرتے ہیں اور باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہدیئے دینے کی ترغیب دی ہے وہاں اس کا ایک فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ یہ دلوں کی کدورتوں کو دھودیتے ہیں۔

"ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو باہمی محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی اور بغض دور ہوجائے گا۔" (مشکوۃ شریف)

آپؐ کا طرز عمل: (His (PBUH) Behavior)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو کثرت سے تحفے بھیجا کرتے تھے اور آپؐ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور باہم ایک دوسرے کو بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔ عید کا موقع ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے' اس موقع پر عزیز و اقارب اور دوستوں کو قیمتی تحائف دینے کا سوچ کر ہی ایک شخص خود کو پریشانی میں مبتلا کر لیتا ہے جبکہ تحائف کے تبادلے میں اگر میانہ روی اختیار کی جائے اور ہدیہ دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھ کر یہ نہ سوچا جائے کہ ہدیہ ضرور ہی قیمتی دیا جائے کیونکہ ہدیئے کے قیمتی ہونے یا نہ ہونے کا انحصار دینے والے کے اخلاص اور حذبات پر ہوتا ہے' نہ ہدیئے کی قیمت پر اور ہدیئے کی قیمت نہیں بلکہ خلوص ... جذبات دلوں کو جوڑتے ہیں' اسی طرح ہدیہ لیتے وقت ہدیہ دینے والے کے اخلاص اور محبت کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"اگر مجھے تحفے میں کوئی بکری کا ایک پایا بھی پیش کرے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا اور اگر کوئی دعوت میں ایک پایا بھی کھلائے تو میں اس کی دعوت میں ضرور جاؤں گا۔" (ترمذی)

اعتدال: (Equition)

گویا تحائف دیتے وقت بھی اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئے کیونکہ اعتدال

کی راہ سے ہٹنے سے بسااوقات خوشیوں کے مواقع خوشیوں سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہونے کی بجائے مالی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں' عید ہو' شادی ہو' بیاہ یا خوشی کے کوئی دیگر مواقع' دولتمند طبقے کی جانب سے نمود و نمائش کے لئے کئے جانے والے کام متوسط اور غریب طبقے پر بھی غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتے چلے جاتے ہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی خواہش اسراف کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جبکہ اخراجات کا توازن صرف میانہ روی کی راہ ہی رکھ سکتی ہے لیکن خرچ میں اعتدال ضرور ہونا چاہئے' نہ اپنی حیثیت سے کم دیا جائے اور نہ اتنی فضول خرچی ہونی چاہئے کہ زائد رقم خرچ کرنے سے بعد میں مشکل کا سامنا کرنا پڑے۔ اس طرح اعتدال کی راہ اختیار کر کے ایک جانب بے جا خرچ کی خرابیوں سے بچا جاسکتا ہے تو دوسری طرف فخر اور نمود و نمائش پر خرچ ہونے والی دولت کو غلط راستوں میں بہا کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کرنے سے کنارہ کشی اختیار کی جاسکتی ہے۔ اعتدال والی سادگی کی روح ہی یہی ہے کہ اپنے تحائف اور زندگی کے تمام امور میں اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ اخراجات آمدنی کے اندر اندر ہی رہیں۔

تحفہ کے بدلہ میں تحفہ: (Gift in return of a gift)

تحفے کے بدلے میں تحفے ضرور دینے چاہئیں' خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک پسندیدہ تحفہ خوشبو کا تحفہ تھا۔ تحفہ ہمیشہ حسب استطاعت دینا چاہئے اور اس بنا پر تحفہ دینے سے اکتانہ جائیں کہ ہم قیمتی چیز نہیں دے سکتے اس لئے تحفہ دیتے ہی نہیں' یہ چیز عموماً پریشان کن ہے۔

عید پر تحائف دینے کے لئے چیزوں کا انتخاب ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ پھول قدرت کا ایک انمول تحفہ ہوتے ہیں' پھولوں کا تحفہ بھی ایک جاذب نظر اور پرکشش تحفہ ہوتا ہے' خوبصورت پیکنگ کے لئے تحفے کی خوبصورتی میں اضافہ کرسکتی ہے۔ پیکنگ کے لئے گھر میں رکھے ہوئے رنگ برنگ کے کاغذات اور

Scanned with CamScanner

گوٹے اور ربن وغیرہ بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ روٹھے ہوئے عزیزوں اور دوستوں کو تحائف دینے سے ناراضگیاں دور ہوسکتی ہیں۔

(بحوالہ گین گفٹ)

طلاق سے بچوں اور جانوروں کا متاثر ہونا مشاہدات و تجربات

(Childrens and Animals 's impression by divorce - Observations & Experiments)

طلاق اسلامی رو سے بدترین عمل ہے۔ اسلام نے طلاق سے نفرت کی ہے۔ (سوائے شرعی عذر)

طلاق سے بچے ہی نہیں بلکہ گھر میں موجود پالتو جانور بھی متاثر ہوتے ہیں اور انہیں ڈپریشن اور دکھ ہوتا ہے یہ انکشاف امریکہ کے جانوروں کے ڈاکٹر فاکس نے کیا ہے ڈاکٹر فاکس کے مطابق اگر آپ کا پالتو جانور طلاق کے بعد متاثر ہے تو آپ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کر کے اس کی مدد کرسکتے ہیں۔ ایسے پالتو جانور کو پہلے سے زیادہ محبت اور توجہ دیں اور اکثر اپنے ساتھ پیدل سیر کے لئے لے جائیں اپنے جانور کو اسی گھر میں رکھیں جہاں وہ پہلے رہتا تھا اپنے سابق شریک حیات کی ہر چیز گھر سے نکال دیں ان اشیاء سے آنے والی خوشبو آپ کے جانور کو آپ کے شریک حیات کی یاد دلاتی ہے اور وہ اداس ہوجاتا ہے۔ جب آپ باہر جائیں تو ٹی وی یا ریڈیو کھلا چھوڑ کر جائیں تاکہ آپ کے پالتو جانور کو بوریت کا احساس نہ ہو۔ جانور میں تنہائی کا احساس ختم کرنے کے لئے ایک اور اسی جنس کا جانور خرید لیں اس سے آپ کا پالتو جانور ایک دفعہ پھر سے زندگی سے لطف اندوز ہونا شروع ہو جائے گا۔

"طلاق ختم کرو" (بحوالہ ویکلی سن)

سچ بولنا' جسمانی و دماغی صحت:

(Speaking Truth Physical and Mental Health)

الصدق ینجی والکذب یہلک۔

سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے۔ اس امر کا انکشاف برطانیہ میں "ٹروتھ تھراپی" کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی صحت کو متاثر کرتا ہے۔ خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہوجاتی ہیں اور یہی کیفیت اگر بڑھ جائے تو السر کا باعث بھی بن جاتی ہے" "ٹرو تھراپی" کے ایک ماہر بریڈ لمینڈ کے مطابق حقائق کو کھولنے والے کڑوے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے والی خواتین حقائق چھپا چھپا کر مختلف نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوجاتی ہیں۔ جھوٹ بولنے والی خواتین کو اکثر اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے نظریں گاڑھ کر بات کرنے کی عادت ہوجاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک جھوٹ بولنے سے عورت کی جسمانی ساخت کے علاوہ خوبصورتی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں فرانس' برطانیہ اور جرمنی کی خواتین سب سے جھوٹی جبکہ امریکہ کی خواتین جھوٹ اور سچ مکس کر کے بولتی ہیں۔

(پیرا سائیکالوجی کے کرشمات)

"سچ میں نجات ہے اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے"۔ (الحدیث)

مغربی خواتین کی کمائی: (Earning of Western Women)

دین توہمات سے دور رکھتا ہے۔ بے دینی اور جہالت کا مذہب ہی توہمات ہیں۔

پڑھی لکھی خواتین زیادہ توہمات کا شکار ہوتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف مالٹا یونیورسٹی کی ایک رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مغربی ممالک کی

تقریباً" 80 فیصد سے زائد خواتین پڑھی لکھی ہیں لیکن ہر کام کرتے وقت وہ ایسے توہمات کا شکار ہوتی ہیں جن سے ان کی صحت براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ راتوں رات امیر بننے اور پسند کا جیون ساتھی حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی مغربی خواتین سب حقائق کو جانتے ہوئے بھی توہمات کا شکار ہوجاتی ہیں۔ ان کی آمد کا 25 فیصد حصہ توہمات کا علاج کرنے والوں کی نذر ہوجاتا ہے۔

(مشرق میگزین)

باورچی خانے کی مصروفیت :(Business in Kitchen)

اسلام نے مسلمان عورت کو گھر کا سردار بنایا ہے۔ امور خانہ داری صحابیاتؓ اور امہات المومنینؓ میں بھی تھی۔ جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

باورچی خانے کی مصروفیت خواتین کو بے شمار دماغی اور جسمانی امراض سے بچا لیتی ہے۔ اس امر کا انکشاف کھانوں کے عالمگیر مقابلے میں اول انعام حاصل کرنے والی خاتون ڈاکٹر اوشانے کیا۔ ڈاکٹر اوشا کے مطابق باورچی خانے کے کام عورت کو اس قدر مصروف رکھتے ہیں جس سے وہ منفی سوچوں اور کاہلی سے بچ جاتی ہے۔ نیز باورچی خانے میں کھانوں کی تیاری کے مراحل کے دوران عورت اپنی پوری حسیات کو استعمال کرتی ہے جس سے اس کے جمالیاتی ذوق کو تسکین بھی ملتی ہے اور اس میں اضافہ بھی ہوتا ہے تاہم ہر وقت باورچی خانے میں رہنے سے ان کی خوبصورتی اثر انداز ہوسکتی ہے۔

(پیراسائیکالوجی کے کرشمات)

سر میں تیل لگانا سنت ہے :(Masage in Head - A Sunnah)

حضور اقدس ﷺ سے سر میں تیل لگانا مستقل سنت ہے لیکن جدید معاشرے نے اسے متروک کیا آخر کار پھر خود واپس لوٹے۔

سر میں قدرتی تیل کے مساج سے خواتین بہت ساری بیماریوں سے بچ سکتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف ایوریرک تھراپی رپورٹ میں کیا گیا ہے رپورٹ کے

مطابق مساج سے بیماریوں کا علاج صدیوں پرانا طریقہ علاج ہے مساج سے جسم تروتازہ اور پرسکون ہوجاتا ہے۔ بالخصوص خالص قدرتی تیل ہی مساج اضطراب اور بے چینی کی کیفیت کو ختم کرتا ہے نیز اس کی وجہ سے نبض کی رفتار بھی بہتر ہوجاتی ہے۔ جلد کی اکثر بیماریوں کا بہترین علاج قدرتی تیل کا مساج ہی ہے۔ جلد کی رنگت نکھارنے اور جلد کو داغوں سے بچانے کے لئے مساج قدرتی تریاق ہے در حقیقت قدرتی تیل جلد کی اندرونی تہوں میں جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں کے وائرس سے محفوظ بناتا ہے۔ جوڑوں سر اور کمر کے درد کے علاوہ اعصابی دباؤ میں بھی مساج فائدہ پہنچاتا ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے خون کی گردش جسم کے درجہ حرارت کے متوازی ہوجاتی ہے۔ جس سے پورا جسم خوبصورت اور تندرست ہو جاتا ہے۔ گردن اور کندھوں کا مساج ڈپریشن اور اینگزائیٹی کو ختم کر دیتا۔

(روزنامہ جنگ)

Scanned with CamScanner

نیل پالش کا استعمال

(Use of Nail Polish)

صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ انچ کا آٹھواں حصہ بڑھتے ہیں اور ایک عام آدمی کی زندگی کے 50 سال میں اس کی انگلیاں چھ فٹ ناخن پیدا کرتی ہیں ایک خلیجی اخبار کی رپورٹ کے مطابق طبیبوں نے آج سے 2 ہزار سال قبل انگلیوں کے ناخنوں اور صحت کے درمیان تعلق کو دریافت کر لیا تھا اور آج کل بھی ڈاکٹر کی نظر مریض کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اس کے ناخنوں پر پڑتی ہے ناخنوں کا رنگ سفید ہوجانا خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا اشارہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق قدیم مصر کی عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ و روغن کرتی تھیں اور " نیل پالش" کا رواج فرعونوں کے دور کی یادگار ہے اس دور کی خواتین رنگ و روغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آج کل نیل وارنش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لئے خطرناک ہے سستے نیل پالش ریمور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہئے یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتا ہے۔ ناخن چبانا بچوں کی نسبت بڑوں میں زیادہ تشویشناک عادت ہے یہ اعصابی بیماری کی علامت ہے جس میں مریض بظاہر کوئی جسمانی بیماری نہ ہونے کے باوجود پریشان اور غمزدہ رہتا ہے بچوں میں ناخن چبانے کی عادت اتنا سنگین مسئلہ نہیں لیکن کوشش کی جانی چاہئے کہ انعام دینے کا وعدہ کر کے انہیں ناخن چبانے کی عادت، چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے کیونکہ بہت زیادہ ناخن چبانے کی عادت انہیں مستقل طور پر نقصان پہنچا سکتی ہے۔

(بحوالہ فیلڈ ان پیراسائیکالوجی)

منبر نبوی کا رونا- جدید سائنسی انکشاف

(Weeping of Wooden - Chaise of Prophet)

سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں پہلے کھجور کے تنے پر صحابہؓ سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں منبر لکڑی سے تیار کروا کر مسجد میں لایا گیا اور آپؐ نے اس پر بیٹھ کر درس دینا شروع کیا فرمایا تو آپؐ نے سسکیوں اور آہوں کی آواز سنی۔ سسکیوں اور آہوں میں وہ کھجور کا تنا جسے آپؐ پہلے استعمال فرماتے تھے' رو رہا ہے۔ آپؐ نے اس کو تسلی دی اور مسجد میں اس کو دفن فرما دیا۔ جس سے رونے کی آواز ختم ہوگئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کے بعد کسی قسم کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ مومن آپؐ کے ارشادات پر مکمل اور دلی یقین رکھتا ہے کہ یہ سچ ہیں۔

زیر نظر مضمون میں جدید سائنسی انکشافات نے ان لوگوں کے شکوک و شبہات دور کر دیئے ہیں جو کہ اس واقعہ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہ درخت اور پودے بھی بولتے ہیں۔ جدید سائنسی انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔

پودوں کی پیاس اور ان کا چیخنا:

(Plant's Thirst and Their Crying)

جب ٹماٹروں کو پیاس لگتی ہے تو وہ زور زور سے چلانا شروع کر دیتے ہیں گزشتہ دنوں سائنس دانوں نے ٹماٹر کے پودوں میں مائیکروفون باندھ کر یہ آوازیں سنیں آوازیں اس وقت پیدا ہوئیں جب جڑوں سے پتیوں تک پانی کا بہاؤ رک گیا اور پانی کی کمی ہوگئی۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ پودوں میں یہ آوازیں اس لئے نکلتی ہیں کہ وہ پیاسے ہوتے ہیں ان آوازوں کو پیاسے پودوں کی پکار کہتے ہیں سائنس دانوں کو امید ہے کہ وہ ٹماٹر کے پودوں کی اس خوبی کا استعمال کر کے گرین ہاؤس میں اگائے جانے والی فصل کے پودے کمپیوٹروں سے منسلک کر دیں گے۔ یہ کمپیوٹر پیاسے پودوں کی پکار سن کا آبپاشی کا نظام شروع کر دے گا۔

(حیرت انگیز سائنسی معلومات)

Scanned with CamScanner

صحت اور ارشادات رسول ﷺ

(Health of the Edicts of the Holy Prophet)

- ❑ مسواک انسان کو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔
- ❑ حضور ﷺ بے چھنے آٹے کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ کے استعمال میں زیادہ جو رہتا تھا۔
- ❑ سیال غذاؤں میں سب سے اچھا دودھ ہے۔
- ❑ اگر کوئی تمہیں پینے کے لئے دودھ دے تو رد مت کرو' کیوں کہ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔
- ❑ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ٹھنڈا اور شیریں پانی پسند تھا۔ ہدایت تھی کہ پانی کے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کے منہ کو بند رکھا کرو اور فرمایا کہ کھلے ہوئے پانی میں بیماری اور بلائیں داخل ہو جاتی ہیں۔
- ❑ خدا نے معدے سے برا کوئی ظرف پیدا نہیں کیا ہے یہ کبھی نہیں بھرتا' اس لئے مناسب ہے کہ معدے کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ غذا کے لئے' ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت کے لئے۔
- ❑ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لو' چاہے اس سے کچھ دیر پہلے ہی وضو کیا ہو' کھانے کے لئے ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے بھی مت پونچھو' گرم کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مت پھونکو' پلیٹ میں اپنے سامنے کے حصے میں ہاتھ ڈالو' بیچ میں سے نہ کھاؤ۔
- ❑ بلاشبہ اللہ پاک ہے اور پاک کو دوست رکھتا ہے اور ستھرائی رکھنے والے کو دوست رکھتا ہے' کریم ہے اور کریم کو دوست رکھتا ہے' بخشش کرنے والا ہے بخشش کرنے والے کو دوست رکھتا ہے' پس پاک و صاف رکھا کرو اپنے گھروں' صحنوں اور دہلیزوں کو۔
- ❑ صبح جلد اٹھنا چاہیے اور رات کو جلد سونا چاہیے۔
- ❑ تم پر اہل و عیال اور بدن کا بھی حق ہے' ریاضت سے بدن کو اتنا نہ تھکاؤ

کہ دل بیزار ہو جائے اور شاق گزرنے لگے۔

- ❑ رات کو کھانا کھاتے ہی فوراً سو جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔
- ❑ کھانا بیماری کا سب سے بڑا سبب ہے اور پرہیز تمام دواؤں کی ایک دوا۔
- ❑ جو شخص پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ روک لے اس کے بدن کا تغذیہ عمدہ طور پر ہوتا ہے' اس کی صحت اچھی رہتی ہے اور ذہن صحت مند رہتا ہے۔
- ❑ پانی پیو تو سانس برتن میں نہ چھوڑا کرو۔
- ❑ پانی ایک اہی سانس میں نہ پیو۔
- ❑ سفر کرو تندرستی پاؤ گے اور روزی حاصل کرو گے۔

صحت مشاہیر کی نظر:- (Health deigned to famous)

- ❑ کوئی دولت' صحت جسمانی سے اور کوئی نعمت استغنا سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (حضرت لقمان)
- ❑ میوے کھاؤ' خوب پکے ہوئے' کچے نہیں۔ حارث بن کلدہ طبیب عہد نبویؐ
- ❑ دوپہر کا کھانا کھا کر ذرا لیٹ رہو۔ حارث بن کلدہ طبیب عہد نبویؐ
- ❑ رات کا کھانا کھا کر چند قدم ٹہل لو۔ حارث بن کلدہ طبیب عہد نبویؐ
- ❑ دوا سے حتی الامکان بچے رہو اور استعمال کرو تو اس وقت جب کہ ضرورت شدید ہو۔ حارث بن کلدہ طبیب عہد نبویؐ
- ❑ دوا سے بچو جب تک صحت رہے' دوا کرو اس سے قبل کہ بیماری جڑ پکڑے۔ رشید الدین علی بن خلیفہ
- ❑ انسان کا بدن ایک حوض ہے اور رگیں اس کی نالیاں ہیں اگر ان میں صحت بخش اجزاء جائیں گے تو بدن تن درست رہے گا اور مضرت رساں اجزاء جائیں گے تو حوض گندہ (بدن بیمار) ہو جائے گا۔ (عبدالملک بن ابحر کنانی)
- ❑ پہلی غذا ہضم ہونے سے پہلے دوسری غذا کھانے سے ڈرتے رہو۔ عنتری

Scanned with CamScanner

- ابتدائی مرض کو حقیر نہ سمجھو وہ آگ کی چنگاری ہے جو شعلہ بن جاتی ہے۔ عنتری
- ہمیشہ ایک ہی قسم کی غذا کھانے سے پرہیز کرو۔
- جب تک بھوک بیتاب نہ کردے اس وقت تک کھانا نہ شروع کرو۔ بقراط
- ایسی چیز نہ کھاؤ جسے تمہارے دانت نہ چبا سکیں کیوں کہ تمہارا معدہ بھی اسے نہ پیس سکے گا۔ تیا ذوق ⑩ طبیب حجاج بن یوسف
- تن درست آدمی کبھی محتاج نہیں ہو سکتا' کیوں کہ ان میں زندگی کی تمام مشکلات کو حل کرنے کی قدرتی اور طبعی قوت ہوئی ہے۔ ہمت' طاقت' شرافت اور استقلال ہر موقع پر اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جالینوس
- زندگی بالکل بے معنی اور فضول چیز ہے اگر تن درستی نہ ہو۔ فیثا غورث
- اگر صحت کی کمی ہو تو علم و عقل دونوں کچھ نہیں کر سکتے' طاقت غیر موثر' دولت بے کار اور فصاحت و بلاغت بے اثر ہوتی ہے۔ ایک قدیم یونانی فلسفی
- حقیقی تونگری بدن کی صحت ہے۔ سقراط

مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ممکن ہے

(Possibility to live in fish stomach)

ڈاکٹر امیروز جان ولسن نامی ایک محقق نے جو کوئینز کالج آکسفرڈ کے فیلو رہ چکے ہیں پرنسٹن تھیولا جیکل ریویو میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین روز تک شکم ماہی میں رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے اور اس واقعہ کی نسبت جیسے سائنسدان طبقہ عام طور پر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ایسی شہادتیں بہم پہنچائی ہیں جن سے ان کا وقوع و صدور ممکن ثابت ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ویلسن:- (Dr. Welson)

لکھتے ہیں کہ وہیل مچھلی کی ایک فرع اسی اسی فٹ لمبی ہوتی ہے اور ان مچھلیوں کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بیک وقت کم از کم بیس انسان اس میں آرام سے کھڑے ہوسکتے ہیں۔ اب تک یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہیل مچھلی کا حلق بہت تنگ ہوتا ہے اور اس میں کسی انسان کا سالم جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن ڈاکٹر ولسن کہتے ہیں سیرم وہیل کا حلق تنگ نہیں ہوتا اور اس میں سے سولہ فٹ لمبی شارک مچھلی صحیح و سالم نکلی۔

مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا:- (To Surrive in Fish- Stomach)

انسان کے صحیح و سالم مچھلی کے پیٹ میں پہنچ جانے کا سوال تو اس طرح ہوگیا۔ لیکن دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی ہوا ہوتی ہے البتہ درجہ حرارت وہاں زیادہ ہوگا مثلاً" درجہ فارن ہیٹ جو انسان کے لئے بخار کا درجہ ہے تاہم اس میں زندہ رہنا ممکن ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ معدہ میں جو عرق ہوتا ہے وہ ہر شے کو بتدریج تحلیل کرتا ہے۔ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب یہ

Scanned with CamScanner

دیتے ہیں کہ کسی زندہ شے کو یہ عرق نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر ایسا ممکن ہو تو خود معدہ تحلیل ہوجائے۔

ان عقلی دلائل کے علاوہ واقعات بھی موجود ہیں۔ مثلاً" بیان کیا جاتا ہے 1981ء میں ایک جہاز فاک لینڈ کے قریب وہیل مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا ایک موقع پر وہیل نظر آئی۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر اسے مارنے کے لئے دوڑے، ایک کشتی الٹ گئی اور اس کے ملاحوں میں سے ایک شخص جس کا نام جیمس بار ٹلے تھا غائب ہوگیا وہیل ماری گئی۔ ملاح اسے جہاز پر لائے اور ٹکڑے کرنے لگے۔ وہ دن بھر کام کرتے رہے۔ شام تک تجزیہ کا عمل ختم نہیں ہوا لہٰذا چھوڑ کر سو گئے۔ دوسرے دن صبح پھر کام شروع کر دیا۔ معدہ باہر نکالا گیا تو اس میں جیمس بار ٹلے نکلا۔ وہ زندہ تھا مگر اس کے جسم کی جلد بالکل سفید ہو گئی تھی اور عمر بھر سفید رہی۔

چودہ روز تک اس کے ہوش و حواس معطل رہے مگر بعد میں حالت درست ہو گئی۔ یہ واقعہ سب کے نزدیک مسلم ہے۔

ایک امریکی کا دلچسپ واقعہ :-

(An American's interesting happenings)

امریکہ کے ایک آدمی مارشل جنکنس کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی وہیل مچھلیوں کے شکار کے لئے گیا ہوا تھا اس کی کشتی بھی الٹ گئی تھی اور وہیل نے اس کو نگل لیا۔ شکاری اس کے پیچھے لگے رہے جب اس بری طرح زخمی کر دیا تو وہ سطح آب پر آگئی اور اس نے قے کی۔ قے کے ساتھ ہی بہت سی کھائی ہوئی چیزوں کے علاوہ مارشل جنکنس بھی باہر آپڑا اور وہ زندہ تھا۔

ان واقعات کے بعد شکم ماہی میں زندہ رہنے کے امکان کا مسئلہ یقینی طور پر طے ہوجاتا ہے مگر متشککین اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ واقعات محض حسن اتفاق کا نتیجہ تھے۔ (انقلاب)

نوٹ :- لیکن اتفاق بھی ہمارے مدعا کا تو مثبت ہے یعنی وقوع احیاناً" کیونکہ استمرار وقوع کا تو ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے۔

(بحوالہ حقانیت اسلام)

حوصلہ اور رابرٹ راتھر کے نظریات :-

(Courage and Robert Rather's views)

کیا اس تحریر میں اسلامی زندگی کا نچوڑ ہے؟ فیصلہ آپ کریں !!!

(Is there the Sustance of Islamic life)

وہ اوصاف جو ایک انسان کو منفرد بناتے ہیں شخصیت انہیں کے مجموعہ کا نام ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی کوئی شخصیت نہیں تو در حقیقت ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی شخصیت میں کوئی کشش نہیں۔ ارد گرد کی دنیا اس کے اندر کوئی ہل چل نہیں پیدا کرتی۔ اس کے برعکس طاقتور اور موثر شخصیت وہ ہے جو اپنے سلوک اور ہیئت میں منفرد ہو۔ ایسا آدمی اپنے اردگرد کے حالات و واقعات سے مثبت انداز میں عہد برآ ہونے اور ماحول کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے پر قادر ہوتا ہے جب ایک طاقت ور شخصیت دوسروں سے مطابقت نہیں رکھتی تو اس کا نتیجہ تشدد، تذلیل و تحقیر اور توانائی کے ضیاع کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ اس کا مشاہدہ سوسائٹی کے مختلف حصوں میں مختلف انداز سے ہوتا ہے۔ مثلاً" ہم کبھی دیکھتے ہیں کہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ عملی زندگی میں الجھنیں پیدا ہو رہی ہیں اور جرائم اور بے راہ روی کی شکل میں کئی معاشرتی مسائل سر اٹھا رہے ہیں۔

کامیاب شخصیت کے اوصاف :-

کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو مضبوط بھی ہوا اور حالات یا گرد و

Scanned with CamScanner

پیش سے ہم آہنگ بھی۔ کامیاب شخصیتیں معمار ہوتی ہیں تخریب کار نہیں یعنی وہ زندگی اور معاشرہ کو کچھ دیتی ہیں ان سے کچھ چھینتی یا تباہ نہیں کرتی ہیں وہ ہمیشہ سرگرم رہتی ہیں اور ان کی سرگرمیاں تعمیری ہوتی ہیں ان کی تخلیقی قوتیں ہم سب کی زندگیوں کو خوش گوار بنائی ہیں۔ تخلیقی قوتوں سے مراد یہی نہیں کہ وہ ادب، سائنس، تلاش و جستجو کے میدان میں کوئی کارنامہ انجام دیں۔ خانگی زندگی کو خوش گوار بنانا بچوں کے ساتھ پر مسرت زندگی گذارنا اور گھروں کو پر کشش اور آرام دہ بنانا بھی تخلیقی قوتوں کا کرشمہ ہے۔
شخصیت کو کامیاب بنانے میں بہت سی صلاحیتوں کا دخل ہوتا ہے۔ ماہرین نے اس سلسلے میں جن متعدد صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک جسمانی قوت بھی ہے لیکن جسمانی قوت سے مراد یہ نہیں کہ انسان بہت توانا اور مضبوط جسم کا ہو۔ جسمانی قوت اصل میں ایک ذہنی عمل کا نام ہے جو شخص اپنے گردوپیش میں دل چسپی لیتا ہے اپنے اندر تلاش و جستجو کا مادہ رکھتا ہے۔ زندگی کے روشن پہلو تلاش کرتا ہے اس کے پاس قوت کا ایک بے بہا خزانہ ہوتا ہے لیکن جو شخص ماحول سے بیزار رہتا ہے، وہ کوئی بڑا کام تو کیا کرے گا وہ اپنے گھر کو بھی خوشگوار نہیں بنا سکتا۔

حوصلہ اور جرات:- (Patience and Courage)

اگر کسی شخصیت میں قوت زیادہ ہو تو وہ ایک ایسے عنصر کی محرک ثابت ہوتی ہے جو شخصیت کو کامیاب بنانے میں مد ہوتی ہے یہ عنصر ہے حوصلہ اور جرات۔ گویا کامیاب شخصیت بننے کے لئے حوصلہ و جرات سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے غیر معمولی حالات و واقعات سے خوف کھانے کی بجائے ان کا خیر مقدم کیجئے۔ نئی چیزوں کے تجربے کیجئے۔ مثال کے طور پر نئی قسم کے کھانے پکانے کی کوشش کیجئے۔ نئی تفریحات تلاش کیجئے۔ کام کرنے کے طریقوں کو بہتر بنانے کی کوشش کیجئے۔ ان مشکل مسائل کو حل کرنے کی کوشش کیجئے۔ کوئی مسئلہ اس وقت تک مشکل رہتا ہے جب تک اسے حل

کرنے کا حوصلہ نہ کیا جائے۔ اگر جرات کر کے اسے حل کرنے کے لئے قدم اٹھایا جائے تو بیشتر صورتوں میں اس کا حل ہوجانا یقینی ہوتا ہے۔ کامیاب شخصیت وہی ہوتی ہے جو اس قسم کے مسائل سے عہدہ برا ہوسکتی ہے۔

ذمہ داری کو قبول کرنا:- (To Admit assumption)

شخصیت کو کامیاب بنانے میں ذمہ داری قبول کرنے کا جذبہ بھی حصہ لیتا ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے سے احتراز کمزور اور ناکام شخصیت کی علامت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ذمہ داری قبول کرنے کی کوشش کیجئے۔ بہت سے لوگ ذمہ داری قبول کر کے قائدانہ حیثیت اختیار کرنے کی بجائے پیروی کی روش اختیار کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اگر وہ ذمہ داری قبول کرنے سے احتراز نہ کریں تو خود بھی "کامیاب" بن سکتے ہیں۔
حوصلے سے فیصلے کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور ناکام شخصیتوں کی سب سے بڑی خامی یہی ہوتی ہے کہ وہ فیصلہ کی قوت سے محروم ہوتی ہے۔ ایسی شخصیتیں اول تو جلدی فیصلہ کر ہی نہیں پاتیں اور اگر کرتی ہیں تو اپنے فیصلہ کی صحت کا یقین نہیں ہوتا وہ کچھ کرنے سے کتراتے رہتے ہیں اور دور رہتے ہیں ان پر خوف سوار رہتا ہی کہ کہیں ان کا فیصلہ غلط نہ ہو یہی خوف ان کو کسی قسم کا بھی فیصلہ کرنے سے باز رکھتا ہے۔ فیصلے کرنے کے لئے جرات درکار ہوتی ہے اس کی مثال بچے کے چلنے کے عمل کی سی ہے۔ بچہ چلنے کی کوشش کرے گا تو چند بار گرنے کے بعد کوشش میں کامیاب ہوجائے گا لیکن اگر چلنے کی کوشش ہی نہ کرے تو چلنا کیسے سیکھے گا۔
فیصلے کرنے کے عمل میں کبھی غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ غلطی کر کے صحیح فیصلے کرنے کی منزل تک پہنچ جانا غلطی کے خوف سے کوئی فیصلہ نہ کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

صحیح فیصلہ کرنا:- (Accurate deciding)

صحیح فیصلہ کا انحصار انسان کی قوت، تمیز، علم اور تجربے پر ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

حالات اور لوگوں کو سمجھنے کے لئے مطالعہ و مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔
لوگوں کے طرز عمل مختلف حالات میں ان کے طرز عمل اور ان کے رد عمل اور ان کے احساسات جذبات پر گہری نظر رکھی جائے تو ان کو سمجھنا اور ان کے متعلق صحیح فیصلے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ ایک ارتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صحیح فیصلہ اور قوت تمیز کا انحصار صحیح علم پر ہوتا ہے۔ جتنا علم زیادہ ہوگا فیصلے اتنے ہی صحیح اور بہتر ہوں گے۔ لہٰذا اگر آپ کامیاب شخص بننا چاہتے ہیں تو آپ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں مکمل مہارت حاصل کیجے۔ اس کی تمام پیچیدگیوں کو سمجھے۔ اس کے بعد آپ اس کے بارے میں تبادلہ خیال اور فیصلے کرنے کے قابل ہوجائیں گے اور کام اور اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں آپ کا علم جتنا زیادہ ہوگا۔ آپ کے فیصلے اتنے ہی صحیح ہوں گے جو کام نہیں آتا اس کو سیکھنے اس کے متعلق جاننے یا پوچھنے میں شرم محسوس نہ کریں اس لئے کہ اس قسم کی شرم آپ کو باعلم نہیں بننے دیگی۔

پر کشش ہونا:- (To be attractive)

کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو پر کشش ہو جس سے لوگ محبت کریں اور پر کشش بننے کے لئے دوسروں سے محبت کرنے اور ایثار سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے انھیں خوشیاں دیتا ہے اپنی مادی کامیابیوں کے حصول میں مگن رہنے کی بجائے دوسروں کے کام آکر روحانی خوشی حاصل کرتا ہے اس کی شخصیت کا پر کشش ہونا ضروری ہے۔ کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو لڑائی جھگڑے میں تحمل مزاجی کا ثبوت دیتی ہے۔ معاف کرنے میں جلدی کرتی ہے اور رنجشوں کو جلد بھول جاتی ہے وہ دوسروں کی کامیابیوں اور خوشیوں پر حسد کرنے کی بجائے ان میں شریک ہوتی ہے۔ ناکام شخصیت اپنے خول میں بند رہتی ہے۔
بات چیت میں دلچسپی بھی شخصیت کی کامیابیوں کی ایک دلیل ہے۔
دوسروں کے جذبات و احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو میں حصہ لینا

گویا خود کو دوسروں میں شامل کرنا یا دوسروں کو اپنے ساتھ ملانا ہے۔
(بحوالہ رابرٹ راتھر نئے نظریات)

مقالات و ارشادات - مشاہدات و تجربات

(Thesis And Sayings - Observations and Experiences)

شفاء ملنے کا سچا واقعہ :- (True Story of getting relief)

میں جو اکثر واقعات سناتا رہتا ہوں یہ افزدگی ایمان کا باعث بنتے ہیں۔ ڈاکٹر زین العابدین نے ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے ساتھ برلن میں اقتصادیات میں پی ایچ ڈی کیا۔ یہ لوگ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے کر کے گئے۔ ڈاکٹر زین العابدین؛ آج کل مکہ مکرمہ میں قیام فرما ہیں۔ ان کے داماد اور ان کے بچے بڑے بڑے اونچے عہدوں پر سعودی عرب میں ہیں اور وہ بہار کے رہنے والے ہیں۔ اتنی لمبی ڈاڑھی' اگر آپ دیکھیں تو کہیں کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ہی نظر آرہے ہیں۔ معلی حنفی پر پندرہ بیس منٹ ضرور تشریف لایا کرتے۔ اب اللہ کی قدرت کا ایک کرشمہ سنئے۔ ایک مرتبہ انڈیا سے ڈاکٹر زین العابدین موصوف حضرتؒ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت سندھ تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ لہٰذا جمعہ کے خطبہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کو مجبور کیا گیا۔ ڈاڑھی سے لوگوں کو اندازہ یہی ہوگا کہ شائد عالم ہیں' لیکن برلن سے پی ایچ ڈی ضرور ہوں گے اور ان پر اثرات ایسے تھے فرمایا میں عالم تو کوئی نہیں ہوں لیکن برلن سے پی ایچ ڈی ضرور ہوں اور ان علماء سے بھی کہیں زیادہ اللہ نے ان کو روحانیت کا بلند مقام عطا کر رکھا تھا اور چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ انوار ٹپک رہے ہیں۔ بہت پیاری اچھی تقریر کی۔ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؒ یہاں چھوٹی مسجد کے باہر کھڑے ہو کر تقریر کیا کرتے تھے اور نماز آگے محراب میں پڑھایا کرتے تھے چونکہ خواتین کے لئے وہاں سے آواز نہیں پہنچ پاتی تھی' جب لاؤڈ سپیکر آیا تو پھر

حضرتؒ نے منبر محراب کے پاس رکھوا دیا۔ تو یہیں ڈاکٹر زین العابدین صاحب نے تقریر کی۔ یہ اس زمانے کی بات ہے، میں چھوٹا سا تھا دارالعلوم دیو بند جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے بہت سے واقعات بیان کئے جن سے ایمان تازہ ہوا۔ ایک واقعہ مجھے اب تک یاد ہے اور پھر میں نے حرمین میں ان سے پوچھا بھی۔ وہ فرمانے لگے کہ برلن میں ہمارے استاد تھے اقتصادیات کے، دنیا میں اس وقت سب سے بڑے ماہر گنے جاتے تھے۔ نام بھی انہوں نے لیا، لیکن اب مجھے یاد نہیں رہا۔ اللہ کی قدرت، فرمانے لگے، کہ ان کی بیوی کے پیٹ میں ایسا شدید درد ہوا کہ ایک دن اور چند گھنٹے گزر گئے، نہ میاں سوسکے اور نہ بچے سو سکے، بچاری تڑپتی رہی، مرض سمجھ میں آتا نہیں تھا، جو جو دوا دارو تھی سب آزمائے، اخیر یہ ہے کہ وہ کہنے لگے کہ انہوں نے اس حد تک سوچ بچار شروع کی اس کو کوئی انجکشن ہی دے دیا جائے تاکہ ٹھنڈی ہوجائے، اس طرح تو تڑپ تڑپ کر نہ مرے۔ اندازہ لگائیے یعنی دھیرے دھیرے موت کا انجکشن دینے والی بات تھی۔ ڈاکٹر زین العابدین صاحب نے کہا خدارا یہ بات نہ کیجئے۔ اسلام میں اللہ نے اجازت نہیں دی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کریں۔ اللہ کی رحمت سے قطعی مایوسی گناہ ہے۔ اب وہ لوگ عیسائی، ہٹلر کی مخلوق۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا لا تقنطو من رحمتہ اللہ اللہ کی رحمت سے کسی لمحے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اسی لئے مسلمانوں میں خود کشیاں) کم ہوتی ہیں کیونکہ خدا کے متعلق ان کا تصور ہی غضب کا ہے اور اسلام میں خدا کی رحمت سے مایوسی کا تصور ہی نہیں ہے ساری زندگی کفر و شرک میں گزری، تب بھی اللہ سے مایوس نہ ہوں، شاید اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دے۔ نزع سے پہلے اگر توبہ کرے تو یقیناً" جنت میں جائے گا۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ اس میں یہ نہیں کہا کہ بچپن میں پڑھے۔ یعنی نزع سے پہلے، سکرات سے پہلے، فرشتہ اجل کی آمد سے پہلے اگر صدق دل سے پڑھے، اگر ایک نماز بھی نہ پڑھے تو سیدھا جنت میں جائے گا چاہے ساری

زندگی کفر کرتا رہا ہو۔ اندازہ لگائیے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہے؟ بہرحال وہ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بھی ایک نسخہ آزما لینے دو۔ کہنے لگے کہ ایک گلاس پانی لیا اور میں نے علیحدگی میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور دعا کی کہ یااللہ! میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اور تیرے ہی یہ بندے ہیں، میرا اس میں کوئی کمال نہیں، اگر اسے شفا ہوجائے تو آج اسلام کی عظمت کا سکہ جم جائے گا اور میری سفید ڈاڑھی کی لاج ضرور رکھنا جو کہ حضور ﷺ کے اتباع میں رکھی گئی ہے۔ خدا کی قدرت، پانی کا پلانا تھا کہ وہ بالکل تندرست ہوگئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر سب حیران رہ گئے کہ یہ آپ نے کیا جادو کیا؟ فرمایا جادو کچھ نہیں کیا، اللہ کا کلام پڑھا ہے۔ وہ پہلے تو پوچھنے پر مصر تھے اور یہ منکر تھے کہ ان کو اعتقاد تو ہے نہیں قرآن پر، خواہ مخواہ کہیں تذلیل میری بھی نہ ہو قرآن کے ساتھ اور قرآن کی نہ ہو میرے ساتھ۔ بتلاتے ہی نہیں تھے۔ لیکن جب انہوں نے اصرار کے بعد بتایا تو سب کہنے لگے کہ اللہ اکبر! چونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، بلند بعینہ یہ اللہ کا کلام ہے، اس لئے اس کی شفاء یقینی اور صحیح ہے۔ ان کا اس پر ایمان ہوگیا۔ اب ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی گلاس لئے ہوئے آتا ہے کہنے لگے جس جس کو پڑھ کے دیا، خدا کی قدرت وہ پھر پادریوں کو بھول گئے، میرے ہی معتقد ہوگئے پھر کہنے لگے کہ مجھے خاص طور پر نماز کا اہتمام کرنا پڑا کہیں یہ نہ کہیں کہ اتنا بڑا مذہبی آدمی ہو کر نماز کا اہتمام نہیں کرتا کیوں کہ وہ پادری بڑا اونچا معیار رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں علماء کا وہ معیار نہیں ہے جو وہاں پر پادریوں کا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے ان کے مقابلے میں ٹکر لی اور ان سبھی کو نیچا دکھایا۔ ڈاکٹر زین العابدین یہاں پر تقریر فرما رہے تھے۔ کہنے لگے کہ آج ہمارے اندر ایمان ہو تو میں دعوی سے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں اس وقت کودے تھے تو آگ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی، میں اب کودنے کو تیار ہوں، آپ آگ لائیے، انشاء اللہ کبھی میرا بال بھیگا نہ ہو گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی

صداقت کے لئے میں یوں کروں گا۔ اندازہ لگایئے! ایمان اپنا اپنا ہے۔
(حوالہ مجلس ذکر مطبوعہ خدام الدین اپریل ۶)

جسم انسانی پر محسن انسانیت ﷺ کا احسان

مشاہدات و تجربات

(Obligation of the Benefactor (PBUH) to Man Kind on human Physic)

نبی آخرالزمان آقائے نامدار' تاجدار حرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمتہ للعلمین بن کر آئے۔ زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت اور انسانوں کی تربیت اور رہنمائی کا سامان کیا تاکہ تا قیامت آنے والی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں' انسانوں کی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے حضور پاک ﷺ نے اس پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوئی پیشہ ور طبیب نہیں تھے۔ اس کے باوجود آپ ؐ نے علم طب کے چند ایسے زریں اصول اپنے قول و فعل سے بتائے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو رہتی دنیا تک انسانیت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

بیماری :۔

عام طور پر بیماری اور تکلیف کو مصیبت سمجھا جاتا ہے اور انسان پریشان ہو کر کئی ایسی حرکتیں کرتا ہے جو اسلام میں ناپسندیدہ ہیں' حالانکہ بیماری مصیبت نہیں بلکہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی تمام خطائیں ایک رات کے بخار سے دور فرما دیتا ہے۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اکرم ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا' اس پر ایک شخص نے بخار کو برا بھلا کہا تو حضور

پاک ﷺ نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو۔ یہ گناہوں کو یوں پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ اور میل کو نکھار دیتی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں کہ اسے کوئی مرض لاحق ہو اور اللہ اس مرض کو اس کے گزشتہ گناہوں کے دور ہوجانے کا ذریعہ نہ بنادے۔ بیماری ایک طرح کی نعمت ہے اس سے خطائیں معاف ہوجاتی ہیں' گناہ دور ہوجاتے ہیں' یہ انسان کے اندر سوز و گداز' عجز و انکساری' خوف خدا اور آخرت کا خیال پیدا کرتی ہے۔ صبر و شکر کے جذبات بیدار کرتی ہے۔ دوسروں کی تکلیف اور غم کا احساس دلاتی ہے اس طرح انسان کے ضمیر کو جگاتی ہے اور اگر بیمار مرد مومن ہے' تو آئندہ زندگی بہت بہتر بنا سکتا ہے۔

تکلیف پر صبر کرنا:- (To be Patient on inconvinience)

فلسفہ اسلام میں ہر تکلیف منجانب اللہ ہوتی ہے اور ایک کانٹے کے چبھنے سے بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ بیماری کے اس فلسفے کو اگر سمجھا جائے تو دوران مرض پریشانی کی بجائے صبر کرنا آسان ہوجائے اور صبر کی کیا عظمت ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عطاء بن رباح رحمتہ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ مجھے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ان سب سے اللہ راضی ہو) کیا میں تمہیں ایک جنتی خاتون نہ دکھا دوں' میں نے عرض کیا کیوں نہیں' دکھلایئے' انہوں نے فرمایا کہ کالے رنگ کی عورت کو دیکھو' یہ عورت ایک دفعہ حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور بعض اوقات میرا ستر کھل جاتا ہے پس اللہ کریم سے میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اگر تم چاہو تو صبر کرو تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری صحت کے لئے دعا کئے دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میں صبر کروں گی' اس کے بعد اس خاتون نے عرض کیا "بس آپ ؐ اللہ سے یہ دعا فرما دیجئے کہ میری بے پردگی نہ

ہو' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی مسلمان کی شان یہ ہے مرض کا انتہائی صبر اور شکر سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے شفاء اور جزا کا حقدار رہے۔"

علاج :- (Remedy)

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم علاج کو حق قرار دیتے ہیں' آپؐ اپنے مریضوں کو اس وقت کے اطباء کے پاس بھیجتے تھے۔ حضور پاک ﷺ کی آخری بیماری میں مدینہ کے اطباء آتے تھے اور آپؐ کو دوائی دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان اطباء کے بتائے ہوئے نسخوں کو یاد کر لیتی تھی۔ اور بعد میں دوسرے مریضوں کو اس سے فائدہ پہنچاتا تھا۔ اس زمانے میں عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن کلاہ تھا۔ حضرت عائشہؓ نے علم طب میں اپنا مقام پیدا کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو محمد ﷺ کے چچازاد بھائی تھے اور نوجوان صحابی علم و فضل میں ان کا جواب نہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا تقدیر کے معاملے میں دوا سود مند ثابت ہو سکتی ہے"۔ اس کا جواب حضور پاک ﷺ نے یوں دیا' دوا بھی تو تقدیر الٰہی ہے۔ وہ جسے چاہے نقصان اور جسے چاہے نفع بخشتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے اور حدیث میں فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو"۔ یہ حدیث ریسرچ اور جستجو کے نئے راستے کھولنے کے لئے نشان راہ ہے' دور جانے ضرورت نہیں۔ اسی صدی میں 1930-35 تک جراثیم کش اینٹی بایاٹکس کا وجود نہیں تھا۔ اور لاکھوں اموات جراثیم کے حملے کا نتیجہ ہوتی تھیں۔ نمونیا' ٹائیفائیڈ وغیرہ خطرناک بیماریوں میں شمار ہوتی تھیں اور تپ دق جان لیوا بیماری سمجھی جاتی تھی۔ یہ بیماریاں اب قابل علاج ہیں اور تپ دق (ٹی بی) کے لئے اب صرف تین ماہ کا

علاج کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح کینسر چند سال قبل لاعلاج تھا۔ آج الحمدللہ بڑی حد تک قابل علاج ہے۔ جونہی کوئی نئی بیماری تشخیص ہوتی ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس کے علاج کی جستجو میں کام شروع کر دیتے ہیں اور عام طور پر کچھ نہ کچھ حل نکال لیتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول سچ اور حق ثابت کرتے ہیں کہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے معمولات سے ثابت ہوا کہ علاج نہ صرف سنت ہے بلکہ یہ توکل علی اللہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ اسی لئے مریضوں اور ڈاکٹروں کو قطعاً" مایوس نہیں ہونا چاہئے اور علاج اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک ادھر سے پیغام اجل نہ آجائے۔

علاج اور دعا :- (Remedy and Provoking)

حضور پاک ﷺ دوا کے ساتھ ہمیشہ دعا بھی فرماتے تھے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جب شفا کی درخواست منظور فرما لیں تو ڈاکٹر کی تشخیص ٹھیک ہو جاتی ہے' دوائی اللہ کے حکم سے اثر دکھاتی ہے اور مریض شفایاب ہوتا ہے' خود مریض کی دعا دوسروں کے لئے بہت کارگر ثابت ہوتی ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے یہ کہو کہ وہ تمہارے لئے بھی دعا کرے ۔یقیناً" اس کی دعا ایسی ہے جیسی فرشتوں کی دعا۔

حفظان صحت :- (Precaution Health)

پرہیز علاج سے بہتر ہے' آج کل ساری دنیا کے ادارے اس طرف توجہ دے رہے ہیں اور ہر میڈیکل کالج میں کیونٹی میڈ-سن کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔ پوری دنیا میں لاکھوں ڈالر اس پر خرچ ہو رہے ہیں اور کوشش یہ ہو رہی ہے کہ بیماری سے پہلے پرہیز اور احتیاط کے ذریعے یہ کام کیا جائے اور بیماریوں سے نجات پائی جائے۔ حضور پاک ﷺ نے چودہ سو سال پہلے چند زریں اصول ایسے بتائے ہیں جو آج کی دنیائے سائنس کے لئے

بھی باعث فخر ہیں۔ اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو بلا مبالغہ 90 فیصد بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔

انسانی جسم میں جلد (کھال) ایسا عضو ہے جو اندر کے تمام اعضاء کے لئے حفاظتی بند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں کوئی زخم' پھوڑا' پھنسی' دھوپ' سردی کے اثرات اندر کے اعضاء کو متاثر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جلد کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ اسی کے خلیوں کے "ایک یا دو تہیں نہیں ہے جیسے کہ باقی عضوات میں ہے بلکہ جلد میں بہت سی تہیں ہوتی ہیں اور اسے میڈیکل کی زبان میں (SalfadsqarasEphim) کہتے ہیں۔ یہ ہے اللہ کی طرف سے ساخت' اب ذرا دیکھئے پیارے نبی کریم ﷺ نے اس کی حفاظت کے لئے کیا فرمایا:

الطہور شطر الایمان۔ "یعنی پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے" جسم کو ہر وقت صاف ستھرا رکھنا' صاف کپڑے پہننا اور نہانا صفائی کا حصہ ہیں۔ یہ اقدامات جسم کی جلد پر ہر وقت موجود جراثیم (Streteococus Staphylococus) اور بہت سے دوسرے جراثیم کو دھو کر بہا دیتے ہیں اور جلد صاف ہوجاتی ہے۔ جونہی صفائی ستھرائی میں کمی آئے' یہ جراثیم اپنا ہاتھ دکھا دیتے ہیں اور قسم قسم کی جلدی بیماریاں آلیتی ہیں اور جلد کے ذریعے جسم کے باقی اعضاء مثلاً" ہڈی' پٹھے "اور جوڑ وغیرہ کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے آج کل کی میڈیکل سائنس کا اصول ہے کہ بار بار نہایا جائے اور جسم کو صاف ستھرا رکھا جائے' جس سے جلد پر موجود جراثیم دھلتے رہیں گے اور انسانی جلد و جسم ان جراثیم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی اور اس کے لئے وضو بھی فرض کیا "بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر وضو کے عمل پر غور کریں تو اس میں بھی یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ بار بار منہ ہاتھ اور پاؤں دھونے سے کلی کرنے سے ناک میں پانی ڈالنے سے ہر موجود جراثیم دھل جاتے ہیں۔ اور اس طرح نمازی آدمی ان حصوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ سرجن جب آپریشن کے لئے

تیاری کرتا ہے' تو ہاتھوں کے علاوہ کہنیوں تک انتہائی احتیاط سے صفائی کرتا ہے تاکہ جراثیم دھل جائیں اور مریض تک نہ پہنچیں' سر اور منہ کو ٹوپی سے ڈھانپا جاتا ہے تاکہ موجود جراثیم مریض کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ایک مسلمان پانچ مرتبہ وضو کے عمل سے سرجن کے آپریشن کی تیاری کا عمل دہراتا ہے۔ وضو کرتے ہوئے مسح کا عمل ماتھے اور سر و گردن کے جراثیم کو اتار پھینکتا ہے۔ اس کے علاہ ہلکے سے دباؤ سے سر اور گردن میں تر و تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ جس کے بعد انسان نماز یا عبادت کے لئے یکسو ہوجاتا ہے۔ مسح کے عمل میں ماتھے' سر اور گردن کو ہلکا سا دباؤ ملتا ہے اور یہ ان حصوں میں موجود کیمیائی مادہ (Metabolites) مٹا دیتا ہے اور یوں تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ مسح کا عمل دوران خون کو بھی تیز کرتا ہے۔ اس طرح یہ ایک نفع بخش عمل ہے۔

دس باتیں :- (Ten in Talking)

حضور پاک ﷺ نے دس باتوں کو فطرت دین حنیف کا حصہ بتایا۔ ان میں ایک اصول راویہ کو یاد نہ رہا۔ باقی تو انہوں نے یوں روایت فرمائے۔

○ لبیں کٹوانا' ○ داڑھی بڑھانا' ○ مسواک کرنا' ○ ناک میں پانی ڈالنا' ○ ناخن کٹوانا' ○ انگلیوں کے جوڑ دھونا' ○ بغلیں لینا۔ یہ حدیث کمیونٹی میڈیسن کی بنیاد بناتی ہے جلد کے بارے میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ بغل زیر ناف انگلیوں کے جوڑ ناخن اور لبیں بہت سارے کیڑوں اور جراثیم کے گھر ہوتے ہیں اور ان جگہوں سے نہ صرف جلد پر بلکہ جسم کے اندر بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صرف گندی انگلیوں سے ٹائیفائیڈ' ہیضہ اور بہت سی متعدی بیماریاں پھیلتی ہیں' ناخن کے اندر پیٹ کے کیڑوں کے انڈے ہوتے ہیں جو منہ کے ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ نما کیڑوں کی شکل اختیار کر کے پورے جسم کے نظام انہضام کو تباہ کر دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جہاں پر جلد کی تہہ بنتی ہے یعنی (Skin Creases) مثلاً" بغل، زیر ناف، انگلیاں وغیرہ اس میں (Scabies) ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ جلدی بیماری انہی جگہوں سے بڑھتی ہے اور مادہ کیڑا (Mite) یہاں انڈے دیتی ہے، پس ناخن کٹوانا بغل اور زیر ناف بال لینا، لبیں کٹوانا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، حفاظتی میڈیسن کی بنیاد ہیں، طہارت کا بیان ذرا آگے آئے گا۔

منہ:- (Mouth)

منہ، جسم کے اندر جانے والی چیزوں کا دروازہ ہے اور دہانے کے اندر دانت، منہ کی خلعی تہہ (Mucus Membrane) دانت، مسوڑھے ٹانسلز (Tonsills) اور (Oral Cavity) ہوتی ہے یہ سب عضوات خوراک کو یا اندر جانے والی کسی بھی چیز کو تیار کر کے اور آسان شکل میں ڈھال کے اندر بھیجتے ہیں تاکہ ہاضمے میں آسانی ہو۔ حضور پاک رحمتہ للعلمین ﷺ نے جسم کے اس انتہائی اہم حصہ کی حفاظت کے لئے بہت ساری تدابیر عنایت فرمائیں، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا کھانے کے بعد کلی کرنا، اس سے پہلے سے موجودہ یا بعد میں موجود غذائی باقیات (Deposits) دور ہوجاتے ہیں اور دانتوں، مسوڑھوں اور منہ کی بہت سی بیماریوں سے بچت ہوجاتی ہے، پھر فرمایا کہ مسواک کرو، مسواک دانتوں کے درمیان موجود غذائی ذرات کو پانچ مرتبہ نکالتا ہے۔ تو یہ ذرات دانتوں کو اور مسوڑھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، ان ذرات کے جمع ہونے سے Gingvitis (Dental Carries) اور اسی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ ڈینٹل سرجن ہر چھ ماہ بعد دانتوں صفائی (Sealing) کروانے کو کہتے ہیں، مگر حضور اکرم ﷺ کے حکم (مسواک) سے دانت ہمیشہ صاف رہتے ہیں اور اسکیلنگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور پاک ﷺ نے بہت زیادہ گرم اور چٹ پٹی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اسی ایک حکم پر اگر عمل کیا جائے تو منہ کے السر (Phyaryngitis) اور (Stomotitis) سے بچایا جاسکتا ہے۔

مقدار غذا:- (Dose of Diet)

منہ کے بعد کھانے کے نظام انہضام کی طویل ٹیوب شروع ہوتی ہے، اس نالی کے مختلف حصے اور مختلف کام ہیں، لیکن یہ سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ نظام انہضام کے ساتھ رطوبتیں پیدا کرنے والے غدود (Glands) بھی ہوتے ہیں، مثلاً" لبلبہ (Pancreas) پتہ (Gall Bladder) اور جگر جسم میں جانے والی خوراک جگر کے راستے گلوکوز بن کر خون میں چلی جاتی ہے، فالتو مادہ، ضائع شدہ مادہ (Waste Products) کی صورت میں جسم سے باہر نکل جاتا ہے۔ منہ سے لے کر پاخانہ کے اخراج تک نظام انہضام کا ہر حصہ اہم ڈیوٹی انجام دیتا ہی اور ہر ایک کے لئے ایک خاص (Physiological Enviornament) طبی فضا ضروری ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی گڑ بڑ ہو تو انسانی جسم کا یہ اہم سسٹم خراب ہوجاتا ہے اور بیماریوں کا طویل سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، اس نظام کو صحیح رکھنے کے لے کھانے کا معیار (Quality) اور مقدار (Quantity) کا متوازن ہونا بہت ضروری ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا:

"مقدار کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے، پھر فرمایا کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں اور اگر لازماً" کھانا ہی ہے تو معدہ میں ایک تہائی کھانا، ایک تہائی پانی اور ایک حصہ (ہوا) سانس کے لئے خالی رکھو، ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے لئے دو زانوں ہو کر بیٹھتے اور دایاں قدم مبارک کھڑا کر لیتے"۔

یہ تمام احادیث خوراک کی متوازن مقدار کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ معدہ میں پانی، غذا اور رطوبتوں کے عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بنتی ہے اور یہ معدہ کے اوپر والے حصہ (Fundus) میں آجاتی ہے۔ اگر معدہ

کے اس حصے کو بھی خوراک سے بھر دیا جاتا تو گیس کے لئے جگہ نہ ہوگی۔ یہ عمل معدہ کی بہت سی بیماریوں کا باعث بنتا ہی اور سانس میں دشواری پیدا کرتا ہے' دایاں قدم کھڑا کرنے سے یہ معدہ کو دبا کر رکھتا ہے اور اس کو کھانا کھانے کے لئے کھلی چھٹی نہیں دیتا۔ اس طرح یہ حدیث کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر ساتھ آنت سے بسیار خوری اور پرخوری سے سرکار دو عالم ﷺ نے نفرت تی کا اظہار کیا۔

خوراک کا خون بننا:- (Blood - Production with diet)

جسم میں جانے والی ہر خوراک گولکوز بن کر خون کا حصہ بن جاتی ہے' فالتو غذا چربی کی صورت میں جسم میں جمع رہتی ہے اور حسب ضرورت گلوکوز بن کر جسم کو طاقت مہیا کرتی ہے۔ جسم کے ہر خلئے (Cell) کی خوراک گلوکوز ہے۔ یہ اس کے بغیر کام نہیں کر سکتا گلوکوز کے لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ ہر خلئے میں گلوکوز انسولین کے بغیر نہیں گھس سکتا۔ اس لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ یہ رطوبت لبلبے سے نکلتی ہے' لبلبہ جسم کی ساخت کی مطابق ایک خاص مقدار میں یہ رطوبت خارج کرتا ہے۔ اگر اس رطوبت سے گلوکوز کی مقدار زیادہ ہو جائے تو یہ گلوکوز خون میں آجاتا ہے اور اس طرح ذیابیطس (Diabetes) کی بیماری ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس جسم کے ہر سسٹم کو متاثر کرتی ہے یہ بیماری (Micro Vascular Angiopaty) کہلاتی ہے۔ یعنی اس کا نقصان خون کی چھوٹی سے چھوٹی اور باریک ترین نالیوں کو پہنچتا ہے اور اس طرح گردے' آنکھیں دل اور جسم کے تقریباً تمام اعضا متاثر ہوتے ہیں اگر انسان کھانے کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی ہدایت پر عمل کرے تو ان تمام بیماریوں کے مجموعے سے بچا جا سکتا ہے۔ مدینہ منورہ میں مصر سے آئے ہوئے ایک طبیب نے حضور پاک ﷺ سے شکایت کی کہ میرے پاس آپ ﷺ کے شہر سے کوئی مریض نہیں آتا۔ یہ کیسی بے التفاتی ہے' حالانکہ میں اپ لوگوں کی خدمت کے لئے بھیجا

گیا ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بے التفاتی کی وجہ سے نہیں ہے۔ ہم لوگ بیمار ہی نہیں ہوتے کیونکہ ہم کھانا اس وقت کھاتے ہیں جب شدید بھوک لگی ہو اور اس وقت ہاتھ روک لیتے ہیں جب ابھی کچھ باقی ہو۔

یہ ساری احادیث شوگر' امراض قلب' بلڈ پریشر اور فالج وغیرہ سے بچنے کے لئے بہترین احتیاطی تدابیر کی حامل ہیں۔ بہت زیادہ غذا اور کھانوں سے دل پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور کولیسٹرول (چربی) کی زیادہ مقدار دل کی رگیں بند کر دیتی ہے۔ اس طرح دل کا دورہ پڑتا ہے جو پورے جسم کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے بہت پہلے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا کام کرتا ہے اور جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں خرابی پیدا ہو جاتی۔ خوب یاد رکھو یہ دل ہے یہ حدیث اور کھانے کے بارے میں باقی حدیث سے ملا کر پڑھی جائیں۔ تو انسان عارضہ قلب سے بچ سکتا ہے۔

قیلولہ:- (Middynap)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کیا جائے اور رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی۔ یہ حدیث بہت ہی اہم طبعی اور طبی حقائق کی طرف نشان دہی کرتی ہے' کھانے کے فوراً بعد غذا کے ہاضمے کے لئے جسم کے مختلف حصوں سے خون نظام انہضام میں آجاتا ہے۔ تاکہ کھانے کو ہضم کرنے کے ساتھ مختلف مراحل سے گزار کر گلوکوز بنایا جائے۔ اور یہ خون کا حصہ بن جائے' خون کے اس اجتماع کی وجہ سے غنودگی اور سستی طاری ہوتی ہے۔ اور یہ سستی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ ہاضمے کے لئے اگر انسان تھوڑی دیر سوئے تو اس طرح مختلف نظام ہائے جسم کو اپنا اپنا کام کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور انسان تازہ دم ہو کر اٹھ جاتا ہے دوسری مصلحت یہ ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد بقایا دن شام تک کیونکہ کام کرنا ہوتا ہے تو تمام جسم اس وقفے کے بعد دوبارہ تیار ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یوں انسان کی قوت کار بڑھ جاتی ہے۔

رات کا آرام :- (Rest of Night)

رات کے کھانے کے بعد جسم کو طویل وقفے کے لئے آرام کرنا ہوتا ہے اور اعصابی نظام نے حیاتیاتی گھڑیال (Biological Clock) کے ذریعے اس وقفہ آرام کو منظم کر رکھا ہوتا ہے۔ رات کے آرام میں تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ان کی طاقت کو بہت معمولی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے خلیے ضروری کام کر سکیں۔ اسی لئے رات کو (Metabotism) ہوتی ہے۔ یعنی انسانی جسم خوراک کو طاقتی حراروں میں بہت کم استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے ان حراروں کی ضرورت بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے چہل قدمی سے جسم کے تمام اعضاء کو تھوڑی سی مشق سے فٹ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ طاقت کا استعمال رات کے آرام سے متوازن ہو جائے گا چہل قدمی سے معدہ میں غذا نیچے چلی جاتی ہے اور اس طرح معدہ کا بوجھ کم ہوجاتا ہے۔ جو سونے کے وقت آسانی مہیا کرتا ہے۔ اگر معدہ بہت زیادہ بھرا ہوا ہو تو (Sleep Dyspnoea) بد ہضمی اور سانس کے عمل کو دشوار کرتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ شام کا کھانا عام طور پر مغرب کے بعد تناول فرماتے تھے اور یوں عشاء کی طویل رکعتیں' چہل قدمی' اس کے ہاضمے میں مدد کا ذریعہ تھی۔ آج بھی جہاں کھانے کے اوقات یہی ہیں۔ وہ لوگ زیادہ فائدہ میں ہیں۔ الغرض نظام انہضام کو درست رکھنا پورے جسم کی صحت ہے اور اس سسٹم کے لئے آپ ﷺ نے تفصیلی ہدایات دے کر امت کو صحت کا راستہ دکھایا ہے۔

”نبی کریم ﷺ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک روز سینے اور بائیں بازو میں شدید درد ہوا جس کا کھچاؤ کندھوں کی پچھلی جانب بھی ہوا۔ ماتھے مبارک پر پسینہ آگیا' نڈھال ہو کر گر گئے۔ یہ وہ سب علامات تھیں جنہیں آج کی میڈیکل سائنس میں انجائنا کہا

جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ انہیں اٹھا کر بارگاہ رسالت ﷺ میں لے گئے۔ حضور پاک ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو ان کو آرام آگیا اور درد کی شدت ختم ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی نبی کریم ﷺ نے انہیں عجوہ کھجور اور اس کی گٹھلی کا آٹا کھانے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے استعمال سے انہیں شفائے کامل ہوگئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بھر یہ نبویؐ نسخہ استعمال فرماتے رہے۔ انہیں جنگ قادسیہ کے فاتح ہونے کا اعزاز ملا اور طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ عجوہ نہ مل سکے تو کوئی سی بھی کھجور انشاء اللہ فائدہ دے گی۔

نیند انسانی صحت کی ضامن - مشاہدات و تجربات (Shumbering is the Guaranteern health - Observation and Experience)

نیند صحت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت ضروری جزور ہے۔ نیند کے دوران دماغ کو سکون ملتا ہے اور انسان دوبارہ تازہ دم ہو کر کئی کئی گھنٹوں تک کام کر سکتا ہے اس کے برعکس نیند کو پورا نہ کرنے والے کئی کئی بیماریوں اور مشکلات کا شکار ہوجاتے ہیں۔ نیند کے بارے میں ہمیں قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے عمل سے بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر انسان کے آرام و سکون کے بارے میں ہدایات ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام کے لئے بنایا ہے جس طرح سورہ انعام کی آیت نمبر96 میں یہ حکم دیا گیا ہے اسی طرح سورہ یونس میں فرمایا ”وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو۔ رات کی افادیت کے بارے میں اسی طرح کے مضامین سورہ نبا (9) سورہ مومن (61) اور سورہ القصص (73) میں ملتے ہیں“۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سورہ روم میں ارشاد فرمایا ”اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ چنانچہ نہ صرف دن کو سونے کی ممانعت نہیں

Scanned with CamScanner

ہے بلکہ رات کو کام کرنے کی اجازت بھی ہے"۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے انسان کے جسم کا بھی حق ہے چنانچہ مناسب آرام کرنا بھی انسانی جسم کا حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رات کو ہی زیادہ آرام اور سکون سے انسان سو سکتا ہے کیونکہ خاموشی اور اندھیرے میں نیند اچھی آتی ہے۔ میڈیکل سائنس میں یہ اصول ان مریضوں پر کیا جاتا ہے جن کو تشنج کی بیماری ہوا نہیں اندھیرے کمرے میں علیحدہ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ آرام و سکون سے سو سکیں اسی طرح دوروں کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

سونے کا طریقہ :- (How to Sleep)

رسول اکرم ﷺ کے طرز عمل سے ہمیں سونے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے آپؐ کا معمول تھا کہ سخت بستر کا استعمال فرماتے دائیں کروٹ لیٹتے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور الٹا لیٹنے کو ناپسند فرماتے دائیں طرف لیٹنا طبی لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ معدے کا اخراج بھی دائیں طرف ہی ہوتا ہے بائیں طرف زیادہ دیر لیٹنے سے دل پر بوجھ پڑتا ہے اسی طرح الٹا لیٹنا بھی مفید نہیں۔ رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے سے نچلے جبڑے کو مدد ملتی ہے جس سے وہ نیند کے دوران ڈھیلا ہونے کے باوجود منہ نہیں کھلتا اور خراٹوں کا عمل نہیں ہوتا سیدھا لیٹنے سے خراٹوں کا امکان زیادہ ہوتا ہے چنانچہ دائیں طرف لیٹنا احسن عمل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد جاگنا ناپسند فرماتے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جاگنا ناپسند فرماتے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو ہی صورتوں میں جاگنا چاہئے یا کہ یاد خدا کے لئے یا گھر والوں سے ضروری بات کرنے کے لئے۔ جو بات تجربے نے ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ سخت بستر کا استعمال کرتے ہیں انہیں کمر کا درد ہونے کے بہت کم امکانات ہوتے ہیں لیٹنے کے دوران کروٹ لیتے رہنا چاہئے خصوصاً" ایسے مریض جو فالج یا کسی اور بیماری کی وجہ سے خود کروٹ نہ لے سکتے ہوں ان

کے لواحقین پر لازم ہے کہ وہ انہیں چند گھنٹوں کے بعد کروٹ دیدیا کریں کیونکہ ایک ہی طرف لیٹنے سے زخم بننے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا ذکر آیا ہے جو کئی سو سال تک سوتے رہے اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم ان کو کروٹ دیتے رہتے تھے چنانچہ ایسے مریض جن کو کئی مہینوں یا سالوں تک لیٹنا پڑے انہیں کروٹ دینا بہت ضروری ہے تاکہ زخم بننے کا امکان کم سے کم ہو سکے۔

سونے کی تیاری :- (While going to Sleep)

رسول اکرمؐ نے خالی پیٹ سونے سے منع فرمایا آپ کا ارشاد ہے کہ خالی پیٹ سونے سے انسان جلد بوڑھا ہو جاتا ہے آج اس بات میں کوئی شک نہیں رہا اور میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خالی پیٹ سونے سے معدے کی تیزابیت سے معدے کے السر کے مریض کو سونے سے پہلے کوئی شے مثلاً" دودھ کا گلاس پینے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے سونے سے پہلے ہاتھ دھو لیں تاکہ چکنائی یا کوئی اور چیز نہ لگی ہو جس سے کیڑے مکوڑے کا ڈسنے کا اندیشہ ہو آپ کا ارشاد ہے کہ سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہئے رات کو سونے سے پہلے چہرے اور دوسرے حصوں کو دھونا بہت ضروری ہے کیونکہ دن بھر کی مٹی گرد و غبار اور جراثیم مساموں میں جمع ہو کر جلد کو خراب کر سکتے ہیں آنکھوں میں جمع گرد و غبار بھی صاف ہو جائے گا سونے سے پہلے مسواک کرنے کا بھی احادیث میں ذکر ملتا ہے طبی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بھی نہایت اہم اصول ہے کیونکہ منہ میں صفائی نہ ہونے کی صورت میں جراثیم پھل پھول سکتے ہیں۔ نماز کے اوقات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا تعین بھی کام اور آرام کے وقت کے مطابق ہی کیا گیا ہے۔ فجر اور ظہر کی نمازوں کے دوران اتنا وقت دیا گیا ہے کہ آدمی اپنے روزمرہ کے کام نمٹا سکے اسی طرح عشاء اور فجر کی نماز کے دوران نیند اور سکون کے لئے وقفہ ہے۔

سونے کی ہدایات :- (Instructions for Sleeping)

قرآن و سنت سے ہمیں نیند کے بارے میں مختصراً مندرجہ ذیل ہدایات ملتی ہیں۔

(1) نیند کا وقت رات کو ہی رکھا جائے۔ لیکن دوپہر کے وقت کچھ دیر ستانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
(2) رات کو جلدی سوئیں اور صبح جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں۔
(3) بستر نہ زیادہ نرم ہو کہ اٹھا ہی نہ جائے اور نہ اتنا سخت کہ نیند ہی نہ آئے۔
(4) خالی پیٹ نہ سوئیں۔
(5) سونے سے پہلے مسواک اور برش ضرور کریں۔
(6) سونے سے پہلے ہاتھ اور منہ دھوئیں۔
(7) نشہ آور اور نیند آور دواؤں سے پرہیز کریں۔

(بحوالہ ڈاکٹر امتیاز رسول)

جون کولنز کے تجربات - پردے کا اعتراف

(John Colon's Experiments - Confeshins of)

ونڈ سر ہیلتھ کیئر سنٹر کے ڈاکٹر او سوالڈ مورٹن نے جلد خیمسائل پر کامیاب ریسرچ کرنے کے بعد یہ ثابت کیا کہ جلد کا وہ حصہ جو کپڑوں سے ڈھکا رہتا ہے وہ اس حصے کی نسبت جو عریاں ہوتا ہے، زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر مورٹن نے دو اشخاص کا موازنہ کیا۔ پچاس سالہ ایک شخص تھا جس نے اپنی کمر اور کولہوں کی جلد کو دھوپ سے بچائے رکھا تھا۔ یعنی وہ غسل آفتابی کی طرف مائل نہ تھا۔ جبکہ دوسرا ایسا شخص تھا جس کی عمر 20 سال تھی اور وہ مسلسل دھوپ سے گھنٹوں گھنٹوں فیضیاب ہوتا رہتا تھا۔ ان دونوں کی جلد کا موازنہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ عمر کی اس قدر فرق کے باوجود دونوں کی کمر اور کولہوں کی

جلد میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ ہمارے جسم کے وہ حصے جو کھلے رہتے ہیں جیسے ہاتھ اور چہرہ۔ ان پر سورج کی روشنی کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت عمر کے۔

کیا آپ نے مشہور اداکارہ Brigitle Bardot کی حال ہی میں کوئی تصویر دیکھی ہے؟ اگر آپ کی عمر چالیس سال کے قریب ہے تو یقیناً آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ سوال کیوں کیا ہے؟۔ برژی بار دوت کا چہرہ آج بھی مغربی خواتین کے لئے آئیڈیل چیز ہے۔ اس کی چہرے کی سنہری رنگت کتنی حسین ہے۔ آج بھی خواتین ہی نہیں مرد حضرات بھی اسے دیکھ کر دم بخود رہ جاتے ہیں۔

سورج کے اثرات جلد کو کس قدر متاثر کرتے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے آپ اپنے بازو اور ہاتھ کی انگلیوں اور کلائی وغیرہ کو دیکھئے۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی کلائی اور ہاتھ کی جلد زیادہ کھردری اور بے رونق ہے بانسبت بازو کی جلد کے ــــ جلد پر سورج کی شعاعیں براہ راست پڑنے سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ فی الفور ان کا اثر نظر نہیں آتا۔

(بحوالہ اخبار جہاں)

قرآن اور سائنس

(The Holy Quran and Science)

سبحن الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض و
من انفسهم و مما لا یعلمون ○یٰس 36

ترجمہ: پاک (عظیم) ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

All. Who created in pairs All things that Earth
and many other things of whichGlory to God Exalted
(Chapter 36 v.36)Produces. As Well as. Theirown selves
you know nothing

اس آیت کریمہ میں پنہاں پیغام کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس کے متن کو بار بار پڑھنا چاہئے۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کے راز بیان کرنے کے بعد اعلان کیا کہ مخلوق جوڑوں میں موجود ہے۔ اللہ خود کسی جوڑے یا برابری سے بالاتر ہے۔ یہ پاک آیت جو اس طرح سے شروع کی گئی ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق کی جوڑوں میں موجودگی کے اندرونی معانی آشکارہ کئے جائیں۔

جوڑوں کی موجودگی بیک وقت مخالف اور ساتھ ہی مشابہت ظاہر کرتی ہے۔ اس کی سب سے عیاں مثال مذکر اور مونث کی موجودگی ہے۔ سائنسی تعریف کے نقطہ نظر سے جوڑوں کی تخلیق مشابہاتی مخالف (Opposites Similar) کے معنی رکھتے ہیں۔ گرمی اور سردی کا بھی ایک جوڑا ہے یعنی دو چیزیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہونے کے باوجود بھی دیئی خاصیت اور اثر کے لحاظ سے ایک دوسرے کی مخالف ہو سکتی ہیں۔

(ب) سب سے دلچسپ پہلو اس آیت کریمہ کا یہ ہے جب یہ جوڑوں کی مثال

پیش کرتی ہے' یہ کہتے ہوئے کہ "ہم نے مخلوق کو جوڑوں میں پیدا کیا" اللہ تعالیٰ نے تین مثالیں دی ہیں۔

(1) جوڑے - زوجین جو زمین نے پیدا کئے۔
(2) مخلوق کے خود اپنے جوڑے۔
(3) بہت سے دوسرے مخلوق کردہ جوڑے جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔

آیئے اب اس آیت کے راز کو جاننے کے لئے یہ دیکھیں کہ سائنس نے اس سلسلے میں کیا کیا نئی دریافتیں کی ہیں۔

ماہر طبیعیات اینڈرسن ANDERSON کی مثبتیہ یا مثبت الیکٹرون POSITRON کی دریافت اس سلسلے میں ایک نشان راہ اور اہم موڑ ہے۔ ساتھ ہی یہ موریس ڈیراک MAURICEOIRAC تھا جس نے تخلیق کے جوڑوں میں ہونے کا پہلے پہل تصور باندھا تھا۔ یہ تصور طبیعیات PHYSICS میں بنیادی اصول ہے۔ کائنات میں ہر ذرے کا ایک برقی بار CHARGE اور چکر SPIN () ہوتا ہے۔ جب ایک جوہر بنتا ہے تو اس کا مخالف جڑواں OPPOSITE TWIN بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر چیز جوڑوں میں بنتی ہے۔ ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔

The Positron, antiparicle of electron.
The Antiproton, antiparticle of proton.
The Antineutron, antiparticle of neutron.
The Antineutinno, antiparticle of neutrino.

نیوکلائی طبیعیات NUCLEAR PHYSICS کے بنیادی اصولوں میں سے اس لئے ایک یہ بھی اصول ہے کہ ہر جوہر یا ذرے PARTICLE کا ایک مخالف جڑواں بھی موجود ہوتا ہے۔ اس موضوع پر کچھ دیر بعد تفصیلاً گفتگو ہوگی۔

چنانچہ آیت نمبر 36 کے ذریعے چودہ صدیاں قبل تخلیق کے بنیادی قانون کی تعلیم دی گئی ہے جب یہ کہا گیا کہ ہم نے بہت سے نامعلوم جوڑے پیدا کئے۔

اب آیت کریمہ کی مجموعی تشریح کرتے ہیں۔ آیت کی ابتدا میں یہ کہنا کہ

Scanned with CamScanner

پاک (عظیم) ہے اللہ کی ذات اس امر کی اہمیت ظاہر کرتا ہے کہ صرف فنڈ ہی بغیر کسی جوڑے یا مثل کے ہے۔ ہماری مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم اللہ کے بغیر کسی مثل کے تصور کرتے ہیں۔ ہماری ہر چیز کو اس کی مشابہت یا تمثیل سے اس کے مخالف کے توسط سے جاننے کی عادت راسخ ہو چکی ہے۔ مگر ہر چیز جس کا کوئی مخالف یا مثل ہے' اس کی ایک حد ہے اور وہ فنا پذیر ہے۔ جبکہ دوسری طرف اللہ اس سے پاک (عظیم) ہے۔ وہ کسی مثال کے بغیر ہے۔ جب کہ اس نے ہی تمام چیزوں کو جوڑوں میں پیدا کیا ہے۔

وہ جو زمین پیدا کرتی ہے :- (What that Earth grows)

بعض علماء نے آیت کے اس حصہ کو صرف نباتات کے سلسلے میں ہی سمجھا ہے مگر یہ تشریح ناکافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو یہ نہ کہتا کہ "تمام چیزیں جو زمین پیدا کرتی ہے۔" بلکہ صرف نباتات ہی کا ذکر ہوتا۔ اس طرح یہ آیت دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ نباتات کے جوڑوں کی موجودگی کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ بلکہ آیت کا پہلا حصہ اس کے تیسرے حصہ کی تعریف بھی مہیا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس فقرے کی تشریح کہ ہم نے اور بہت سے جوڑے پیدا کئے جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ اس طرح کرے کہ یہ صرف برق یا زمینی مقناطیسیت کے متعلق ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ کیونکہ اس کا جوڑا زمین نے پیدا کیا ہے۔ زمین کے پیدا کردہ جوڑے ذیل میں دیئے جاسکتے ہیں۔

(الف) ایک جیسے SIMILAR جوڑے جو اپنی مادی اور کیمیائی خصوصیات میں مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً دھاتیں اور غیر دھاتیں۔

(ب) حیاتیاتی BIOLOGICALLY طور پر مخالف جوڑے مثلاً پودوں اور جانوروں کے نر اور مادہ۔

(ج) مادی طور پر مخالف جوڑے مثلاً مثبت اور منفی برق جوہر یا جواہر کا گروہ IONS اور اس طرح برقی چارج کا الٹ ہونا POLARITY۔

(د) زمین میں زندگی کے تلنے بلنے پر اثر انداز ہونے والا تجزیہ ANALYSIS

اور عناصر کا اکٹھے ہونا SYNTHESIS جیسے پودوں میں جراثیم BECTERIA سے روح پھونکنا جو نائٹروجن کو بھی ترتیب دیتا ہے۔ جراثیم BECTERIA کی وہ خاصیت جو نامیاتی ORGANIC چیزوں کو توڑتا اور تباہ کرتا ہے جس سے سڑنے اور زائل ہونے کا عمل پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح کی دوسری مثالیں۔ جیسے مثلاً مقناطیسی مخالف جوڑے۔ جیسے مقناطیسی قطبین یعنی شمالی اور جنوبی قطبین۔

اپنے ہی جوڑے :- (Pairs of their selves)

"ہم نے ان کے اپنے جوڑے پیدا کئے۔" یعنی مخالف جڑواں جوڑے۔ اس آیت کے حصہ کے مختلف معانی کئے جاسکتے ہیں۔ جیسے:

(الف) مرد اور عورت (مخالف جوڑے)

(ب) امدادی شخصی خصوصیات۔ مثلاً ظالم / ہمدرد بہادر بزدل' سخی / کنجوس وغیرہ۔

(ج) خصوصیات جو مشابہت رکھتے ہیں۔ لیکن مخالف اخلاقی فیصلہ VALUE JUDGEMENT کی حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے وحشی پنا / بہادری' منافقت / لحاظ حلم یا نرمی / سادہ لوحی وغیرہ۔ ان میں چند الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بیحد مشکل ہے۔ بہرطور کسی حد تک معانی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

جوڑے جو ہم نہیں جانتے :- (The pairs - unknown to us.)

قانون مماثلت LAW OF PAIRTY مادہ اور توانائی کے نظریات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس طرح سے کہ قدریہ QUANTA اور وہ نظام جو اس سے بنتا ہے اپنے آپ کو مخالف جوڑوں میں ظاہر کرتے ہیں۔ نظریہ کوانٹم کے مطابق توانائی واضح اکائیوں میں ہوتی ہے۔ جو مکمل عددوں میں ہوسکتی ہیں۔

(الف) توانائی کے اخراج اور تحلیل یا جذب ہونے کے عمل کو علم طبیعیات PHYSICS اور ASTRROPHYSICS کائناتی علم طبیعیات نے موجودہ وقتوں میں تسلیم کیا ہے۔ ہمیں اس عمل کے رلوں کو ابھی مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔ البتہ ہم سیاہ شگافوں کو جاننے لگ گئے ہیں۔ جہاں توانائی خرچ ہو کر فنا ہو جاتی ہے

Scanned with CamScanner

اور تاروں کے ان جھرمٹوں کو بھی سمجھنا شروع کر دیا گیا ہے۔ جو ناقابل یقین حد تک توانائی کو مرکوز کرتے ہیں۔ یہ دو خطے ایسے ہیں جو جڑواں صورت میں ہیں۔ مگر ایک دوسرے کے سلسلے میں مکمل طور پر مخالف اثر اندازی کرتے ہیں۔

(ب) کشش اور ہٹانے والی قوتیں خاص طور پر کشش ثقل کی قوتیں مرکز گزیدہ قوتوں کی وجہ سے متوازن ہوجاتی ہیں۔ اگر ان دو قوتوں میں یہ مخالفت موجود نہ ہوتی تو یا تو تمام ستارے اپنے اپنے سورجوں SUNS میں گرجاتے اور باہری کرے میں گم ہوجاتے۔

کائنات میں کشش ثقل اور گردشی حرکت نے ناقابل یقین توازن قائم کر رکھا ہے۔ یہ عجوبہ مزید حیران کن بن جاتا ہے۔ جب ہم اسے اپنی زمین اور کائنات کے تقابل میں دیکھتے ہیں۔ زمین کے ساتھ شمسی نظام بنانے کے علاوہ ہمارے ہمسائے سیارے بھی اسی قسم کا گردشی توازن اپنے اپنے سٹیلائٹ (اقمار) کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نظام سورج کے گرد چکر کا ایک اور نظام ترتیب دیتے ہیں۔ اس طرح نو ( ) سٹیلائٹ (اقمار) اور ان کے بہت سے اقمار سورج کے گرد مختلف محوروں میں گردش کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کائناتی اجسام سورج میں گرنے سے بچے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں سورج ان اجسام کو ان کے محور میں توازن مہیا کرتا ہے تاکہ وہ فضائے بسیط SPACE میں گم نہ ہو جائیں۔ اسی پر ہی بات ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ایک مزید گردش کا نظام بھی ہے جس میں ستاروں کی ثریا MILKY WAY GALAXY جس میں ہماری زمین بھی شامل ہے، ہمارے سورج سمیت ایک اور محور پر گردش کر رہی ہے۔ یہ سفر یعنی ہر گردش پچیس کروڑ سالوں میں پورا ہوتا ہے۔

اس طرح ہم نے قرآنی معجزات کے رازوں سے جوڑوں کی ایسی مثالیں ڈھونڈ نکالی ہیں جو ہم کل تک نہیں جانتے تھے۔

ہماری کہکشاں مزید کہکشاؤں کے مرکز کے گرد ایک عظیم سفر پر رواں دواں ہے۔ چنانچہ ہماری زمین کشش اور دور ہٹانے والی جڑواں قوتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے کی کوشش میں چار مختلف محوروں پر گھومتے ہوئے چار مختلف سفروں پر رواں دواں ہے جس کا شمار اربوں سالوں پر محیط ہے۔ (بحوالہ سائنس اور دنیا)

مسواک:۔(Miswak)
پیلو۔اراک۔سلواڈوراپرسیکا
ٹوتھ برش ٹری

سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد اول میں مسواک کی تحقیق کے بعد نئی تحقیق مزید ملاحظہ فرمائیں۔

انسان فطرتاً" صحت پسند ہے۔ قیام صحت اس کی بہترین خواہش ہے۔ وہ پوری تندرستی کے ساتھ کاربار حیات میں مستعد رہنے کا آرزو مند ہے۔ اس لئے وہ پورے شعور حفظ صحت کے ساتھ اصول حفظ صحت پر عمل کرتا ہے۔ متوازن غذا، صاف پانی، تازہ ہوا، ورزش اور آرام، نیند اور بیداری میں توازن اس کے احاطہ فکر سے باہر نہیں رہتے۔ وہ جانتا ہے کہ سعی پیہم اور جہد مسلسل کے لئے صحت ایک لازمی ضرورت ہے۔ وہ صحت دہن (منہ کی صحت) اور صحت جسم کے تعلق کو سمجھتا ہے اس کی فہم و دانست سے یہ باہر نہیں کہ صحت دہن ----- صحت مند مسوڑھے اور مضبوط دانت ----- صحت جسمانی کی بنیاد ہے۔

1982ء میں ورلڈ ہیلتھ اسمبلی (جنیوا - سوئزرلینڈ) میں ایک جامع رپورٹ میں یہ نکتہ ابھر کر آیا کہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں ترقی پذیر ممالک میں زیادہ لوگ دانتوں کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق صحت دہن و دنداں کی صورت حال تیسری دنیا کے بیشتر ملکوں میں بہ شمول پاکستان، بالخصوص شہری علاقوں میں ابتر ہورہی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بہت سے امراض جنم لے رہے ہیں۔

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا بھر کے لوگوں میں منہ کی صحت و صفائی کے لئے مختلف چیزیں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ کرہ ارض کے مختلف حصوں میں آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے حاصل ہونے والی کئی چیزیں دانتوں کے لئے استعمال سے متعلق ہیں۔ ان میں نباتاتی تعلق رکھنے والی

چیزیں عموماً پودوں کی خوش ذائقہ شاخوں پر مشتمل ہیں۔ زمانہ قدیم میں استعمال ہونے والی یہ شاخ ہائے نباتات جدید برش کی پیش رو سمجھی جاسکتی ہیں۔ کوئی سترہ پودے ایسے ہیں جو منہ، دانتوں اور مسوڑھوں کی صحت و صفائی میں مفید ہیں۔ ان میں سے جوو درخت سب سے زیادہ استعمال ہوتا رہا ہے وہ درخت مسواک ہے جسے ہندی میں پیلو (جال) عربی میں اراک اور لاطینی میں (SALVADORA PERSICA) کہتے ہیں۔ انگریزوں نے اس کے مشہور ترین استعمال کے پیش نظر اسے (TOOTH BRUSH TRBE) کا نام دیا۔ مسواک کے استعمال کی سفارش نہ صرف طب اسلامی میں کی گئی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں بھی صحت و طہارت کے ایک وسیلے کے طور پر اس کے استعمال کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کی توثیق اس امر سے ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو صحیح اور دینی فوائد و فضائل ارشاد فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بہ کثرت مسواک فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو مسواک کا مشورہ بہ تاکید دیا ہے اور اسے اللہ کے نزدیک ایک نہایت مقبول اور پاکیزہ عمل قرار دیا۔ اس لحاظ سے صحت دہن و دنداں کے میدان میں بہترین رہنمائی کی اولیت حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے۔

دانتوں کی بوسیدگی اور کرم خوردگی ایسے امراض دنداں ہیں جن سے غفلت کے نتیجے میں دانتوں اور مسوڑھوں کی خرابی مزمن صورت اختیار کر جاتی ہے اور منہ کی بدبو، شدید درد اور تکلیف کے بعد قدرتی دانت نکلوانے پڑتے ہیں۔ عموماً مسوڑھوں اور دانتوں کی جھریوں میں مضر جراثیم جمع ہوجانے اور غذائی مواد وغیرہ کے سڑنے سے غذا کے ذرات، میل کچیل، جراثیم وغیرہ کی موجودگی اور اس کے تعفن پذیر ہوجانے سے ایک مادہ پیدا ہوجاتا ہے جو منہ اور دانتوں کے لئے اور صحت جسمانی کے لئے ضرر رساں ہوتا ہے۔ اگر دانت باقاعدگی سے صبح سب سے پہلے اور کم از کم پانچوں نمازوں کے وقت اور بالخصوص سوتے وقت صاف کر لیے جائیں تو صحت دہن قائم رہتی ہے۔ مسوڑھے اور دانت صحتمند رہتے ہیں۔

دانتوں کی ٹوٹ پھوٹ اور بوسیدگی دانتوں کے معدنی جز کی بہ تدریج

تحلیل کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے۔ ایسا عموماً منہ کے اندر اور دانتوں کے گرد تیزابیت کے عمل سے ہوتا ہے۔ یہ تیزابیت نشاستے اور میٹھی غذاؤں کے اثرات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ نشاستے دار غذائیں اور مٹھائیاں کثرت سے کھاتے ہیں ان کے مسوڑھوں اور منہ میں یہ تیزابی مادے تیزی سے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ شکر کی تیزابیت سے دانتوں میں شکست و ریخت ہوتی ہے اور کیڑا لگ سکتا ہے۔ مسوڑھوں میں خرابی بیکٹریا کے عمل سے ہوتی ہے جو ان میں ورم اور عفونت کا سبب بن جاتے ہیں۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ درخت مسواک (پیلو کے درخت) میں جراثیم کش (ANTI BACTERIAL) خواص موجود ہیں۔ دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال اس طرح کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں مددگار ہے۔

مسواک - اسلامی اور طبی پہلو۔

طب نبوی میں مسواک کی اہمیت نہایت ہی واضح ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اس کی تاکید ہے اور یہ آپؐ کی ایک مستقل سنت ہے۔ مشکوۃ شریف میں مسواک پر ایک پورا باب موجود ہے جس میں چودہ احادیث ہیں چند احادیث درج ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تمہیں کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔" (بخاری)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ مسواک منہ کو پاکیزہ کرنے والی شے ہے اور رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے ذریعہ ہے۔" (نسائی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ "اگر مجھے اپنی امت کی مشقت اور پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (متفق عل

Scanned with CamScanner

☆ حضرت واثلہ بن الاشقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "مجھے مسواک کے متعلق اس قدر تاکید کے ساتھ حکم ہوا ہے کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ (احمد' طبرانی فی الکبیر)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "جو نماز مسواک کر کے پڑھی جاتی ہے وہ بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز سے ستر درجہ بہتر و افضل ہے۔" (احمد' بیہقی' بزار)

اگرچہ مسواک کا ذکر قرآن مجید میں نہیں تاہم درج بالا احادیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوہ حسنی کی بنا پر مسواک کی اہمیت بہرطور مسلم ہے۔ مثال کے طور پر:

☆ حضرت شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ "میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت محمد ﷺ گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا۔ "مسواک"۔ (ریاض الصالحین)

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب نیند سے بیدا ہوتے تو آپ اپنا دہن مبارک مسواک سے صاف کرتے تھے"۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں - "ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیا کرتے تھے۔ رات میں اللہ جب چاہتا آپ ﷺ کو خواب سے بیدار کر دیتا۔ (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اٹھ کر) مسواک کرتے' وضو فرماتے اور نماز ادا کرتے"۔ (مسلم)

طب نبوی میں مسواک کا شمار اس کی افادیت کا آئینہ دار ہے۔ جدید تحقیق اسے ایک بہترین صحیح وسیلہ ہونے کے علاوہ منہ کی بدبو دور کرنے کا اچھا عامل قرار دیتی ہے۔ یہ نہ صرف مادی (PHYSICAL) طور پر دانتوں کو صاف کرتی ہے بلکہ

مسوڑھوں میں موجود جراثیم آلائشوں کو بھی نکالتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان نقصان دہ جراثیم کو اپنے جراثیم کش اثرات کے ذریعہ سے ختم کرتی ہے جو مسوڑھوں اور دانتوں کی بوسیدگی کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں ہی نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں بھی مسواک کا ایک نمایاں مقام ہے۔ حکیم البیرونی نے اس کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ درخت مسواک کی شاخیں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ ابن البیطار نے "کتاب الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ" میں اراک کے نام سے اس پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس درخت سے حاصل ہونے والی مسواک ان تمام درختوں کی مسواک سے بہتر ہوتی ہے جو اس مقصد کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس بحث کو مزید موثر ثابت کرنے کے لئے ابن البیطار نے ابو حنیفہ الدغوری' ابن رضوان اور ابن جلجل کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ برصغیر کے نامور طبیب اور طبی مصنف حکیم محمد اعظم خاں نے "محیط اعظم" میں مسواک پر سیر حاصل مواد شامل کیا ہے اور حکیم مومن خان' ابن سینا' انطاکی اور بغدادی وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

درخت مسواک - پیلو

درخت مسواک سے حاصل کردہ جڑوں کی شاخوں کو بہ طور صحت دہن و حفظ دنداں استعمال سب سے پہلے دنیائے عرب میں ملتا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں اس درخت پر تحقیقات ہوئی ہیں۔ برصغیر ہندو پاک میں سائنس دانوں کی توجہ کا یہ مرکز رہا ہے۔ اب امریکہ وغیرہ ممالک میں بھی مسواک (پیلو) پر نہایت گہرائی اور گہرائی کے ساتھ تحقیقات ہوئی ہیں اور یہ یقین کیا گیا ہے کہ صحت دنداں اور حفظ دنداں کے لئے اس سے بہتر کوئی شے موجود نہیں ہے۔ تمام دنیا نے طب نبوی کے اس نکتے کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔

کیمیائی تجزیہ :-

درخت مسواک کے منفرد کیمیائی اجزاء مجموعی طور پر درخت مسواک کے بعض حصوں میں موجود ہوتے ہیں اور یکجا ہو کر ایک دوسرے کی معاونت کرتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ لیکن اگر ہم درخت مسواک (پیلو) سے حاصل ہونے والے اجزا کا علیحدہ علیحدہ بھی جائزہ لیں تو ہر ایک دانتوں کی تکلیف کے خلاف موثر نظر آتا ہے۔ یہ اجزا اس کی چھال کے خلاصے سے حاصل کیے گئے تھے۔ اجزاء درج ذیل ہیں۔

1- ٹرائی میتھائل ایمین (TRIMETHYLAMINE)
2- ایک الکلائڈ جو سلواڈورین (SALVADORINE) کہلاتا ہے۔
3- کلورائیڈز (CHLORIDES)
4- فلورائڈ (FLUORIDE) اور سلیکا (SILICA) کی خاصی مقدار
5- گندک (SULPHERO
6- حیاتین "ج" (VITAMIN - C)
7- ٹینن ((TANINS) سیپونین (SAPONINS) فلیوونائڈ (FLAVONOIDS) اور اسٹیرول (STEROLS) کی معمولی مقداریں اور لال کی کچھ مقدار۔

خواص کے اجزاء:-

1- ٹرائی میتھائل ایمین (TRIMETHYLAMINE OR TMA)

نامیاتی کیمیائی جز (فارمولا $N(CH_3)_3$) جو کہ بے رنگ سیال گیس ہے اور مچھلی جیسی بو رکھتی ہے۔ اس کا نقطہ جوش چار درجہ سینٹی گریڈ ہے۔ پانی، ایتھر اور الکوحل میں حل پذیر ہے۔ TMA سیال کے سطحی تناؤ کو تبدیل کر کے ٹھوس ذرات کو علیحدہ کر کے تیرنے کے قابل بناتا ہے۔ (اس عمل کو FORTH FLOATATION کہتے ہیں)۔ اس طرح یہ اہم جز غذا کے باقی رہ جانے والے اجزا کو منہ میں اور خصوصاً" دانتوں میں جمع ہونے سے روکتا ہے۔ مسواک کے دیگر اجزا مثلاً" نمکیات کے ساتھ مل کر یہ جز اور زیادہ موثر ہوجاتا ہے اور ضد جراثیم عامل کا کام کرتا ہے۔

2- سلواڈورین (SALVADORINE):-

قدرتی طور پر پایا جانے والا یہ الکلائڈ درخت مسواک کی خشک کردہ چھال میں پایا جاتا ہے۔ اس جز پر مزید تحقیقات ہو رہی ہے۔

3- کلورائیڈز (CHLORIDES):-

اپنی آیونی (IONIC) خصوصیات کی وجہ سے منہ کی اندرونی جھلی کے خلیات اور دیگر ساختوں میں سیال کی مقدار کا توازن برقرار رکھنے کے نظام پر موثر ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قدرتاً" پائے جانے والے نمکیات ہیں۔ ان کی موجودگی فعلیاتی نظام کو درست رکھتی ہے۔

4- فلورائڈ اور سلیکا:- (FLOURIDE & SILICA)

درخت پیلو (مسواک) میں قدرتی طور پر فلورائیڈ اور سلیکا کی قابل ذکر مقدار موجود ہوتی ہے۔ عام طور پر ٹوتھ پیسٹ میں مصنوعی طور پر فلورائڈ شامل کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مسواک یا پیلو کو انفرادیت حاصل ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہے کہ فلورائڈ خصوصیت کے ساتھ بچوں میں دانتوں کی بوسیدگی کے خلاف موثر ہے اور ساتھ ہی سلیکا کی موجودگی مسواک میں اس کے میکانیکی عمل سے دانتوں کو چمکانے میں مددگار ہے۔

5- گندک:- (SULPHUR)

پیلو میں موجود گندک اپنے جراثیم کش اور تریاقی اثرات کی بدولت اور منہ کی صحت کی برقراری کے لئے انتہائی اہم ہے۔

6-حیاتین "ج":- (VITAMIN - C)

دانتوں کی صحت اور مسوڑھوں کی حفاظت میں حیاتین ج کی اہمیت مسلم ہے۔ مسواک یا پیلو میں یہ نباتی جوہر قدرتاً" پایا جاتا ہے اور اس کی موجودگی اسے نہ صرف ایک موثر میکانکی، اور طبی، حیاتیاتی عامل بننے میں مدد دیتی ہے بلکہ اسے

بوسیدگی دندان، متورم مسوڑھوں اور اسکربوط (SCUREY) میں بھی فائدہ مند ثابت کرتے ہیں۔ برصغیر کے اطبا زمانہ دراز سے مسواک کو اسکربوط کے لئے تجویز کیا کرتے ہیں۔

7- رال :- (RESIN)

مسواک کی چھال میں موجود رالی مادہ (RESINOUS MATERIAL) دانتوں کے سخت بیرونی طبقے یعنی مینا (ENAMEL) کی حفاظت کرتا ہے۔

مسواک پر جدید تحقیقات :-

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کی برکت ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں منہ کو صاف رکھتے ہیں۔ مسواک دن میں کئی بار استعمال کرنے سے منہ پاک اور صاف رہتا ہے۔ برش سے دانتوں کی اچھی طرح صفائی کے بعد بھی ان پر میل (PLAQUE) کی تہہ چڑھ جاتی ہے۔ اگر 24 گھنٹوں تک منہ کو صاف نہ کیا جائے تو اس کی مقدار بڑھ کر مسوڑھوں کی صفائی اور صحت کا ضامن ہوتا ہے۔ تجربات ثابت کرتے ہیں کہ پابندی کے ساتھ مسواک کرنے والوں کے دانت صحت مند ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں دانتوں کی بوسیدگی بھی کم پائی گئی۔

پاکستان میں بھی 1985ء میں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جانے والی مختلف پودوں کی شاخوں پر جدید طبی تحقیقات کی گئیں۔ ان تحقیقات سے مسواک / پیلو کے ضمن میں نہایت حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ اس مقصد کے لئے استعمال کی جانے والی شاخوں کا خرد حیاتی طور پر جراثیم کے خلاف تقابلی جائزہ لیا گیا ان نباتات کے نام حسب ذیل ہیں۔

1- نیم (MELIA AZADIRACHTA LINN)
2- کیکر (ACACIA ARABICA WILLD)
3- پھلاہی (ACACIA MODESTA WALL)
4- مسواک / پیلو (SALVADORA PERSICA LINN)
5 سنج (PONGAMIA GLABRA VENT)

اس تحقیقات میں بتایا گیا ہے کہ بیشتر افریقی ممالک، جنوبی ایشیا، امریکا کے گرم علاقوں اور شمالی علاقوں میں درج بالا نباتات کی شاخیں اور جڑیں دانتوں اور منہ کی صفائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ پاکستان کے شہری علاقوں میں دانت صاف کرنے کے لئے زیادہ تر برش استعمال کیا جاتا ہے لیکن دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ نباتات کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور دانتوں کی بوسیدگی کے امراض سے بہت کم متاثر پائے جاتے ہیں۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر درج بالا نباتات کا مطالعہ لیبارٹری میں مانع جراثیم سرگرمی (ANTI BACTERIAL ACTIVITY) کے لئے کیا گیا۔ یہ تقابلی جائزہ مسواک، پیلو کی خصوصی افادیت کا آئینہ دار ثابت ہوا۔

مختلف افراد کے دانتوں، مسوڑھوں اور منہ سے لعاب دہن حاصل کیا گیا اور ان میں سے چند ایسے جرثومے علیحدہ کر کے ان کی لیبارٹری میں مصنوعی طور پر افزائش کی گئی کہ جو دہن و دندان کی مختلف تکالیف میں اہم ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان جراثیم کے خلاف درج بالا نباتات کی صلاحیتوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ درج بالا نباتات میں کوئی بھی بیکٹریا (SARCINA LUTEA) اور (BACILLUS PUMILIS) کے خلاف قابل ذکر اثرات کا حامل نہیں پایا، لیکن پیلو یا مسواک کو مجموعی طور پر لعاب دہن سے حاصل کیے گئے بیکٹریا کے خلاف موثر پایا گیا اور اس کے مانع جراثیم (ANTI MICROBIAL) جراثیم کش (GERMICIDAL) اور مانع فنج (FUNGICIDAL) اثرات کا معیار بقایا تمام نبات سے بہتر پایا گیا۔

تجربات سے ثابت ہے کہ مسواک یا پیلو میں ان خصوصیات کے علاوہ مسوڑھوں کو سکڑنے، صاف کرنے اور مانجھنے (ABRASIVE) کی خصوصیات بھی ہیں۔ نہ صرف مسواک بلکہ اس کا سفوف بھی دہن، دانت اور مسوڑھوں کی صفائی کے لئے بہترین چیز ہیں۔ یہ قدرت کا عطیہ ہے اور اس کے استعمال کی ہدایت کثرت سے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں موجود ہے۔ درخت مسواک (پیلو کے درخت) کی اہم خصوصیات کی بنا پر اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ تمام دنیا

Scanned with CamScanner

میں اس کے استعمال کو کثرت سے رائج کیا جائے۔

(میڈیکل اینڈ جنرل فزیالوجی)

قدرت الٰہی کے کرشمے اور نشانیاں:-

اس مضمون کو پڑھ کر اللہ تعالٰی کی قدرت پر نظر کریں۔ اور ایمان میں اضافہ کریں۔

نشانات انگشت کی سائنس:-

آج ماہرین اس خیال پر متفق ہو چکے ہیں کہ دنیا میں موجود پانچ ارب انسانوں کی ہتھیلیوں کی ساخت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے یعنی کوئی سے دو انسانوں کی ہتھیلی ایک جیسے نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اگر جڑواں بھائی یا بہنیں بھی ہوں تب بھی ان کی ہتھیلیوں کی ساخت مختلف ہوگی۔ یہی ایک بات پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کی بہت مدد کرتی ہے، جس سے وہ بڑے بڑے مجرموں کا آسانی سے پتہ لگالیتے ہیں۔ یہی سائنس فنگر پرنٹس (نشانات انگشت) کہلاتی ہے۔

فنگر پرنٹس کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چینیوں نے سب سے پہلے انگلیوں کے ذریعے دستخط کرنے کا انداز اپنایا۔ اس طرح انگلیوں سے بھی انسان کام لینے لگا۔ اس کے بعد 1851ء تک برطانیہ کے تیس سائنس دان، سرفرانس گلٹین، سرولیم ہرشل اور سرایڈورڈ ہنری فنگر پرنٹس کے بارے میں خاصا علم رکھتے تھے، ان میں سرایڈورڈ ہنری ایک کتاب بھی لکھ چکے تھے۔ لیکن فنگر پرنٹس کا استعمال بحیثیت کسی جرم کی تفتیش کے ابھی استعمال نہیں ہوا تھا۔

شاید آپ کو پڑھ کر حیرت ہو کہ فنگر پرنٹس کا پہلا جرمیاتی استعمال انڈیا کے صوبے بنگال میں 1897ء میں ہوا یہ پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا کیس تھا جب ایک قاتل کو فنگر پرنٹس کی مدد سے شناخت کر لیا گیا واقعہ یہ ہوا کہ آدمی قتل کر کے دوسرے گاؤں فرار ہوگیا وہاں اسے مشکوک حالت میں دیکھ کر پولیس نے

پکڑ لیا۔ پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہی قاتل ہے لیکن ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا کہ یہی قاتل ہے جب اس کی انگلیوں کے نشانات لاش کے قریب ہی موجود ملزم کے نشانات سے ملائے گئے تو ہو بہو ایک جیسے نکلے جس سے وہ ملزم سے مجرم ثابت ہوگیا۔ جرم ثابت ہونے پر اس کو پھانسی دے دی گئی۔

انسپکٹر جنرل پولیس بنگال جو انگریز تھا اس کو یہ طریقہ بہت پسند آیا اس نے سرولیم ہرشل سے جو اس زمانے میں ہگلی میں تعینات تھے سے مشورہ لیا انسپکٹر جنرل پولیس نے ان سے کہا کہ آپ اس کام پر تحقیق کریں جس پر وہ رضامند ہوگئے۔

جب ان کی تحقیق مکمل ہوئی اور سارے مشاہدات وغیرہ مکمل ہوگئے تو انہوں نے ایک کتاب فنگر پرنٹس لکھی جو اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی۔ یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی۔ 1898ء میں کلکتہ میں جو بنگال کا صوبائی صدر مقام تھا دنیا کا پہلا "فنگر پرنٹ بیورو" قائم کر دیا گیا بعد ہی مشہور زمانہ سکاٹ لینڈ یارڈ نے بھی 1907 میں اپنا فنگر پرنٹ بیورو قائم کر دیا۔

آج فنگر پرنٹس کی سائنس نہایت ترقی یافتہ شکل ہر ملک میں موجود ہے جب بھی کوئی قتل، چوری، ڈاکہ اور اس قسم کے جرائم ہوتے ہیں تو سب سے پہلے فنگر پرنٹس ہی سے مدد لی جاتی ہے پولیس کے پاس ہزاروں فائلیں موجود ہوتی ہیں جو سزا یافتہ اور مجرموں کے فنگر پرنٹس سے بھری ہوتی ہیں وہ جب چاہیں ان سے مدد لے سکتے ہیں اب مجرم چالاک ہوشیار ہوگئے ہیں کہ دستانے یا اس قسم کی دوسری چیزیں پہن کر ہی چوری یا قتل کرتے ہیں لیکن یہ بات حقیقت سے خالی نہیں کہ بڑے سے بڑا اور عیار سے عیار مجرم بھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے جو اس کی گرفتاری کا سبب ہوتی ہے کیونکہ خیر کو آخر شر پر غالب ہی آنا ہوتا ہے۔

سی آئی ڈی CRIMINAL INVESTIGATION DEPTT تقریباً ہر ملک میں موجود ہے، سی آئی ڈی دراصل پولیس ہی کی برانچ ہوتی ہے جو پولیس کی تفتیش میں اس کی مدد کرتی ہے۔ سی آئی ڈی کے ماہرین اپنے کام کے بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ جہاں بھی کوئی چوری وغیرہ ہوجائے وہاں پہنچ کر فنگر پرنٹس حاصل کر

Scanned with CamScanner

لیتے ہیں جو تفتیش میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان نشانات کو بھی خاص قسم کے پاؤڈر سے محفوظ کرتے ہیں جو مجرم جائے وقوعہ میں چھوڑ جاتے ہیں' بتایا جاچکا ہے کہ دنیا میں انسانوں کی ہتھیلیاں ایک جیسی نہیں ہیں اس کے علاوہ ایک یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ انسان کی انگلیوں کی لکیریں اور دائرے عمر کے کسی حصے میں تبدیل نہیں ہوتے انسان کی انگلیوں کے دائرے اور لکیریں ستر سال کی عمر میں بھی وہی ہوں گے جو پانچ یا دس سال یا پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

عام طریقے سے فنگر پرنٹس لینے کا طریقہ کار نہایت آسان اور سادہ ہے جس آدمی کا فنگر پرنٹس لینا ہو تو عام سیاہی اس کی انگلی یا انگوٹھا یا کار ہتھیلی کا لینا ہو تو عام سیاہی اس پر مل دیں اور سیاہی لگا ہاتھ سفید کاغذ پر چپکا دیں آپ کی ہتھیلی کا پرنٹ کاغذ پر ابھر آئے گا یہ طریقہ کار جو لوگ ان پڑھ ہوتے ہیں اور اپنے دستخط بھی نہیں کر سکتے ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اب فنگر پرنٹس کا علم ایک سائنس بن چکا ہے جدید اصطلاح میں اسے "انگشت بنی" (DACTYLOSCOPY) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ فنگر پرنٹس محفوظ رکھنے کا عمل نہایت پیچیدہ اور مشکل بن چکا تھا کیونکہ اب ہر ملک کے پاس اتنے فنگر پرنٹس موجود ہیں کہ جن کو رکھنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں اوور پھر ان کو عام لوگوں سے بھی خفیہ رکھنا ہوتا ہے ہم بس صرف ایک ملک یعنی امریکہ کی مثال دے رہے ہیں۔ 1980ء میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق امریکہ کی ایف بی آئی میں پندرہ کروڑ فنگر پرنٹس موجود تھے وہ لوگ جو امریکن طریقہ کار سے ناواقف ہیں ان کے لئے یہ اعداد و شمار جو امریکہ کی آدھی آبادی کے برابر ہیں یقیناً" پریشان کن ہونگے' اس کی تشریح یہ ہے کہ ایف بی آئی دنیا کے عام ملکوں سے فنگر پرنٹس تبدیل کرتا ہے اسی لئے اس کے پاس اتنے فنگر پرنٹس موجود ہیں صحیح تعداد تقریباً" ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے جو صرف امریکہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(بحوالہ فنگر پرنٹس)

افادات ضیائی

میری زندگی یورپ اور کینیڈا میں گزری ہے میں نے بحیثیت مسلمان یورپی زندگی کو کیسے پایا کچھ مشاہدات اور تجربات پیش ضرورت ہیں۔ امید ہے سنت نبویؐ اور جدید سائنس میں جگہ دیں گے۔

گستاخی کی انتہا اور نفسیاتی امراض:۔

یورپ کے عیسائی کو جب ٹھوکر لگتی ہے تو وہ ایک بڑی اور غلیظ گالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) کو دیتا ہے اور یوں اس کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس کا نقصان ایک تو اللہ تعالیٰ کا غضب اور دوسرا وہ چونکہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں کہ یہ انہیں کی وجہ سے ہوا اس عمل کی وجہ سے وہ بے شمار نفسیاتی اور دماغی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جبکہ اس کے مقابلے میں مسلمان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ فوراً" اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ عمل بظاہر مختصر لیکن یورپی ماہرین کے مطابق انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اجابت بافراغت کی خوشی:۔

یورپ اتنا پریشان اور نفسیاتی دباؤ کا شکار ہے کہ وہ بیت الخلا میں جاتے وقت بھی پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا اور نامعلوم کتنی دیر ہمیں لیٹرین بیٹھنا پڑے گا لیکن جب اُسے (جس مادی زندگی پر محنت کرتے کرتے اپنی حیثیت کم اور مادی چیزوں کی حیثیت بڑھا دی ہے) اجابت کھل کر آجاتی ہے تو اس کی مسرت کی انتہا نہیں رہتی اور وہ لیٹرین سے باہر نکل کر نعرہ لگاتا ہے۔ I relex O, What یعنی واہ اس وقت میں پرسکون ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی تنگ کر دی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو وہ اپنے لئے وجہ سکون اور آرام سمجھتے ہیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب

آدمی تنگ اور پریشان ہو اور پھر اسے اس بات کے مصداق کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل جائے۔

جیسے گھوڑے کی خدمت ویسے کار کی خدمت :۔

میں نے اسلامی کتب کا مطالعہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء کرامؒ کی عادات میں یہ بات شامل تھی کہ وہ گھوڑے کے بدن کی صفائی کرتے اس کی پیشانی پر مارتے نہیں تھے بلکہ خاص طور پر صاف کرتے جب منزل کے قریب پہنچتے تو اسے آہستہ کر لیتے تاکہ اس کا سانس نارمل ہو جائے جسم کی حرارت معتدل ہو جائے اور دھول نہ اڑے بلکہ بعض جگہ یہ پڑھا کہ منزل کے قریب گھوڑے کو آہستہ کر کے گول چکر دیتے اور پھر روکتے۔

بالکل یہی حال یورپی اپنی موٹر گاڑیوں کا کرتے ہیں وہ اس کا فرنٹ سکرین خوب صاف کرتے ہیں گاڑی کو سواری سے قبل بیرونی طور پر صاف کرتے ہیں منزل کے قریب پہنچنے سے قبل گاڑی کو آہستہ کر لیتے ہیں تاکہ دھول نہ اڑے اور فوراً اس کی مشینری بند نہ ہو جائے۔

فیونرل ہاؤس یا مردہ خانہ :۔

یورپی جب مرتا ہے تو بھی مسائل کا شکار رہتا ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عزیز کو نہلانے کفن دینے اور دفنانے پر جو اجر و ثواب لکھا ہے وہ حیران کن ہے لیکن جب ان کا کوئی عزیز مرتا ہے تو تمام اس کے مردہ جسم سے خوفزدہ اور پریشان ہوتے ہیں حتیٰ کہ مردہ جسم سے نفرت کرتے اور گریز کرتے ہیں تاکہ کوئی جراثیم ہمیں نہ لگ جائے۔

پھر فیونرل ہاؤس کے ملازمین آتے ہیں جن کے ہاتھوں پر لمبے لمبے دستانے' سیاہ لباس' چہرے پر نقاب' اور سر پر ٹوپی ہوتی ہے وہ میت کو لے جاتے ہیں پہلے میت کو فریز یعنی بالکل ٹھنڈا کرتے ہیں تاکہ اس کے اندر فضلہ وغیرہ جم جائے پھر بڑے بڑے برشوں کی مدد سے اس کا جسم دھوتے ہیں۔ اگر عورت ہوتی ہے تو اس کو خوبصورت لباس پہنا کر اس کا میک اپ کراتے ہیں۔ اگر مرد ہوتا ہے

تو تھری پیس سوٹ ٹائی وغیرہ پہنا کر بڑے صندوق میں پیک کر کے قبرستان لے جاتے ہیں اگر جگہ پوری ہے تو میت کو سیدھا دفن اور اگر جگہ کم ہو کھڑا دفن کرتے ہیں۔

حیران کن بات ہے کہ اسلام نے کتنا آسان اور سستا طریقہ بتایا ہے۔ جس کے ہر پہلو میں خیر اور خیر ہے۔ جنازے کا رواج نہیں بلکہ جو بھی آتا ہے کچھ دیر کے لئے نگاہوں کو نیچا کر کے یہ گیا وہ گیا۔ میں نے جتنا ادب احترام اسلامی میت میں دیکھا ہے اتنا دنیا کے کسی مذہب میں نہیں۔

طلاق باقی چمچہ گلاس

جب سے یورپ نے تمام حقوق عورت کو دیئے اور اپنے غلط قانون کی وجہ سے وہ خود پریشان ہے۔ حالانکہ اسلامی قانون میں عورت کو جو مقام ملا اور جو مقام مرد کو ملا اس کی وجہ سے معاشرہ اور گھر امن کا گہوارہ بن گیا۔ لیکن یورپی معاشرے نے عورت کو بے لگام کر کے اپنے لئے بے شمار آفتوں کو مول لے لیا۔

اب لوگ صرف اس لئے شادی نہیں کرتے کہ اگر ان کا گزارہ نہ ہوا تو پھر طلاق ہونے پر مرد کا گھر سامان اسباب تمام عورت کو مل جائیں گے اور مرد صرف چمچہ گلاس' کپ' میز کرسی کا حق دار ہے باقی تمام مال عورت کا ہے اس لئے مردوں کو باقاعدہ نکاح کر کے ازدواجی زندگی گزارنے کا رجحان کم ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی چاہتی ہیں کہ وہ باقاعدہ گھریلو زندگی گزاریں حیران کن بات یہ ہے کہ ان کے تجربات کرتے کرتے چھ چھ' سات سات بچے ہو جاتے ہیں یعنی آج کسی کے ساتھ کچھ ماہ یا سال کے بعد کسی کے ساتھ ہر مرد کو آزمایا کہ میرا مزاج اس کے مزاج سے ملتا ہے یا نہیں اگر مزاج نہ ملا (اصل میں برداشت تحمل' بردباری' عفو درگزر' اسلامی اصول ہے جن کو تمام لوگ کھو چکے ہیں) تو پھر کسی اور مرد کے ساتھ اس طرح ہر مرد سے اپنی اپنی ناجائز اولاد ہے۔

لوکڈ یا حرامی بچہ :-

یورپی ماہرین معاشرت حرامی بچوں سے پریشان ہیں۔ اب سے قبل اگر کسی ولدیت وغیرہ پوچھتے تو نگاہیں نیچی کر کے شرما کر کہتا کہ میں باسٹڈ چائلڈ یا حرامی بچہ ہوں لیکن جدید تہذیب نے اب اسے اچھا نام دیا ہے کہ وہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں لوکڈ یا لو چائلڈ ہوں۔

یہودیوں کی سازش :-

دراصل جنگ عظیم اول اور خاص طور پر جنگ عظیم دوم کے بعد یہودیوں کی سازش کی وجہ سے عیسائیوں میں عورتوں کو اتنے حقوق دیئے کہ مرد کی حیثیت بالکل ختم ہوگئی۔

ایک عظیم یہودی لیڈر جو کہ ہٹلر کے خلاف جنگ میں اتحادی فوج میں پیش پیش تھا اس نے تجویز پیش کی اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں اور جنگ کے مابعد اثرات اور زوال کو ختم کرنا ہے تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو کاروبار زندگی میں شانہ بشانہ رکھو اس طرح عورتوں اور مردوں میں اختلاط شروع ہوا۔

حتیٰ کہ یورپ میں جب طلاق ہوجاتی ہے تو مرد کا گھر چونکہ عورت کو مل جاتا ہے تو پھر عورت کی اجازت کے بغیر مرد اس ایریا میں بھی نہیں آسکتا عورت پیٹرولنگ پولیس کو مطلع کرتی ہے اور پولیس ہر وقت نگرانی کرتی ہے۔

بنگلہ دیش میں سازش :-

میں ایک دفعہ کینیڈا سے بنگلہ دیش گیا وہاں عورتوں کو دیکھا کہ نیم برہنہ یورپی لباس سر پر ہیٹ اور موٹر سائیکل پر جارہی ہیں ان کا مخصوص نشان جو کہ یورپ میں عام N.G.O یعنی نان گورنمنٹ آرگنائزیشن دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ تنظیم تو یورپ میں کام کرتی ہے۔ لیکن اب یہ تنظیم زور شور سے بنگلہ دیش میں بھی محنت کر رہی ہے دراصل یہ فلاحی تنظیم ہے جو کہ ہر شخص کے ساتھ تعاون کرتی ہے اور پھر اس تعاون کے بعد مسلمانوں کو کافر اور مرتد کر دیتی ہے۔

1992ء ٹائمز رپورٹ کے مطابق انڈونیشیا میں اس تنظیم کی بدولت اب تک 20 لاکھ مسلمان غیر مسلم ہوگئے۔

اس تنظیم کا کام عورتوں کو معاشرے میں مردوں کے برابر مقام دلانا اور بظاہر یہ عورتوں کو روزگار، موٹر سائیکل مہیا کرتی ہیں لیکن دراصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ ہے۔

ایک مسلمان مفکر کا قول :-

کافر مسلمان کو اپنی معاشرت سے غیر مسلم کرتا ہے نہ کہ اپنی عبادات اور عقائد سے۔

بقول:-

کفر چار چیزوں سے پھلتا ہے۔

مال

ملک

عورت

عہدہ

بقول:-

کفر پھیلانے کے دو دروازے ہیں۔

1- انگریزی سکول

2- ٹیکنالوجی

1990ء کے ٹائمز میں پڑھا کہ 20 یا 50 سال کے بعد پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو گا انگلینڈ امریکہ وغیرہ کے ماہرین اکٹھے ہوئے کافی غور و فکر کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا آخر کار روم میں جان پال پوپ سیکڈ کے پاس مسئلہ لے کر گئے تو اس نے ایک سوال کیا کہ یہ بتاؤ کے مسلمانوں کے بچے زیادہ تر سکولوں اور خاص طور پر انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھتے ہیں یا مدرسے میں تو ماہرین نے کہا کہ 80% -

Scanned with CamScanner

زیادہ بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور بہت کم بچے مدارس دینیہ میں پڑھتے ہیں تو پوپ نے ایک فقرہ کہا کہ کانوں میں روئی ڈال کر سوجاؤ فکر نہ کرو تمام بچے ہمارے ہیں۔ مسلمانوں کے نہیں۔

بقول مسلمان سکالر :-

تین چیزوں کی گارنٹی دو صحت کی گارنٹی لو۔

سوتی لباس۔
سادہ اور کم کھانا۔
پیدل چلنا۔

سائنس کہتی ہے:-

دو چیزیں جتنی استعمال کرو نقصان نہیں۔

1- سبزیاں
2- پانی

سائنسی تحقیق :-

ماہرین غذائیات کہتے ہیں کہ کھانے سے پہلے پھل استعمال کرو تندرست رہو گے۔

قرآنی تحقیق :-

قرآن میں جنتی لوگوں کو حکم ہے کہ جنت میں کھاؤ تو اس کھانے میں پہلے پھل پھر گوشت اور حور عین کا ذکر آیا ہے۔ تو مذکورہ سائنسی تحقیق قرآنی اصول کے عین مطابق ہے۔

مٹی کی زندگی :-

دراصل مٹی میں فاسفورس ہوتا ہے اور مٹی میں کھیلنے والا بچہ تندرست

ہوتا ہے کیونکہ کبھی کبھی یہ بچہ مٹی کھا بھی لیتا ہے اس لئے فاسفورس کی مقدار اندر چلی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو بچے مصنوعی ماحول میں پلتے ہیں ان کی صحت قابل رشک نہیں ہوتی۔

یورپ میں کوڑا کرکٹ کو ختم کرنے کا عمل :-

یورپ میں ٹائلٹ پیپر پر فاسفورس لگایا ہوا ہوتا ہے تاکہ جراثیم مرجائیں جبکہ اسلام میں پانی یا ڈھیلے کا استعمال ہوتا ہے اور ڈھیلے میں فاسفورس ہوتا ہے یورپ میں کوڑا کرکٹ جس بیگ میں ڈالتے ہیں اس میں فاسفورس لگی ہوتی ہے اور وہ کوڑا کرکٹ اس میں ڈال کر ختم کرتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات میں کوڑا کرکٹ کو زمین میں دفن کرنا ہے اور زمین میں فاسفورس ہوتی ہے۔

گوبلر کا تجزیہ :-

مجھے کسی کیس کے سلسلے میں ایک وکیل رکھنا پڑا اس کا نام گوبلر تھا اس سے دوران گفتگو اسلام کے ضمن میں بات چیت ہوئی تو کہنے لگا ہمارا قانون تقریباً" تمام اسلامی اصولوں کے مطابق ہے اور ہماری معاشرت نفس پرستی کی معاشرتی ہے۔ ہمارے قانون میں یتیم' غریب' لاوارث' بیوہ کے لئے بہت مراعات ہیں۔

اگر ہماری معاشرت درست ہوجائے تو باقی تمام اسلام ہی اسلام ہے۔ میں ایک کمیٹی کا ممبر ہوں جو کمیٹی قانون بناتی ہے ہم سب سے پہلے عیسائی علوم پھر یہودی علوم اور پھر اسلامی علوم کا مطالعہ کرتے ہیں تو آخر کار جس نتیجے پر میں پہنچا ہوں وہ نتیجہ یہی ہے کہ عیسائی اور یہودی علوم کا نچوڑ دراصل اسلامی علوم کا حصہ ہیں اور ان تمام نے اسلام ہی سے حاصل کیا ہے۔

چار چیزیں آسان - اسلام پھیلانا آسان :-

میں نے ایک مسلمان بزرگ سکالر کی بات سنی حیران ہوا اور سوچتا رہا بظاہر ایک مختصر سی بات ہے لیکن بہت وزن دار ہے فرمانے لگے اگر ہماری چار چیزیں سادہ ہوجائیں تو اسلام پھیلانا آسان ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

1- سادہ غذا۔
2- سادہ رہائش۔
3- سادہ لباس۔
4- سادہ نکاح۔

میرا تجربہ :-

اسلامی زندگی میں ایڑھی کا جوتا نہیں اور اس کے استعمال سے مہروں (ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کے درمیان وقفہ بڑھ جاتا ہے اور جھلیوں میں ورم آجاتا ہے) کا نقص پیدا ہوتا ہے۔

کھجور اور افطار :-

کیونکہ جب شوگر لیول کم ہوتا ہے اس لئے آدمی کو بھوک لگتی ہے اسی لئے روزے کی حالت میں اسلام نے مسلمان کو کھجور کھانے کی ترغیب دی ہے اور کھجوروں سے ہی شوگر لیول برابر ہو کر جسم میں کیمیاوی تبدیلی ہو کر جسم کو مطلوبہ خوراک مل جاتی ہے۔

پیشاب کی سنتؐ اور میر تجربہ :-

پانی میں رہنے والی تمام آبی مخلوق پانی کی مخالف سمت چلتی ہے اس لئے اسلام نے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا تاکہ اس پانی میں موجود جراثیم پیشاب کے ذریعے جسم کے اندر نہ چلے جائیں۔

اس طرح بل میں یا سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے سوراخ میں پیشاب کیا تو اس میں بچھو نکل آیا۔ اس طرح بل میں پیشاب نہ کرنے کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر بل میں سے کوئی خطرناک جانور نکل آیا تو ظاہر ہے آدمی کا پیشاب ڈر اور خوف کی وجہ سے فوراً بند ہوجاتا ہے اور اس فوراً بند پیشاب کے اتنے خطرناک نقصانات ہیں جتنے اس سانپ کے کاٹنے کے بھی نہیں تھے حتیٰ کہ اس کی وجہ سے مرگی کے دورے،

بے ہوشی، پاگل پن، گردوں کے امراض وغیرہ پیدا ہونے کے خطرات ہیں۔

بل میں پیشاب کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بل میں رہنے والے جانور کا فضلہ پیشاب وغیرہ ہوگا جب پیشاب وہاں لگے گا تو اس میں موجود جراثیم مخالف سمت چلتے ہوئے جسم میں داخل ہو کر خطرناک امراض کا باعث بن سکتے ہیں۔

نارتھ پول یا گرین لینڈ کا سفر :-

یہ وہ علاقہ ہے جہاں مقناطیسی پہاڑ ہیں یہاں صرف اس وقت سفر ہوسکتا ہے جب برف جم جائے اور دلائی زمین سخت ہوجائے یہاں چھ ماہ کس سفر لیکن صرف پیدل کیونکہ جہاز گاڑی وغیرہ اس لئے سفر نہیں کر سکتی کہ مقناطیسی پہاڑ لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور اس طرح وہاں جہاز گاڑیاں وغیرہ حرکت نہیں کرسکتی لہٰذا پیدل چھ ماہ کا سفر ہے یہاں سے آگے گاڑیوں کا سفر ہوسکتا ہے تو جگہ جگہ بورڈ لگے ہیں کہ برفانی ریچھ سے خبردار رہیں اور گاڑی کے شیشے بند رکھیں یہ آپ کو زخمی کر سکتا ہے۔

لیکن جب سخت سردی پڑتی ہے تو یہی ریچھ غاروں میں چلے جاتے ہیں اور سوجاتے ہیں حتیٰ کہ چھ ماہ تک بغیر کھائے پیئے گزار دیتے ہیں یہ سانس بھی آہستہ لیتے ہیں آنکھ نہیں کھولتے جسم کو حرکت نہیں دیتے تاکہ انرجی خرچ نہ ہو اور ہماری زندگی باقی رہے حتیٰ کہ اگر ان کے اوپر بیٹھ جائیں تو پھر بھی بالکل حرکت نہیں کرتے۔ تو اس سے مراد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بغیر کھائے پیئے انہیں زندہ رکھتا ہے۔

مقناطیسی پہاڑوں پر جو لوگ چھ چھ ماہ تک سفر کرتے ہیں وہ روزانہ صرف ایک کیپسول استعمال کرتے ہیں جس سے فضلہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

بالکل یہی حالت اہل حق بزرگوں کی ہے جو کئی کئی ہفتے نہیں کھاتے یا بہت کم کھاتے ہیں لیکن بالکل تندرست اور زندہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس طرح

انہیں تھوڑی خوراک میں زیادہ کی برکت عطا فرماتا ہے۔

مسواک اور ایک واقعہ :-

اس وقت تمام ٹوتھ پیسٹ میں خاص چیز فلورائیڈ نمایاں طور پر پیش کی جاتی ہے حالانکہ سائنس کہتی ہے کہ مسواک میں نیچرل فلورائیڈ ہوتی ہے جو کہ دانتوں کے لئے اکسیر لاجواب ہے۔

مجھے ایک صاحب ملے جو کہ نومسلم تھے میں نے ان کی قبول اسلام کا واقعہ پوچھا کہنے لگے میں دانتوں اور مسوڑھوں کے لاعلاج اور خطرناک مرض میں مبتلا تھا تمام ڈاکٹروں کا علاج کیا لیکن افاقہ نہ ہوا آخر کار امریکہ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا اور امریکی شہری کی حثیت سے مجھے بہت ہمدردی سے چیک کیا اور ایک نسخہ تجویز کیا کچھ ادویات دیں۔ میں وہ دوائیں لے کر جارہا تھا راستے میں میرا ایک مسلمان دوست اپنی گاڑی پر ملا میں نے گاڑی سائیڈ پر روکی تو اس نے بھی روک لی۔ مسلمان دوست نے میرا احوال لیا پھر وہ مجھے کچھ مسلمانوں کے پاس لے گیا جو امریکہ میں دین پھیلانے کی غرض سے آئے ہوئے تھے کچھ دیر کے بعد تمام نے لکڑیاں (یعنی مسواک) نکال کر دانتوں میں ملنا شروع کر دیں میں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ مسواک ہے اور اس کے فوائد بتائے اور ایک مجھے بھی دیا اور استعمال کرنے کا طریقہ بھی بتایا میرا ان کے ساتھ دل لگ گیا میں کچھ دن ان کے ساتھ رہا اور مسواک کرتا رہا آٹھ دن مسواک کرنے کے بعد میری مرض میں حیرت انگیز فائدہ ہوا میں اپنے ڈاکٹروں کے بورڈ کے پاس گیا جب انہوں نے میری مرض میں افاقہ محسوس کیا تو بہت خوش ہوئے کہ ہماری دواؤں کی وجہ سے آپ کو شفایابی ہوئی لیکن میں نے تمام ادویات جوں کی توں نکال کر ٹیبل پر رکھ دی وہ حیران ہوئے کہ آخر شفا کیسے ملی تو میں نے مسواک دکھائی وہ اور حیران ہوئے اور اس مسواک کے فوٹو لیے اور اس تحقیق کے لئے مزید سوچنے لگے۔

روسی مسلمان کا قول:۔

میرے دوست نے بتایا کہ روس میں مجھے ایک مسلمان نے کہا کہ میرے پاس قرآن پاک نہیں آپ مجھے قرآن پاک دیتے جائیں میں نے پوچھا کیا کرو گے کہنے لگا کہ میں یہ پڑھ کر سمجھو گا کہ میرا پیدا کرنے والا مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

اسی قرآنی تحقیق میں بچے کے ماں کے پیٹ میں مراحل کا ذکر ہے ایک کینڈین ڈاکٹر نے ماں کے پیٹ میں بچے کے مراحل پر عرصہ دراز تک تحقیق کی لیکن جب کسی ذریعے سے قرآن پڑھا تو مسلمان ہو گیا۔

(انجینئر محمد ضیاء صاحب ٹورنٹو کینیڈا)

علم الطب کے میدان میں قرآن کریم اور سنت نبویؐ کے چند سائنسی پہلو

خلاصہ :-

یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اس صدی میں طبی سائنس کے میدان میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ ان پیپرز کا مقصد ان ترقیوں کو قرآن کی تعلیمات اور صحت مند زندگی گزارنے کے جو طریقے نبی کریمؐ نے بتائے ہیں ان سے مطابقت پیدا کرنا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نبی کریمؐ نے ساتویں صدی کے اوائل میں جو باتیں جیسا کہ صفائی کے اصول، خورد و نوش کی عادات پیشاب و پاخانہ کرنا، ازدواجی رشتے، مسواک کا استعمال، سونے کی عادتیں، شہد، انجیر اور زیتون کے تیل وغیرہ کا استعمال بتائیں طبی سائنس سے ثابت ہوگئیں ہیں کہ یہ صحت مند زندگی کیلئے بہت ضروری ہیں۔ قرآن پاک کی آیات، نبی کریمؐ کی تعلیمات اور طب کے میدان میں ہونیوالی نئی دریافتوں میں دلچسپ مطابقت پائی جاتی ہے۔

تعارف :-

قرآن پاک ایک لازوال اور لاریب کتاب ہے۔ اور یہ اسلام کی دائمی اساس ہے۔ اس میں ایسی آیات اور نشانیاں ہیں جو مختلف عمر کے لوگوں کی تعلیمی اور ذہنی پس منظر کی رہنمائی کرتی ہیں۔ قرآن پاک بار بار انسان کو گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام ایک عالمی اور کائناتی مذہب ہے۔ اور زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے۔ قرآن پاک ابتدا میں ہی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے اور حکمت سے بھرا پڑا ہے۔ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کسی بھی چیز کو نظرانداز نہیں کیا۔

ان پیپرز کا زیادہ تر مواد قرآن پاک، احادیث نبوی اور دانشوروں کے

اقوال اور طبی لٹریچر پر مشتمل ہے۔ جو مواد قرآن کریم اور احادیث کی کتابوں میں سے اکٹھا کیا گیا ہے وہ حال ہی میں طبی تحقیق سے ثابت ہونیوالے لٹریچر سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل میں دی گئی ہے۔

بحث :-

قرآن پاک ہماری پاک کتاب ہے اور طب کے بارے میں خداداد علم ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قران پاک سائنسی پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ :- انجیر کی قسم اور زیتون کی - اور طور سینین کی - اور اس امن والے شہر کی۔ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا - مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے - تو اے آدم زاد پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

بلاشک و شبہ زیتون ایک بہت مفید اور کارآمد درخت ہے۔ اس کا نام آسمانی کتابوں توریت اور انجیل میں بکثرت آیا ہے۔ یہ درخت شام اور اس کے متصل علاقوں اور دنیا کے دوسرے خطوں میں پایا جاتا ہے مشہور مذہبی سکالر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ زیتون اور انجیر کے درخت بہت سارے فائدے رکھتے ہیں یہ انسانی علم الحیات سے کچھ چیزیں مشترک رکھتے ہیں پس خالق کائنات نے انسان، زیتون اور انجیر کا نام اکھٹے قرآن پاک میں ذکر فرمایا اس سلسلے میں پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کا تیل اپنے کھانوں میں استعمال کرو اور اس کی مالش کرو۔ یہ تیل جس درخت سے حاصل ہوتا ہے وہ نعمتوں سے بھرپور ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی کریمؐ نے زیتون کے تیل کو بطور کھانے کے تیل استعمال کرنے کی تاکید فرمائی اور حال ہی میں ہونیوالی طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جذب ہونیوالے روغنیات (Satrurated fats) کو غیر جذب ہونیوالے روغنیات (Unsaturated fats) سے تبدیل کرنے سے خون میں کولیسٹرول

کی مقدار کم ہوجاتی ہے جو کہ غیر جذب ہونیوالے روغنیات کا براہ راست اثر ہے۔ دوسرے کام کرنے والوں نے یہ بات بھی معلوم کی کہ غیر جذب ہونیوالے روغنیات بشمول زیتون کا تیل جذب ہونیوالے تیل اور مکھن سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ مزیدبراں غیر جذب ہونیوالے روغنیات میں سے زیتون کا تیل خون میں روغنیات کے لحاظ سے مکئی کے تیل سے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ قابل غور شہادتوں سے یہ تجویز سامنے آتی ہے کہ جو خوراک زیتون کے تیل سے بھرپور ہوتی ہے جیسا کہ ہسپانیہ (Spain) میں ہے وہ خاص طور پر خون میں زیادہ کثافت والی روغنیات(High density dipo proteins ; HDL) کو بڑھانے میں بہت مفید ہیں جو کہ خون کی نالیوں میں روغنیات کو منجمد کرنے (Atheerosclerosis) اور دل کی شریانوں کی بیماری Artery Disease (Coonary) میں حفاظتی عنصر ہے۔ بہت سے کام کرنے والوں نے یہ بات بھی ثابت کر دی ہے کہ زیتون کا تیل خون میں زیادہ کثافت والی روغنیات (HDL) کو زیادہ کرتا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زیادہ کثافت والی روغنیات (HDL) دل کی شریانوں کی بیماری میں ایک خود مختار عنصر ہے۔ یہ ایک حفاظتی عنصر ہے۔ زیادہ کثافت والی روغنیات کا کام جسم کے دور دراز حصوں سے کولیسٹرول کو اٹھا کر جگر میں لانا ہے اور پھر جگر کی رطوبتوں سے خارج کرنا ہے۔ تازہ تحقیق نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ زیتون کا تیل مختلف غیر جذب ہونیوالی روغنیات اور جذب ہونیوالی روغنیات میں سے کم سے کم خون کی نالیوں میں روغنیات منجمد کرتا ہے۔

آجکل زیتون کے تیل کو طبی ماہرین دماغ میں خون کی نالیوں کے پھٹ جانے (Stroke) فالج Hemiphyis اور جسم کے نچلے دھڑ کے فالج Paraplesis میں تجویز کرتے ہیں۔

جہاں تک انجیر کا تعلق ہے تو ایک دفعہ اس کا کھانا حضوراکرمؐ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ پاک پیغمبرؐ نے اپنے صحابہ کو کھانے کیلئے کہا اور مزید فرمایا کہ اگر مجھے یہ کہنا پڑتا کہ یہ کھانا جنت سے آیا ہے تو میں ضرور کہتا کہ یہ انجیر ہیں۔ انجیر بواسیر اور گھنٹیا میں بہت مفید ہے۔ بہت سے عوامل بواسیر کا باعث بنتے ہیں۔

ان میں ایک قبض ہے۔ انجیر میں ایک ایسا عنصر پایا جاتا ہے جو انتڑیوں کو اشتعال دلاتا ہے۔ شربت انجیر برطانیہ کی مخزن الادویہ (British Pharmacopis) میں شامل ہے۔ اور یہ قبض میں بہت مفید ہے۔ یہاں اس بات کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ انجیر کا استعمال گنٹھیا اور جوڑوں کی درد میں تحقیق کا درکار ہے۔

مسواک کا استعمال نبی پاکؐ کی سنتوں میں سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پاک پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اگر میری امت کیلئے مشکل نہ ہوتا تو میں ہر نماز سے پہلے مسواک کا استعمال ضروری قرار دیتا۔ پاک پیغمبرؐ خود بھی بکثرت مسواک کا استعمال کرتے اور سونے سے پہلے بھی اس کا استعمال کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔ علامہ زبیری حنفیؒ ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس نے مسواک کے صحت کے نقطہ نظر سے دس فوائد گنوائے ان میں چند ایک مسوڑھوں کی مضبوطی، منہ کا صاف رکھنا، پھیپھڑوں اور گلے سے بلغم کا نکلنا اور دانتوں کو صاف رکھنا شامل ہیں۔

دندان ساز اور نظام انہضام کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ منہ کی صفائی، منہ اور نظام انہضام کی بہت ساری بیماریوں سے بچاتی ہے۔ حال ہی میں جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں تحقیق ہوئی جس میں بتایا گیا کہ مسواک میں بڑی مقدار میں ایک تیزابی مادہ ٹینک ایسڈ (Tannic Acid) پایا جاتا ہے۔ یہ مادہ دانتوں کو جراثیموں سے بچاتا ہے اور دانتوں کو کیڑا لگنے سے بچاتا ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بیکٹریا Streptococcus جو کہ دل کے والو (Valve) پر حملہ کر کے اسکو تباہ و برباد کر دیتا ہے منہ سے ہی آتا ہے۔ پس مسواک کا استعمال دانتوں، نظام انہضام اور دل کی بہت سے بیماریوں کیخلاف حفظ ماتقدم کے طور پر۔ پاک پیغمبر کے خادم خاص حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ساری زندگی کبھی بھی میدہ کی روٹی (Refined Carbohydrate) استعمال نہیں کی۔

آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے ہمیشہ براوہ (Bran) والی روٹی استعمال کی۔

جدید ترقی کے ساتھ ساتھ انسان نے نشاستہ دار غذاؤں کو صاف کرنا شروع کر دیا اور اپنی خوراک سے ریشے (Fibres) نکال دیے جس سے انتڑیاں پوری طرح بھرتی نہیں جو کہ قبض اور دوسری انتڑیوں کی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

تحقیق کرنے والوں نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ افریقہ کے دیہاتی لوگ 250 گرام نشاستہ دار غذاؤں کا روزانہ استعمال کرتے ہیں اور تقریبا 200 گرام فضلہ خارج کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں میں مغربی ممالک کی نسبت انتڑیوں کی بیماریاں بہت کم ہیں۔

مغربی ممالک میں ان لوگوں میں انتڑیوں کی بیماری کم ہے جن کی خوراک 20 گرام ریشے (Fibres) اور ان کے فضلہ کی مقدار 100 گرام ہوتی ہے۔ خوراک میں ریشے شامل کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ ان کے فضلے مقدار ہی زیادہ نرم اور آسانی سے نکل جاتے ہیں۔ یہی ایک فطرتی اور محفوظ طریقہ ہے جس سے قبض نہیں ہوتی۔ براوہ سے انتڑیوں میں دباؤ کی لہریں کم ہوجاتی ہیں۔

البارہ بن ازیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تو سونے کیلئے بستر پر جاؤ تو پہلے وضو کرو اور داہنے طرف سویا کرو۔ معدہ اور دل دونوں قسم کے بائیں طرف واقع ہیں۔ اگر ہم بائیں طرف سوئیں تو معدہ اور دل کے کام میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ بے شک حضور اکرمؐ کا بیان بڑی عقل مندی کی بات ہے۔

پاک پیغمبر کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور کپڑے تولیے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ ہاتھوں کو دھونے سے جراثیم اتر جاتے ہیں اور اگر ان ہاتھ کو گندے تولیے یا رومال وغیرہ سے صاف کیا جائے تو ہاتھ جراثیم آلود ہونے سے خوراک بھی صاف نہیں رہتی یوں بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ حضور اکرمؐ نے زیادہ کھانا کھانے کو ناپسند کیا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آدمی نے نہیں بھرا ایک گندہ برتن سوائے اپنے پیٹ کے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اتنا کھاؤ کہ تمھاری کمر سیدھی رہے تمھیں چاہیے کہ تم اپنے معدے کو تین حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک حصہ کھانے کیلئے۔ دوسرا حصہ پانی کیلئے اور تیسرا حصہ ہوا کیلئے۔

زیادہ کھانے سے شوگر جیسے بیماری لاحق ہوتی ہے۔ زیادہ کھانے سے موٹاپا ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شوگر والے مریضوں کا ابتدا میں علاج خوراک کو کم کر کے کیا جاتا ہے۔

یہ بھی نبی پاکؐ کی سنت ہے کہ پاخانہ کرتے وقت پیٹ کا دباؤ بائیں ران کی طرف پڑے۔ سائنس دانوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایسا کرنے سے پاخانے کا عمل شروع ہوتا ہے یہ شاید قبض کی روک تھام میں بھی کام کرتا ہے۔ یہ بھی نبی پاکؐ کی سنت ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کے قطرات مٹی کے ڈھیلے سے جذب کرلینے چاہئے اور پاخانے کرنے کے بعد ساری جگہ کو دھونا چاہیے۔ صرف ٹشوز پیپرز استعمال کرنے سے پیشاب و پاخانہ کرنے والی جگہ جراثیم آلود ہوجاتی ہے جس سے تولیدی نظام اور گردہ و مثانہ کی مختلف بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

ختنہ بھی نبی کریمؐ کی سنت ہے۔ ایک مادہ جو کہ ختنہ والی جگہ کے اندر ہوتا ہے سرطان کا اہم سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ختنہ کرواتے ہیں ان میں سرطان کے خطرات بہت کم ہوتے ہیں۔ انہی وجوہ کی بنیاد پر مسلمانوں میں اس جگہ کا سرطان بہت کم ہے کیونکہ ان کے بچپن میں ختنے ہوجاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ بخار دوزخ کی تپش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آج کل تیز بخار میں مریض کا بخار ٹھنڈے پانی کی پٹیوں سے اتارا جاتا ہے اور دافع بخار ادویات بھی اس کے ساتھ دی جاتی ہیں۔

آج کے دور کی جان لیوا مرض ایڈ (Aids)۔ اس کی بڑی بڑی وجوہات سے ایک وجہ ناجائز جنسی تعلقات خاص طور پر زیادہ سے ناجائز تعلقات لواطت اور عصمت فروشی ہے۔ قرآن و سنت نے اس اچھوت بیماری جس نے اس دنیا میں تہلکہ مچا دیا ان تمام برے افعال سے سختی سے منع کرتے ہوئے اس سے بچنے کے بنیادی راہنما اصول وضع فرمائے۔

(Pakistan J. Health Vol. 31 No. 3 - 4. 1994 ترجمہ)

کتابیات

کتاب کا نام	مصنف کا نام	ادارہ کا نام
حضور ﷺ نے فرمایا	مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی	دارالاشاعت اردو بازار کراچی
علیم بسنتی	مفتی عبدالحکیم صاحب	عائشہ اکیڈمی بغدادی نو آباد کراچی
....	....	
نفسی طریق علاج میں مسلمانوں کا حصہ	ڈاکٹر محمد اجمل صاحب	ادارہ ثقافت اسلامیہ ۔ ۲۔ کلب روڈ لاہور
	....	
ہماری عادتیں ۔ ہمارے	دیانند ورما	مکتبہ میری لائبریری لاہور
جذبات	....	....
پرمسرت ازدواجی زندگی	ڈیوڈ آر میس	مقبول اکیڈمی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
....	....	
اصلاحی خطبات ایڈیشن نمبر 1	جسٹس تقی عثمانی صاحب	میمن اسلامک پبلشرز کراچی
ایڈیشن نمبر 2	....	....
ایڈیشن نمبر 3	....	....
ایڈیشن نمبر 4	....	....
ایڈیشن نمبر 5	....	....
ایڈیشن نمبر 6	....	....
تحفہ خواتین	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	ادارۃ الاسلامیات لاہور
تجلیات سیرت	محمد ثانی	فضلی سنز اردو بازار کراچی

معلومات سائنس	صفدر شاہین	ذیشان اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی
....	....	
شمائل ترمذی	مولانا محمد ذکریاؒ	مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
ہمدرد صحت جون 1983ء		
.... فروری 1983ء		
.... نومبر 1982ء		
.... اپریل 1983ء		
.... ستمبر 1982ء		
.... مارچ 1982ء		
.... اپریل 1980ء		
.... جون 1982ء		
.... مئی 1983ء		
.... جون 1984ء		
.... جولائی 1982ء		
القرآن، لازوال اور ابدی معجزہ	علامہ احمد ویدات	مقبول اکیڈمی 199 سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور
	....	
حقانیت اسلام	مولانا اشرف علی تھانویؒ	جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور
....	....	
صحبت اولیاء اور محبت الٰہی	حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی	پروفیسر محمد اسلم نقشبندی ایم اے اردو۔ ایل ایل بی
....		

Scanned with CamScanner

اسلام میں مجاہدہ کا مقام	لیفٹیننٹ کرنل فیوض الرحمٰن صاحب	شفیق سنز 101 بوھر بازار کراچی
....		
منشیات	جنرل جمیل محمد ایمان	
محنت کی عظمت	ذوالفقار احمد صاحب	جامعۃ الحبیب فیصل آباد
مسواک، پیلو، اراک	ہمدرد	
گناہ بے لذت	مفتی محمد شفیع صاحب	دارالاشاعت کراچی
پھلوں سبزیوں کے فائدے	اقتدار فاروقی	بابا پبلشر اردو بازار لاہور
قرآن اور سائنس کی روشنی میں	....	جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور
پیارے رسولؐ کی پیاری باتیں	....	....
بواسیر	حکیم محمد کبیر الدین	ادارہ مطبوعات شعر و حکمت جھنگ
....	....	
عورت کی نفسیات	ایم۔اے۔ملک	۷۰ ڈی نیو مسلم ٹاؤن لاہور
رسول اکرمؐ۔ مغربی اہل دانش کی نظر میں	پروفیسر شریف بقا	مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور
	....	
نفسی قوتیں (ایک مطالعہ ایک جائزہ)	محمد موسیٰ بھٹو	سندھ نیشنل اکیڈمی حیدر آباد
مفید غذائیں دوائیں	حکیم محمد سعید، مسعود احمد برکاتی۔احمد خاں خلیل	بیت الحکمۃ محمد بن قاسم ایونیو پی او مدینۃ الحکمۃ کراچی
....		
مراقبہ	خواجہ شمس الدین عظیمی	الکتاب پبلی کیشنز کراچی
احکام اسلام عقل کی نظر میں	مولانا اشرف علی تھانویؒ	دارالاشاعت اردو بازار کراچی
حدیث نبویؐ اور علم النفس	محمد عثمان نجاتی	الفیصل اردو بازار لاہور
تنبیہ الغافلین (مترجم)	محمد بن ابراہیم ابو اللیث سمرقندی	مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان

جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں	الحاج سید مولانا رضی الدین صاحب	ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی
حیوٰۃ المسلمین	مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	ادارۃ المعارف کراچی
رسولؐ اللہ کی نصیحتیں	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری	ادارہ اسلامیات لاہور
تجلیات سیرتؐ	حافظ محمد ثانی	فضلی سنز اردو بازار کراچی
نفسیاتی مسائل اور ان کا جدید طریقہ علاج	لیاقت علی تبسم	سائیکالوجی پبلی کیشنز کراچی
	....	....
معاشرہ جدیدیت اور اسلام	محمد موسیٰ بھٹو	سندھ نیشنل اکیڈمی حیدر آباد
داستان خانوادہ	عبداللہ ملک	جنگ پبلشرز لاہور
قومی صحت جولائی 1997ء		
ماہنامہ نقیب ختم نبوت	جولائی 1997ء	
....	جون 1997ء	
قومی صحت اکتوبر 1996ء		
قومی صحت مئی 1997ء		
فاطمۃ الزہراء	ماہنامہ خواجگان لاہور	
....	اکتوبر 1996ء	
ہمدرد صحت جنوری 1997ء		
.... نومبر 1996ء		
.... ستمبر 1996ء		
.... جولائی 1996ء		
.... اکتوبر 1996ء		
.... دسمبر 1996ء		

خبر نامہ ہمدرد نومبر ادسمبر 1996ء		
اتحاد ۔ یوم تاسیس نمبر		
صدائے قاسمی ۔ جنوری 1997ء		
کتاب زندگی	امام بخاریؒ	نفیس اکیڈمی بلاسس اکیڈمی کراچی
....	....	
الادب المفرد	سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی	
بلوغ المرام	مولانا حافظ ابن حجرؒ	فاروقی کتب خانہ ملتان
خبر نامہ ہمدرد جنوری فروری 1979ء		
ہمدرد صحت فروری 1979ء		
خبر نامہ ہمدرد اپریل مئی 1979ء		
.... مئی 1971ء		
.... جون 1971ء		
.... اکتوبر 1972ء		
.... دسمبر 1972ء		
.... مئی 1971ء		
.... جنوری 1971ء		
ستمبر 1995ء		

معلومات جرمنی اکتوبر 1996			
.... دسمبر 1996ء			
ختم نبوت 6 مارچ 1997ء			
صدائے مجاہد اکتوبر نومبر 1996ء			
سائنس میگزین 58		سید قاسم محمود	شاہکار بک فاؤنڈیشن بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی
.... 68			
.... 63			
.... 49			
.... 60			
.... 45			
ختم نبوۃ	11 تا 17 اپریل 1996ء		کراچی ۔ پاکستان
....	27 مارچ تا 3 اپریل 1997		......
خدام الدین	17 جنوری 1997		انجمن خدام الدین لاہور
....	4 اپریل 1997ء		......
سائنس ویکلی 51		سید قاسم محمود	شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی
.... 53		....	
.... 56		......	
.... 52			
سائنس میگزین 54		......	
انوار ختم نبوت	جنوری 1997		لندن

خبر نامہ ہمدرد	جنوری فروری 1980ء	
....	مارچ 1980ء	
....	جون 1990ء	
....	مارچ 1969ء	
....	اپریل 1969ء	
اسلام میں سائنس اور تہذیب	ڈاکٹر حسین نصر	ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی
حیات الحیوان قسط نمبر 11	علامہ کمال الدین دمیری	شمس پبلشرز دیوبند۔ یوپی انڈیا
جلد دوم	مولانا محمد عرفان صاحب دیوبند	....
حیات الحیوان قسط ۱۲ جلد دوم	....	....
حیات الحیوان جلد اول	....	....
طب نبویؐ	امام ابن قیم الجوزیہؒ	مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
منہاج المسلمین	سعود احمد امیر جماعت المسلمین	جماعت المسلمین
اخلاق رسولؐ نمبر	سیارہ ڈائجسٹ	الفیصل پبلشرز اردو بازار لاہور
اسلام کا نظریہ جنس	سلطان احمد اصلاحی	....
قرآن حکیم اور علم الجنین	ڈاکٹر محمد آفتاب خان	ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور
رہبر زندگی مع طب نبویؐ	سید محمد سعید الحسن شاہ	مکتبہ حزب الاسلام فیصل آباد
الاختصار البیان فی مانی القرآن	سید شبیر بخاری	مخدوم جہانیاں اکیڈمی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
اسوۂ رسول اکرمؐ	حضرت عارف باللہ محمد عبدالحی عارفیؒ	ادارۃ المعارف کراچی
....		....

رسول اکرمؐ مغربی اہل دانش کی نظر میں	پروفیسر شریف بقا	مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور
بڑے گناہوں کا تحقیقی جائزہ	محمد عتیق الرحمٰن	ادارہ تحقیقیہ جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
زندگی اور عمل	ڈاکٹر مارڈن	مکتبہ میری لائبریری لاہور
خود اعتمادی بڑھائیے	مسی گلبرٹ این	غلام علی اینڈ سنز لاہور
آداب زندگی	مولانا محمد یوسف اصلاحی	اسلام بک ڈپو اردو بازار لاہور
سیرت طیبہ	مولانا ڈاکٹر عبدالقادر آزاد	مجلس علماء پاکستان لاہور
خواتین اسلام کی بہادری	علامہ سید سلیمان ندوی	مکتبہ دینیات بلال پارک لاہور
جنگ آزادی کی تلخ یاداشتیں	ایڈورڈ تھامسن	پاکستان قومی ناشران لاہور
مجلہ ایران شناسی	....	دفتر ثقافتی نمائندہ اسلامی جمہوریہ ایران اسلام آباد
عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت اور قادنیت کا تعارف	مولانا سید عبدالقادر آزاد	مرکز مجلس علماء پاکستان فورٹ روڈ لاہور
تذکرہ اولیائے پاک وہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	الفیصل اردو بازار لاہور
تحفۃ العروس	علامہ محمود استانبولی	دار الاشاعت اردو بازار کراچی
جدید دور کے مسائل اور ان کا حل	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ....
وہ ذہن جس کی تعمیر قرآن کرتا ہے	ڈاکٹر سید عبداللطیف	
عظیم کائنات کا عظیم خدا	ڈاکٹر غلام جیلانی برق	ادارہ تعمیر انسانیت لاہور

Detter Stght with out glasses.	ہیری بنجمن	
....		
خوش رہو جوان رہو	پرل کیون	
بھائی بہنوں کا مل جل کر رہنا	ہیلن ڈبلیو۔ پیونز	
امریکہ میں صاف صاف باتیں	مولانا ابوالحسن ندوی	
....		
اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں	مولانا محمد شہاب الدین ندوی	
معراج اور سائنس	آغا اشرف	
مشاھدہ حق	کیپٹن واحد بخش سیال	
معرکہ مذہب وسائنس	ڈاکٹر جان ولیم ڈرپیر	
....	ترجمہ:- مولانا ظفر علی خان	
حکمت اسلامیہ	علامہ عبدالقدیر صدیقی	
....	نعیمہ صدیقی	
اسلام اور سیرت النبیؐ چند درخشاں پہلو	ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	مقبول اکیڈمی شاہراہ قائد اعظم لاہور
....		
شاہراہ زندگی پر کامیابی کا سفر	محمد شبیر جمعہ	میلاد پبلی کیشنز لاہور
اللہ اکبر	مولانا وحید الدین خان	دار التذکیر لاہور
تحفہ خواتین	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری	ادارہ اسلامیات لاہور
تجلیات سیرت	محمد ثانی	فضلی سنز اردو بازار کراچی

Scanned with CamScanner